خانوادہ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیۃ

احوال و مقامات

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی قیوم رابع رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

مکتبہ نبویہ لاہور

خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

مکتبہ نبویہ لاہور

گنج بخش روڈ۔ لاہور

marfat.com

کتاب ———— **رَوضۃُ القیّومیہ**

مولف ———— خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

موضوع ———— احوال و مقامات قیومان مجددیہ

ترتیب وتعلیقات ———— پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

سالِ طباعت ———— ۱۹۸۹ء / ۱۴۰۹ھ

ناشر ———— مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

مطبع ————

صفحات ———— ۴۳۲

قیمت ———— ۵۴/. روپے

فہرست عنوانات روضتہ القیومیہ جلد چہارم

عنوان	صفحہ
دیباچہ	
احوال قیوم رابع	۱۷
حضرت مروج الشریعت کی خوشخبری۔	۱۸
کعبہ معظمہ کا طواف۔	۱۹
خلیفۃ اللہ کی آمد کی خوشخبری۔	۱۹
حضرت خلیفۃ اللہ کے والد ماجد کی برقعہ پوشی۔	۲۰
حضرت حجۃ اللہ کو مبارکباد دی گئی۔	۲۱
ولادت قیوم رابع۔	۲۲
حضرت خواجہ زبیر کا مشاہدہ۔	۲۸
حضرت خواجہ زبیر کی والدہ کو بشارت	۲۹
حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ سے بشارت۔	۳۰
حضرت خواجہ زبیر کا عقیقہ۔	۳۰
حضرت خلیفۃ اللہ کی پہلی نظر	۳۰
ندائے غیب سے بشارت۔	۳۱
جنّ سانپ بن کر زیارت کو آیا۔	۳۱
زمانہ طفلی۔	۳۲
سنّ شعور میں۔	۳۲
والدہ کی آرزو۔	۳۳
تربیت۔	۳۴
شیخ سیف الدین کو خصوصی بشارت۔	۳۵
سفر حج پر روانگی۔	۳۶
مکہ مکرمہ میں دیدار کعبہ۔	۳۹
مدینہ منورہ کی زیارت۔	۴۰
شیخ مراد شامی۔	۴۱

marfat.com

عنوان	صفحہ
خواجہ محمد نقشبند کی جانشینی۔	۴۲
شیخ محمد زبیر کی اتباع کا حکم۔	۴۴
کابل جانے کا حکم۔	۴۴
کابل کے مشائخ پر توجہ۔	۴۵
مسند ارشاد پر جلوہ فرمائی۔	۴۷
خواجہ محمد پارسا مجددی۔	۴۹
شاہجہان آباد کا پہلا سفر۔	۵۰
جنات کی حاضری۔	۵۲
حضرت صاحبزادہ محمد اشرف	۵۴
خلیفۃ اللہ کابل میں۔	۵۵
شہزادہ معظم کا استقبال۔	۵۵
شہزادہ معظم کی درخواست	۵۶
شہزادہ معظم کا عقیدہ۔	۵۷
شہزادہ معظم کی تاجپوشی۔	۵۸
جنگ اقتدار۔	۶۲
میدانِ جنگ پر خواجہ زبیر کی توجہ۔	۶۳
عنایت اللہ خان	۶۴
شہزادہ کام بخش کا ایک خط۔	۶۶

عنوان	صفحہ
شہزادہ کام بخش اور شہزادہ معظم کی جنگ۔	۶۷
خلیفۃ اللہ لاہور سے سرہند کو۔	۶۸
سلطان الاولیاء کا خطاب۔	۷۱
شیخ عادل حلقہ ارادت میں	۷۲
بدخشاں میں عوام کی ارادت۔	۷۳
خواجہ زبیر اور اہل سرہند۔	۷۴
مغلوں کی بے راہ روی۔	۷۷
شیخ عبدالاحد سرہند میں۔	۸۰
سلطان الاولیاء شاہجہان آباد میں۔	۸۱
بہادر شاہ کا شاہی مسجد لاہور میں خطاب۔	۸۴
بہادر شاہ کا حشر۔	۸۷
شاہی مسجد لاہور میں ہنگامہ۔	۸۸
علمائے لاہور کا مظاہرہ۔	۸۹
بہادر شاہ کے بیٹوں کی جنگِ اقتدار۔	۹۰
مغل اقتدار کا حشر۔	۹۱

marfat.com

عنوان	صفحہ
معز الدین اور جہاں شاہ	۹۲
ذوالفقار خاں سپہ سالار	۹۳
جہاندار شاہ کی عیاشیوں کی سزا	۹۴
جہاں شاہ عبدالصمد کے ہاتھوں قتل	۹۵
معز الدین کا حشر۔	۹۶
فرخ سیر کی تخت نشینی۔	۱۰۰
بندہ بیراگی کی سرکوبی۔	۱۰۱
بندہ بیراگی کے حملے۔	۱۰۵
شیخ محمد زبیر کو قطبیت کی بشارت	۱۱۰
علماء و سلاطین کی حاضری	۱۱۲
نواب عبدالصمد دلیر جنگ۔	۱۱۲
حضرت قیوم رابع کا جاہ و جلال۔	۱۱۶
مغل وزیر اعظم زیارت کو حاضر ہوا	۱۱۷
حضرت شیخ محمد زبیر کی مجالس۔	۱۱۸
سلطان الاولیاء کو شاہِ شام کا عریضہ۔	۱۱۹

عنوان	صفحہ
شاہِ شام کی آرزو۔	۱۲۰
شاہِ روم کی عرضداشت۔	۱۲۱
درویش محمد شاکر۔	۱۲۳
شیخ عبدالاحد مجددی۔	۱۲۴
حافظ نور محمد سیالکوٹی۔	۱۲۵
فرخ سیر کی ہندو نوازی۔	۱۳۱
بارہہ سادات۔	۱۳۱
صاحبزادہ محمد صدیق مجددی۔	۱۳۵
قطب الملک اور امام الملک	۱۳۷
عبدالصمد اور محمد امین	۱۳۹
مغل اور نورانی بارگاہِ قیومیت میں۔	۱۴۰
ساداتِ بارہہ اقتدار سے محروم ہوگئے۔	۱۴۱
قطب الملک کی آخری کوشش۔	۱۴۲
ساداتِ بارہہ کا حشر	۱۴۳
حسن علی اور حسین علی	۱۴۴
محمد شاہ روشن اختر خلیفۃ اللہ کی خدمت میں۔	۱۴۷

marfat.com

عنوان	صفحہ
شہزادہ روشن اختر پر مشائخ مجددیہ کی نظر التفات۔	۱۵۳
خواجہ ضیاء اللہ کشمیری۔	۱۵۵
مولف کتاب کی بیعت کا واقعہ۔	۱۵۵
حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں خواجہ عبدالرحمٰن۔	۱۵۸
حضرت خلیفۃ اللہ کی شاہی باغ میں جلوہ فرمائی۔	۱۶۰
قندھار کے سوداگر کا مرید ہونا۔	۱۶۲
حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ صوفی فرمان	۱۶۳
مبارز خاں اور نظام الملک کی جنگ	۱۶۵
خواجہ عزیز اللہ بدخشی۔	۱۷۰
ایک فاحشہ عورت کا جنازہ	۱۷۱
صفدر شاہ کا قتل۔	۱۷۱
سرہند کے علماء کی جنگ۔	۱۷۲
زکریا خاں گورنر لاہور کے لئے دعائے فتح۔	۱۷۴

عنوان	صفحہ
والئ کاشغر کی عرضداشت	۱۷۶
خلیفۃ اللہ کی خدمت میں۔	۱۷۷
شاہِ چترال کی عرضداشت	۱۸۱
حضرات مشائخ مجددیہ کی دہلی میں حاضری۔	۱۸۴
ایک مسلمان کفش فروش کا قتل	۱۸۶
خلیفۃ اللہ کے خلاف مغل دربار میں سازش۔	۱۸۹
شاہانِ جہاں کو حکومتیں تقسیم کیں۔	۱۹۷
عبدالغفور بہادر گر کا حشر	۱۹۹
سلطان الاولیاء اور قصہ اصحاب جبل	۲۰۱
دہلی برباد کی زد میں۔	۲۰۳
حضرت اسد اللہ کی بخارا سے آمد	۲۰۴
توران کے مشائخ کا وفد	۲۰۶
خواجہ محمد زبیر پل صراط پر۔	۲۰۶

marfat.com

عنوان	صفحہ
شیخ وجیہہ الدین حلقہ ارادت میں	۲۰۷
سلطان الاولیاء نے مؤلف کتاب کو خلافت دی۔	۲۰۸
خلافت نامہ۔	۲۰۹
عرضی قصیدہ۔	۲۱۰
عرضداشت مؤلف کتاب	۲۱۴
خواجہ محمد زبیر کا مکتوب گرامی۔	۲۱۶
حضرت شیخ ضیاء الدین یوسف۔	۲۲۰
مخدوم زادہ محمد احرار کا انتقال۔	۲۲۲
خواجہ محمد زبیر کے خلاف ایک سازش۔	۲۲۴
ایک جاسوس کا حشر۔	۲۲۵
خواجہ عزیز اللہ کی خلافت۔	۲۲۶
حضرت شیخ محمد نعمان کی حج سے واپسی	۲۲۸
———	
سرہند کے گورنر اور مشائخ سرہند کا اختلاف۔	۲۳۰
گورنر کی معزولی۔	۲۳۰
مؤلف کتاب کی عرضداشت۔	۲۳۱
شیخ حسن احمد کا انتقال	۲۴۱
دکن سے سیواجی کی دہلی پر یلغار	۲۴۳
———	
وزیر ہند بارہہ کی فتح کے لیے دعا طلب کرتا ہے۔	۲۴۷
مقامات قیومیت پر ایک کتاب	۲۵۱
———	
کشف الحقائق کی تصنیف۔	۲۵۳
حروف مقطعات کے اسرار۔	۲۵۳
محمد شاہ کی بدکرداریاں۔	۲۵۵
دہلی کی زبوں حالی۔	۲۵۶
خواجہ محمد زبیر کے تاثرات۔	۲۵۶
نادر شاہ کا ہندوستان پر حملہ	۲۶۳
———	
افغانوں کی مزاحمت۔	۲۶۶
نادر شاہ لاہور میں۔	۲۶۷
نادر شاہ کی سرہندی مجددیوں سے گفتگو۔	۲۶۹
نادر شاہ اور محمد شاہ کے لشکر آمنے سامنے	۲۷۲

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نادرشاہ کی فتح۔	۲۷۹	خواجہ محمد زبیر اور عوام الناس۔	۲۹۷
خلیفۃ اللہ کی توجہ۔	۲۸۰	قتل عام رک گیا۔	۲۹۸
دہلی میں رہنے والے جانوں سے تنگ آئے۔	۲۸۰	مغل پورہ پہ نادرشاہی فوج کی یلغار۔	۲۹۸
میدانِ جنگ میں فاتح کی نصیحت۔	۲۸۱	نادرشاہی حملوں نے چنگیز کے حملہ کی یاد تازہ کردی۔	۲۹۹
برہان الملک کا نادرشاہ کو ایک خطرناک مشورہ۔	۲۸۲	نادرشاہ کا دہلی پر قبضہ۔	۳۰۰
محمد شاہ گرفتار ہوگیا۔	۲۸۲	نادرشاہی حملے کے اثرات۔	۳۰۱
قیوم چہارم کی دعا۔	۲۸۵	ایک تاریخی مثال	۳۰۲
مغل پورہ دارالامان بن گیا۔	۲۸۵	قوموں کی شکست کی ایک مثال	۳۰۲
دارالخلافہ دہلی میں قتل عام۔	۲۸۷		
دہلی کی تباہی کی دردناک خبر	۲۸۸	خلیفۃ اللہ کی برکت سے مغل پورہ محفوظ رہا۔	۳۰۳
فاتح اور مفتوح دہلی میں۔	۲۸۸	نافرمان بندوں پر اللہ کا عذاب	۳۰۴
دہلی والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی	۲۸۹		
دہلی والوں کا جوابی حملہ۔	۲۸۹	نادرشاہ حضرت خواجہ زبیر کی خدمت میں۔	۳۰۵
قتل عام کا نادرشاہی حکم۔	۲۹۳	خلیفۃ اللہ اپنی وفات کی	
دہلی کی تباہی۔	۲۹۴	پیش گوئی کرتے ہیں۔	۳۰۷

marfat.com

عنوان	صفحہ
نادر شاہ کی واپسی	۳۱۰
محمد شاہ کی دوبارہ تخت نشینی۔	۳۱۰
حضرت زکریا کا ایک واقعہ۔	۳۱۱
قیوم چہارم کو نادر شاہ کی واپسی کی بشارت۔	۳۱۱
محمد شاہ کی دوبارہ تخت نشینی کی تقریبات۔	۳۱۲
حضرت خواجہ محمد زبیر کی علالت	۳۱۳
مافوق الفطرت واقعات کا ظہور	۳۱۳
بنی امیہ کے مظالم کی ایک مثال	۳۱۴
عباسی حکومت کی بنیاد۔	۳۱۴
ہزار سال کے بعد کمالات الٰہی کا ظہور۔	۳۱۷
خواجہ محمد زبیر کی کرامات	۳۱۹
حاجیوں نے خواجہ محمد زبیر کو مصروف طواف دیکھا۔	۳۲۰
مرید سے شیر بھاگ گیا۔	۳۲۰
برص کا داغ	۳۲۰
امام الملک کے خزانے کو لوٹنے والے۔	۳۲۱
حضرت خواجہ کا نام سن کر ڈاکو بھاگ گئے۔	۳۲۱
ایک غریب سپاہی سپہ سالار بن گیا۔	۳۲۱
بادشاہ کا گرز بردار۔	۳۲۴
مغل زادے کی تمنا۔	۳۲۵
خواجہ سرا کا بیٹا۔	۳۲۵
خدا قادر ہے۔	۳۲۶
ایک بیمار کی موت۔	۳۲۶
ڈاکوؤں پر غیبی لشکر۔	۳۲۷
تبرک کی تمنا۔	۳۲۷
ایک مفلس کا نذرانہ۔	۳۲۸
عجز کی قبولیت۔	۳۲۸
مومن کا جوٹھا۔	۳۲۹
لیلۃ القدر کی برکتیں۔	۳۲۹
امراء تعظیم کرنے پر مجبور ہو جاتے۔	۳۳۰

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سالکانِ طریقت کی تربیت	۳۳۰	لوگوں میں کہرام مچ گیا۔	۳۷۱
سلطان الاولیاء کے مکاشفات	۳۳۳	غسل کی تقریب۔	۳۷۱
خلیفۃ اللہ کے شب و روز۔	۳۳۷	دہلی میں نمازِ جنازہ۔	۳۷۲
مرض الموت کی کیفیت۔	۳۴۱	جنازے کی سرہند کو روانگی۔	۳۷۳
سیر کا معمول۔	۳۴۳	تواریخ وصال۔	۳۷۵
خلیفۃ اللہ کا حلیہ مبارک	۳۴۶	سلطان الاولیاء کی نعش مبارک۔	۳۷۸
مجالس کے آداب۔	۳۴۸	نعش سرہند میں۔	۳۷۹
خلیفۃ اللہ کے خصائص۔	۳۴۹	دفن کے بعد زلزلے۔	۳۸۰
وصال کے وقت کے واقعات	۳۵۲	روضہ عالیہ کی تعمیر۔	۳۸۱
مرضِ وفات۔	۳۵۷	تواریخ تعمیر روضہ مبارک۔	۳۸۲
خلیفۃ اللہ کی بارگاہ میں مولف کتاب کی حاضری۔	۳۵۹	احوال اولاد و امجاد	۳۸۳
خلیفۃ اللہ کی رحلت۔	۳۶۳	حضرت شیخ عبدالقادر۔	۳۸۴
محمد شاہ بادشاہ عیادت کے لئے گیا۔	۳۶۵	شیخ عبدالقدیر اور شیخ عبدالمقتدر۔	۳۸۵
آخری تلقین۔	۳۶۶	عبدالقدوس اور عبدالقیوم	۳۸۶
آخری وقت میں شمعیں بجھ گئیں۔	۳۶۷	شیخ محمد معصوم	۳۸۷
اہلِ عقیدت کی حالتِ زار۔	۳۶۹	روضۃ القیومیہ کی تالیف کی اجازت۔	۳۸۹
		فہرست خلفاء و مریدین	۳۹۰

marfat.com

عنوان	صفحہ
احوال یارانِ بشّران	۳۹۱
حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص مبشّرین۔	۴۱۷
خلیفۃ اللہ کے معاصر مشائخ	۴۲۳
ہم عصر علماء و شعراء۔	۴۲۳
بادشاہانِ ہم عصر۔	۴۳۲
تمّت بالخیر۔	۴۳۲

marfat.com

ابتدائیہ

(پیرزادہ اقبال احمد فاروقی)

روضتہ القیومیہ کی (زیرِ مطالعہ) جلد چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر شمس الدین مجددی سرہندی قدس سرہٗ (م ۱۱۵۲ھ) کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔ آپ نے سلوک مجددیہ کی اشاعت کے لئے تقریباً نصف صدی ایسے حالات میں کام کیا۔ جب برصغیر سیاسی اور دینی ابتری کا شکار تھا اور ملک میں سیاسی انتشار اور دینی فتنے طوفان بن کر بڑھ رہے تھے اورنگ زیب کی وفات کے بعد ایک طرف مغلوں میں اقتدار کی جنگ چھڑ گئی۔ دوسری مختلف مذاہب کے رہنما اپنے نظریات کو پھیلانے میں سرگرم عمل ہو گئے تھے۔ خانوادہ مجددیہ کی روحانی اور دینی تربیت کے مراکز درہم برہم ہو گئے۔ اور انہیں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مشکلات میں ہی حضرت خواجہ محمد زبیر مجددی نے اپنے قافلۂ سلوک کو جس حکمت عملی اور کامیابی سے منزلِ مقصود تک پہنچانے کی کوشش کی۔ اس کی تفصیلات کتاب کے صفحات پر ملیں گی۔

اورنگ زیب کا ایک بیٹا شاہزادہ محمد معظم (بہادر شاہ) حضرت خواجہ محمد زبیر مجددی قدس سرہٗ کا مرید بھی تھا۔ اور تربیت یافتہ بھی۔ آپ نے ہی اُسے اقتدار کی کشمکش کے دوران سہارا دیا۔ اور تاج و تخت کی خوشخبری دی تھی۔ اس شاہزادہ نے تخت نشینی کے بعد حضرت خواجہ کے احسانات اور مقامات کو نظر انداز کر کے جس بدبختی کا ثبوت دیا۔ وہ صرف قابل افسوس ہی نہیں تھا بلکہ اس نے سیاسی اور نظریاتی ناہمواریوں کو دعوت دے کر برصغیر کی معاشرتی زندگی کو پامال کر دیا۔ اسی شاہزادہ

marfat.com

بہادر شاہ کا وہ منحوس دَور اقتدار ہے۔ جس میں ایک طرف سکھوں نے پنجاب میں مسلمانوں کے شہروں اور بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ دار الطریقت والشریعت سرہند کو خصوصی طور پر نشانہ ستم بنایا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ سرہند کے بازار لٹ گئے۔ سرہند کے باغات اُجڑ گئے۔ سرہند کا خوبصورت شہر ویران ہو گیا۔ سرہند کی مساجد مسمار ہو گئیں۔ سرہند کے مزارات پیوستِ خاک ہو گئے۔ دوسری طرف مرہٹوں نے پایۂ تخت دہلی کو اپنے حملوں کی آماجگاہ بنا لیا۔ اور مغلوں کی عظیم سلطنت کے کئی صوبے مرہٹوں کے قبضہ میں آ گئے۔ اگرچہ شاہزادہ بہادر شاہ نے اپنے دوسرے بھائیوں کو زیر دست کر کے تخت نشینی پر کامیابی حاصل کر لی۔ مگر اس کے نظریات اور اعتقاد نے ایسا رُخ اختیار کر لیا جس سے اسلامی معاشرے کو بے حد نقصان پہنچا۔ خصوصاً خانوادۂ مجددیہ کی کوششیں اتنی متاثر ہوئیں جس کی مثال سابقہ ادوار میں کہیں نہیں ملتی۔

حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرّہٗ سرہند سے نکل کر دہلی میں قیام فرما ہوئے۔ آپ نے ایک عرصہ تک اصلاح احوال کی کوشش کی۔ آپ نے مغل اقتدار کے سربراہ شاہزادہ معظم بہادر شاہ کو بار بار متنبہ کیا۔ کہ وہ جس راہ پر چل رہا ہے۔ وہ تباہی کا راستہ ہے وہ جس عیش پرستی اور بداعتقادی کو اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ سلطنت مغلیہ کو بھی تباہ کر دے گا۔ اور اسلامی معاشرے کو بھی بگاڑ کر رکھ دے گا۔ بہادر شاہ نے حضرت خواجہ محمد زبیر کی ان نصائح پر نہ عمل کیا نہ اپنی اصلاح کی۔ آپ اس قدر دل برداشتہ ہو گئے کہ دہلی کو چھوڑ کر کابل میں قیام کر لیا۔ اور حرمین الشریفین میں وقت گذارنے کے بعد جب واپس دہلی آئے تو پنجاب کے دریا اور گنگا جمنا کی وادیاں خون آلودہ ہو چکی تھیں۔ بہادر شاہ کے جانشین اس سے بھی زیادہ خونخوار۔ بد کردار اور عیّاش ہو چکے تھے۔ وہ خانقاہ مجددیہ کے مشائخ کی دعاؤں کے تو طالب ہوتے تھے مگر ان کی ہدایات پر عمل کرنے سے کتراتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی عروۃ الوثقیٰ کے ایک

marfat.com

صاحبزادے شیخ محمد صدیق محبوب الٰہی (۱۰۵۷ھ-۱۱۳۰ھ) شہنشاہ فرخ سیر کے پیر و مرشد تھے۔ یہ فرخ سیر خانقاہِ مجددیہ میں تحائف بھی بھیجتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعا، فتوحات بھی حاصل کرتا مگر دوسری طرف دربار میں سادات بارہہ سید عبداللہ جان اور حسین علی خان کے ہاتھوں میں کھلونہ بھی بنا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ نے جب دہلی میں ملکی حالات پر خون کے آنسو بہاتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ "عیاشیوں اور بُرے کردار سے باز آجاؤ ورنہ تم پر ایسی بلا نازل ہو گی جو آج تک نازل نہیں ہوئی تھی" یہ انتباہ بھی ان حکمرانوں کو راہِ راست پر نہ لا سکا اور ملک تباہی کے گھڑے میں گرتا گیا۔

اس زمانہ میں خانوادۂ مجددیہ کے دارالارشاد سرہند پر جو تباہی آئی۔ اس نے سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے مرکز کو ہلا کر رکھ دیا۔ جس شہر سے رشد و ہدایت کے قافلے روانہ ہوتے تھے۔ اس کے در و دیوار پر حسرت برستی تھی۔ جہاں طریقت و شریعت کی بارگاہیں سجتی تھیں۔ وہاں قتل و غارت کی حکمرانی تھی۔ جہاں عظیم مغل سلطنت کے اراکین سر جھکائے کھڑے رہتے تھے۔ وہاں اوباش اور حیا باختہ لوگوں کا قبضہ تھا۔ جس شہر میں انسانی ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ ایک چڑیا شاہی باز جھپٹتے ہوئے پَر کی آواز بلند نہ کر سکتا تھا۔ اس شہر میں اوباش عورتیں اور خوش گلو رقاصائیں کوچہ و بازار میں اچھلتی پھرتی تھیں۔ جو شہر دنیا بھر کے مظلوموں کی پناہ گاہ رہا تھا وہ بندہ بیراگی کے سکھ حملہ آوروں کے "زنہائے حاملہ را شکم دریدہ و جنین را کشیدہ می کشتند" (حاملہ عورتوں کے پیٹ چیر کر بچوں کو نیزوں کی نوکوں پر اچھالا جاتا تھا۔) اس پاکیزہ شہر اور مجددی رشد و ہدایت کے مرکز کو سکھوں کے حملوں نے ویران کر دیا۔ یہ حملے صرف زندوں تک محدود نہ تھے بلکہ مزارات میں آسودہ خاک بزرگوں کو بھی نشانہ ستم بنایا گیا۔ حضرت شاہ قمیص قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کو ان کی اولاد کے ہاتھوں جبراً کھدوایا گیا۔ ۱۷۶۳ء میں سکھ

marfat.com

جمنا سے دریائے جہلم تک بلا شرکت غیرے لوٹ مچاتے رہے۔ اگرچہ بعض اوقات ان شورش پسندوں کی سرکوبی کی کامیاب کوششیں کی گئیں۔ شہنشاہ فرخ سیر نے ایک بھرپور مہم میں سکھوں کی طاقت کو توڑا۔ مغل فوجوں نے انہیں کئی بار پنجاب سے دھکیل کر جموں کی پہاڑیوں میں دفن کر دیا۔ مگر یہ سکھ مغلوں کی عیاشیوں اور خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر سرہند پر حملہ آور ہو کر تباہی مچا دیتے۔ اور یہ شہر ان کے انتقام کا نشانہ اس لئے بنتا کہ اسی شہر کے خانوادۂ مجددیہ کے مشائخ اسلامی اقدار کی تربیت اور مسلم حمیت کو اجاگر کرنے میں سرگرم عمل تھے۔ ۱۷۶۴ء میں سکھوں نے سرہند پر مکمل قبضہ کر لیا۔ تو انہوں نے اس شہر سے یہ انتقام لیا۔ کہ سکھ سرداروں نے گدھے منگوا کر سرہند شہر کو اکھاڑ کر ایک ایک اینٹ دریا میں ڈال دی۔ اور شہر کے کوچہ و بازار کو پیوست زمین کر دیا۔ سرہند کی تباہی کا یہ سلسلہ ۱۷۱۰ء سے لے کر ۱۸۵۷ء تک رہا۔ خانوادۂ مجددیہ کے ایک ایک فرد نے یا تو سرہند کو خیرباد کہہ دیا یا سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے اپنے دارالارشاد پر قربان ہو گئے۔ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو کشفی طور پر سرہند کی تباہی دیکھ ہجرت کر گئے۔ ۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء میں احمد شاہ درانی نے ہندوستان پر پہلی یلغار کے وقت پشاور سے معززین کو سرہند بھیجا اور اس تباہ شدہ شہر میں حضرت شاہ غلام محمد معصوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام پذیر تھے۔ تاکہ وہ آپ کو افغانستان آنے پر آمادہ کریں۔ اس لٹے ہوئے شہر پر ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء میں احمد شاہ درانی نے قبضہ کیا تو شہر ایک لٹا پٹا قصبہ رہ گیا تھا۔ وہ افغانستان جاتے وقت خانوادۂ مجددیہ کے تین افراد حضرت غلام محمد، حضرت عزت اللہ اور حضرت صفی اللہ معصومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے ساتھ قندھار لے گیا تھا۔ افغانستان میں حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کے بعد انہی تین حضرات اور ان کی اولاد کی کوششوں سے سلسلۂ مجددیہ کو فروغ حاصل ہوا۔ قاضی ادریس جو درانی عہد کے قاضی القضاۃ تھے۔ خانوادۂ مجددیہ کے ہی ثرد چراغ تھے۔

فاضل مولّف حضرت خواجہ کمال الدین محمد احسان مجدّدی سرہندی قدس سرہٗ نے روضۃ القیومیہ کی زیرِ نظر جلد (چہارم) ایسے تاریخی اور روحانی مشاہدات کو قلمبند کیا ہے۔ جن سے مغل حکمرانوں کی جنگ اقتدار اور بدکرداریوں پہ روشنی پڑتی ہے آپ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے عزیز بھی ہیں۔ مرید بھی ہیں۔ اور خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ آپ نے اس دور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ سلوک مجدّدیہ کی اشاعت کے ایک مبتدی اور منتہی شیخ ہیں۔ دہلی اور سرہند کی تباہی کے عینی شاہد ہیں۔ نادر شاہی قتلِ عام کے وقت دہلی میں چشم دید مؤرخ کی حیثیت سے موجود رہے۔ روہیلہ لشکروں میں شریک جہاد رہے ہیں۔ انہوں نے برصغیر کی سیاسی کشمکش اور خصوصاً سرہند پر تباہی کے طوفانوں کو چشم دید گواہ کی حیثیت سے قلمبند کیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بعض واقعات صرف آپ کے قلم نے ہی ضبط کئے ہیں اور وہ تاریخ کا حصّہ بن گئے ہیں۔ آپ کو محض مؤرخ واقعہ نگار اور تذکرہ نویس کی حیثیت سے نہیں دیکھا جائیگا بلکہ آپ سلوک مجدّدیہ کے ایک دیدہ ور دانشور کی حیثیت سے ہمارے سامنے آتے ہیں آپ نے مشائخ مجدّدیہ کے مکاشفات، مقامات اور خصوصیات کو جس انداز میں بیان کیا ہے وہ اس کتاب کی امتیازی خصوصیت ہے۔ ہر مجدّدی خصوصاً اور ہر صاحب نسبت عموماً اسے دل وجان سے پسند کرتا ہے۔ یہ کتاب اپنی معنوی خوبیوں کے اعتبار سے اہل دل کے لئے غذائے روح ہے۔ اور اہلِ محبت کے کتاب خانے کی زینت ہے۔

روضۃ القیومیہ کی پہلی تین جلدیں اہلِ علم کے سامنے آئیں تو انہوں نے اس آخری جلد کی طباعت واشاعت کے لئے جتنا اصرار کیا ہے وہ اس کتاب کی ہر دلعزیزی اور پسندیدگی کی دلیل ہے۔ کتاب کی تازہ اشاعت ہر اہلِ علم اور اہلِ محبت نے جس قدر داد وتحسین کے ساتھ دعاؤں کے تحائف نچھاور کئے ہیں وہ ہماری ساری کاوشوں کو خوشگوار بنانے میں کام آئی ہیں۔

۱۸۱۔ ریواز گارڈن۔ لاہور　　　　پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

marfat.com

روضۃ القیومیہ

دربیان احوال قیوم رابع حضرت سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ

محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوشخبری دینا ایک روز امام الاولیا حضرت عروۃ الوثقیٰ جامع علوم دینی ویقینی، ہادیٔ راہ حقیقت گزینی، سالک محقق، کامل مدقق، کاشف حقائق معقول ومنقول، واقف اسرار فرع واصول، معلم دقائق مکتوم حضرت

marfat.com

محمد معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا صالح عارف اور برگزیدہ تھا۔ بلایا۔ سب سے پہلے حضرت ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت نے اپنی خاص نسبت کا القا کیا اس بوستان قیومیت کے نئے پودے میں رکھا۔ اور حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ابو العلیؒ کے باپ تھے۔ فرمایا، کہ اس طالع بیدار فرزند کے مطلع سے ایسا آفتاب ظہور میں آئے گا جس سے تمام جہان روشن ہو گا۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات تھوڑے ہی عرصہ میں ظاہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ حضرت ابو العلیٰ کے فرزند حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ محمد زبیرؒ کے طفیل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات باطنی سے مشرق سے مغرب تک لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ اس طرح حضرت قیوم ثانیؒ کا مکاشفہ حرف بحرف ٹھیک نکلا۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مبارک کی خوشخبری

میرے (مصنفؒ) جدامجد (کواکب دریہ، میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک رات نماز تراویح میں حضرت مروج الشریعت قرآن شریف سُن رہے تھے حضرت ابو العلی بھی نماز تراویح میں موجود تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت مروج الشریعت نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابو العلیٰ کی پیٹھ پر ایک جانور دیکھا ہے جس سے آسمان کے ساتوں طبقات اور زمین روشن ہو رہے ہیں ضرور ہے۔ کہ شیخ ابو العلیٰ کی پشت سے ایسا فرزند پیدا ہو جس سے تمام کائنات منور ہو جائے۔ واقعی حضرت ابو العلیٰ کے فرزند حضرت محمد زبیر قیوم رابع سے تمام جہاں منور ہوا۔ آنجناب کے نور ہدایت نے مشرق سے مغرب تک ذرّے ذرّے کو گھیر لیا۔ اور حضرت مروج الشریعتؒ کا مکاشفہ بالکل سچ نکلا۔

marfat.com

جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وساطت سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا کعبہ معظمہ کا طواف

حضرت قیوم ثالث حجت اللہ دوسری مرتبہ سفرِ حج کو جانے سے پہلے فرماتے تھے۔ کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کل تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور مجھے سفرِ حج کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس سفر کی برکتوں کا اظہار فرماتے ہیں اور راہِ لطف وکرم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کے لئے آئے ہیں۔ چنانچہ متواتر تین مہینہ تک تشریف فرما ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم ثالث حج کو گئے۔ اور حضرت سیدالاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنی نسبت خاص کا القا کر کے فرمایا۔ کہ اس نسبت کی وجہ سے تمہارے ہاں ایک فرزند ہو گا۔ جو میرا نائب اتم اور خلیفہ اعظم ہو گا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سفرِ حج سے واپس آئے تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ کے پیدا ہونے کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرزند جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نسبت سے پیدا ہوا ہے۔ جس کا القا مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ اللہؓ کی آمد کی خوشخبری دی

اکثر اوقات جنابِ قدسی صفات رکنِ جہان۔ قیوم زمان حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار آنحضرت سے منصب قیومیت اور مراتب خلت کی تفتیش وتجسس کرتے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت وقیومیت کا مسند آرا اور ولی عہد اور شمعِ قطبیت کا نور افزا کون ہو گا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ

marfat.com

نے جلیل القدر رہا دیئے راہ ہدا حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے امر کے مطابق اور اپنی کشف باطنی کے موافق فرمایا۔ کہ نور الابصار ابو العلیٰ کے مدامی بہار گلستان میں نہایت عز و جلال سے نہال پر کمال پھلے پھولے گا۔ مقبولِ بارگاہ الوہیت موصوف حسنات قیومیت عارف بلند سیر اور کامل نمو قدر ہو گا۔ کہ ہزار سال میں ایسا موحد ذوالجلال عالم قدس اور الہام معلم انس کے اشراقات سے ظہور میں نہ آیا ہو گا۔ زمانہ کیا ہی خوش نصیب ہے کہ اس جامع علوم کے شرفِ قدوم سے مشرف و ممتاز ہو گا ؎

وآں قبلہ اربابِ دل و کعبۂ جاں　　وآں مرد رشد رہنمائے وآں قطبِ زماں

پیر است و مرید اوست ہر پیر و جواں　　تا طفل باشد جواں پیر باشد بجہاں

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کی برقعہ پوشی:

حضرت حجت اللہ کے فرزند حضرت ابو العلیٰ نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چہرہ مبارک پر برقعہ اوڑھا۔ شروع میں ایک روز حضرت حجت اللہ نے آپ سے برقعہ پوش ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح شام میرے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ اس واسطے میں اپنے چہرہ سے برقعہ نہیں اٹھاتا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی اور پر نگاہ پڑے اور بے ادبی ہو جائے۔ حضور نے امتحاناً پوچھا۔ کہ اگر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس بیٹھے ہیں۔ تو اُن سے پوچھو کہ ہمارے باپ کو دانتوں کا درد ہے کب شفا ہو گی۔ آنجناب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ تو جواب ملا کہ پرسوں پہلے پہر درد رفع ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق درد رفع ہو گیا۔ حضرت ابو العلیٰ بارہ سال تک برقعہ پوش رہے۔ تاکہ توجہ مبارک سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہو۔ آخر بارہ سال بعد جب روئے مبارک

marfat.com

سے نقاب اٹھایا۔ تو حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ وجود میں آئے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت خلیفۃ اللہ کی پیدائش پر مبارکباد

جب امام الاولیا حضرت خلیفۃ اللہ اپنے قبلہ گاہ والد ماجد کی پشت سے والدہ شریفہ کے رحم میں آئے تو ملائکہ عظام نے جو قضاء قدر کے کارکن ہیں۔ اعضا کی مناسب ترتیب، ہڈیوں کی ترکیب، آنکھوں اور پلکوں وغیرہ کے بیان میں مشغول ہو گئے۔ اس بات کے درپے تھے کہ کسی طرح شاہد سُبحانی، محبوب یزدانی کو جو مشیت ایزدی کے حجلہ میں چھپا ہوا ہے! در جلالی اور جمالی پردوں میں پردہ نشین ہے۔ معہودہ شان و شوکت سے مقررہ وقت پر خلوت گاہ میں جلوہ دیں۔ اس وقت حضرت حجۃ اللہ کو نظر کشفی اور الہام شافیہ سے معلوم ہوا۔ کہ ممکنات اور تمام اشیاء کے حقائق ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو بھی مبارک باد اور سلام دیتے ہیں۔ اور برہان الاولیا خلیفۃ اللہ کی محل سعادت والدہ ماجدہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں حضرت حجۃ اللہؓ نے اس بشارت سے جو خوشی و خورمی کا سرمایہ تھی خوش ہو کر دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حقائق اشیاء اور ممکنات کی توجہ اس صاحب حمل کی طرف ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولود قبلہ عالم و عالمیان اور کعبہ التفات جہانیاں ہو گا۔

ہاتف غیب سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مسعود کی بشارت

جب اس جوہر قابل کے ایام وضع حمل قریب پہنچے اور ولادت باسعادت جس سے زمانہ کو خوشی اور آنکھوں کو ترو تازگی نصیب ہوتی تھی۔ واقع ہونے والی تھی۔ تو عالم روحانی میں ایک نورانی شخص نے نہایت خوشی اور زمزمہ داودی جیسی خوش الحانی سے اس کلبہ ظلمانی میں نسیم گلستانی سے زمانہ کو طرح طرح کی شگفتگی بخشی کہ قریب ہے۔ کہ امام

marfat.com

زمانہ فرد یگانہ عدم کے پردہ سے ظاہر ہو۔ مرحبا کہ اسرار الٰہی کا ماہتاب واقف ہو امام حزب اللہ حجت اللہ یہ غیبی مژدہ اور رلا رہی خوشخبری سن کر پھول کی طرح شگفتہ ہوئے۔ اور مارے خوشی کے جامے میں نہ سمائے۔ موجودات کے باغ کی زینت کنندہ کا ہزار ہا شکر بجا لائے۔ کہ اس نے باغ جہاں کو ایسے پودے سے رونق بخشی اور بوڑھے جہاں کو یہ سرمایہ دے کر جوان بنا دیا۔ اور زمانے کے چمنستان کو ایسے رنگا رنگ پھول سے شگفتگی عنایت کی۔

ولادت باسعادت قیوم رابع حضرت خلیفۃ اللہ قیوم زمان قطب جہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خزینہ اسرار کے دانشوروں اور گنجینہ ابرار کے ہنر پروروں نے وہ قصہ جو تمام قصوں سے عمدہ اور وہ ذکر جو تمام اذکار سے اشرف ہے۔ بیان کے صفحہ پر یوں ثبت کیا ہے۔ کہ مکرمت کے افق سے صبح سعادت اور معرفت کے آسمان پر خورشید ہدایت کا طلوع ہونا یعنی آنحضرت معدن کمالات نبوت کرم اللہ بالخیر حضرت خواجہ محمد زبیر کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۵ ذیقعدۃ المعمور ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ء ہجری کو ہوئی ؎

از محیط فیض زیبا گوہرے آمد پدید
بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

اس مبارک وقت سے لیکر تمام رعایا و برایا کی امیدوں اور خواہشوں کے باغ کو تر و تازگی اور آنکھوں کو بدرجہ غایت بصارت نصیب ہوئی۔ اس نسیم کی خوشبو سے خاص و عام کی عیش و نشاط کا دماغ معطر ہو گیا۔ تمام جہاں کا باغ طرح طرح کے شگوفوں اور رنگا رنگ کے پھولوں سے بہشت بریں پر بھی فوقیت لے گیا ؎

marfat.com

از نکہت ایں مژدہ زماں گشت معطر ‏ ‏ ‏ ‏ در پرتوایں لمعہ زمیں گشت منوّر

ہر مطلب امید کہ بود از روئے دل ‏ ‏ ‏ ‏ از دولت و اقبال تو شد جملہ میسّر

چونکہ اس رحمت الٰہی کی دولت کا پورا پورا وصف لکھنا یا بیان کرنا حیطۂ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ اس لئے اس افسر زمان کے مجمل حالات قلمبند کئے جاتے ہیں اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ جہان کا باغ مکرمت وافضال کے بادل کے ترشحات سے اس لطف یزدانی کے سایہ سے بہار سے بھی بڑھکر تروتازہ ہوا ہے۔ اور بنی آدم کا چارہ باغ اس چمن آرا کی ندی کے پانی سے سرسبز ہوا ہے۔ اس مژدہ دلکشا کی نسیم سے غنچہ پھولا نہ سمایا۔ عشرت زمانہ کے تار نے اس ٹیڑھے چنگ کے دلنوازنغموں کے غم کا پردہ پھاڑ ڈالا ہے اس خوشخبری سے دلوں کے غنچے پھول کی طرح جامے میں نہیں سماتے۔ اور غمگساروں کی جان نے خوشی کے پھول بغل میں دبائے۔ ناقصود مندل کے دلی مقاصد مقصود مندی کے میووں سے لد گئے۔ طالبوں کو شاہد مقصود ہاتھ آیا۔ حسب دلخواہ مرادیں پوری ہوئیں۔ اہل جہان نے دل کی ڈبیاں خوش دلی کے جواہرات سے پر کیں۔ جہاں والوں نے اپنے پوت کو موتی سے بدل لیا۔ آنکھوں کو سکھ کلیجے کو ٹھنڈک ہوئی۔ دل کے ویرانے کو خوشی کا گوشہ بنایا معکوس فلک کی کشت عشرت مالامال ہوگئی۔ اہل آسمان کی عیش کا پودا زمین تک جھک آیا۔ ؎

شکر کز لطف جہاں دار ازل ‏ ‏ ‏ ‏ شد خلیفہ والی و دارالملل:

سبحان اللہ کیا عجیب ظہور ہے۔ کہ خدائے ظہور کبریائی کا جلوہ خط ربوبیت کا شاہد ہے۔ اور شاہد خط الوہیت ہے۔ زبان کی ناطقہ غیب ہے۔ اور ناطقہ کی زبان لاریب ہے کشتی شریعت کا سمندر ہے۔ اور حقیقت کے سمندر کی کشتی ہے۔ مشرق کمال کا آفتاب برج یقین کا ستارہ ہے۔ اختر دین کا برج۔ ماہ یکتائی کا آسمان۔ آسمان یکتائی چاند گدائی کا کمان گوشہ ہے۔ کمان بادشاہی کا گوشہ۔ معدن آفرینش

marfat.com

کا جوہر۔ جوہر بنیش کی کان۔ درخت دولت کا پھل۔ ملت بیاض کا ثمرہ۔ حدیقہ نور۔ اور صفحہ بیاض سرور رہے ؎

زیب دین و دولت لطف الٰہ — شد بہفت اقلیم و دنیا پادشاہِ دیں پناہ
آں شہے یکتا کہ تا روزے قیامت نہ سپہر — در زمین خیالش آمدہ یکسر دوتا

اس قسم کا معشوق بہت سے قرون اور زمانہ ہائے دراز کے بعد عدم کے پردہ اور خلوت سے ظہور میں آیا۔ کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے وقت سے لے کر کمالات الٰہی اور رحمت نامتناہی انبیا اور اصفیا کی ذات بابرکات میں نزول فرماتی رہی۔ اور جب حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا زمانہ آیا۔ تو تمام کمالات نبوت رحمانی اور عرفان سبحانی اختتام اور اتمام کو پہنچے۔ علیٰ ہذا القیاس مکملات نبوت کا آفتاب اور ولایت ثلاثہ کی حقیقت کا خورشید طلوع ہوا۔ اور سلسلہ کبریٰ اور طریقہ اتقیا میں ہمیشہ تشریف فرما ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت خاتم الاولیا خورشید عنوان خاتمہ قیومیت خاتمہ عنوان خلافت انگشت رسالت۔ مہر سلطان سپہر کمالات نبوت۔ اور آسمان ولایت کا آفتاب عالمتاب حمل زمانہ کی تحویل کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے ایک ہزار ایک سو بارہ سال بعد تاریک عالم کون و مکان کو منور کیا ؎

جستنے کہ چنیں بروزگاراں — در خواب ندیدہ نو بہاراں
نہ احسن کہ نقش چرخ اختر — مجموعہ حسن ہفت کشور

یہ قصہ "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں مفصل لکھا ہوا ہے کہ اختر شناس منجموں اور ستارہ شناس عقلمندوں نے تنجیم و نجوم کے میزان کو دیکھ کر عرض کیا کہ ایسا اتفاق حسنہ اور آسمانی سیاروں کا مبارک وقت نہ اس سے پہلے کبھی ہوا۔ اور نہ بعد میں آنا ممکن ہے۔ چنانچہ طالع سعد تھا۔ عطارد نے سرطان کو زیب و زینت بخشی ہوئی تھی۔ زہرہ و مشتری ایک برج میں تھے۔ جو دشمنوں کی جان کو حوادث پر پھینکنے ہیں اور

marfat.com

دوستوں کا گل مراد کھلاتے ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس ہر ایک ستارہ اپنے مقام محمودہ پر مسعود و مشرف اور خوشی کو بڑھانے والا تھا ؎

اسد بود طالع خداوند روز — کز و دیدۂ دشمناں گشت کور
عطارد بجوزا بر دل تاختہ — مہ و زہرہ در ثور دم ساختہ
بر آراستہ قوس را مشتری — زحل در بر آورد ساز یگری
ششم خانہ را کرد بہرام جائے — بخدمت گراں گشت خدمت نمائے
چنیں طالع بداں بود اندر — چگویم زہے چشم بد دور روز
چو زاد آں گرامی لقائے چنیں — برافروخت باغ از نہال چنیں

مرتبہ کیسا ہی عالی ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے صیام و حج کے مابین واقع ہونے سے سرائے فانی کے خراب آباد کو زینت بخشی۔ کیا ہی اعلیٰ درجہ کی منزلت ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے دو عیدوں کے درمیان واقع ہونے سے اِس خاکدان غمکدہ کو نشاط آباد کیا۔ اور ذیقعدۃ المعمور جسے اہل ہند کی اصلاح میں خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ وہ اب آنحضرت کی ولادت باسعادت کی برکت سے کمالات کے درجوں اور حسنات کے رتبوں سے پُر ہو گیا۔ واقعی اس مہینہ یعنی ذیقعدۃ المعمور کو نہایت اعلیٰ مرتبہ اور بلند درجہ حاصل ہوا کہ رمضان المبارک کا ہم پایہ ہو گیا۔ اور ذوالحجہ پر بھی فوقیت لے گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جد شریف حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس تاریک کٹیا اور خالی آستانے پر اس معدن نورانی کے تشریف لانے کو اعلیٰ درجہ کی بخشش اور عنایت تصور فرما کر خاک منت پر جبین نیاز گھسائی۔ اور کماحقہ شکر و سپاس ادا کیا۔ مشائخ نتائج احمدیہ اور اکابر ثمرہ معصومیہ اس دائمی خوشخبری سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر سر کے بل اس خوشخبری کو بڑھانے والے جمال جہاں آرا کو دیکھنے کے لیے گئے۔ کر دبی

marfat.com

فرشتوں کا گروہ اور مقرب ملائکہ کا قافلہ اس صباحت مآب کے حسن کو دیکھنے کے لئے فرش زمین سے لے کر عرش بریں تک صفیں بنائے حلقہ باندھے ہوئے تھے اور سُریانی زبان میں گا رہے تھے۔ جن کا مطلب بزبان پارسی یہ ہے ؎

دلا گوہرے کہ از ارجمندی — در نام پدر نہد بلندی
یکتا گوہرے کہ چوں کشد اوج — دریا شود چو آسمان موج

آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے تھے۔ اور رب الارباب کی بارگاہ سے اس منبع برکات کے لئے سلام و تحیات لاتے تھے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیا اور مرسلوں کی روحوں سمیت تشریف فرما ہو کر تحیات و تبارک ادا فرمائی اور مشفقانہ طور پر مربیانہ آغوش میں لیا۔ اس سراپا ہوش کے گوش مبارک میں اذان و تکبیر کہہ کر فرمایا کہ یہ فرزند کئی ہزار سال کمالات نبوت کے قبہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور یہ ہزاروں ماہ کا نتیجہ خزینہ ولایت میں تربیت حاصل کرتا رہا ؎

مہ بر اوج فلک بلند طالع شد — کہ کس ندید چنیں ماہ در ہزاراں سال

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند میری آخری امت کا قیوم اور میری امت کا مشہور شیخ ہے۔ اس کے بعد اصالت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کوئی قیوم نہ ہوگا۔ اور کوئی ایسا شخص مسند ارشاد پر جلوہ افروز نہیں ہوگا۔ نیک وقت اور مبارک گھڑی میں آنجناب کی کنیت ابوالبرکات۔ لقب شمس الدین اور اسم مبارک محمد زبیر قرار پایا۔ زبیر۔ زبر کی تصغیر ہے یعنی کمالات کتب منزلہ الہی۔ اور صحف متبرکہ غیر متناہی بہ طریق اجمال اس صاحب کمال کی ذات میں اُترے۔ طرح طرح کے کھانے۔ حسب دلخواہ پینے۔ قسم قسم کے لباس اور رنگا رنگ کی خوشبوئیں ؎

marfat.com

دریا دریا عنبریں بر — صحرا صحرا شدہ از فر
گل بوے عبیر پرنیاں سنج — پروردہ بصد بہار نارنج
از صندل و عود شبہ شبہ — در گوہر و لعل دستہ دستہ
اکسوں پراندہ رنگ در رنگ — سنجاب و سمور تنگ در تنگ

مہیا و مرتب کر کے مستحق اشخاص کو تقسیم کی گئیں۔ دانشور مورخوں اور ہنر پرور مصنفوں نے جن میں سے ہر ایک ذہن سلیم طبع مستقیم سخن پروری کی استعداد اور اشعار گستری کی قابلیت عرفیؔ و انوریؔ کی طرح رکھتا تھا۔ عمدہ عمدہ تاریخیں اور دل پسند شعر کہہ کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں لایا جس ذیل تاریخ ولادت باسعادت ہے ؎

آں شیخ مجدد الف ثانی — کہ نبود تا پیش در ہمہ انسان غیر
حق داد باد منصب قیومی را — زو ماندہ بمعصوم شاہ عالم سیر
معصوم چو از جرم و خطا بود معصوم — زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خیر
خواجہ کہ بود نقشبند عالم — اعلیٰ درجہ ابو العلی ماند بخیر
فرزند چو حق داد ابو العلی را — چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر
تاریخ تولدش گفتند چو جستند — قیوم زماں قطب پارسا و زبیر

۱۵۶ ۹۸ ۱۱۱ ۲۶۴ ۶ ۲۱۹ = ۸۹۴ھ

ھ

قطبے کہ چو مہر جہاں تاب آمد — محبوب خدا از برش القاب آمد
تاریخ تولدش گفت ہاتف — مخدوم قطب الاقطاب آمد

۶۹۰ ۱۱۱ ۱۴۴ ۴۰ = ۸۹۰

ھ

marfat.com

بحمد اللہ کہ روشن شد بعالم قطبِ ربانی ۔۔۔ امام الحق محمد زبیر آں محبوب ہمدانی

رواچوں خواست تاریخ ولادِ باسعادت را ۔۔۔ سروش آمد ولی قیوم رابع مجدد ثانی

ایک سعادت مند بخت بلند دایہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تربیت اور پرورش کے لئے مقرر فرمائی ۔ آنجناب کے چچا شیخ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ میرے برادر زادہ بلند ارادہ کی ولادت باسعادت کے دن عمدہ عمدہ قصائد اور مرغوب طبع ابیات سے یہ مضمون معلوم کر کے کہ واسطے طینت قطبیت اور قیومیت پیدا ہوا ہے بہتیری کوشش کی گئی ۔ لیکن واضح طور پر معلوم نہ ہوا ۔ کہ واقعی یہ مولود مسعود قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہو گا ۔ آخر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں مَیں نے مراقبہ کیا ۔ اور اس معاملہ کے منکشف ہونے کے لئے توجہ کی ۔ تو معلوم ہوا کہ امام ربانی قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی فرماتے ہیں ۔ کہ تجھے مبارک ہو ۔ تیرا بھتیجا پیدا ہوا ہے جو نہایت بلند ہمت عالی فطرت اور اصالت سے بہرہ ور ہو گا ۔ اور قیوم زماں بھی ہو گا ۔ جو اس قبیلہ جمیلہ کا باعث فخر ہو گا ۔

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے واقعات کا مشاہدہ کیا

ایک رات مریم زمانی، فاطمہ ثانی، والدہ آں محبوب سبحانی، قیوم زمانی نے خواب دیکھا ۔ کہ رئیس الاولیاء، عروۃ الوثقےٰ، مخزن علوم حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ اپنے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں ۔ اور ہزارہا مشائخ اس روضہ منورہ کے گرداگرد کھڑے ہیں ۔ آخر مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں ۔ کہ یہ انبیاء مرسل اور اولیاء کی روحیں ہیں جو تمہارے فرزند سعادت مند محمد زبیر کی پیدائش پر مبارک دینے کے لئے تشریف لائے ہیں ۔ میں نے بگوش خود سُنا کہ مجھ عاجزہ کو زبان گوہر فشاں سے مبارکباد دیتے ہیں ۔ اور فرماتے ہیں ۔ کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ مولود مسعود قیومیت

marfat.com

اصالت اور محبوبیت سے مشرف و ممتاز ہو گا۔ اور قطب زمانہ و فرد یگانہ ہو گا۔ اس کے ارشاد کے انوار سے تمام جہاں پر ہو جائے گا ؎

مبارک طالع فرخندہ فالے ببارغ حور مے زیبد نہالے

اس خلیل رحمانی کے باطنی طفیل جمیل سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ اور طریقہ سنیہ احمدیہ کو رواج ہو گا۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔ یہ فرزند احمدیہ کمالات کا مہتمم اور مراتب محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہو گا ہندوستان کا یہ خارستان گلستان بدل جلئے گا۔ مصرعہ۔

بیا بباغ کہ گلہا شگفتہ خار نماند

حضرت خواجہ محمد زبیر کی والدہ کو حضرت خازن الرحمۃ بشارت دیتے ہیں

اس دریگانہ اور فرد زمانہ یعنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی والدہ عفیفہ فرماتی ہیں۔ کہ جس دن میرے فرزند ارجمند معدن الخیر محمد زبیر نے زمانے کے اس غمکدہ کو خوشی و خورمی کا باغ بنا دیا۔ تو مجھ عاجزہ پر بے ہوشی کی حالت طاری ہوئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ جد بزرگوار منبع اسرار خازن الرحمۃ محمد سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مولود مسعود برگزیدہ احمدیہ و قبلہ معصومیہ ہے۔ عنقریب ہی یہ مرتبہ اعلیٰ اور درجہ کبریٰ سے مشرف و ممتاز ہو گا۔ اور مشائخ دین کا رئیس اور شیوخ یقین امت کا ہم نشین ہو گا۔ اور سب سے آخری مشہور شیخ ہو گا ؎

زہے دولت مادرِ روزگار
کہ نورے چنیں پروردہ درکنار

اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ فقیر کا طریقہ اس بلند مرتبہ گوہر سے مروج ہوا۔

marfat.com

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک سے بشارت

رئیس الاولیا حضرت حجۃ اللہ کے ایک معتبر یار اور خلیفہ ارشد صوفی کامل فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کا روضہ منورہ نہایت تعظیم و تکریم سے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع میں ہے اس معاملہ حیرت افزا کے بارے میں میں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی آخر کار آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہونے سے مراقبہ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میرے نور چشم ابوالعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک فرزند بہرہ مند پیدا ہوا اس واسطے ہم اُس کی تعظیم کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کا عقیقہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے عقیقہ کے دن آنجناب کے جد بزرگوار فرماتے تھے کہ اس مایہ خلق کی پیدائش کے دن آسمان سے فرشتے نازل ہو کر کہتے تھے کہ قریب ہے کہ یہ بچہ محبوب الہیٰ اور قیوم زماں ہو۔

حضرت خلیفۃ اللہ نے حضرت خواجہ محمد زبیر کو پہلی نظر سے دیکھا

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرفہ ذالحج کے روز دیکھا کہ گروہا گروہ فرشتے اور جوق در جوق کروبی آسمان سے فرش زمین پر اس کلبہ ظلمانی میں آ رہے ہیں اور اس فرزند ارجمند کی آستان بوسی کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا حکم اور فرمان یوں صادر ہوا ہے کہ پہلے محمد زبیر بزرگوار زیارت کرو کہ ابدی سعادت اور سرمدی سرمایہ ہے بعد ازاں طواف کعبہ اور مناسک حج بجا لاؤ ؎ زہے سعادت آنکس کہ شہ کند یادش

marfat.com

ندائے غیب سے حضرت حجۃ اللہ کو حضرت محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بشارت

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ گذشتہ و آیندہ تمام اولیا اور اصفیا کے کمالات حضرت محمد زبیر کی ذات برکات میں ودلیعت و درج کئے گئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ خاتم الاولیا ہوگا۔

جن سانپ بن کر زیارت کرتا ہے :-

ایک روز ایک سیاہ اژدہا بادیہ ہیکل فرصت پاکر اس دُرِ ثمین صفوت اور اس گوہر صدف ولایت کے سرور آگیں مہد نگارین میں ہو بیٹھا۔ اور اس صاحب کمال کے جمال کو دیکھنے میں مشغول ہوا کبھی آنحضرت کے ہاتھوں کو چومتا اور کبھی قدم مبارک کو کوتہ اندیش نگہبان اور کوتہ بین حفاظت کنندے یہ حالت دیکھ کر حیران و پریشان ہو کر ادھر اُدھر سے لکڑی، اینٹ، پتھر اٹھا لائے اور اسے مارنے کے لئے آجمع ہوئے۔ اس اژدہا نے زبان پُر فصاحت سے یوں عرض کیا۔ کہ خُدا و رسول کے واسطے مجھے ایک گھڑی کی فرصت دو تاکہ میں اچھی طرح دیدار کر لوں کیونکہ ہم اس طفل بزرگوار کے مشتاق و محتاج سالہا سال سے تھے۔ آج ہمیں خوش نصیبی و خوش بختی سے اس کی صحبت بابرکت میں حاضر ہونے کا موقع ملا ہے۔ ہم اصل و نسل سے جن ہیں۔ لیکن قباحت و شرارت سے معرّا ہیں۔ یہ کہکر نظر سے غائب ہو گیا۔

---

marfat.com

حضرت خواجہ محمد زبیر کا زمانۂ طفلی

اس محبوب الٰہی کے دودھ بھائی کا بیان ہے کہ آنجناب نے لڑکپن میں جو تصدیع وتکلیف شرعی سے مبرا زمانہ ہوتا ہے۔ عام بچوں کی طرح کبھی بستر یا بدن کو غائط وبول سے ملوث نہ کیا۔ اور زنگار رہنے سے بالطبع متنفر تھے۔ کبھی آپ نے خود بخود دایہ سے دودھ نہ مانگا۔ اور نہ بچوں کی طرح کبھی روئے۔ اور نہ ہی کھیل کود میں مصروف ہوئے اگر بالفرض اپنے ہمعصر اور آپ کی مجلس میں آتے۔ اور آپ کو کھیل کود کی رغبت دلاتے۔ تو آپ ہرگز مائل وراغب نہ ہوتے۔ اور نہ خواہش کرتے بلکہ زبان مبارک سے فرماتے۔ کہ پیری ومریدی میں وقت کا صرف کرنا خوش وقتی ہے آپ حضرت حجت اللہ کی طرح لوگوں کو مخاطب کرکے توجہ دیا کرتے اور خوشخبری سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔

سن شعور میں:۔ امام حزب اللہ حجت اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ ہم نے محمد زبیر کی ذات بابرکات میں تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا اور اصفیاء کے تمام کمالات رکھ دیئے ہیں اور وہ خاتم اولیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر واحسان ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی عمر کے چار سال اور چار ماہ گزر گئے۔ تو آنحضرت کو ایک سعادت منداد یب اور طالعمند معلم کے سپرد کیا گیا۔ اور آنجناب کی طبع مبارک کی اصلاح کے لئے کئی دانشوران سخنور اور دانایان خرد پرور مقرر کئے۔ تاکہ اپنا وقت تکمیل علوم اور تحصیل فضائل میں صرف کریں۔ اپنے قدوم میمنت لزوم سے استادیگانہ کی آنکھوں میں گھر کر لیا۔ ؎

دلستاں از قدمش شد گلستان　　　که یابد اینچنیں حولی استاں

میرے (مصنف) کے قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ میں تعلیم میں مدت مدید رئیس الاولیاء

marfat.com

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ہمنشین ہوا۔ بعض اوقات آنجناب پر اپنے باطنی بڑے احوال طاری ہوئے۔ تو آنجناب کی طبع مبارک میں تغیر واقع ہوتا۔ اور کانپنے لگے۔ حتی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ اگر کوئی لڑکا آپ کے اس حال کی بابت پوچھتا۔ تو آپ اُسے مطلع نہ فرماتے۔ واقعی ؎

ہر کسے را سرِ حق آموختند مُہر کردند و دہانش دوختند

آخر کار اپنے عوارف آگاہ حضرت قبلہ گاہ سے یہ حالت عرض کی۔ حضرت جد شریف نے فرمایا کہ مناصب احمدیہ کے دفینہ اور کمالات موروثہ معصومیہ کے خزینہ کے خفیہ اسرار ہیں۔ جو مبارک وقت میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔

خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ کی آرزو

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہُ فرماتی ہیں۔ کہ فرزند بلند فطرت محمد زبیر کی ولادت باسعادت کے بعد میں نے حضرت حجت اللہ کی خدمت میں ایک اور فرزند کے لئے التجا کی۔ میں چاہتی تھی۔ کہ ایک اور لڑکا پیدا ہو۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام شیروں سے بڑھ کر بہادر اور دلاور اور شیروں کا پچھاڑنے والا شیر تمہارے شکم سے اس طرح ہے۔ جیسے سیپی میں جوہر لطیف۔ واقعی فرزند بہرہ مند معدن الخیر محمد زبیر گوہر وحید الدہر ہے۔

چو خواہد شد قطب در دو جہاں
کہ ہرگز نزاید دگر را توأماں

ساتھ ہی خوشخبری سنائی کہ انشاء اللہ بیس سال کی عمر میں تمام کمالات و مناصب احمدیہ اور تمام مراتب معصومیہ سے معزز و مشرف ہوگا۔

marfat.com

خواجہ محمد زبیر حضرت حجۃ اللہ کی تربیت میں

میرے (مصنف) جد شریف فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے جد بزرگوار منبع اسرار سفر حج کے ارادہ سے جارہے تھے۔ اور حضرت قیوم رابع بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ چونکہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی درگاہ کے برگزیدوں کو ازل ہی سے قابل جوہر عطا فرماتا ہے۔ اس لئے اس بزرگ زادہ بلند ارادہ (حضرت قیوم رابع) کو وہ ہمت عالی اور مرتبہ بلند دے رکھا تھا۔ کہ سات سال کی عمر میں بہ سبب وسعت حوصلہ اور رفعت منزلت بڑے بڑے ارادے کئے۔ آنجناب کی شائستگی حال اراستگی مقال۔ فصاحت کلام اور لیاقت زبان روشن ضمیر بادشاہ کی افواج بحر امواج میں شہرۂ آفاق تھی۔ صفائی کا ستارہ اور ولایت کا اختر آنجناب کی پیشانئے مبارک سے ظاہر ہوتا ہے ؎

بالائے سرش نہ ہوشمندی — مے تافت ستارۂ بلندی

ہر شخص آنجناب کے انوار دیدار سے منور ہوتا تھا۔ وہ اس دُرِ یگانہ اور فرد زمانہ کے اوضاع کریمانہ اور اطوار بزرگانہ سے حیران ہوجاتا تھا۔ اور کہتا تھا ؎

بزرگی بعقل است و نہ بہ سال — دشہ کے بہوش است نہ بقال

حضرت امام معصوم کے خلیفہ شیخ ابوالمظفر برہانپوری کے مرید حسین عشاق جب کبھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے یہی فرماتے کہ یہ مخدوم زادہ اپنے وقت کا قطب ہوگا۔ جب آنحضرت کو شاہی لشکر میں رہتے کچھ عرصہ ہوگیا۔ تو بادشاہ کی فوج کو فرنگیوں کی فوج سے لڑنا پڑا۔ اس واسطے عرب و ہند کا درمیانی رستہ بند ہوگیا اس لئے حضرت حجۃ اللہ نے اس راہ سے حج کو جانا ملتوی کر دیا۔ اور واپس چلے آئے۔

marfat.com

حضرت شیخ سیف الدین کی حضرت خلیفۃ اللہ کے متعلق خصوصی بشارت

ایک دفعہ جناب امام الامام، مکرم دوران، منبع صبر محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں مرض ہوا۔ ان دنوں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے حضرت قیوم رابع کی والدہ ماجدہ نے اپنے نور چشم کی شفا کے لئے عرض کیا۔ کہ چند روز سے اس کی طبیعت ناساز ہے اور حدیقہ زندگانی کے اس نونہال اور فیض ربانی کے سرچشمہ کو کچھ عارضہ سا ہو گیا ہے۔ اس صورت دان معنی شناس نے اس عام معمورہ کے پارسا کے جمال پر کمال کو دیکھ کر فرمایا کہ زمانے کے باغ میں ایسا پھول پہلے کبھی نہیں کھلا ہے اور روئے زمین پر ایسا والئے ولایت کوئی نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ صفات اجلہ اور مناقبات اکمل میں مشہور و معروف ہو گا۔

حضرت خواجہ محمد زبیر سفر کعبہ ہمراہ جد شریف خود پروانہ ہوتے

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کعبہ معظمہ کے طواف اور حرم مکرمہ کی زیارت کے ارادہ سے جیسا کہ اس کتاب کے تیسرے حصے میں درج ہو چکا ہے۔ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اس سرزمین نے بصارت کے قدوم میمنت لزوم کی طفیل بے اندازہ تروتازگی پائی۔ اور تمام اہل کابل کو طرح طرح کی سعادت کے اوصاف اور روز افزوں بشاشت نصیب ہوئی۔

ایک روز حضرت سلطان الاولیاء نے ایک عمدہ سا سیب اپنے دست مبارک میں پکڑا ہوا تھا۔ کبھی اُسے دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور کبھی اس کی خوشبو سونگھتے۔ اتفاقاً وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے لڑھک کر خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کے فرزند

میں سے خواجہ مرزا جو حضرت حجت اللہ کے عمدہ خلفا میں سے تھے" کے قریب پہنچا آپ نے وہ سیب نہایت تعظیم سے اٹھا کر آنجناب کو دیا. چنانچہ تین مرتبہ وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے گرا۔ اور تینوں مرتبہ آپ نے اٹھا کر آنجنابؒ کے پیش کیا۔ آخر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا. کہ یہ سیب جو ہمارے فرزند کے ساتھ سے جدا ہو کر جو جاتا ہے۔ یہ نعمت عظمٰے ہے. اغلب ہے کہ اس سے ہمیں دولت! بدی اور سرمایہ سرمدی نصیب ہو۔ اُسے سنبھال کر رکھو. کہ منصب قیومیت و قطبیت کے اس والی سے ہمیں دائمی نفع اور جاودانی فائدہ پہنچے گا۔ خواجہ صاحبؒ نے وہ سیب بڑی حفاظت سے رکھا۔ اور آداب بجا لایا. بعد ازاں آنحضرت نے فرمایا. کہ اس فرزند کی قیومیت کے طلوع آفتاب اور صبح قطبیت کے ظہور کا وقت قریب ہے اور تمہیں اس سے فائدہ پہنچے گا۔ اور فیض باطنی حاصل ہو گا۔ اس سیب کا قصہ عنقریب مفصل لکھا جائے گا۔

سفرِ حج پر روانگی

مبارک سال اور نیک مہینے میں نائب مناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے خاتم اولیا حضرت خلیفۃ اللہ کی ولادت باسعادت کے بعد کعبہ معظمہ کے طواف اور مدینہ منورہ کی زیارت کا عزم بالجزم کیا کیونکہ آنحضرت اس امر کے لئے منجانب اللہ مامور ہوئے تھے۔ کہ یہ وہی طفل بزرگوار ہے۔ کہ اس سے پہلے بہ سبب القائے نسبت غیبیہ وہ ولی ازلی سفر حج کے لئے مامور ہوئے تھے۔ آیت کریمہ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى کے قصہ کی طرح مشہور ہو گیا۔ مصرعہ

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں

marfat.com

چند سال تک حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور روح جو تمام عالم کا مربی ہے آنحضرت (خلیفۃ اللہ) رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار کو اپنی حضوری میں تربیت کرتا رہا۔ چنانچہ یہ بات مفصل طور پر پہلے بیان ہو چکی ہے سہ

پدر نور و پسر نور لیست مشہور   از ینجا فہم کن نور علیٰ نور

پس آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خیال آیا۔ کہ اب السفر وسیلۃ الظفر، کو طے کرنا۔ اور اس عزیز الوجود کو حرم شریف کی زیارت کا شرف حاصل کرانا چاہیئے۔ تاکہ اُسے بے انتہا کمالات اور لا انتہا عنایات حاصل ہوں۔ ایران کی راہ سفر حج کے ارادے سے کابل تک پہنچے۔ لیکن بادشاہ ہندستان نے نہایت عجز آمیز عرضی لکھی کہ جناب کابل سے واپس آجائیں۔ اور دکن کی راہ حج کے لئے تشریف لے جائیں تاکہ میں قبلہ اخیار کے دیدار فائض الانوار سے مستفید ہو سکوں۔ حضرت حجۃ اللہ بپاس خاطر بادشاہ کابل سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے بھی آنحضرت نے سفر حج کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے تشریف نہ لے جاسکے توقف کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔ چونکہ اب جناب کا سن شریف بارہ چھوڑ تیرہ سال کا ہو گیا۔ تو حضرت قیوم ثالث کو الہام ہوا۔ کہ حج میں توقف اس واسطے ہوا۔ کہ محمد زبیر ابھی خورد سال تھا۔ اب بالغ ہو گیا ہے۔ خاطر جمع سے حج کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ حضرت حجۃ اللہ اس فیض اشارت بشارت سے خوش و خورم ہو کر اپنے بزرگوار فرزند کو ساتھ لے حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ راہ مکہ میں حضرت حجۃ اللہ نے ایک راز کی بات مجھ سے پوچھی۔ وہ یہ کہ کشف حقائق کہاں تک حاصل ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے تمام اولیا اور انبیا کے حقائق معلوم ہیں۔ چنانچہ اگر میں

marfat.com

چاہوں تو ایک ایک کو جدا بیان کر سکتا ہوں۔ تمام سالکوں کے سلوک کی کیفیت مجھ پر منکشف ہے۔ کہ فلاں سالک ربع ولایت طے کر چکا ہے۔ اور فلاں نصف اور فلاں دو تہائی۔ اور تمام اولیا کے مشارب مجھے معلوم ہیں۔ کہ فلاں شخص محمدی المشرب ہے اور فلاں عیسوی المذہب وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کشف الٰہی و کونی مفصّل مجھے معلوم ہے۔ حضرت حجۃ اللہ نے یہ سن کر نہایت ہی خوش ہو کر فرمایا کہ اس قدر کشف سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نصیب نہیں۔ شیخ نجم الدین جو اس امت کے بڑے ولی ہو گزرے ہیں۔ اپنی ولایت کے کشف سے واقف نہ تھے۔ کہ کس نبی کے زیر قدم ہے۔ ایک دفعہ آپ کے شہر میں ایک بزرگ وارد ہوا۔ جسے ولایت مشارب کا کشف حاصل تھا۔ شیخ صاحب نے اپنے مرید کو اُس کی خدمت میں بھیج کر پوچھا کہ میری ولایت کا مشرب کون سا ہے یعنی کس نبی کے زیر قدم ہے۔ جب اُس نے شیخ صاحب کے مرید کو دیکھا۔ تو کہا یہودی توجہ کرتا ہے۔ وہ مرید سخت ناراض ہو کر لوٹا۔ اور اپنے پیر سے ماجرا بیان کیا۔ شیخ نے کہا ناراض کیوں ہوتے ہو۔ واقعی میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہوں۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ اس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں جن دنوں جہاز پر سوار تھا ایک دن خواب میں دیکھا کہ تمام جہان عرش سے فرش تک میرے وجود سے پُر ہو گیا ہے۔ جب میں نے یہ خواب آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا تو فرمایا۔ یہ قیومیت کی علامت ہے۔ تم تمام مخلوق خدا کے قیوم ہو گئے۔ اور قیومیت وہ مقام ہے جو گذشتہ و آئندہ اولیا میں سے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے کسی کو نصیب نہیں۔ قطبیت۔

marfat.com

فردیت ۔غوثیت وغیرہ تمام مناصب قیومیت کے ظل ظلال ہیں۔ قیوم ہی تمام جہان واہل جہان کا قبلہ توجہ ہوتا ہے۔ اور اسے پروردگار کی طرف سے" ذات موہوب" حاصل ہوتی ہے جس سے تمام چیزیں قائم ہوتی ہیں۔ ہزار سال بعد امت محمدیؐ میں سے ایک شخص اس منصب کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ ہزارہا خدمت گار قیوم کے ماتحت جہان کی کارروائی کرتے ہیں۔ قطب۔ غوث، فرد سب قیوم کے ملازم ہوتے ہیں۔ انبیاء کو یہ منصب عطا ہوتا ہے۔ یعنی انبیاء اولوالعزم کو جو ہزار سال بعد مبعوث ہوتے ہیں۔ جناب خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار سال بعد یہ منصب اللہ تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا اور آنحضرت کے دو تین فرزندوں کو بھی اس منصب سے سرفراز فرمایا قیوم پروردگار کا وزیر اعظم اور نائب ہوتا ہے اور تمام مخلوق بمنزلہ عرض ہوتی ہے۔ اور وہ بمنزلہ جوہر منصب قیومیت حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر طینت پر موقوف ہوتی ہے۔ حق تعالےٰ نے یہ منصب تمہیں عنایت فرمایا ہے۔ طینت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمیر بھی تمہارے جسم میں بطور امانت ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔" کشف الحقائق قیومیت" میں اس بات کی مفصل وجہ درج ہے۔ کہ اس قلیل عرصے میں کیوں اتنے قیوم ہوئے۔

مکہ مکرمہ میں دیدار کعبۃ اللہ۔ جب منزلیں طے کر کے حرمین الشریفین زادہم اللہ شرفاً وکرماً میں پہنچے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ آدھی رات اور دوپہر تک دیدار کعبہ پر مراقبہ کرتے رہتے۔ بعض اوقات سارا دن اور ساری رات ہی مراقبہ میں گزر جاتا۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیومیت اور قطب الاقطابی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ اب تو یہ منصب جناب

marfat.com

کی ذات مبارک کے متعلق ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اب میری رحلت کا وقت قریب ہے۔ یہ منصب اب تمہیں عنایت ہوگا۔

مدینہ منوّرہ کی زیارت:۔ جب مدینہ منورہ پہنچے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ سارا دن اور ساری رات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں پردہ خاص کے اندر مراقبہ کئے رہتے۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے پاس حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں خلعت قیومیت پہنائی ہے۔ اب تم کمالات الٰہی کے قرب میں میرے برابر ہو۔ کوئی ایسا کمال نہیں جو حق تعالےٰ نے تمہیں عنایت نہیں فرمایا اس روز سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے برادرانہ سلوک کرنا اور اپنے برابر سمجھنا شروع کیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ محمد زبیر تم قرب پروردگار میں میرے بھائی کی طرح ہو۔ پھر آنجناب نے اپنے روبرو سالکوں کو توجہ دینے کا حکم دیا۔ آنجناب نے عرض کیا کہ میں بپاس ادب جناب کے روبرو لوگوں کو توجہ نہیں دے سکتا۔ پھر جب حضرت قیوم ثالث نے تاکیداً فرمایا۔ تو عذر کی مجال نہ رہی۔ ایک طرف حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ توجہ دیتے اور دوسری طرف سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ اس طرح مریدوں کا حلقہ ختم کرتے تھے۔ بعض اہل عرب کو خیال آیا کہ تعجب ہے کہ حضرت حجۃ اللہ نے ایک بچے کو خلقت کا پیشوا بنا دیا ہے اُسی رات ان لوگوں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ محمد زبیر میرا خلیفہ ہے۔ میں نے اُسے تمہاری تربیت کے لئے مقرر کیا ہے۔

خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا مقام:۔ انہیں دنوں حضرت قیوم ثالث رضی

marfat.com

اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ محمد زبیر کی قدر کوئی کیا جانے۔ یہ وہ شخص ہے کہ میں مدت مدید تک اُس کے باپ کی تربیت کرتا رہا۔ تمہیں ہند سے بلاکر اپنی خاص نسبت کا القا کیا۔ تب یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کی بزرگی کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ میری امت میں چار شخص اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ مجدد الف ثانی، عروۃ الوثقیٰ، حجت اللہ، اور محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہم۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

شیخ مراد شامی:۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ مراد شامی علیہ الرحمۃ نے جو ملک شام کا سب سے بڑا شیخ تھا۔ اپنے بیٹے محمد کو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا۔ آنجناب نے اُس کی تربیت کرکے خلافت عنایت فرمائی۔ آج کل ملک شام کا بڑا شیخ خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سلطان روم اسی کا مرید ہے۔ اس ملک کے اکثر مشائخ نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ کہتے ہیں اس کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ دینار ہے۔ جن دنوں آنجناب مدینہ میں تھے۔ تو حاکم مدینہ کو حکم ہوا۔ کہ ایک شخص اس صورت و شکل کا ہے۔ اُسے روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاردیواری میں داخل نہ ہونے دینا۔ اس شخص کے ملازم نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ فلاں شخص جو اکثر جناب کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتا ہے۔ اب اس کے لئے روضہ منورہ کی چار دیواری میں آنا حکماً منع کردیا گیا ہے۔ امید ہے کہ جناب اُس کی سفارش فرمائیں گے۔ حضرت قیوم ثالث اس کے بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ بعد ازاں اس شخص کو کہا کہ اس نے حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر کے بارے میں اپنے دل میں بدگمانی کی ہے۔ اس واسطے جناب پیغمبر خدا صلی

marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر ناراض ہیں۔ اس شخص نے خود حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ واقعی حضرت خلیفۃ اللہ کی نسبت میرے دل میں بڑا خیال آیا تھا۔ سو اب میں اس سے توبہ کرتا ہوں حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے اس کی تقصیر معاف کرائی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حرمین الشریفین سے لوٹ کر ہند آئے۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کو محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا کہ حضرت مجھے بھی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے حج سے واپس آکر محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ واضح رہے کہ یہ محبوبیت ذاتی خمیر طینت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ اور محبوبیت صفاتی وانفعالی بغیر طینت کے حاصل ہو سکتی ہے۔ محبوبیت ذاتی تمام اولیائے امت میں سے سوائے قیوم اربعہ اور مروج الشریعت کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں محبوبیت صفاتی وانفعالی باقی اولیا کو بھی درجہ بدرجہ حاصل ہے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ نے حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفۃ اللہ کو اپنا جانشین مقرر کیا

حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پورے سو سال بعد ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء ہجری میں حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت پہنائی۔ اور اپنا ولیعہد بنایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفا کو تربیت باطنی کے لئے ان کے حوالے کیا۔ ایک مجلس میں آپ نے اپنے سامنے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ لوگوں کو توجہ دو۔ اور اپنے مقابل مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور عام مریدوں کو حکم

marfat.com

دیا۔ کہ محمد زبیر کے حلقہ میں بیٹھا کرو۔ اور اسی سے فیض اخذ کیا کرو۔ اور اس کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح جانو۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے تمام مریدوں اور خلیفوں نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ اور اُن کے مرید ہو گئے۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ پروردگار اپنے فرشتوں سے تمہارے اوصاف بیان کر کے فخریہ فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میرے بندے ایسے بھی ہوا کرتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ قرب الٰہی کے تمام کمالات جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو عنایت ہوئے تھے۔ وہ تمام بلاکم و کاست حق تعالیٰ نے تمہیں مرحمت فرمائے ہیں۔

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج بیت اللہ سے واپس آئے۔ تو عالمگیر بادشاہ استقبال کر کے آنجناب کو اپنے لشکر میں لے آیا۔ حضرت قیوم ثالث نے شاہی لشکر میں پہنچ کر حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی عہد مقرر فرمایا جہاں دیدہ آدمی اور کہن سال بادشاہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی ذکاوت طبع و فہم و فراست دیکھ کر حیران تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ بزرگی اور فراست جو اس خورد سال بچے میں ہے۔ کسی سال خوردہ میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ واقعی اس میں قطبیت و قیومیت کی قابلیت ہے۔ حضرت قیوم ثالث نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو ولی عہد بنانے کے بعد سرہند جانے کا ارادہ کیا عالمگیر نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھ کر بے اختیار عرض کیا کہ اگر آنحضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو کچھ عرصہ کے لئے یہاں چھوڑ جائیں۔ تو میں ان کی صحبت سے فائدہ اُٹھاؤں۔ آنحضرت نے آپ سے پوچھا۔ کہ اگر چاہو تو میرے ساتھ چلو۔ چاہو تو بادشاہ کے پاس رہو۔ آنجناب نے عرض کیا

marfat.com

کہ اگر آپ کا حکم ہے تو مجبور ہوں۔ اگر میری مرضی پوچھتے ہو۔ تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس رہنا نہیں چاہتا۔

شیخ محمد زبیر کی اتباع کا حکم:۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم اکبرآباد آئے تو حضرت قیوم ثالث کے بڑے خلیفہ شیخ عبدالکریم علیہ الرحمۃ نے مجھ سے توجہ طلب کی۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اسے توجہ دوں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میرے تمام مرید اور خلفا تمہارے مرید ہیں۔ سب کو لازم ہے کہ تمہارے معتقد ہو جائیں۔ تم بلاتوقف انہیں توجہ دو۔ بعدازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنی سعادت چاہتا ہے۔ وہ قطب زماں قیوم جہاں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا مرید ہو جائے کیونکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی مرضی یہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ سے جو کمالات مجھے حاصل ہوئے۔ اب وہ تمام کمالات میرے فرزند محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئے ہیں۔ تمام ذرات و ممکنات نے اس سے رجوع کیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کو کابل جانے کا حکم:۔ جب شاہ جہاں آباد آئے تو حضرت قیوم ثالث نے حضرت خلیفۃ اللہؒ خواجہ محمد زبیر کو کابل جانے کا حکم دیا۔ کہ وہاں جا کر لوگوں کو ہدایت کریں۔ آنجناب حسب الحکم کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے لوگوں کو جب آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب اُسے اپنی سعادت خیال کر کے استقبال کے لئے آئے۔ اور وہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب کے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے مشائخ آنجناب کے حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے خلیفہ حاجی عبداللہ

marfat.com

نے رجوع کیا اور توجہ طلب کی۔ جب آنجناب نے بپاس ادب حاجی صاحب کو توجہ دینے میں تامل کیا۔ کیونکہ حاجی صاحب بزرگ اور سن رسیدہ آدمی تھے۔ تو حاجی صاحب نے عرض کیا۔ کہ میں نے ایک رات بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ پروردگارا مجھے قطب وقت کا مرید بنا۔ اسی رات میں نے خواب میں شخصوں کو دیکھا۔ ایک بوڑھا دوسرا جوان اور تیسرا بچہ۔ بوڑھے اور بچے کے تمام لباس پر اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ لیکن جوان کے صرف کمر تک تھا۔ ایک نے آواز دی کہ تینوں قطب ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل میں تشریف لائے۔ تو جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا بوڑھا شخص حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ تھے۔ جوان اُن کے فرزند حضرت ابوالعلیٰ رضی اللہ عنہ اور بچہ ان کے پوتے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ پھر منت وسماجت سے توجہ کے لئے عرض کیا۔ آنجناب نے حاجی صاحب کو توجہ باطنی دی۔

کابل میں مشائخ نے توجہ طلب کی:۔ بعدازاں خواجہ خسرو خواجہ میرزا اور اخوند موسیٰ وغیرہ نے بھی حضرت قیوم رابع سے توجہ کی درخواست کی۔ انہیں بھی آنجناب نے فرمایا کہ تم بزرگ ہو مجھ سے توجہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مامور ہیں کہ جناب سے فیض حاصل کریں۔ خواجہ میرزا نے وہ سیب والا قصہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے عرض کیا۔ جب انہوں نے بہت منت وسماجت کی تو حضرت خلیفۃ اللہ نے ہر ایک پر مہربانی کر کے نسبت باطنی کا القا فرمایا۔ ان سب بزرگوں نے اپنے اپنے فرزندوں کو بھی آنجناب کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ چنانچہ اخون موسیٰ کے فرزند میر سعد اللہ خواجہ خسرو کے فرزند خواجہ فیض اللہ وعباد اللہ خواجہ میرزا کے فرزند خواجہ محمد امین کو حضرت خلیفۃ اللہ نے

marfat.com

مرید کر کے تربیت کی۔ اور انہیں دنوں خلافت عنایت فرمائی۔ اُن میں سے ہر ایک کو اس ملک میں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ ہزار ہا لوگ ان کے مرید ہوئے۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا ہوئے۔ جیسا کہ اپنے مقام پر لکھا جائے گا۔ ہر صبح شام ہزار ہا لوگ آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ اور ہر روز کابل میں اطراف وجوانب سے سینکڑوں آدمی حاضرِ خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے۔ تقلیدی لباس کندھے سے اُتار خلعت تحقیقی پہنتے۔ اس مرشد عالم کا ہنگامہ رشد وارشاد گرم ہوا۔ جیسا کہ ان عرضیوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جو آنجناب نے اپنے جدِ بزرگوار کی خدمت میں لکھی ہیں۔ نیز ذات وصفات کے حقائق ومعارف بیان فرمائے ہیں چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی محبوبیت پر نگاہ کی۔ تو اُس نے ایسا غلبہ کیا کہ میں اپنا عاشق بن گیا۔ علیٰ ہذالقیاس آنجناب نے نہایت نازک اسرار بھی بیان فرمائے ہیں۔ جن تک عقل سلیم بھی نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن ان عرضیوں کو اس کتاب میں بخوف طوالت نہیں لکھا۔ مختصر یہ کہ حضرت قیوم رابع نے چند ماہ تک کابل میں رہ کر اپنے جدامجد کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ان دنوں سرہند کے اکثر بزرگ کابل میں تھے۔ چنانچہ میرے (مصنفؒ) جد شریف بھی کابل ہی میں تھے۔ تمام عزیزوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانا چاہا۔ اتنے میں خبر آئی۔ کہ آج کل شاہزادہ معظم اور دشمن میں لڑائی ہے۔ اور کابل سے پشاور تک دشمن کا لشکر پڑا ہوا ہے۔ جو ملکی یا فوجی آدمی انہیں ملتا ہے اُسے قتل کر دیتے ہیں۔ تمام بزرگوں نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو کہا کہ ہمارا باطن اجازت نہیں دیتا۔ میرے جد شریف نے آنجناب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارا باطن جانے کی اجازت دیتا ہے۔ میرے جدامجد نے عرض کیا۔ کہ جناب کا فرمانا ہمارے لئے نص قاطع ہے۔ ہم جناب کے ہمراہ چلیں گے۔ پہلی ہی منزل میں ڈاکو میرے جد امجد کے اُدنٹ

marfat.com

کا مندہ اٹھا کر لے گئے۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو فرمایا کہ میں نے اپنی توجہ سے دشمن کے فساد کو مندے پر ٹال دیا ہے۔ آئندہ کوئی مصیبت پیش نہیں آئے گی صرف اسی قدر تھی جو گذر گئی۔ اب سرہند تک خیریت محض ہے۔ واقعی پھر سرہند تک کوئی مصیبت پیش نہ آئی۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جد امجد کی زیارت کی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اہل کابل نے تمہاری قدر کیا پہچانی ہو گی۔ تمہاری قدر خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہے۔ بعدازاں فرمایا کہ محمد زبیرا حق تعالیٰ نے تمہاری دنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا ہے۔ اور تمہیں سابقین کے زمرے میں داخل فرمایا ہے: "والسابقون السابقون اولئک المقربون"۔ جو بشارات حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو عنایت فرمائیں۔ اگر ساری لکھی جائیں تو الگ ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اس واسطے انہیں مفصل نہیں لکھا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ چودہ سالہ تھے کہ حق تعالےٰ نے آنجناب کو گذشتہ و آئندہ تمام اولیا کے سارے کمالات عنایت فرمائے۔ اور اکیس ۲۱ سال کی عمر میں آنجناب نے ارشاد قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا۔

ہم آئندہ صفحات آنحضرت رضی اللہ عنہ کے عہد قیومیت کے سال بسال کے حالات درج کریں گے۔

حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفۃ اللہ کی مسند ارشاد جلوہ آرائی

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ماہ صفر کی پہلی تاریخ سینچر کے روز ۱۱۱۴ھ ۱۷۰۲ء کو ارشاد قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ فجر کی نماز کے بعد میں حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم معہ تمام انبیا و ملائکہ تشریف فرما ہوئے۔ اور جواہرات ویاقوتوں کی جڑاؤ خلعت فاخرہ مجھے پہنائی۔ اور خود دست مبارک سے میرے سر پر پگڑی باندھی۔ تمام انبیاء اور فرشتوں نے مجھے قیومیت کی مبارک باد دی تمام موجودات اور کائنات اور مخلوقات نے مجھ سے رجوع کیا۔ اور فرشتوں نے آواز دی کہ حق تعالےٰ نے محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو قیوم روزگار بنایا ہے۔ اے بندگان خدا اس کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ مراقبہ کے بعد حضرت قیوم ثالث کے تمام مرید اور خلفا حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ اطراف و جوانب میں جس قدر خلفا حضرت قیوم ثالث کے تھے۔ سب سرہند آئے۔ پہلے ماتم پرسی کی اور پھر آنجناب کے مرید ہو گئے۔ مدت تک روئے زمین کے مختلف حصوں میں سے حضرت قیوم ثالث کے مرید سرہند آکر حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہوتے رہے لیکن حضرت حجۃ اللہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں باہمی سخت اختلاف ہو گیا تھا۔ ہر ایک قطبیت کا دعوےٰ کرتا تھا۔ "اور ہمچو ما دیگرے نیست کا مصداق بنا" بیٹھا تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت بیگمؒ نے تمام مال واسباب زر و زیور اور نقد و جنس اپنے داماد کو دے کر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور جدی ورثہ سے حضرت قیوم رابع کے لئے ایک دام بھی نہ چھوڑا ہر جگہ اسی بات کا چرچا تھا۔ لوگ دیدہ و دانستہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی قطب الاقطابی کا انکار کرتے تھے۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ کے تمام خلفاء اور مرید حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر کے مرید ہوئے۔ اور صبح و شام آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ . . . . . . مگر آنجناب اپنے خویش واقارب کی مجلسوں میں شریک نہ ہوا کرتے تھے۔ بلکہ گوشہ تنہائی اختیار کر رکھا تھا۔

marfat.com

خواجہ محمد پارسا مجدّدی کا حضرت خلیفۃ اللہ کی قیومیت کا اعتراف

حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نصیحتاً لوگوں کو فرماتے۔ کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند نے حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی عہد مقرر فرماکر قطبیت و قیومیت کی خوشخبری عنائیت فرمائی تھی تم جان بوجھ کر اس کی قیومیت کا انکار کرتے ہو۔ جو فیض الہٰی اس وقت تمہارے باطن میں ہے وہ سب زائل ہو جائے گا۔ میں نے بارہا حضرت حجۃ اللہ کی زبانی سنا ہے کہ میرے بعد محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہے۔ اس کا انکار موجب مضرت ہے جب خواجہ محمد پارساہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے۔ تو فرماتے کہ میں آپ کو قطب جہاں اور قیوم زماں جانتا ہوں۔ اور افضل زمانہ سمجھتا ہوں اکثر اوقات آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ انہیں دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے نواسے حاجی فیض اللہؒ نے حضرت خلیفۃ اللہ کا شرف ارادت اور باطنی فیض حاصل کیا۔ اور ہر روز آنحضرت کے حلقہ میں حاضر ہوتے تھے آپ اکثر محفلوں میں بیٹھ کر لوگوں کو فرماتے کہ تم بڑی سخت غلطی کرتے ہو کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید و معتقد نہیں ہوئے اور اس کی قیومیت کا انکار کرتے ہو۔ حالانکہ یہ منصب اعظم حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ کو ملا ہے۔ چنانچہ حق تعالے نے فرمایا ہے "اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ"[۱] اس عزیز کی قیومیت کا انکار غضب

---

[۱] تحقیق اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے بیچ ہے۔"

marfat.com

خدا کا موجب ہے۔ دیکھئے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن سرہند کے لوگ پھر بھی حضرت خلیفۃ اللہ کے معتقد نہ ہوئے۔ دوسرے ملکوں کے بہت سے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے گئے۔ ہر روز آنجناب کے حلقہ میں مجمع کثیر ہونے لگا۔

اللہ تعالیٰ کا مروجہ طریقہ یوں ہے۔ کہ جسے اعلیٰ درجے پر پہنچانا چاہتا ہے۔ پہلے اس کی جلالی تربیت کرتا ہے۔ یعنی مدارج کی قدر دریافت کرنے کے لئے اسے تکالیف و مصائب میں مبتلا رکھتا ہے۔ بعد ازاں اس مرتبے پر پہنچاتا ہے۔ جو ازل میں اس کے واسطے مقرر ہوتا ہے۔ پھر اپنے بیگانے سبھی اس کے مطیع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ معظمہ میں اپنے خویش و اقارب سے طرح طرح کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں۔ بعد میں سبھی مطیع ہو گئے۔ چنانچہ خاتم قیومین بھی جناب سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اعظم و مظہر اتم تھے۔ اس واسطے وہی حالت آنجناب کی ہوئی۔ جو معاملہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تھا۔ وہی آنجناب سے ہوا۔ آخر کار تمام خویش و اقارب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مطیع ہو گئے۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کا شاہجہان آباد کا پہلا سفر

جب سرہند کے لوگ حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے معتقد ہو گئے تو آپ اشارہ غیبی کے بموجب شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے دارالخلافہ میں پہنچے۔ تو وہاں کے وضیع و شریف لوگ آپ کے استقبال کے لئے آئے آنحضرت اجمیری دروازہ کے قریب اپنی مخصوصہ مریدہ فاخرہ بیگم کے محل میں اُترے شہر کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب کے مرید ہو گئے۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ وہاں ہزارہا لوگ آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور آپ کی توجہ شریف

marfat.com

سے انتہائی قرب الہٰی کو پہنچے۔ انہیں دنوں جب کہ آنحضرت شاہجہاں آباد میں تھے آپ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ؎

زہے بہ لطف کرمہائے قادر جاوید — شگفتہ شد گل رویت بہ بوستانِ امید

بُرج حمل سے ایسا آفتاب طلوع ہوا۔ جس نے اپنے نورانی چہرے کی شعاعوں سے زمین و زمان کو منور فرمایا ؎

برآمد آفتاب از برج آمال — منوّر کردِ عالم را با طلال

یہ پہلا فرزند ہے۔ جو آنجناب کے ہاں ہوا۔ آنحضرت نے بڑا بھاری جشن شکر خداوندی کا اہتمام کیا۔ اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح پرفتوح کے نام طرح طرح کے طعام حلوے اور میوہ جات تقسیم کئے۔ عقیقہ کے روز شہر کے تمام رئیس جمع ہوئے۔ حضرت امام معصوم کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے مولود مسعود کو حضرت شیخ محمد صدیق کے پاس لاکر فرمایا۔ کہ ہم نے اس نور دیدہ کا نام محمد عزیزیہ[۱] مقرر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ نام مبارک ہے ؎

چو طالع او نمودند سیر — نہادند نامش محمد عزیز

سعادت زنامش سعادت پذیر — بہ عالم زنیک اختر بے نظیر

سب نے اسی نام کے لئے دعائے خیر کی۔ حضرت خلیفۃ اللہ چار مہینے شاہجہان آباد میں رہے۔ ؎

بماندند تا مدّتِ چار ماہ — بیفرود آں شہر را پایگاہ

درانجا ہمہ شہری ولشکری — پذیرا شدندش بہ نیک اختری

---

[۱] اگر مندرجہ شعروں کو ملحوظ رکھا جائے تو نام "محمد عزیزیہ" کی بجائے "محمد عزیز" ہونا چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب رضی شیرازی

marfat.com

بعدازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ سرہند شریف واپس تشریف لائے۔ وہاں کے لوگ آنحضرت کے استقبال کے لیئے آئے۔ آنحضرت نے پہلے حضرات قیوم ثلثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ پھر اپنے مقام پر تشریف لائے۔ جب آپ شاہجہان آباد سے آئے۔ تو بدخشان اور توران کے کئی ہزار آدمی حاضرِ خدمت ہو کر مرید ہوئے۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جنّات کی حاضری

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر عبداللہ حاکم بنور زیارت کے لئے سرہند آیا اور عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب بطور سیر بنور تشریف فرما ہوں۔ تو وہاں کے لوگ جناب کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہوں۔ جب اس بارے میں منت وسماجت کی۔ تو آنحضرت بھی مہربان ہو کر بنور روانہ ہوئے۔ وہاں کے تمام باشندوں نے استقبال کر کے یہ شعر گایا ؎

از نسیم قدم پاک تو اے مایۂ جاں
گر بود گلشن فردوس سزد خانۂ ما

وہاں کے بہت سے باشندے آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور میر صاحب کے تمام ملازمین حق اور زیر اثر حضرات آنحضرت کے حلقۂ ارادت میں آئے۔

ایک روز میر صاحب اپنے اہل وعیال کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے آنجناب نے اُسے اپنی مریدی سے سرافراز فرمایا۔ عین توجہ اور القائے نسبت کے وقت وہ پاک دامن مراقبہ کئے بیٹھی تھی۔ کہ ناگاہ بیس سالہ رفیق جن نے اپنا اثر اس پر ڈالا۔ اس واسطے لوگوں کے اعتقاد میں خلل آگیا۔ مرید ہونے کے بعد جب

marfat.com

اسے آسیب جن سے افاقہ ہوا۔ تو ایک گھڑی بعد دیوار میں سے نکل کر ایک شخص مجلس میں آ بیٹھا۔ اور آنجناب سے عرض کرنے لگا۔ کہ میں وہی جن ہوں جس نے اس عورت پر اثر کیا تھا۔ چونکہ میں نے علم رمل و نجوم کے ذریعے معلوم کر لیا تھا۔ کہ یہ عورت قطب الاقطاب محبوب رب العالمین کی خدمت میں مرید ہو گی۔ اس واسطے میں نے اس کی رفاقت اختیار کی۔ اب میں بھی اس کے ساتھ ہی جناب کا مرید ہو جاتا ہوں۔ امید ہے کہ مجھے خاص طور پر القائے نسبت فرمائیں گے۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے مہربان ہو کر اُسے توجہ باطنی عنایت فرمائی۔ جن نے مرید ہونے کے بعد آداب قیومیت بجا لا کر حسبِ ذیل شعر پڑھا ؎

شکر للہ پیر کامل یافتم اندر جہاں
مے سزد گر نیز طاعت باشد عصیانہائے من

اس نے مزید عرض کیا۔ کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اپنی قوم کو جناب کے مرید ہونے کے لئے بلا لاؤں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اجازت بخشی۔ تو وہ رخصت ہوتے وقت اتنا اقرار کر گیا۔ کہ میں آئندہ اس عورت کے پاس کبھی نہ آؤں گا۔ واقعی جب تک وہ عورت زندہ رہی۔ اس پر کبھی جن کا اثر نہ ہوا۔ چند روز بعد آنحضرت دارالارشاد سرہند میں تشریف لائے۔ جب وہ جن اپنی قوم کے پاس گیا۔ تو جنوں سے حضرت قیومیت مآب خلیفۃ اللہ کے اوصاف بیان کئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قطبیت و قیومیت کا اظہار کر کے یہ شعر پڑھا ؎

الحمد للہ بآرزوئے خویشتن رسید ۔۔۔ آنچہ از خدا خواستہ بودم بمن رسید

جنوں کو آنحضرت کی ارادت کی دعوت کی۔ تو سب نے قبول کیا۔ اور اس کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔

کہتے ہیں کہ ہزار گروہ اس کے ماتحت تھے۔ جن میں سے ہر ایک میں ہزارہا

marfat.com

جن تھے۔ جب وہ جن تمام گروہوں کو لے کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں گئے وہاں گروہ ہا گروہ جن آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہوتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ تمام شرف بعیت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرت نے جنوں کو وعظ و نصیحت کر کے رخصت کیا۔ اور جنوں کے سردار کو اس قوم کی خلافت عنایت فرمائی۔

اسی سال حضرت امام معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف، ۲۷ ماہ صفر بروز بدھ مغرب کے وقت اس دار فانی سے کوچ[1] کر گئے اور آپ کے روضہ میں مرقد مبارک کے پاس مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔

---

[1] صاحب انساب الانجاب نے آپ کی تاریخ ولادت سنہ ۱۰۴۳ھ لکھی ہے اور وفات ۲۷ صفر المظفر سنہ ۱۱۱۵ھ لکھی ہے۔ آپ بڑے صاحب علم اور صاحب کمال بزرگ تھے اپنے والد مکرم سے سلوک مجددیہ حاصل کیا اپنے عم مکرم حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ سے قرآن کا ترجمہ اور معارف حاصل کئے۔ مولانا بدر الدین سلطان پوری قدس سرہٗ سے درسی کتابیں پڑھیں۔ تفسیر بیضاوی اپنے والد مکرم سے پڑھی۔ آپ کی اولاد کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔ کہ آپ کے ہاں چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ شیخ محمد جعفر اور شیخ محمد حیات (لاولد ہے) شیخ محمد روح اللہ اور شیخ شافی الحال تھے۔ شیخ محمد جعفر کے دو لڑکے محمد الیاس اور شاہ نور تھے۔ شاہ نور کی صرف دو بیٹیاں تھیں۔ حضرت محمد اشرف قدس سرہٗ کے بیٹے شیخ روح اللہ کا ایک بیٹا نور احمد تھا۔ جس کی صرف ایک بیٹی تھی۔ شیخ شافی الحال کے تین بیٹے شاہ جلال۔ شیخ محمد اور شیخ عبید اللہ (لاولد) تھے۔ شاہ جلال کے دو بیٹے نیاز معصوم۔ مرید معصوم (لاولد) ہوئے نیاز معصوم کا ایک بیٹا ثنا معصوم تھا۔ شاہ جلالی کے بھائی۔ شیخ محمد کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔ مگر ان دونوں کی اولاد آگے نہ بڑھ سکی۔ (انساب الانجاب صفحہ نمبر ۱۶۱ مطبوعہ مشہور عالم پریس لاہور)۔

marfat.com

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا سفر کابل

اس سال کابل کے باشندوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اشتیاق ملاقات و تشریف آوری کے لئے عرضیاں لکھیں۔ آپ نے بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق دعوت کو قبول کیا اور کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے باشندے آنحضرت کی تشریف آوری سے مطلع ہو کر استقبال کے لئے کئی منزلیں آگے آئے۔ چنانچہ ہر ایک منزل پر جوق در جوق آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آنجناب دریائے سندھ پر پہنچے۔ تو کابل کے ہزار ہا آدمی دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک شخص فرہاد نام جس کی پیشانی پر نور ہدایت ظاہر تھا آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوا۔ اُس نے کہا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے اُترے ہیں اور شیطانوں کو دور کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قطب جہاں و قیوم زماں خواجہ محمد زبیر آرہے ہیں جو شخص ان کی زیارت کرے گا۔ حق تعالےٰ اُن کے تمام گناہ بخش دے گا۔ صبح میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ وہ پھر آنجناب رضی اللہ عنہ سے جدا نہ ہوا۔ بلکہ تاحال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں موجود ہے۔

شہزادہ معظم بہادر شاہ گورنر کابل استقبال کیلئے حاضر ہوا: جب آنحضرت رضی اللہ عنہ پشاور پہنچے

اس وقت شہزادہ معظم بہادر شاہ جو شاہ ہند کی طرف سے کابل کا حاکم تھا۔ آنجناب کے استقبال کے لئے پشاور تک آیا کابل کے تمام چھوٹے بڑے بھی آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ صبح شام کئی ہزار آدمی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آنحضرت چند روز پشاور میں رہ کر کابل کی طرف

marfat.com

روانہ ہوئے۔ ابھی پشاور سے دو منزل پیچھے دور میں پہنچے تھے۔ کہ بادشاہ عالمگیر کی وفات کی خبر آپہنچی۔ شاہزادہ نے اسی وقت ہندوستان کا رُخ کیا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ میرے حق میں دعا اور توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ میری عزّت و آبرو وسلامت رکھے۔ اور دشمن پر فتح عنایت کرے۔ اور ہندوستان کی سلطنت میرے ہاتھ آئے۔ آنحضرت نے اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو کر دیر تک دعائے خیر کی۔ بعدازاں شہزادہ کو خوشخبری دی۔ کہ خاطر جمع رکھو حق تعالےٰ تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا۔ اور سلطنت ہند تمہارے ہاتھ آئے گی۔ بلکہ مدّت مدید تک سلطنت تمہاری اولاد میں رہے گی۔

شہزادہ معظم کی درخواست پر واپسی:- شاہزادہ اس خوشخبری سے نہایت خوش وخرم ہوا اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ اگر جناب میرے ساتھ ہندوستان تشریف لے چلیں تو یہ سفر میرے حق میں مبارک ہو گا۔ اور جناب کے میمنت لزوم قدوم سے مجھے برکت نصیب ہوگی۔ اس بارے میں جب بہت منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت اُس کی خاطر شاہزادہ کے ساتھ ہندوستان واپس تشریف لے آئے اورنگ زیب کی وفات کے بعد اُس کا دوسرا فرزند اعظم شاہ باپ کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تمام اراکین سلطنت و امرائے عظام نے دارالسلطنت میں اس کی اطاعت قبول کی۔ ایک روز اعظم شاہ شاہی خزانے کی چیزوں کا ملاحظہ کر رہا تھا کہ ایک سربمہر گھڑا دیکھا۔ خزانچی سے پوچھا کہ اس گھڑے میں کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اگر اس میں سے قدرے کسی کی قبر میں رکھ دیں۔ تو اس میّت کی بخشش کی امید قوی ہے۔ اور وہ بغیر حساب بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ جو کنواں آنحضرت کے روضہ مبارک میں ہے۔ اگر اس کا پانی تین گھونٹ کوئی

marfat.com

پی لے۔ تو حق تعالےٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے اور مرنے کے بعد اُسے بغیر حساب جنّت میں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ کہ ہمارے روضہ کی خاک جنتی خاک ہے۔ اگر ہمارے مقبرہ کی ایک مٹھی خاک کسی مقبرہ میں ڈال دیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی عنایتوں کی بہت کچھ اُمید ہوسکتی ہے۔ جو شخص وہاں دفن ہو۔ تو وہ نہایت ہی خوش قسمت ہے۔ اور جو کنواں زمین جنّت میں داخل ہے۔ اگر تین گھونٹ اس کا پانی کوئی پیئے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اس کے لئے بہشت میں ایک محل تیار کروا تا ہے ؎

کسے کہ خورد آب ازاں چہے — شود در بہشتش چو شاہنشہے

بادشاہ عالمگیر کی حضرت مجدد الف ثانی کے مزار کی مٹی سے عقیدت عالمگیر بادشاہ نے یہ خوشخبری سُن کر اس خاک پاک کا ایک گھڑا بھر کر شاہی خزانہ میں رکھا دیا تھا چنانچہ اس میں سے تھوڑی سی مٹی شہنشاہ مغفور کی وفات کے وقت اس کی قبر میں رکھی گئی۔ باقی اولاد کے لئے بطور ورثہ رکھ چھوڑی اس بدبخت تباہ روزگار اعظم شاہ نے خزانچی سے یہ سُن کر اس گھڑے کو توڑ ڈالا۔ اور خاک ادبار اپنے سر پر ڈالی۔ اور کہا کیوں نہ ہو۔ یہ مٹی ایسے بادشاہوں کو ہی زیب دیتی ہے بعد ازاں ارکین سلطنت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ معظم کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد مجھے مشائخ سرہند سے بھی نپٹنا ہے۔ اگر انہوں نے میری اطاعت کی۔ اور شیعہ مذہب قبول کر لیا تو میں تمام امورِ سلطنت اور مہمات بادشاہی اُن کے اختیار میں دے دوں گا۔ اور اگر انکار کیا اور شیعہ مذہب قبول نہ کیا۔ تو سب کو تہ تیغ کر دوں گا۔ اعظم شاہ بڑا غالی رافضی تھا۔ اور اُسے مشائخ سرہند سے سخت دشمنی تھی۔[1]

---

[1]: اگرچہ اورنگ زیب کی ساری اولاد شیعیت سے متاثر تھی۔ مگر شہزادہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جب حضرات احمدیہ معصومیہ نے یہ خبر سنی تو تمام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں آئے۔ اور حلف اٹھایا۔ کہ اس کے ساتھ لڑنا چاہیئے اور ہرگز ہرگز اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ مشائخ سرہند اعظم شاہ کے قتل پر کمر بستہ ہوئے۔

شہزادہ معظم کے سر پر حضرت خواجہ محمد زبیر نے تاج رکھا: القصہ اعظم شاہ مع تمام اراکین و افواج سلطانی سمیت دکن کی طرف معظم شاہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیۓ روانہ ہوا۔ معظم کے پاس فوج بہت کم تھی۔ حتیٰ کہ اس کے آدمی کہتے تھے۔ کہ ہم بہادر شاہ کو زندہ پکڑ کرلے آئیں گے۔ بہادر شاہ یہ سن کر گھبرایا ہوا تھا۔ ہر وقت حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے دعائیں منگواتا رہتا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ خاطر جمع

(بقیہ حاشیہ) اعظم شاہ تو شیعیت میں غلو کی حد تک آگے بڑھا ہوا تھا۔ وہ دیانہ وار علما تے اہل سنت کے خلاف احکام جاری کرتا اور عوام الناس کو شیعہ بننے کی تلقین کرتا تھا۔ اس کے اس طرز عمل سے سارے ملک میں زبردست احتجاج ہوا۔ مظاہرے ہوئے علمار کرام نے جان کی قربانیاں دیں اور اس کی سخت مزاحمت کی۔ جنگ اقتدار میں وہ اپنے بھائی شاہ عالم بہادر شاہ (شہزادہ معظم) سے ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو جاجو کے میدان میں معرکہ آرا ہوا۔ مگر بُری طرح شکست کھا کر گرفتار ہوگیا۔ اور قید و بند میں ہی مر گیا۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ اعظم شاہ کے نظریات اور کردار کے پیش نظر حضرات مجددیہ سرہند نے اپنے تمام زیر اثر امراء مملکت کو آمادہ کر لیا تھا کہ اس بدعقیدہ حکمران کا خاتمہ کر دیا جائے۔

مغل فوجوں کی اکثریت نے اور خصوصی سپہ سالاروں نے اس کی شکست اور گرفتاری میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

marfat.com

رکھو۔ اللہ تعالےٰ فتح تمہیں ہی عنایت فرمائے گا۔ اور تم ہی ہندوستان کے بادشاہ ہو گے۔ جب شاہزادہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور پہنچے اور شاہزادہ تختِ شاہی پر بیٹھا۔ تو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے خود دستِ مبارک سے تاج شاہی شاہزادہ کے سر پر رکھا۔ اتنے میں بہادر شاہ کا بڑا بیٹا معز الدین حاکم ملتان بھی ایک جرار لشکر لے کر باپ سے آملا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور میں ٹھہرے۔ اور شاہزادہ کو فتح و نصرت کی خوشخبری عطا فرما کر رخصت کیا۔ اور اپنے بہت سے صاحبِ حال مخصوص یاروں کو شاہزادہ کی تسلی و اطمینان کے لئے اس کے ساتھ کیا۔ جب بہادر شاہ لاہور سے سرہند آیا۔ تو قیوم ثلاثہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک ایک سے دعائے خیر کی التماس کی۔[1]

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ نے حضرت امام محمد معصوم قدس سرہٗ کی آخری دستار مبارک شاہزادہ معظم کے سر پر باندھی شاہزادہ اسے نعمتِ عظمےٰ خیال کر کے پھولا نہ سماتا تھا بعد ازاں شاہجہاں آباد کا رُخ کیا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق پہلے ہی سے دہلی میں تھے۔ شاہزادہ نے اُن سے بھی طلبِ دعا کی۔ انہوں نے بھی شاہزادہ معظم کو فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ شاہزادہ نے پھر اکبر آباد کا رخ کیا۔ وہاں اس کا

---

[1]:۔ یہ شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کی زندگی کا وہ دور ہے جب وہ حضرات مجددیہ کے زیرِ اثر تھا۔ مگر ایک وقت آیا کہ اس شہزادے نے بھی شیعیت کی حمایت کرنا شروع کر دی تھی اور اپنے دوسرے بھائی کی طرح علماء اہل سنت پر سختی کرنے لگا اس کی اس حرکت نے اس کی اولاد کو خانہ جنگی میں مبتلا کر کے سلطنت مغلیہ کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔

marfat.com

دوسرا بیٹا حاکم بنگال اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگال میں چھوڑ کر لشکر لے کر اپنے باپ سے آملا۔ اکبر آباد کے قلعہ دار نے قلعہ دینے میں مزاحمت کی۔ اور کہلا بھیجا کہ اس قلعہ کا وارث تمہارا باپ شہزادہ معظم یا تمہارا چچا ہے۔ ان میں سے جو پہلے آئے گا میں قلعہ اس کے حوالے کر دوں گا۔ اعظم شاہ نے قلعہ کے لینے کی کوشش کی۔ تو قلعہ دار بھی آمادہ جنگ ہوا۔ دونوں طرف سے توپ بندوق کی لڑائی ہونے لگی اتنے میں بہادر شاہ اکبر آباد پہنچ گیا۔ قلعہ دار نے قلعہ اس کے حوالے کیا۔ اسی اثنا میں اعظم شاہ بھی اکبر آباد کے قریب پہنچا۔ بہادر شاہ نے اُسے کہلا بھیجا۔ کہ باپ نے مجھے والئے ہند مقرر کیا ہے۔ ہند میں لیتا ہوں۔ دکن پر تم قانع رہو۔ اعظم شاہ نے اس بات سے انکار کیا۔ دوبارہ بہادر شاہ نے پیغام بھیجا۔ کہ اچھا دکن مجھے دے دو۔ ہند تم لے لو۔ اعظم شاہ نے کہا کہ کشمیر دیتے ہو تو لے لو ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بہادر شاہ نے تیسری مرتبہ کہلا بھیجا۔ کہ نزاع تو ہم بھائیوں میں ہے۔ کیوں ناحق خلق خدا کی خونریزی کرواتے ہو۔ میں تم سے شاہانہ طور پر لڑنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ گذشتہ بادشاہ کرتے آئے ہیں۔ ہم بھی اسی طرح لڑتے ہیں۔ اعظم شاہ اپنی بہادری اور کثرتِ فوج پر مغرور تھا۔ کہا کہ ہم معظم پر تلوار نہیں اٹھائیں گے۔ بلکہ لکڑی سے جو ہمارے ہاتھ میں ہے اسی سے اُسے ہلاک کریں گے۔ جب لڑائی کے لئے سوار ہوا۔ اور اپنی فوج کی کثرت کو دیکھا۔ تو کہا شائد اس لشکر کثیر سے خدا ہی جنگ کرے۔ تو کرے۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ ؎

شنیدم ز گویندگانِ نبرد
کہ اعظم معظم چنیں جنگ کرد

تو اعظم شاہ کے لشکر نے بہادر شاہ کے ہراول عظیم الشان پر حملہ کیا۔ اور اس

marfat.com

کے خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا۔ معظم شاہ بھی خشمناک شیر کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑا۔ اس کی پشت پر بہادر شاہ تینوں بیٹوں اور پوتوں سمیت آمادۂ جنگ تھا۔ اس طرف سے اعظم شاہ معہ بیٹوں اور افسروں کے لڑائی میں مشغول ہوا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ ؎

زعز یدنِ کوس خالی دماغ
برافتادہ تپ لرزہ بر کوہ و راغ
دو لشکر فتادند در حرب و جنگ
چناں رزم کردند بر نام و ننگ
غبارِ ہوا بر زمین بستہ راہ
کہ پوشیدہ شد روے خورشید و ماہ
زبانگ قبرغہ صدائے صہیل
نفیرِ نہنگاں بر آمد ز نیل
زبانگِ دہل فتنہ بیدار شد
بر آسودگاں کارِ دشوار شد
دمِ نائے روئیں بر آمد باوج
کہ دریائے لشکر بر آمد بہ موج
خروشِ یلان نبرد آزما
نہ سر ہوش مے بُرد قوت زپا
بہم کوہ و دریا بجنگ آمدہ
جہاں زاں خصومت بہ تنگ آمدہ
کیانی کمانہا در آمد بزہ

marfat.com

یکے گفت بستاں یکے گفت دِہ
خدنگ از کمانہا گسستن گرفت
ز قوسِ قزح برق جستن گرفت
ز سمِ ستوران پیکانہ سوز
زمیں پنددہا یست بر روئے روز
ز بسیاریٔ نیزہ کردہ چو قیر
رہ رفتنِ خویش گم کردہ شیر
ز خونِ دلیراں و پیکان تیر
زمین لالہ خیز آسماں ژالہ ریز
خروشیدنِ نائے رویٔں اساس
بگردونِ گرداں در آمد ہراس
خرامیدنِ شرزہ شیرانِ مست
کمرگاہ گاوِ زمیں مے شکست

الغرض نہایت خونریز جنگ واقع ہوئی۔ شاید چشمِ زمانہ نے اس سے پہلے ایسی سخت لڑائی کبھی نہ دیکھی ہو گی۔ اعظم شاہ کی فوج بہادر شاہ کے لشکر پر غالب آئی۔[1] اور عظیم الشان کی فوج جو بطور ہراول تھی بکثرت قتل ہوئی اور اکثر

---

[1]۔ بہادر شاہ (شاہ عالم) ابتدائی زندگی میں اپنے نظریات کو ظاہر نہ کرتا تھا۔ اگرچہ اس کے اندر شیعیت کے اثرات تھے۔ مگر وہ ہندوستان کے عام مسلمانوں کی قوت کے سامنے اقتدار پر قبضہ کرنے سے پہلے شیعیت کا اظہار نہ کرنے سے اجتناب کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اسے مشائخ سرہند سے بھی راہ و رسم تھی۔ جب ضرورت ہوتی ان سے امداد طلب کر لیتا تھا۔ اس جنگ میں بھی وہ حضرت قیوم رابع کی توجہ کا طالب ہوا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

بھاگ گئی۔ بہادر شاہ کے سارے سپاہی حیران و پریشان تھے۔ کیونکہ ان میں مقابلہ کی تاب نہ تھی ؎

چناں خواست کز خصم تا بد عناں
رہائی دہد سینہ را از سناں

میدان جنگ میں حضرت خواجہ محمد زبیر کی توجہ: قریب تھا کہ بہادر شاہ کو نقصان عظیم پہنچے۔ کہ اس نے ننگے سر ہو کر حضرت قیوم رابع کی طرف توجہ کی۔ اور اپنی فتح کے لئے مدد طلب کی

(بقیہ حاشیہ) اقتدار کی اس جنگ میں اعظم شاہ اور بہادر شاہ کے لشکر ٹکرائے اور یہ جنگ مغلیہ اقتدار کی مشہور جنگوں میں تصور ہوتی ہے ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو جاجو کے مقام پر شاہ عالم بہادر شاہ اور شہزادہ اعظم شاہ کے لشکر آمنے سامنے ہوئے شاہ عالم بہادر شاہ نرم دل اور پڑھا لکھا آدمی تھا وہ جنگ سے اجتناب کرتا تھا۔ اور صلح و صفائی سے سلطنت کی تقسیم کرنا چاہتا تھا۔ مگر شہزادہ اعظم تلوار کے زور سے فیصلہ چاہتا تھا اعظم شاہ بہادر اور جنگجو شاہزادہ تھا اس کے زیر کمان بڑے بڑے جرنیل اور سپہ سالار تھے۔ مگر اس جنگ میں اس کے نامور جرنیل موت کی آغوش میں چلے گئے اور شاہ عالم بہادر شاہ کا لشکر غالب آ گیا۔

اعظم شاہ کے ایک امیر ذوالفقار خان نے جنگ کی صورت حال دیکھ کر اسے مشورہ دیا کہ میدان جنگ سے بھاگ چلیں اور کچھ عرصہ کے بعد اپنی قوت کو بحال کر کے مقابلہ کریں۔ مگر اعظم شاہ میدان جنگ میں ڈٹا رہا۔ ذوالفقار خان بھاگ کر گوالیار کی طرف نکل گیا۔ شہزادہ اعظم شاہ کے ساتھ صرف تین سو جانباز رہ گئے۔ اور یہ مختصر سی فوج بہادر شاہ کی فوج میں گھر گئی۔ اعظم شاہ آخری دم تک لڑتا رہا۔ زخمی ہو کر ہاتھی کے ہودے میں گر پڑا۔ بہادر شاہ کے ایک جرنیل رستم دل خان نے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ ڈالا۔ بہادر شاہ فتح یاب ہوا۔ اعظم شاہ کا لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔ اس کے دو بیٹے عالی تبار۔ سعید بخت اور اس کا ایک پوتا گرفتار ہو گئے۔ ایک لڑکا بیدار بخت قتل ہو گیا۔ اور اس طرح مغلیہ تخت پر بہادر شاہ قابض ہو گیا (از تاریخ پنجاب)

marfat.com

اسی وقت شمال کی طرف سے یعنی بہادر شاہ کے لشکر کی پیٹھ کے رُخ اور اعظم شاہ کے لشکر کے سامنے کے رُخ اس قسم کی آندھی اٹھی۔ کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ اور اعظم شاہ اور اس کی فوج کی آنکھوں اور کانوں میں اس قدر مٹی بھر گئی۔ کہ سب اندھے بہرے ہو گئے۔ آندھی آدمیوں کو اُٹھا اُٹھا کر زمین پر پھینکتی تھی۔ اور توپ و بندوق کے وار سبھی اعظم شاہ کے لشکر پر ہوتے تھے۔ اور اسی کی فوج ہلاک ہو رہی تھی۔ اس کی فوج میں تھلکہ عظیم مچ گیا۔ اور اکثر یوں ہی بھاگ گئے۔ لشکر کے پاؤں نہ جمے رہے۔ اعظم شاہ نے حمید الدین خان اور عنایت اللہ[۱] خان سے پوچھا کہ اب

حاشیہ ۱: عنایت اللہ خان کشمیر کے قاضی القضاۃ موسیٰ شہید کی اولاد سے تھا۔ موسیٰ شہید کو کشمیر کے آخری شیعہ بادشاہ یعقوب چک نے قتل کرایا تھا۔

عنایت اللہ خان حافظ مریم کا بیٹا تھا جو بعہد اورنگ زیب عالمگیر شہزادی زیب النساء کی اتالیق تھی۔

عنایت اللہ خان کو محمد شاہ کے عہد میں کشمیر کا گورنر (ناظم) بنایا گیا تاکہ وہاں شیعہ سنی فساد کو فرو کر سکے مگر شادی خاں (ایک سنی گمراہ عالم) نے فسادات کو اور ہوا دی۔ اس لئے عنایت اللہ واپس آ گیا بعد میں نواب عبد الصمد دلیر جنگ (جس نے فرخ سیر کے عہد میں سکھوں کی شورش پر قابو پایا تھا) کو کشمیر کا ناظم بنایا گیا۔ چنانچہ ملا عبد النبی شادی خاں شیعوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کے بیٹے شرف الدین نے فساد کو جاری رکھا چنانچہ عبد الصمد نے اسے قتل کر دیا۔ جوت پرکاش جو عبد الصمد کا منشی (سیکرٹری) تھا۔ اسرار صمدی میں لکھتا ہے کہ عبد الصمد شرف الدین کو لاہور اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ عنایت اللہ خاں نے عالمگیر کے احکام پر مشتمل ایک کتاب کلمات طیبات کے نام سے لکھی۔

عنایت اللہ خان کو کشمیری "ینہ سوز" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ "سوز" کشمیری زبان میں دیوار کو کہتے ہیں اور "ینہ" عنایت اللہ کا مخفف ہے۔ اس نے سری نگر میں حضرت مخدوم گنج بخش کے مقبرے کی دیوار بنوائی تھی اس لئے "ینہ سوز" کے نام مشہور رہا۔ دہلی میں فوت ہوا۔ وہیں دفن کیا گیا۔ (ماخوذ تاریخ کشمیر انگریزی بنام "کشیر" از صوفی غلام محی الدین ایم اے مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی)

marfat.com

جو فتح و نصرت کی نسیم چل رہی تھی۔ یہ گرد و غبار رسوائی اور خرابی کا باعث کیوں ہوا۔ اسی اثناء میں غیب سے آواز آئی کہ یہ وہی خاک ہے۔ جو تو نے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کی بکھیر دی تھی۔ اسی بے ادبی کے سبب تیری سلطنت کو زوال آیا ہے۔ یہ آواز سن کر بہت سٹ پٹایا۔ لیکن بے سود ؎

ندارد پشیمانی آنگاہ سُود

اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اتنے میں اعظم شاہ کا بڑا بیٹا بیدار بخت جو اس کا ہراول تھا میدان جنگ میں مارا گیا۔ اُس کے مارے جانے سے اعظم شاہ نے حواس باختہ ہو کر کہا کہ میں بیدار بخت کے لئے سلطنت لیتا ہوں۔ اب میں بادشاہی لے کر کیا کروں گا۔ ہاتھی کی پیشانی پر مہادت کے جگہ خود ہو آ بیٹھا۔ اور کہا کہ معظم کو کہدو۔ کہ اب مجھ سے اکیلا جنگ کرے۔ کیونکہ شروع میں اس کی خواہش یہ تھی۔ جب اس کے بڑے بڑے امیر بھاگتے تو کہتا یہ بے شرم اسی لائق تھا۔ اتنے میں معزالدین اس کے مقابل ہوا۔ تو کہا دور ہو جا۔ میرا مقابلہ تیرے باپ سے ہے۔ لیکن معزالدین نے اُسے گولی مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ایک سپاہی نے اس کا سر قلم کر دیا جب اعظم شاہ کو بہادر شاہ کے پاس لایا گیا۔ تو دیکھتے ہی غش کھا گیا جب ہوش میں آیا۔ تو پوچھنے لگا کہ میرے بھائی کو کس نے قتل کیا۔ اُس سپاہی نے کہا میں نے قتل کیا ہے۔ بہادر شاہ نے اس فدائی پر تیر کا ایسا وار کیا۔ کہ اس کی پشت سے پار ہو گیا۔ بعد ازاں اعظم شاہ کے دوسرے بیٹے کو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے بیٹوں کے برابر رکھا۔

بہادر شاہ نے اس فتح کے شکر[illegible] میں تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں ارسال کئے

marfat.com

اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں زر کثیر بطور ہدیہ بھیجا۔ اس فتح کے بعد بہادر شاہ نے دکن کا رخ کیا۔ سلطان عالمگیر نے اپنے چھوٹے بیٹے کام بخش کو حیدر آباد کا علاقہ دے رکھا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد اس نے بھی تخت پر بیٹھ کر اپنے نام کا سکّہ جاری کیا۔ یہ بات بہادر شاہ کو ناگوار گزری۔ اُسے دُور کرنا چاہا۔ چنانچہ منزلیں طے کرکے حیدر آباد کے قریب پہنچا۔ تو کام بخش نے کہلا بھیجا۔ کہ یہ علاقہ مجھے[۱] باپ نے دیا ہے۔ تم میرے ملک میں کیوں آئے ہو۔ بہادر شاہ نے کہلا بھیجا کہ تم آکر مجھ سے ملاقات کرو۔ تاکہ میں بھی یہ علاقہ تمہارے ہی پاس رہنے دوں یا یہاں سے چلے جاؤ۔ میں بھی ہندوستان کی طرف جاتا ہوں۔ میرے چلے جانے کے بعد پھر شہر میں آجانا کام بخش نے یہ بات منظور

---

(۱) شہزادہ کام بخش نے جو خط بہادر شاہ کو لکھا تھا وہ منددعی عبدالرسول مولف "نیرنگ زمانہ" نے نقل کیا ہے۔ عبدالرسول لاہور کا رہنے والا تھا ۱۷۰۰ء میں اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ لاہور سے روانہ ہوا چاروں نے اپنی جائداد بیچ کر دارالسلطنت کی طرف سفر شروع کیا۔ بادشاہ (بہادر شاہ) اس وقت اکبرآباد میں تھا۔ عبدالرسول اجمیر پہنچا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ بھی اجمیر کی طرف آرہا ہے۔ چنانچہ عبدالرسول اجمیر سے روانہ ہو کر برہان پور میں بادشاہ کے کیمپ میں پہنچا وہاں کسی مدد اور سفارش سے بادشاہ نے اُسے وہ صدی کا منصب دیا اجمیر میں کام بخش کی بغاوت کی خبر پہنچی تو بادشاہ اجمیر سے دکن کی طرف روانہ ہوا۔ عبدالرسول بھی اس سارے سفر میں ہمراہ تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے سفر کے حالات "نیرنگ زمانہ" کے نام سے لکھے ہیں۔ جس میں کام بخش اور بہادر شاہ کی لڑائی کا خیال بھی لکھا ہے۔

(رضی شیرازی علی پوری)

"نیرنگ زمانہ" کا ایک نسخہ پنجاب ادبی اکادمی میں ہے اغلبا وہ والا نسخہ ہے۔ جو مولف کا تحریر کردہ ہے۔ (رضی شیرازی)

marfat.com

نہ کی۔ بلکہ لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور شہر سے نکل کر بھائی کے بہت سے لشکر کو قتل کر ڈالا۔ لیکن اتنے میں کام بخش کے تمام امراء میدانِ جنگ میں پہنچ گئے۔ اور خود بھی زخموں کی کثرت سے بیہوش ہو گیا۔

کہتے ہیں عین جنگ میں بہادر شاہ کے ایک لڑکے نے اُس کے سامنے ہو کر کہا۔ چچا صاحب آپ نے کیوں اپنے آپ کو اس تکلیف میں ڈالا۔ آؤ تمہیں بادشاہ سلامت بلاتے ہیں۔ کام بخش نے کہا کہ تم بھی باپ کے بعد ایسا ہی کرو گے جیسا اب کہہ رہے ہو۔ جب مارے زخموں کے بالکل بیہوش ہو گیا۔ تو بہادر شاہ کے لڑکے اُسے اُٹھا کر باپ کے پاس لے گئے۔ اس نے اُس کی خوب خبر گیری کی۔ جلدی اُس کے زخموں کو سلوایا۔ اور حکماً تاکید کی۔ کہ اس کا جلدی علاج کرو۔ انہوں نے کہا ایک ہفتے تک زخم درست ہو جائیں گے۔ جب کام بخش کو قدرے ہوش آیا تو بہادر شاہ نے اسے کہا میں تو یہ نہیں چاہتا کہ تمہاری یہ حالت ہوتی۔ کام بخش نے کہا میں تیرا مُنہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ لبعد ازاں اپنے ہاتھوں سے زخموں کے ٹانکے اُدھیڑ دیئے اور کسی کو اپنا علاج نہ کرنے دیا۔ دو تین دن بعد مر گیا[۱]۔ بادشاہ

۱: شہزادہ کام بخش اور شہزادہ معظم کی فوجوں میں برہان پور کے میدان میں فیصلہ کن جنگ ہوئی اس جنگ میں کام بخش کے بڑے بڑے سپہ سالار کام آئے فوج کے حوصلے پست ہو گئے اس کے دربار کے امراء اندرون خانہ شہزادہ معظم کے طرفدار تھے۔ اور خفیہ طور پر اسی کی حکمت عملی سے کام کر رہے تھے شہزادہ کام بخش تو میدانِ جنگ میں زخمی ہو گیا۔ مگر اس کا بیٹا محی السنۃ میدان جنگ میں مارا گیا۔ جس کے لئے اسے شدید صدمہ ہوا۔ اسی طرح اس کا دوسرا بیٹا فیروز مند بھی زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔

مغل اقتدار کی اس جنگ میں مغلیہ فوج کے سینکڑوں سپہ سالار۔ جنگ جو۔ نامور جرنیل اور ارباب دانش مارے گئے۔ اور مغلوں کی فوجی طاقت کمزور ہو گئی۔ اس کمزوری سے رہا تی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

کو اُس کے مرنے کا نہایت قلق ہوا۔ اور اُس کی اولاد کی بہت عزت کی۔ بہادر شاہ کا یہ خاصہ تھا۔ کہ بھائیوں کے بیٹوں سے جو اس کی جان و مال اور ملک کے مُدعی تھے۔ رہا کر کے بیٹوں کی طرح سلوک کرتا۔ کسی بادشاہ نے اپنے بھتیجوں سے ایسا سلوک نہیں کیا۔ بہادر شاہ نہایت حلیم خلیق اور عالی ہمت تھا چنانچہ اپنے عہد سلطنت میں بے شمار سخاوت و بخشش کی وہ اپنے وقت کا خود جید عالم تھا۔ چنانچہ دس ہزار حدیثیں معہ شانِ نزول ائسے حِفظ تھیں۔ مذاکرہ میں کوئی عالم اُس کا لگا نہ کھاتا تھا۔ اور اس سے علمی گفتگو میں جیت نہ سکتا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ لاہور سے سرہند جاتے ہیں

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے لاہور میں رہنا اختیار کیا تو وہاں کے باشندے صبح و شام آنحضرت کی خدمت میں رہنے لگے اور آنجناب کے حلقہ میں مجمع عظیم ہونے لگا۔ اس علاقے کے ہزارہا آدمی آنحضرت کے مرید ہوئے۔ اور ان میں سے اکثروں نے عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ اور وہ فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ ان میں سے بہتوں کو آنحضرت نے خلافت بھی عنایت فرمائی۔

(بقیہ حاشیہ) اٹھا کر دکن میں مرہٹے بنگال میں انگریز۔ شمالی ہندوستان میں راجپوت اور پنجاب میں سکھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد بندہ بیراگی نے سکھ قوت کو جمع کر کے پنجاب میں مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ مظفر گڑھ۔ کرنال۔ ساڈھورہ۔ شاہ آباد بہارن پور اور سرہند کے علاقوں کو روند ڈالا۔

(تاریخ پنجاب)

marfat.com

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر یوسف حضرت مجدّد الف ثانی کے مکتوبات شریف آپ رضی اللہ عنہ سے پڑھا کرتا تھا۔ لیکن ذہنی طور پر نہایت غبی تھا۔ آسان سے آسان کتاب کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ مکتوبات شریف وہ کتاب ہے۔ کہ فہیم و زکی بھی انہیں کماحقہٗ نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے میر صاحب کو وہ جودت و ذکاوت طبع نصیب ہوئی کہ مکتوبات کے تمام غوامض و حقائق بخوبی سمجھنے لگا۔ یہی میر یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ مکتوبات میں بیان کردہ ہر ایک معرفت پروردگار کی جو تشریح کرتے اُس کا القا اپنی توجہ باطنی سے میرے باطن میں کر دیتے۔ اور وہ معرفت میں اپنے باپ میں پاتا۔ میں نے مکتوبات شریف کی تینوں جلدیں آنحضرت سے سبقاً سبقاً پڑھیں۔

انہیں دنوں مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد عزیز مریض ہوئے۔ مرض غالب آتا گیا۔ آنحضرت کو اس نونہال کا بڑا خیال تھا۔ ایک روز جب آنحضرت شالا مار باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو عصر کے بعد مجلس سکوت (مراقبہ) کی مجلس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر حد سے زیادہ عنایت کی اور فرمایا کہ تم میرے نائب ہو پروردگار نے تمہیں تمام اولیائے اُمت کے کمالات مرحمت فرمائے ہیں۔ اور تمہیں اہل جہان کا مرجع و مآب بنایا ہے۔ تمہارے ارشاد کا وقت اب قریب ہے۔ اب سرہند جاؤ۔ پھر جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے مقرر کیا ہے۔ ہو گا اور تمہارے فرزند ارجمند محمد عزیز کو بھی صحت ہو گئی ہے۔

جب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ تو وہ دودمان قیومیت کا خلاصہ اور خاندان قطبیت کا برگزیدہ بالکل تندرست تھا۔ بعدازاں حضرت

marfat.com

خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے خلیفہ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عنایت کر کے لاہور کے تمام مریدوں کی تربیت اس کے سپرد کر دی۔ اور خود یاروں سمیت سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ سرہند کے تمام باشندے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے باہر آئے۔ آنحضرت سرہند پہنچ کر قیوم ثلاثہ کے مزارات کی زیارت کر کے دولت خانہ میں تشریف فرما ہوئے۔

اِن دنوں آنحضرت اکثر خلوت میں معشوق حقیقی سے مشغول رہتے۔ صرف پانچ وقت نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ یا کبھی باغ کی سیر کو جاتے سرہند کے لوگ اپنی بدبختی کے باعث آنحضرت کے معتقد نہ ہوئے۔

اسی اثناء میں قوم اعز کا سردار اعز خان حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ مجھ (مصنف) سے صوفی فرہاد نے اعز خان کی زبانی بیان کیا۔ کہ میرے مُرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں شروع سے بزرگوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور اُن سے دُعا توجہ کے لئے التماس کیا کرتا تھا۔ اُن میں سے ایک نے مجھے یہی کہا تھا۔ کہ تم قیوم زماں قطب الاقطاب کے مرید ہو گئے اور اس بزرگ کی علامتیں بھی مجھے بتا رکھی تھیں۔ بعد ازاں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی شکل بزرگِ خدا کھڑا ہے۔ جس کی روشنی سے تمام جہاں منوّر ہے۔ اور ایک شخص کہتا ہے۔ کہ یہ مرد خدا قطب الاقطاب ہے۔ اور سرہند کا رہنے والا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں سرہند آیا۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت کی۔ تو وہی شکل وصورت جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور جو علامات بزرگوں نے مجھے بتائی تھیں۔ موجود تھیں۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرہند میں اور بھی شیخ ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میرا مصمم ارادہ جناب کی خدمت میں مُرید

marfat.com

ہونے کا ہے۔ پھر آنحضرتؓ نے فرمایا۔ کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ۔ میں نے دوسرے مشائخ کی قدم بوسی کی۔ تو سب کو کامل و مکمل پایا۔ لیکن میرا اعتقاد حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر جما ہوا تھا۔ پھر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اَب کی مرتبہ بھی آنحضرت نے یہی فرمایا۔ کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ۔ اس طرح تین روز دوسرے مشائخ کے پاس جاتا رہا۔ آخر چوتھے روز لوگوں نے میری سفارش کی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے مُرید کیا۔ آنحضرتؓ کی صحبت میں مَیں نے دیکھا جو دیکھا۔

اعز خاں نہایت قابل بلکہ اپنے وقت کا بے نظیر شخص ہے۔ چاروں زبانوں عربی، فارسی، ترکی، ہندی میں خوب شعر کہتا ہے۔ اس قابلیت کے علاوہ اور لیاقتیں بھی اس میں موجود ہیں حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ اُسے خسرو وقت فرمایا کرتے تھے۔ اس نے ایک کتاب خواجگان اور حضرات قیوم رابع کے حالات میں لکھی ہے۔ واقعی اُس کتاب میں اس نے عجیب و غریب حقائق درج کئے ہیں۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جنابِ الٰہی سے حضرتِ سلطان الاولیا کا خطاب ملا

ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ عنہ نے فجر کے حلقہ سے فارغ ہو کر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آج صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں مَیں نے دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے یاقوت سُرخ کا ایک تخت لائے ہیں۔ اور مجھے کہتے ہیں۔ کہ اس تخت پر بیٹھ جاؤ۔ یہ حق تعالےٰ نے آپ کے واسطے بھیجا ہے۔ تمام اولیاء کی سلطنت آپ کو مرحمت فرمائی ہے۔ میں امر الٰہی کے بموجب اس تخت پر بیٹھا

marfat.com

اس تخت کے گرد و نواح ہزار ہا اولیاء دست بستہ میرے سامنے کھڑے ہیں ایک شخص منادی کرتا ہے۔ کہ پروردگار نے شیخ محمد زبیر کو تمام اولیاء کا اسے بادشاہ بنایا ہے۔ اے بندگانِ خدا! اُس کی اطاعت کرو۔ اسی اثناء میں جناب الہٰی سے الہام ہوا۔ کہ تو تمام اولیاء کا بادشاہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے مبارکباد دی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

شیخ عادل حضرت خواجہ زبیر رضی اللہ عنہ کی ارادت میں:- اسی سال ایک صالح مرد شیخ

عادل نام حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ آپ خدا طلبی کے لئے گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھرتے تھے لیکن کہیں سے مطلب حاصل نہ ہوتا تھا۔ اچانک آپ نے سُنا کہ دکن کے علاقے میں ایک بزرگ صاحب معنی رہتا ہے۔ آپ منزلیں طے کر کے شہر اورنگ آباد (دکن) میں پہنچے۔ اور اس بزرگ کی زیارت کی۔ جو یادِ الہٰی میں مستغرق تھا۔ آپ نے اس سے اپنے مطلب کا اظہار کیا۔ اُس نے کہا میں تو ایک چھوٹی ندی ہوں۔ تمہیں ایک بحرِ زخار کی طرف راہنمائی کرتا ہوں۔ یعنی حضرت شیخ محمد زبیر جو اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں اور موجودہ تمام اولیاء اُن سے فیض و برکات حاصل کرنے کے لئے منتظر ہیں۔ اُن سے جا کر فیض حاصل کرو۔ ان کی ایک ہی توجہ سے تم سیراب ہو جاؤ گے اور تمہارا سارا مطلب حاصل ہو جائے گا۔ جلدی جا کر سرمدی دولت اور ابدی سعادت حاصل کرو ؎

زما خوشدلی دریاب دریاب
کہ دانم در صدف گوہر نباشد

marfat.com

آپ نے یہ فرحت اثر خبر سُن کر خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ میں خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے اُتر کر کہتے ہیں۔ کہ ہم شیخ محمد زبیر کی زیارت کے لئے آسمان سے اُترے ہیں۔ کیونکہ پروردگار کا حکم یوں ہی ہے جو شخص کامل اعتقاد سے شیخ محمد زبیر کی زیارت کرے گا۔ اس کے سارے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور قیامت کے دن بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔ اور اس بندے پر اللہ تعالےٰ کی نظرِ عنایت ہوگی۔ آپ یہ خواب دیکھ کر جلدی اس قبلہ دین و دُنیا کی سعادت ملازمت حاصل کر کے مُرید ہوئے۔ اور آنجناب کے خلفائے عظام میں شمار ہونے لگے اور مرتے دم تک اپنے پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں رہے۔

اسی سال بدخشاں
بدخشاں کے ہزاروں لوگ حلقہِ ارادت میں آئے۔ کے بہت سے باشندے حاضر خدمت ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اُن کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ بدخشاں کے دارالخلافہ فیض آباد سے ایک قافلہ بلخ کو جا رہا تھا۔ اثنائے راہ میں ایک رات قافلہ سالار معہ چند آدمیوں کے قافلہ کے باہر سیر کے لئے آیا۔ تو اس نے ایک عجیب معاملہ دیکھا۔ وہ یہ کہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بہت سے نورانی لوگ جمع ہیں۔ اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں اتنے میں ایک شخص نے آواز دی کہ قطب وقت شیخ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ یہ آواز سُنتے ہی تمام لوگ آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے اور دست بستہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک شخص نے آواز دی کہ خراسان کا قطب وقت فوت ہو گیا ہے اس کی بجائے کسی اور کو مقرر کرنا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر نے اُن میں سے ایک کو خلعت قطبیت

marfat.com

پہنا کر لوگوں کو رخصت کیا۔ اور جدھر سے آئے تھے چلے گئے۔ قافلہ سالار نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ یہ بزرگ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ ایک نے کہا یہ بزرگ قطب زمانہ ہیں اور سرہند میں رہتے ہیں وہ قافلہ سالار بہت لوگوں سمیت سرہند آیا۔ اور حاضرِ خدمت ہو کر آنجناب کا مرید ہوا۔

حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ

ناقدرشناسی سے اہل سرہند پر عذاب الٰہی

حضرات مشائخ سرہند کے اکثر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ قیوم زمانہ وامام یگانہ۔ مجدد دوران قطب زمان۔ جو جہان اور اہلِ جہاں کے مرجع اور اہلِ عالم کی جائے بازگشت ہیں یعنی حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ ؎

کارِ جہاں بسر نرود بے رضائے او
در دستِ اوست بُختئے نہ چرخ راںمہار

کئی سال تک دارالارشاد سرہند میں ناکندۂ ناتراش لوگوں کے ارشاد اور بدکردار افراد کی رہنمائی کے لئے مسندِ قیومیت پر جو بمنزلہ وزارت بارگاہ الٰہی ہے اور مسند قطبیت پر جو اہلِ ولایت کی امارت ہے۔ جلوس فرما رہے۔ اور اپنے باطن سے جو جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجہ ہے اپنے ہمعصروں کو فیض پہنچاتے رہے۔ لیکن شہر کے آدمی اپنی بدبختی اور کم نصیبی کی وجہ سے اس والئے ولائت کے معتقد نہ ہوئے۔ اور آپ کے ارشادات کی کوئی قدر نہ کی۔ بلکہ اس صاحب شریعت کی اہانت اور ذلت کے درپے ہوئے۔ اور آپ کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں بنتے رہے مگر ؎

marfat.com

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ریاض شریعت کے انجمن آرا اور بزم معرفت کے نکتہ پیرا۔ خورشید خصلت بدرمنیر۔ روشن ضمیر یگانہ کارخانہ تقدیر، سلیمان سریر۔ سکندر تدبیر۔ اسرار آگاہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے

سلطان خلافتش وظیفہ
برتختِ خلیفہ بن خلیفہ
در وہم نیائد از سترگی
در عقل نگنجد از بزرگی
ظلمت زصفائی گوہرے دور
سیراب دلش چو چشمۂ نور
مہتاب گلے ز نور رستہ
از چشمۂ آفتاب رستہ
نورشش زکرانہ تاکرانہ !!
افروختہ شمع جاودانہ
شانش ہمہ شان بے نشان است
او باحق و حق باو چہ شان است
زیں پیش زار وکس نشانہ
کو چرخ نیاز بر زمانہ

کج طبع اہل ہوس اور اللہ تعالےٰ سے نہ ڈرنے والے لالچیوں کے منحرف ہو جانے سے جو وادی ضلالت وگمراہی کے سرگردان۔ اور ظلمت ناکامی کے جنگل کو طے کرنے والے میدان نارسائی کے حیران نابینائی کے

marfat.com

کوچہ کے نارسا تھے. ان کی حرکات سے کبھی کبھی حضرت کے خاطرِ عاطر پر ملال آتا۔ لیکن صبر و تحمل کو کام فرماتے ؎

صبوری ضروری ست دلے دردل را
بغیر از صبوری دوائے نباشد

مشیّتِ ازلی اور ارادۂ لم یزلی پر توقع و توکل کئے بسا اوقات تنہائی اور گوشۂ نشینی میں یادِ الٰہی میں مشغول رہ کر ریاضتہائے شاقہ میں زندگی بسر کرتے لیکن ذاتی تجلیات اور صفائی انوار کے مشاہدہ سے جو عارف باللہ کی خوراک اور سیر عن اللہ کا ثمرہ ہے۔ خوش و خُرّم رہتے ؎

عارفاں را قوّتِ ذکر و فکرِ حق
نیست پیشِ عارف اِلاّ فکرِ حق

چنانچہ اس صادقِ اقوال صاحب پر کمال نے کئی سال اسی حالت میں بسر کر دیئے۔ عام محفلوں اور مجلسوں میں تشریف نہ لے جاتے۔ چونکہ عادت سبحانی اور سُنّتِ رحمانی یہ ہے۔ کہ پہلے اپنے دوستوں کو ابتلا میں مبتلا کرتا ہے۔ اور پھر عیش و نشاط کی بلندی پر پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ رضا اختیار کرنی چاہیٔ اور سرِ تسلیم جھکانا چاہیئے۔ جب اس فرخندہ فال کی جلالی تربیت رو بزوال ہوئی۔ تو پرورش جمالی کے ہلال نے چہرہ دکھلایا۔ آپ چونکہ جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلم کے نائب مناب۔ اُو العزم اور قائم مقام تھے۔ اس لئے حق سُبحانہٗ تعالےٰ نے انبیاء کی سُنّت سینہ اور رسلوں کا طریقہ مسنونہ اس وارث اکمل پر بھی برتا۔ کیونکہ گذشتہ زمانوں سے یہ دستور چلا آیا ہے۔ کہ جتنے شخص زیورِ نبوت سے آراستہ اور لباسِ رسالت سے پیراستہ ہو کر کسی قوم کی رہبری کے لئے مقرر ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور وہ

marfat.com

پسندیدہ افعال اور برگزیدہ خصال اس واحد حقیقی کی واحدانیت اور اس حقائق تحقیقی کی ہدایت کرتے آئے ہیں۔ اور اپنی رسالت کی اطلاع دیتے آئے ہیں لیکن وادیٔ کفر و ضلالت کے گمراہ۔ کوچہ شرک و ندامت کے مقیم۔ اُن کی نصائح ارجمند اور پند ہائے سُود مند کو گوش ہوش سے نہیں سُنا کرتے تھے۔ بلکہ وہ اوباش بدمعاش قوم اپنے مرسل کے قتل و ایذا کے درپے رہے۔ مگر وہ انبیائے مقبول علیہم السّلام اس زمانہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے مامور ہو کر نیک لوگوں کی ہمسائیگی میں رہتے آئے ہیں۔ بعد ازاں وہ قوم شوم قہر قہاری اور جبر جباری میں گرفتار ہوتی آئی ہے۔ اور طرح طرح کے رنج و مصائب اور سختی و مصیبت میں مبتلا ہوتی رہی ایسے لوگوں کی حالت پر سخت افسوس ہے۔

علیٰ ہذا القیاس وہ خیرالناس دقیوم رابع، کارساز غریب نواز کی جناب مستطاب سے شہر کی تخریب تعذیب اور بدکردار لوگوں کی آوارگی اور اضطرار کے بارہ میں ملہم ہوئے۔ ساتھ ہی سرہند کے مفتاہات و مضافات بھی قہر الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ قریب ہے۔ کہ یہ نالائق دیو سیرت اور گنہگار وحوش خصلت اپنے اعمال شنیعہ و افعال قبیحہ کی سزا پائیں[۱] بلکہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پستا ہے

۱: مغل حکمرانوں کی عیاشیوں نے جہاں سیاسی استحکام ختم کر دیا تھا۔ وہاں معاشرتی زندگی کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ لوگ اللہ کو بھول کر شیطان کے بندے بن گئے تھے۔ محمد شاہ اور احمد شاہ کی رنگینیوں کو دیکھ کر امرائے سلطنت اور ان کے حاشیہ نشین عیاشی اور بدکرداری کے خوگر ہو چکے تھے۔ دہلی کے علاوہ دوسرے علاقوں میں بھی نا ؤ نوش کی محفلیں سجتیں۔ زنا کے بازار گرم ہوتے۔ شرفا کی پگڑیاں اچھلتیں اور بدکردار لوگ رندنا تے پھرتے۔ سرہند بھی ایسے لوگوں کی لپیٹ میں تھا۔ فسق و فجور کی ساری غلاظتیں اس مقدس شہر کو باقی اگلے صفحہ پر)

یعنی نیک لوگ جو اُن کے گرد و نواح اور پاس پڑوس میں رہتے ہیں وہ بھی خرابی و رسوائی میں مبتلا ہوں گے ؎

تریاق زہر است مرا بر سرِ زباں
آں را بدوستاں و ہم ایں را بدشمناں

امام ربانی محبوب صمدانی حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے آفت ناگہانی و مزاحمت آسمانی سے جو بلائے پنہانی و آفتِ جانی اور مایۂ پریشانی وحیرانی

کے گلی کوچہ کو متعفن کر رہی تھیں یہ شہر سکھوں کی یلغاروں کے صدمات اٹھانے کے بعد ابھی تک حضرات مجددیہ کی ارشاد گاہ تھا۔ مگر اب حالات اتنے دگرگوں ہو گئے تھے۔ کہ حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم وقت کا احتساب بھی سرہند والوں پر اثر انداز نہ ہوتا تھا۔ ملکی معاشرت کے ساتھ ساتھ سرہند کی معاشرت پر بھی بڑے اثرات مرتب ہوئے یہاں اگرچہ مساجد تھیں۔ مدرسے تھے۔ خانقاہیں تھیں۔ صوفیوں کی بارگاہیں تھیں۔ مگر شراب خانے قمار بازی کے اڈے۔ طوائفوں کی محفلیں اور رندوں کے ہنگامے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ منشی فیاض الدین نے اپنی کتاب بزم آخر میں ان حالات کا نقشہ کھینچا ہے جن سے مسلم معاشرہ متاثر تھا۔ لوگ صرف آسائش و عیش کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ رات دن عیش میں گذارتے کبھی تورے بندی۔ کبھی دنگل کبھی نوروز۔ کبھی خواجہ صاحب کی چھڑیاں۔ کبھی سلونو، کبھی پھول والوں کی سیر غرضیکہ انسان اس لہو و لعب کے خوگر ہو کر رہ گئے تھے۔ نظر از ملاحظہ محسوسات رنگا رنگ دست و پا گم کند "رقص امارد و خوش رو قیامت آباد" ریشمی کپڑوں جواہرات عطریات کی دکانیں سجی رہتیں جہاں عیش و عشرت کے دلدادہ اپنی معشوقاؤں کی فرمائشیں پوری کرتے۔ عیش و نشاط کے ہنگامے۔ شہوت پرستوں کی محفلیں۔ شوقین مزاج۔ تماشہ بین عورتوں کے جھمگھٹے تھے۔ محمد شاہ رنگیلے کے ایک امیر کسل سنگھ نے ایک محلہ سرلیودی آباد کیا۔ جہاں فاحشہ عورتیں اور بازاری عصمت فروشوں کو خصوصی طور پر بسایا گیا۔ اس بستی میں محتسب کے داخلے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

تھی۔ سرہند کے باشندوں کو پورے طور پر آگاہ کیا۔ لیکن لوگ اپنی جہالت و خود پرستی کی وجہ سے آپ کی آگاہی کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور آپ کی مفید وعظ و نصیحت اِس قوم مدہوش کے کانوں میں اثر نہ کر سکی۔ بلکہ یہ لوگ غرور و تکبر کی شراب کے نشہ میں بدمست رہ کر الٹی ہنسی اڑاتے ؎

ترسم ایں قوم کہ بر دُرد کشاں مے خندد
در سرِ کارِ خرابات کنند ایماں را

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے مَا عَلَے الرسُول الا البلاغ "بر رسولاں بلاغ باشد و بس" پر عمل کر کے ان لوگوں کی کج طبعی اور بد طینتی کو اپنی خاطر عاطر سے دُور کر دیا ؎

(بقیہ حاشیہ ملاحظہ فرمائیں) پر پابندی تھی۔ نیک صورت کو داخلے کی اجازت نہ تھی۔ ہر طرف چنگ و رباب کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ان حالات میں مسجدوں کی رونقیں دن بدن ختم ہوتی جا رہی تھیں خانقاہیں اجڑنے لگی تھیں۔ مدرسے بند ہو گئے تھے۔ دہلی میں مسجد اکبر آبادی" کو تالے لگا دیئے گئے۔ مدرسہ رحیمیہ (جہاں سے شاہ ولی اللہی کے علم و فضل کے چشمے پھوٹے تھے) پر ہندوؤں کا قبضہ تھا۔ اہل علم و فضل ایک ایک کر کے ہجرت کر رہے تھے۔ علمی ذخیرے تباہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان حالات میں قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ نے اہل سرہند کو بار بار للکارا۔ مگر جب ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ تو اللہ کے اس فیصلے کا اعلان کیا۔ آپ نے جو دیر گیر و سخت گیر د مرترا۔ بن کر بندوں پر نافذ ہوتا ہے۔ آپ نے سرہند چھوڑا۔ دہلی چھوڑی اور افغانستان چلے گئے۔ اور تاریخ نے شہادت دی کہ ان بدکرداریوں کی جزا قیامت بن کر دہلی اور پنجاب پر ٹوٹی۔

marfat.com

آئین اوست سینہ چو آئینہ داشتن
کفر است در طریقت او کینہ داشتن

پہلے تو کما حقہٗ انہیں سمجھایا۔ لیکن یہ جب اُن کے کان پہ جُوں بھی نہ چلی تو آخر زبان ندرت بیان پر مہر سکوت و خاموشی لگائی۔

بجوش بے دماغی عندلیبی ہمزباں خواہم
کہ باشد سایۂ مژگانِ خواب آلودہ منقارش

اس حکیم وقت کے ارادے کا بلند پرواز شاہباز قریب پرواز تھا بعض عقلمندوں اور داناؤں مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ نے جو فرید وقت۔ جنید عہد شبلی زمانہ تھے۔ اور جن کی رائے زریں صورت نما در مصلحت مُشکلکشاء تھی باہم جمع ہو کر اس بارے میں پورا غور وخوض کیا۔ اور حیران ہو کر کہا کہ اس سبب سے نیک اور صادق جوان کے الہام ومکاشفہ کے احکام بالکل ٹھیک اور پکے معلوم ہوتے ہیں ؎

نمے باشد مخالف قول وفعل راستاں باہم
کہ گفتارِ قلم باشد ز رفتارِ قلم پیدا

اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ پردۂ غیب سے عرصہ شہود پر کیا کچھ جلوہ گر ہوتا ہے اور غیب کی دلہن لاریب شاد روان سے کس غمزے سے پیش آتی ہے۔ بہتر اور مناسب تو یہی ہے کہ اس واسطے کمالات نبوّت کی موافقت سے ہم بھی وطنِ مالوفہ اور مولد معلومہ سرہند کو ترک کر کے اس بلائے بیکراں اور آفت آسمانی سے رہائی پائیں۔

شیخ عبدالاحد کو سرہند کے حالات سے آگاہی:۔ میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ انہیں دنوں

marfat.com

ایک رات شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے تو مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر میں چلا جاؤں تاکہ آنے والی مصیبت سے بچ جاؤں چونکہ مجھ پر کشف ہوا ہے۔ کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے اس واسطے لوگوں کو یہ شہر چھوڑ جانا چاہیئے۔ تاکہ بلائے ناگہانی سے بچ جائیں جب اس بلائے ناگہانی کا مقررہ وقت آ پہنچا۔ کیونکہ ہر ایک کے لئے مقررہ وقت ہوتا ہے۔ تو حضرت قیوم رابع معہ توابعؒ شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے ؎

حضرت دہلی کنف دین و داد
جنت عدن است کہ آباد باد

اس جگہ کی زیب و زینت آنجناب کے قدم میمنت لزوم سے ایک سے لاکھ گنا ہو گئی ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

شیخ عبدالاحدؒ نے مصیبت پر مسافرت کو ترجیح دی اور وطن مالوفہ سرہند کو ترک کر دیا۔ ع

کہ مقبول را رد نباشد سخن

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء کی دارالخلافت شاہجہان آباد میں تشریف آوری

جب حضرت سلطان الاولیاء شہر سرہند سے لوگوں کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے ناراض ہو کر معہ تمام توابع و لواحق شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اثنائے

marfat.com

راہ میں جس جس گاؤں اور شہر سے گزر ہوتا وہاں کے باشندے آپ کے استقبال کے لئے آتے۔ اور آنجناب کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے۔ پیر کے روز ۵ رجب کو شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے لئے باہر نکل آئے۔ پہلے آنجناب کا گزر اس مکان پر ہوا۔ جو شہر کے کنارے پر تھا وہاں پر مُدت مدید سے ایک مسجد ویران پڑی تھی۔ اس مسجد کے صحن میں قد آدم گھاس اُگی ہوئی تھی۔ اکثر اوقات چور اس مسجد میں پناہ لیتے۔ اور گائیں بھینیں اس مسجد میں چرتیں چلی آتیں۔ اُن کے گوبر سے وہ مسجد آلودہ تھی۔ اس مسجد کے گرد و نواح میں سنگین احاطے تھے۔ جن میں عمارتیں تو تھیں لیکن رہنے کے قابل نہ تھیں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم تو یہیں رہتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ جگہ تو رہنے کے قابل نہیں۔ شہر کے اندر چل کر ہمارے مکانوں میں اقامت فرمائیے گا۔ عین عنایت ہوگی۔ ہر ایک نے اپنا اپنا مقام رہائش کے لئے پیش کیا۔ مگر آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ مقررہ مقام پر بیٹھنے کے لئے مامور تھی۔ تو ہم بھی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہیں۔ یہ فرماتے ہی آنجناب کی اسواری اسی مقام پر خود بخود ٹھہر گئی آگے قدم اٹھانے کی مجال نہ رہی۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ ہمارا مقام یہی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جو کچھ خاطر مبارک میں آیا ہے۔ وہی کرنا۔ لیکن اب شہر میں چل کر اتریں۔ اتنے میں یہ جگہ درست ہو جائے گی۔ پھر یہاں تشریف لے آئیں۔ یہ بات آنجناب نے منظور فرمائی۔ اور شہر میں جا کر ایک عالی شان محل میں رہائش اختیار کی۔ وہ احاطہ جو مسجد کے ارد گرد تھا۔ ایک بیوہ عورت کا تھا۔ جو آنحضرت کی مُریدہ تھی۔ اُس نے اُن مکانات کو آنحضرت کی نذر کیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے پہلے مسجد کو خس و خاشاک سے صاف کرایا۔ شکست و ریخت کی مرمت کرائی۔ مسجد جو تعمیر

marfat.com

طلب بھی تعمیر کرائی۔ ہفتہ کے روز ۵ شعبان کو حضرت سلطان الاولیاء ان عمارات میں داخل ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آنحضرت کے ساتھ وہیں رہائش اختیار کی آپ کے وہاں رہنے سے کئی ہزار خانہ دار مغل بھی وہاں رہنے سہنے لگے۔ اور ہزاروں گھر وہاں تعمیر ہو گئے۔ آج کل وہ جگہ آنحضرت کے قدم مبارک کی برکت سے عین شاہجہان آباد کا مرکز ہے۔ اور جو رونق وہاں ہے کسی اور جگہ نہیں۔ بڑے بڑے مغل امیر وہاں رہتے ہیں۔ سارا شاہجہان آباد آنجناب کی برکت سے نہایت آباد اور پُر رونق ہو گیا ہے۔ کیونکہ بادشاہ چالیس سال سے شاہجہان آباد میں داخل نہ ہوا تھا۔ جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ نے بھی آکر وہیں سکونت اختیار کی۔ اب تک بادشاہوں کا دارالخلافہ شاہجہان آباد ہی چلا آتا ہے۔ جب اُن عمارتوں کی مالکہ فوت ہو گئی۔ تو آپ نے اس کے وارثوں کو بہت سا روپیہ دے کر بیع کرا لیا۔ اُن کے علاوہ اور عمارتیں بھی خریدیں۔

اِسی سال دوسرے مخدوم زادہ والا گہر پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش سے پہلے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ ان دنوں تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ جو نہایت صاحب کمال ہو گا۔ اور قرب الٰہی کا انتہائی درجہ حاصل کریگا۔ اس کا نام عبد القادر رکھنا۔ جب مخدوم زادہ پیدا ہوئے۔ تو آنحضرت نے حسب الامر شیخ الجن والانس عبد القادر نام مقرر کیا۔" آنجناب نے اس مولود مسعود کی بہت کچھ تعریف کی واقعی آج کل یہ مخدوم زادہ حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کو روشن کرنے والے اور آنحضرت کے قائم مقام اور نائب مناب ہیں۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت کے بڑے بیٹے حضرت عروۃ الوثقےٰ کے

marfat.com

پوتے حضرت شیخ محمد ہادیؒ جو تربیت باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور میرے مصنفؒ کے جدِ امجد تھے۔ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک میں جنوبی دروازہ کی طرف مرقد مبارک کی پائنتی میں مدفون ہوئے۔

بہادر شاہ نے علماء کرام کو خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا حکم نافذ کر دیا

جب شہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کو ملک میں فتح عظیم نصیب ہوئی تو غرور و تکبر سے اترانے لگا۔ بعض بڑے ارادے اس کے دل میں پیدا ہونے لگے وہ دین متین میں کوئی ایسا نیا طریقہ نکالنے کا حامی تھا جو کسی گذشتہ بادشاہ نے نہ کیا ہو۔ اور لوگ اس مصنوعی طریقہ میں اسے مقتدائے دین تسلیم کریں۔ یہ بادشاہ خود بھی بڑا جید عالم تھا اسے بارہ ہزار حدیثیں معہ شانِ نزول حفظ تھیں۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ شریعت میں کوئی ایسی اختراع کرے۔ جو قیامت تک اس کی یادگار رہے چنانچہ اس نے علماء کو بلا کر کہا کہ حدیث نبویؐ میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو وصی کہا گیا ہے۔ اس لئے خطبہ میں علی الوصی کہنا چاہیئے۔ اور قرآن مجید کو بہ ترتیب نزول از سر نو مرتب کیا جائے۔ یعنی بجائے الحمد کے شروع میں الف لام میم سورۃ اقراء جو تمام سورتوں سے پہلے نازل ہوئی۔ پہلے درج کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں وہ آیات اور سورتیں جس ترتیب سے نازل ہوئیں۔ اسی ترتیب سے مرتب کرنا چاہیئے۔ علماء نے اسے کہا۔ کہ اس سے پیشتر آپ سے بہتر علمائے مجتہدین گزرے ہیں۔ جو علم و تقوٰے انہیں حاصل تھا۔ وہ آپ میں نہیں وہ علماء بہ سبب قرب عہد

marfat.com

نبوت جو علم و عرفاں انہیں حاصل تھا۔ آپ کو حاصل نہیں۔ پس جو کچھ حق اور صدق تھا۔ اُنہوں نے مقرر کر دیا ہے۔ جس نے ان اکابر دین کی مخالفت کی اُس نے اپنے دین و ایمان کو ضائع کیا۔ آپ کیوں ان کی مخالفت کرتے ہیں۔

پھر آج سے پیشتر بہت سے لوگ از روے شوکت و حشمت اور جاہ و جلال اور زور و قوت کے آپ سے زیادہ بہتر ہو گزرے ہیں۔ کیا وہ دین میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو چند ایک وصایا فرمائیں۔ جو محض مقید ہیں۔ اگر خطبہ میں ہم وصی کہیں گے تو وہ وصی مطلق ہو جائیں گے۔ اور وصی مطلق نبی کا قائم مقام اور نائب مناب ہوتا ہے اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت لازم آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ سابقہ علماء اور مجتہدین نے خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو وصی نہیں کہا۔ ہم بھی ان کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ قرآن شریف کو موجودہ ترتیب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا۔ اب کسی دوسرے کی کیا مجال ہے کہ اس ترتیب کو الٹ پلٹ کرے۔ اور دوسری طرح جمع کرے۔ ایسا کرنے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن ہو گا۔ جس کا قتل واجب ہو گا۔ اس خیالِ محال سے توبہ کریں۔

بادشاہ نے اپنے مدعا کے ثبوت میں دلائل و براہین پیش کئے۔ مگر علماء کرام نے مذاکرہ علمی سے انہیں رد کر دیا۔ اور سخت غضبناک ہو کر بادشاہ کے دربار سے اُٹھ آئے۔ اور ایک جگہ جمع ہو کر اتفاق کیا۔ کہ خواہ بادشاہ ہمیں کسی طرح ہی کی تکلیف کیوں نہ پہنچائے۔ ہمیں اس کے کہنے کو قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ تمام اہلِ اسلام بھی اس امر میں شریک ہوئے۔ اور علماء کی رفاقت اختیار کی۔ اور مذہب حق پر کمربستہ ہو گئے۔ بادشاہ کے تینوں بیٹوں نے بھی علماء کو کہلا بھیجا کہ ہم بھی

marfat.com

تمہارے ساتھ ہیں۔ اور حق مذہب پر قائم ہیں۔ دوسرے روز بادشاہ نے علماء کی طرف اس مضمون کا ایک فرمان رقعہ لکھا کہ او فاضلو! تہ دِل سے مفضول کی طرف واپس آؤ۔ علماء نے اس کے جواب میں لکھا: ہم کُتے کی طرف آنا نہیں چاہتے، بادشاہ نے غضب ناک ہو کر انہیں گرفتار کر کے اپنے پاس بلایا۔ جب مسلمان اور اہل علم آئے۔ تو بادشاہ نے انہیں کہا کہ میں تمہیں کُتوں کے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ علماء نے کہا۔ الحمدللہ۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کُتوں کے ساتھ کھانے پر شکر خدا بجالانے کا کیا موقع کہا۔ انہوں نے کہا شکر ہے۔ تُو نے یہ نہیں کہہ دیا۔ کہ میں اپنے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ اگر ہم کُتوں سے مل کر کھائیں گے۔ تو پھر دھو کر منہ پاک کر لیں گے۔ لیکن اگر تمہارے ساتھ کھانا کھائیں گے تو ہمارے دل ناپاک ہو جائیں گے۔ جو قیامت تک پاک نہیں ہوں گے۔ بہادر شاہ نے[1] علماء کی اس بات پر ناراض ہو کر علماء کو قید میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ اور تمام اہلِ علم کو سخت سزائیں دیں۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو سب حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے سُلطان کی تباہی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

دراں میداں کہ کژدم جمع گشتند
تپاں سوزاں بہر سوے گذشتند
دواں گشتہ خلائق سوئے قیوم
دُعا ہا خواستند از بہرِ مظلوم

لہ :۔ اکثر مورخین اس واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ بادشاہ کے قیام لاہور کے زمانہ میں ہوا۔ اور یہ جواب بادشاہ شاہی مسجد کے امام نے دیا تھا۔

رفیق شیرازی

marfat.com

ایا محبوب سبحانی خدا را
کرامت کن بدستم مدعا را

بہادر شاہ شہزادہ معظم کی خواجہ محمد زبیر کی بد دعا سے عبرتناک موت:۔ آپ نے حمیتِ دینی میں آکر علماء کو اس بلاء سے چھڑانے کے لئے دیر تک دعا کی۔ بعد ازاں لوگوں کو خوشخبری دی کہ عنقریب ہی بادشاہ اعجاز نبوی سے کتوں سے ہلاک کیا جائے گا۔ اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے رہائی نصیب ہوگی۔ واقعی زیادہ مدت گزرنے نہ پائی۔ کہ بہادر شاہ ہلاک ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے نجات ملی۔ بہادر شاہ نے علماء کو قید کرنے کے بعد اپنے چاروں بیٹوں کو بلا کر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ تو بڑے بیٹے معزالدین نے جواب دیا کہ جلال الدین اکبر نے دین محمدی کی مخالفت کی تھی جس کے باعث ہم تمام بادشاہوں میں بدنام چلے آتے ہیں۔ اور ابھی وہ سیاہی کا داغ ہم سے نہیں مٹا۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہمیں دوبارہ روسیاہی نصیب ہو۔ اور تمام جہاں کے بادشاہوں میں ہم شرمسار ہوں۔ دوسرے بیٹے عظیم الشان نے کہا کہ میں تو عالمگیری مذہب کے تابع ہوں جو عالمگیر نے اختیار کیا تھا تیسرے بیٹے شاہجہان نے کہا۔ میں علمائے حق کے دین پر ہوں۔ میں ان کی مخالفت نہیں کروں گا۔ بلکہ جو مخالفت کرے گا۔ اسی تلوار سے اس کا سر قلم کروں گا۔ چوتھے بیٹے رفیع الشان نے کہا۔ میں بادشاہ کے مذہب کے تابع ہوں۔ جو کچھ آپ فرمائیں گے۔ میں قبول کروں گا۔ بادشاہ چوتھے بیٹے پر مہربان ہوا۔

شہزادہ محمد معظم بہادر شاہ نے ایک خطبہ تالیف کیا۔ اور ایک خطیب مقرر کیا۔ اور اسے لاہور کی جامع مسجد میں بھیج دیا۔ تاکہ جمعہ کے روز یہ خطبہ پڑھے۔ اور قطعی حکم دے دیا۔ کہ کوئی شخص دوسری مسجدوں میں نہ جائے۔ تمام مسلمان

marfat.com

صرف عالمگیری شاہی جامع مسجد لاہور میں حاضر ہوں۔ چونکہ سبھی لوگ بادشاہ سے برگشتہ تھے۔ اس لئے انہوں نے ٹھان لی۔ کہ ہم خطیب کو خطبہ نہیں پڑھنے دینگے۔

شاہی مسجد کے علماءاہلسنت اور لاہور کے عوام پر بہادر شاہ کی لشکر کشی

جب بہادر شاہ نے سنا کہ لوگ مجھ سے منحرف ہو گئے ہیں۔ تو سلطان رفیع الشان کو تمام شاہی لشکر مع سامان جنگ دے کر جامع مسجد کی طرف بھیج دیا۔ کہ جو شخص شورش کرے پہلے اسے تنبیہ کرو۔ پھر گرفتار کر لو جب توپ خانہ مسجد کے پاس لایا گیا۔ تو ہزاروں مسلمانوں نے اپنے سینے توپوں کے مُنہ پر رکھ کر کہا۔ کہ داغ دو۔ کیا تم ہمیں مرنے سے ڈرانے آئے ہو۔ ہم نے مرنے مارنے کی ٹھان لی ہے۔ ہمیں موت کا ذرہ بھر خوف نہیں۔[1] جب خطیب منبر پر چڑھا۔ تو ایک مغل نے اسے تلوار دکھا کر کہا خبردار! جو خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصی کہا۔ اسی تلوار سے تمہارا سر قلم کر دوں گا خطیب ڈر کر کانپنے لگا جب حضرت عثمان کا نام اس نے خطبہ میں لیا۔ اور ابھی حضرت علی کا نام لینے نہیں پایا تھا۔ کہ اس مغل نے خطیب پر تلوار کا وار کیا خطیب ڈر کے مارے شہزادے کی بغل میں آگیا۔ مغل کو تو گرفتار کر لیا

---

[1]:۔ ۱۱ اگست ۱۷۱۱ء کو شاہ عالم بہادر شاہ لاہور پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پنجاب کے تمام علاقوں میں سکھ دندنا رہے تھے وسطی ہندوستان میں جاٹ اور راجپوت علم بغاوت اٹھائے پھرتے تھے۔ دکن میں مرہٹے مسلمانوں کی حکومت کا نشان مٹانے کے درپے تھے۔ بادشاہ نے لاہور پہنچتے ہی حکم دیا کہ خطبہ جمعہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصی رسول اللہ" کے الفاظ سے یاد کیا جائے۔ بادشاہ کے اس حکم کو علماء اہل سنت نے ماننے سے انکار کر دیا۔ احمد آباد اور کشمیر میں اسی حکم کے خلاف شیعہ سنی فسادات ہونے لگے کئی علماء اور خطیب مارے گئے۔ بادشاہ نے اس وقت کے چند علماء کرام کو جس میں حاجی یار محمد مولانا

دیاتی حاشیہ اگلے صفحہ پہ ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

گیا۔ مگر لوگوں میں شور مچ گیا۔ قریب تھا کہ فساد برپا ہو۔ شاہزادہ اس خطیب کو پکڑ کر مسجد سے باہر لے آیا۔ اس مغل سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ ابھی تو خطیب نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ تم نے اس پر تلوار کا وار کیوں

(بقیہ حاشیہ) جان محمد مولانا محمد مراد قدس سرہم کو دربار میں طلب کیا۔ اور اس موضوع پر حاجی یار محمد سے مناظرہ کیا۔ حاجی صاحب نے بادشاہ کو لاجواب کر دیا حالانکہ بادشاہ عالم فاضل۔ حافظ علوم دینیہ پر کامل عبور رکھتا تھا۔ عربی فارسی اور ترکی زبانوں پر دسترس رکھتا تھا۔ مگر ان علماء کرام کی حق گوئی کے سامنے اس کی تمام علمی فضیلتیں دب گئیں۔ ان علماء کرام نے تمام علماء شہر کو جمع کیا قاضی القضاہ اور صدر الصدور کے گھر پہنچے اور انہیں سمجھایا کہ وہ بہادر شاہ کو شیعیت کی برملا حمایت سے باز رکھیں مگر انہوں نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔ بہادر شاہ نے قلعہ لاہور کے تسبیح خانہ میں لاہور کے تمام علماء کو ایک بار پھر جمع کیا۔ بادشاہ کی حمایت میں نہ صرف شیعہ علماء تھے بلکہ لاہور کے سرکاری علماء بھی معاون اور موید تھے۔ مگر اس وقت کے سنی علماء کرام نے بادشاہ کے ہر سوال کا جواب بڑی جرات سے دیا۔ بادشاہ کو غصہ آگیا۔ اور حاجی یار محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا "از غضب بادشاہاں نمی ترسی۔ کہ چنیں خلافِ ادب در مجلس سلاطین کلام می نمائی" حاجی یار محمد نے جواب دیا۔ اے بادشاہ وقت! مجھے چار چیزوں کی خواہش ہے۔ علم کی دولت کلام پاک سے سینہ کو معمور رکھنا۔ حج کی سعادت الحمد للہ یہ تینوں نعمتیں اس نے عطا کر دی ہیں چوتھی نعمت شہادت کی موت۔ اگر بادشاہ کی وساطت سے یہ نعمت بھی مل جائے تو میں اللہ کا شکر گزار ہوں گا۔

یہ الفاظ سن کر بادشاہ مبہوت ہو گیا۔ مجلس برخاست کر دی گئی حاجی یار محمد اور انکے دوسرے ساتھی علماء کرام کو قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ لاہور اور سرہند کے ایک لاکھ مسلمانوں نے بادشاہ کو اپنے اس ارادے سے باز رہنے کی خواہش کی آخر کار شوال ۱۱۲۱ھ / ۱۷۰۹ء کو ایک اعلان میں بادشاہ کو کہنا پڑا۔ کہ جو خطبہ عالمگیر کے دور میں پڑھا جاتا تھا لاہور کی جامع مسجد اور دوسرے شہروں میں بھی پڑھا جائے (منتخب اللباب جلد دوم)

marfat.com

کیا۔ اس نے کہا مجھے یقین تھا۔ کہ وہ بالضرور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو وصی کہے گا۔ اس واسطے میں نے اسے کہنے کی مہلت نہیں دی آخر جہان شاہ نے اُس مغل کو رہا کر دیا۔

انہیں دنوں بہادر شاہ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگوں کو طرح طرح کی تکلیف و عذاب پہنچا رہے ہیں۔ اتنے میں کتوں نے آکر بھونک کر اسے کاٹنا شروع کیا۔ یہ خواب دیکھ کر جاگ پڑا۔ حکم دیا۔ لاہور کے شہر اور لشکر کے تمام کتے نکال کر دریائے راوی سے پار کر دیئے جائیں۔ بادشاہ اس خواب کی دہشت سے مریض ہو گیا اور چند یوم میں مرگیا۔ شاہزادوں نے علماء کو انعام و اکرام دے کر رہا کر دیا۔ اور تمام لوگ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکر گزار ہوئے اور یہ شعر گانے لگے ؎

شریعت را بلند آوازگی داد
بجز گاہِ شریعت بستہ بنیاد
طراز دین و آئین شریعت
ہمایوں رہبر راہ طریقت
بہارستانِ مُلک دولت و دیں
یقیومی سرتاج سلاطین

لاہور میں بہادر شاہ کے بیٹوں کے درمیان جنگ اقتدار:۔ جب بہادر شاہ مرگیا تو اس کے چاروں بیٹے تخت پر بیٹھے۔ ایک شہر میں چاروں بادشاہ موجود تھے۔ چاروں میں سے محمد عظیم الشان بلحاظ خزانہ وسپاہ دوسرے بھائیوں سے طاقت ور تھا کہتے ہیں۔ اس کے پاس اس قدر روپیہ تھا۔ کہ اس کے خیمہ وخرگاہ کے گرد خزانہ

marfat.com

ہی خزانہ تھا۔ اس نے لڑائی میں اس واسطے تاخیر کی۔ کہ اپنے بیٹے کا انتظار کر رہا تھا۔ جو بنگال سے سپاہ و خزانہ لے کر آ رہا تھا۔ لیکن معز الدین اور جہاں شاہ نے متفق ہو کر جنگ شروع کر دی ؎

اگر بادشاہے بمیداں در آے
زما ہر کہ را ملک بخشد خدا

عظیم الشان نے رقعہ لکھ بھیجا۔ کہ تم دونوں بڑے بھائی میرے ساتھ برسرپیکار ہو۔ آؤ آکر ہم ولایت کو تقسیم کر لیں۔ لیکن وہ اس کے ارادہ سے واقف ہو کر لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ دو نو طرف سے صفیں آراستہ ہوئیں۔ خونخوار جوان اور نامدار دلیر جنگ میں مشغول ہوئے۔ جنگ و جدال کا ہنگامہ گرم ہوا۔ ہزاروں مرد میدان میں کام آئے ؎

ملہ شاہ عالم بہادر شاہ کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ اقتدار کی جنگ کا شکار ہو گئی۔ بہادر شاہ کے چار بیٹے تھے۔ ابتداء میں انہوں نے کوشش کی کہ ساری مملکت صلح و صفائی سے تقسیم کر لی جائے وہ اپنے والد اور ان کے بھائیوں کا جنگِ تخت نشینی میں تباہ ہوتے دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے جاجو اور برہانپور کی لڑائیوں سے فوج اور سپہ سالاروں کو موت کے منہ جاتے دیکھا تھا۔ اعظم شاہ اور کام بخش کے خاندانوں کی تباہی ان کے سامنے تھی! اس صلح جوئی میں بہادر شاہ کے ایک معتمد امیر ذوالفقار خان نے بڑی کوشش کی۔ مگر بدقسمتی سے شاہزادے کوئی فیصلہ نہ کر پائے۔ اگرچہ چند دنوں کے لئے یہ تجویز زیر غور رہی کہ شہزادہ رفیع الشان ٹھٹھہ۔ ملتان اور کشمیر کا حکمران بنے۔ شمالی صوبے جہاندار کے زیر انتظام رہیں۔ دکن کی ریاستیں جہاں شاہ کے پاس رہیں۔ بنگال بہار اڑیسہ عظیم الشان کو دے دی جائیں۔ مگر یہ تجویز بھی تمام کو قبول نہ ہوئی صلح جوئی کے دوران بعض واقعات ایسے رونما ہوتے گئے جس سے تمام شہزادوں میں قربت کی بجائے غلط فہمیاں اور بدگمانیاں بڑھتی گئیں۔

ان دنوں عظیم الشان بہادر شاہ کا بیٹا امورِ خاندانی کا نگران تھا۔ اس نے قلعہ لاہور کا سارا خزانہ اپنے قبضہ
(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

زمیں گشت از کشتگاں لعل گوں
بہر سو رواں سیل دریائے خوں

معزالدین اور جہاں شاہ کی جنگ:۔ لڑائی بڑی سخت ہوئی۔آخر فتح و نصرت کی نسیم سے معزالدین اور جہان شاہ کے پھریرے ہلنے لگے۔ اور عظیم الشان قتل ہو گیا۔ دوسرا بیٹا کریم الدین بھاگ گیا۔ لیکن گرفتار کیا گیا اور معزالدین نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔ لڑائی کے بعد دونو بھائیوں نے باہم ملک تقسیم کرنا چاہا۔ اس کے فیصلہ کے لئے معزالدین

(بقیہ حاشیہ) میں کر لیا۔ اور ملک میں تازہ فوج بھرتی کرنا شروع کر دی۔ چونکہ اس کی فوج لاہور شہر کے اندر تھی اور دوسروں کی فوجیں لاہور سے باہر خیمہ زن تھیں۔ اس نے لاہور کے قلعہ میں ہی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ اور خزانوں کے منہ کھول کر لوگوں کو خرید لیا۔ عظیم الشان کے اس یک طرفہ اقدام سے ذوالفقار نے سخت احتجاج کیا۔ اور شاہی خزانے کی برابر تقسیم کا مطالبہ کیا۔ مگر عظیم الشان نے اس بات کو تسلیم نہ کیا۔ چنانچہ تینوں شہزادوں نے اپنی فوجوں کو لاہور کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ اور قلعہ لاہور توپوں اور دمدموں کی زد میں آ گیا۔

شہزادہ معزالدین کی فوجیں قلعہ سے باہر نکل کر شہر سے آگے بڑھیں شہزادہ عظیم الشان کی فوجیں دریائے راوی پر تیار کھڑی تھیں۔ دوسرے شہزادے ایک دوسرے کے معاون بن گئے۔ اور مغلیہ سلطنت کی یہ جنگ تخت نشینی لاہور میں لڑی گئی، ۱/اپریل ۱۷۱۲ء میں دونوں فوجیں آمنے سامنے آ گئیں۔ شہزادہ عظیم الشان کے خلاف تینوں بھائی صف آرا تھے عظیم الشان کی ستر ہزار فوج اپنی بڑی بڑی توپوں کے باوجود قدموں پر نہ ٹھہر سکی۔ میدان جنگ میں عظیم الشان کا ایک ہاتھی جس پر وہ سوار تھا میدان سے بھاگا اور راوی کی دلدل میں پھنس کر اپنے سوار سمیت زیر زمین دھنس گیا عظیم الشان کے میدان جنگ سے غائب ہو جانے سے جنگ کا پانسا پلٹ گیا اور تین شہزادے لاہور۔ اور عظیم الشان کے لاتعداد خزانوں پر قابض ہو گئے۔ یہ خزانے پھر تینوں شہزادوں کی جنگ کا باعث بن گئے۔ یکے بعد دیگرے ان شہزادوں کی فوجیں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتی رہیں۔

marfat.com

نے اپنے وزیر ذوالفقار خاں کو جہاں شاہ کے پاس بھیجا۔ ذوالفقار خان نے جہاں شاہ کو کہا۔ کہ دکن کی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے یعنی میں شاہجہان آباد لیتا ہوں۔ تم دکن لے لو۔ جہاں شاہ نے کہا۔ شاہجہان آباد کی آب و ہوا عمدہ ہے یعنی میں

ع۱۔ ذوالفقار خان (وزیر معز الدین) مغلوں کی جنگ اقتدار کا ایک اہم سپہ سالار۔ مدبر سیاست دان اور مختلف جنگوں کا ہیرو مانا جاتا ہے اس کا نام محمد اسماعیل تھا۔ اسد خان آصف الدولہ کا فرزند ارجمند تھا سنہ ۱۰۶۶ھ/سنہ ۱۶۵۶ء کو پیدا ہوا۔ وہ عالمگیری دَورِ اقتدار میں اُبھرا۔ مختلف مناصب پر فائز رہا۔ کئی معرکوں میں کامیاب رہا۔ عالمگیر نے اس کی بہادری کے پیش نظر "اعتقاد خان" کا خطاب دیا۔ مختلف مہموں سے گزرتا ہوا۔ بلند منصب پاتا گیا۔ اورنگ زیب کے دَورِ حکومت میں قلعہ جنجی کے معرکہ کو سر کرنے میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اور ایک لاکھ مرہٹہ فوج کو شکست دی اور قلعہ کو فتح کر کے اس کا نام نصرت گڑھ رکھا گیا۔ اس کی شجاعت اور بہادری کے پیش نظر اس کے لڑاکے جانباز "لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار" کا نعرہ لگاتے تھے عالمگیر کی وفات کے بعد شہزادوں میں جنگ تخت نشینی کا آغاز ہوا تو ذوالفقار خان نے بڑا سیاسی کردار ادا کیا۔ یہ سپہ سالار کسی اور دَور میں ہوتا تو بڑا ناموری پاتا مگر یہ جنگ اقتدار کا سپہ سالار تھا اور جنگ اقتدار کا بھی حیا تش۔ بد معاش جانشینوں کی تھی۔ بہادر شاہ اول نے اس کی جرات پر اسے "صمصام الدولہ امیر الامراء بہادر نصرت جنگ" کا خطاب دیا۔ یہ ایک شیعہ سپہ سالار۔ امیر اور وزیر تھا۔ اسے حضرات مجددیہ سے اسی طرح دشمنی تھی جس طرح اورنگ زیب کے اکثر شیعہ شہزادے دشمنی میں مبتلا تھے۔ یہ اس کی بدقسمتی کی ایک بڑی دلیل تھی وہ منعم خان خان خاناں عبد الصمد خان جیسے سرداروں سے بھی رافضی ہونے کی وجہ سے منافقت برتتا تھا۔ منعم خان خان خاناں کی وفات کے بعد اسے وزارت عظمیٰ ملی۔ وہ بڑا چرب اللسان تھا وہ بھائیوں کو لڑاتا بھی اور جب ضرورت پڑتی صلح پر بھی آمادہ کر لیتا۔ وہ سادات بارہہ کے اقتدار کے دوران اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتا تھا اور جہاندار شاہ (معز الدین) کے زیر کمان اس جنگ میں شریک ہوا۔ جس میں مغل امراء شہزادے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے وہ اس جنگ میں آخری دم تک (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

شاہجہان آباد لیتا ہوں۔ تم دکن لو۔ اِتنے میں جہان شاہ کے ایک قریبی نے خفیہ طور پر اسے کہا۔ کہ ذوالفقار خاں کو گرفتار کر لو۔ پھر معزالدین کچھ نہیں کر سکے گا۔ ذوالفقار خاں نے یہ بات تاڑ کر جہان شاہ کو کہا۔ کہ میں اپنا مال و اسباب معزالدین کے لشکر سے اس لشکر میں لانا چاہتا ہوں۔ جہان شاہ نے اس بات کو غنیمت سمجھ کر اسے رخصت کیا۔ اس نے آکر ساری کیفیت معزالدین سے بیان کی۔ اور سامانِ جنگ

(بقیہ حاشیہ) فتح رہا جس میں معزالدین اپنی داشتہ لال کنور کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گیا تھا لال کنور تو جان بچا کر لاہور جا پہنچی۔ مگر بادشاہ اینٹوں کے ایک بھٹے میں جا چھپا۔ اگرچہ اس جنگ میں جہان شاہ کی فتح کا اعلان ہو گیا مگر ذوالفقار خان آخری دم تک لڑتا رہا۔ اور اپنی توپوں سے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا جہاں شاہ قتل ہو گیا اس کی لاش اور اس کے خوبصورت بیٹے کو جہاں دار کی خدمت میں لے آیا جہاندار نے اس بچے کو بھی قتل کر دیا۔ ذوالفقار خان کی فوجیں لڑتی رہیں۔ اور مغل تخت کے دوسرے دعوی دار رفیع الشان کو بھی ختم کر دیا۔ اس جنگ کے بعد ذوالفقار کو جہاندار شاہ (معزالدین) کے دربار کا وزیر اعظم اور ملکی انتظامات کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔

جہاندار شاہ (معزالدین) اپنی معشوقہ لال کنور کے عشق میں تاج و تخت کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اب وہ بھنگ اور افیون کا عادی ہو گیا۔ شراب کے نشہ میں دھت رہتا اور ملکی معاملات کو پس پشت ڈال کر عیش و عشرت میں غرق ہو گیا۔ بادشاہ کی اس روش میں مسلم معاشرہ بھی گندگی اور عیاشی کا شکار ہو گیا ذوالفقار خان بھی عیش و عشرت میں غرق ہو گیا۔ ہندو دندنانے لگے۔ مسلمانوں کو ذلیل کیا جانے لگا سکھوں نے سرہند اور اس کے گرد و نواح پر حملے شروع کر دیئے سارا پنجاب سکھوں کی یلغار میں تھا۔ اور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا تھا۔ مشائخ سرہند خصوصاً حضرت قیوم چہارم خواجہ محمد زبیر سرہند اور دہلی چھوڑ کر افغانستان چلے گئے۔

جہاندار شاہ کی عیاشیوں نے فرخ سیر کو کامیاب کر دیا وہ سادات بارہ کی امداد (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

تیار کر کے آمادہ کارزار ہوئے۔ جہان شاہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور میدانِ جنگ میں آیا ؎

دو لشکر بہم بر شد آراستہ
شد آں رزمہا خاک برخاستہ

جہاں شاہ عبدالصمد کے ہاتھوں مارا گیا:- بڑی سخت لڑائی کے بعد جہاں شاہ معزالدین پر غالب آیا۔ اس کی فوج غالب آ گئی۔ اور معزالدین بہت پریشان ہوا۔ اسی اثناء میں جہاں شاہ ایک طرف فارغ البالی سے چند آدمیوں سمیت کھڑا تھا۔ کہ عبدالصمد نے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جہاں شاہ نے عبدالصمد خاں کو کہا۔ کہ یہ کیا نمک حرامی کر رہے ہو۔ عبدالصمد خاں نے کہا۔ یہ مغل میرے اختیار میں نہیں۔ جہاں شاہ مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بہادر شاہ کا چوتھا بیٹا رفیع الشان گوشۂ گمنامی سے نکل معزالدین کے مقابلے پر آیا۔ اور مردانہ وار جنگ کی۔ ہاتھی سے اُتر تلوار ہاتھ میں لئے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور آخر کار خود بھی قتل ہو گیا۔ معزالدین فتح حاصل کر کے تمام سلطنتِ ہندو دکن کا بادشاہ ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ) سے برسر اقتدار آ گیا فرخ سیر نے فتح کے بعد ذوالفقار خان کو طلب کیا۔ ذوالفقار کے باپ نے معزالدین کو قید کر لیا اور ذوالفقار کو دربار میں پیش کر دیا اس کو شاہزادہ کریم الدین کا قاتل قرار دیا گیا۔ معزالدین کو قید سے نکال کر قتل کر دیا گیا۔ ذوالفقار خان کو ٹپائی کر کے مارا گیا۔ ۷ محرم ۱۱۲۵ھ کو فرخ سیر دارالخلافہ دہلی میں تخت نشین ہوا تو جہاندار شاہ (معزالدین) کا سر نیزے پر رکھا گیا لاش ہاتھی پر ڈال دی گئی ذوالفقار خان کی لاش کو الٹا کر کے ہاتھی کی دم کے ساتھ باندھ دی گئی اور سارے شہر میں پھرایا گیا۔ یہ عبرت ناک موت تھی۔ ۱۰۔ حضرت خواجہ محمد زبیر سے دشمنی کا نتیجہ تھی۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

بعد ازاں حضرات قیوم ثلاثہ رضی اللہ عنہما کے مزارات کی زیارت کے لئے لاہور سے دارالارشاد سرہند شریف میں آکر نہایت عاجزی سے حضرات قیوم ثلاثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ اور ہر ایک روضہ کی خاک سرمنہ پر مل کر اسے دین و دُنیا کی سعادت سمجھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ہر فرد بشر کو حد سے زیادہ دلاسا دیا۔ اور ان کے لائق تحفے اور ہدیئے پیش کئے۔ ہر ایک سے اپنے حق میں دعا و توجہ کرا کر شاہجہان آباد کی طرف چلا گیا۔

معز الدین کا حشر: شاہجہان آباد میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا میسر نہ ہوا۔ اس نے ایک ایسے شخص کو جس سے مخالف شرع امور ظہور میں آنے کے باعث حضرات سرہند ناراض اور بیزار ہو گئے تھے دوست بنا لیا۔ وہ شخص اپنی کور باطنی کے سبب خود انقلاب پر فخر کرتا تھا۔ معز الدین شاہجہان آباد میں کئی قسم کی بدعات میں مبتلا ہو گیا۔ ملک بھر کے گویئے مطرب اور گائن اور طوائفیں اس کی بارگاہ میں آموجود ہوئیں۔ بلکہ مطرب ہی بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہوئے۔ اور سلطنت کے کاروبار بھی انہیں کے ہاتھ میں آگئے۔ خود معز الدین ایک ہندو رنڈی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ اور اس سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے خویش و اقربا سلطنت کے ارکین عظام بن گئے۔ تمام سلطنت کا انتظام اور بندوبست انہیں کے ہاتھ چلا گیا۔ معز الدین اس نابکار کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ جو ناچ نچاتی ناچتا۔ اسی وجہ سے ملکی معاملات میں اس سے کئی ناشائستہ حرکات ظہور میں آئیں۔ چنانچہ اس کی بیگم پردہ کر کے مردوں میں آکر بیٹھتی۔ اور سارا دن بازار میں گشت لگاتی پھرتی۔ ایک روز بادشاہ کو کہنے لگی۔ کہ میں نے کبھی کشتی غرق ہوتے اور لوگوں کو غرق ہوتے نہیں دیکھا۔ ملاحوں کو حکم دو کہ کشتی غرق کر کے مجھے دکھلائیں۔ ملاحوں نے بادشاہ کے حکم پر کشتی غرق کر کے دکھائی۔ لوگوں نے کشتی

marfat.com

کے ڈوبنے کو بدفالی قرار دیا۔ اس کے علاوہ اور کئی نامعقول حرکتیں اس سے سرزد ہوئیں۔ لوگ معزالدین کے سخت خلاف ہو گئے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ ہم اس بادشاہ کے ہاتھوں تنگ آ گئے ہیں آپ نے فرمایا۔ جلد ہی تم ان تکلیفوں سے بچ جاؤ گے۔ کوئی اور بادشاہ تخت پر بیٹھے گا۔ کہتے ہیں۔ اس شخص نے جس کا معتقد معزالدین تھا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ، کا عرس کیا۔ اور حضرت محمد صدیق کو بُلایا۔ انہوں نے اس کے ناشائستہ افعال سے ناراض ہو کر فرمایا نہ تُو ہی رہے گا نہ معزالدین رہے گا۔ جس پر تو اِتنا فخر کرتا ہے ؎

نہ تو مانی نہ بل شاہِ جہانی
دگر شاہے شود فغفور ثانی
ہمیں مغروری و جاہ و جلالت
شود پامال از شاہِ عدالت

پرانے ارکانِ سلطنت و امرائے عظام بھی معزالدین سے بیزار ہو گئے تھے۔ ایک روز ذوالفقار خان وزیر نے ایک قدیمی امیرزادے کے ہاتھ میں ڈھولک اور طنبور دے کر بادشاہ کے سامنے کھڑا کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ طنبور لے کر کیوں آئے ہو۔ ذوالفقار خاں نے کہا ان کا کام مطربوں نے سنبھال لیا ہے۔ اب مطربوں کا پیشہ انہوں نے اختیار کر لیا ہے۔ تورانی مغل بھی بادشاہ سے بہت ہی ناراض

ما:۔ معزالدین جہاندار مغل شہزادہ ایک عیاش سفاک اور فضول خرچ حکمران کی حیثیت سے مشہور ہوا تھا۔ اس نے جنگ اقتدار میں اپنے تمام بھائیوں کو شکست دی اور ان کی اولاد کو چن چن کر ختم کیا۔ تخت سلطنت پر بیٹھ کر بدکردار لوگوں کو دربار میں عزت دی اور شرفا اور ملنہ کردار (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

ہوئے۔ آخر نظام الملک اور محمد امین خان نے مخفی طور پر عظیم الشان کے بیٹے فرخ سیر سے خط و کتابت کی کہ جہاں تک ہو سکے ایک جرار لشکر لے کر پہنچ جاؤ۔ ہم تمہارے رفیق ہیں۔ چند مغل امیر مثلاً یہ لاس خان اور ابو تراب خان وغیرہ معز الدین سے جُدا ہو کر فرخ سیر کے پاس چلے گئے۔ الٰہ آباد اور بہار کا حاکم حسن علی خان سید بارہ بھی بہت سی جمعیت لے کر فرخ سیر سے جا ملا۔ جب فرخ سیر کے پاس بہت سے لشکر جمع ہو گئے۔ تو شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ابو تراب نے مجھ (مصنف) سے بیان کیا۔ کہ پہلے فرخ سیر بہت گھبرایا کیونکہ اس کے پاس فوج تھوڑی تھی۔ ہند کے تمام لشکر معز الدین کے ساتھ تھے۔ بعض مغلوں نے فرخ سیر کو کہا۔ کہ اگر تم سلطنت ہند لینا اور دشمن پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ حضرت محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا و توبہ کی درخواست کرو۔ تاکہ تمہارا مطلب حاصل ہو جائے۔ فرخ سیر نے مغلوں کی وساطت سے حضرت خلیفہ اللہ کی خدمت میں اپنا حال عرض کر کے دُعا و توجہ کی درخواست کی۔ جب اس کا ایلچی آنحضرت کی خدمت

(بقیہ حاشیہ) امراء کی تذلیل کرنے لگا۔ لاہور میں قتل و غارت کے بعد دہلی آیا۔ تو تخت نشین ہوتے ہی بیس ایسے نامور امراء کو قتل کرا دیا جنہیں وہ پسند نہیں کرتا تھا۔ رستم دل خان۔ مخلص خان۔ مہابت خان۔ خان زماں خاں۔ عبد القدیر خاں۔ لطیف اللہ خان۔ حکیم الملک ہدایت اللہ خان اور جہاں شاہ کے بخشی محمد عثمان جیسے امراء کو بڑی بے دردی سے قتل کرا دیا۔ پھر امراء کی تذلیل اور کردار کشی کے لئے بھی آئے دن دربار شاہی سجتا تھا۔ ان کی جائیدادیں جاگیریں حتیٰ کہ گھر بار ضبط ہونے لگے ادھر عوام میں ظلم و ستم کی فرمانروائی ہو گئی نظم و نسق کم ظرف اور رسوائے زمانہ افراد کے ہاتھ آ گیا تھا۔ ہر شخص موت کے سایہ کے نیچے زندگی گزارتا۔ ملک کے کئی طبقے سازشوں کا شکار ہو گئے۔ جہاندار کے اس رویے سے مغل سلطنت کے انحطاط اور زوال کی رفتار تیز ہو گئی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے اس کے مدعا کے حاصل ہونے کے لئے دُعا کر کے ایلچی کو فرمایا۔ کہ انشاء اللہ سلطنت ہند فرخ سیر کو نصیب ہو گی ؎

نگاہِ نیک مردانِ الٰہی
گدائے را دہد تشریف شاہی
توئی خورشید گردونِ عدالت
توئی شاہنشہ ملکِ ولایت
شنیدستم توئی مقبولِ سبحاں
توانی مشکلم را کردہ آساں
چو رازِ آں برآں شہ شد ہویدا
ہماندم ابرِ رحمت گشت پیدا

(بقیہ حاشیہ) بذات خود معز الدین ایک ظالم فاسق۔ فاجر۔ تنگی المزاج حکمران تھا۔ اس کے قاضی القضاۃ تک جام بدست اور صراحی بر مجلس رہتے تھے ملک کے مفتی اور علماء دربار میں شراب کا پیالہ پکڑے حاضر ہوتے حکومت کی باگ ڈور ایک بازاری عورت لال کنور اور اس کے نااہل رشتہ داروں کے ہاتھ تھی۔ بادشاہ خود لہو ولعب میں رہتا ہر کزیت ختم ہو گئی مختلف علاقوں کے صوبیدار خود مختار ہو گئے مغلوں میں طوائف الملوکی بڑھ گئی اور ہر شخص دہلی کے تخت کی طرف للچائی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

جہاندار نے دس ماہ تک حکومت کی دن رات عیش وعشرت میں گزارا خاندان کی عزت اور عوام کی بہتری کا کوئی کام نہ کیا۔ آخر کار عظیم الشان کا بیٹا فرخ سیر اٹھا۔ اور اس نے اپنے باپ اور بھائیوں کا انتقام لینے کے لئے بغاوت کر دی۔ آگرے کے قریب سخت جنگ ہوئی۔ معز الدین میدان جنگ سے بھاگا مگر گرفتار ہو کر جنوری ۱۷۱۳ء کو نہایت ذلت و رسوائی سے مارا گیا۔

marfat.com

بگفتند باشہ فرخندۂ کار
ترا فضلِ خدایت گشتہ گلزار
بفرّخ سیرؔ را فرمودہ دائم
بہ تختِ سلطنت باشی تو قائم

فرخ سیراس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ جب معزالدین کو فرخ سیر کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اپنے بیٹے عزالدین کو لشکر دے کر اس کے مقابلے پر روانہ کیا۔ جب دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو سخت لڑائی کے بعد عزالدین شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ معزالدین خود بے شمار لشکر لے کر فرخ سیر سے لڑنے کے لئے آیا اور اکبر آباد کے گرد و نواح دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ہنگامہ قتل گرم ہوا۔ آتش جنگ بھڑک اٹھی

چو دیدند گردان قلب سپاہ
کہ بازاژدہا تاخت بر فیل گاہ
کشیدو کشادند تیر و کماں
بر آمد فغاں از زمین و زماں
زبس در ہوا تیر بر زد ہم
نہ بر رفت گردوں نہ بنشت نم
چو شد در نوا دیدہ میدان تیر
کشیدند شمشیر برنا و پیر
بر آمد چکاکاک شمشیر ہا
کشید آں چکاکاک تا دیر ہا
ز خوں تیرک زدہ از فرق گاہ
یلاں را برا فراخت پیرِ کلاہ
شدہ خود ہا چاک چوں لالہ ہا
سپر ہا چو گل گشتہ پرکالہا
گراں گرز در دسرِ سروراں
وزاں وردہا سروراں سرگراں
سنانیکہ در دست سفاک بود
سرِ دمغز را مار ضحاک بود
بتر زیں بخوں یلاں گشتہ غرق
چو تاجِ خروسانِ جنگی بفرق
ہم خوں نشانیدہ گردِ سپاہ
چو گردیکہ بر شد زماہی بماہ
برافروختہ شاہ رخ در مصاف
برافروختہ تیغ مصر از غلاف

معزالدین کے اکثر امیر قتل ہوئے عبدالصمد خان نے اس جنگ میں کارہائے نمایاں ادا کئے۔ فرخ سیر کے بہت سرداروں کو قتل کیا۔ لیکن نظام الملک اور محمد امین خان نے ہاتھ تک نہ ہلایا۔ بلکہ عبدالصمد خاں کو کہا کہ تو کیوں لڑتا ہے۔ پھر رنڈی سے جوتیاں کھانا چاہتا ہے۔ جب معزالدین کے امیر مارے گئے۔ تو وہ رنڈی بہت گھبرائی اور پریشان ہو کر کہنے لگی کہ افسوس دوست مر گئے۔ حالانکہ ابھی فوج بکثرت تھی۔ معزالدین کو ہودج میں ڈال کر بھاگ گئی۔ اور ذوالفقار خان وزیر فوج کو لئے آدھی رات تک کھڑا لڑتا رہا۔ اور پکار کر کہتا کہ بادشاہ یا شہزادے کو میرے پاس لاؤ۔ جب بادشاہ کے بھاگ جانے کا اسے یقین ہو گیا تو وہ فوج لے کر شاہجہاں آباد چلا آیا۔ معزالدین اور ذوالفقار خان متفق ہو کر لاہور جانا چاہتے تھے لیکن ذوالفقار خان کے باپ نے نہ جانے دیا اور معزالدین کو قید کر لیا۔ ذوالفقار خان نے بہتیرا کہا۔ کہ اسے چھوڑ دو ہم جا کر لشکر جمع کر کے پھر جنگ کریں گے۔ لیکن باپ نے کہا۔ کہ بھگوڑے کے ساتھ جا کر کیا کرو گے۔ اب فرخ سیر بادشاہ ہو گیا ہے۔ میں اسے پکڑ کر اسے دوں گا۔ وہ میرا ممنون احسان ہو گا جب فرخ سیر شاہجہاں آباد میں آیا۔ تو اسد خاں نے معزالدین کو اس کے حوالے کیا۔ فرخ سیر نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے کہا میری رنڈی مجھے دو اور گذارے کے لئے روٹی میں سلطنت سے باز آیا مجھے زندہ رہنے دو لیکن فرخ سیر نے اسے قتل کر دیا۔ ذوالفقار خاں کو بھی بڑی اذیت سے ہلاک کیا۔ فرخ سیر نے شاہی تخت پر جلوس فرما کر تحائف و ہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے

بندہ بیراگی کی سرکوبی میں قیوم رابع کا تصرّف

جب فرخ سیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام ارکان سلطنت کو بلا کر کفار کی بیخ کنی کے لئے مشورہ کیا۔ جو بہادر شاہ سے بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے تھے۔

marfat.com

سب نے کہا کہ ہم فرمانبردار بندے ہیں۔ جو حکم ہوگا بجا لائیں گے۔ اِسی اثناء میں ایک جاسوس نے اطلاع دی کہ گرو اس وقت لاہور سے چالیس کوس کے فاصلے پر گورداسپور کے قریب دامنِ کوہ میں لشکر جمع کرنے کی فکر میں ہے[۱]۔ بادشاہ نے قاضی شہر کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں بھیج کر مہم کفار میں فتح و نصرت کے لئے دعا و توجہ کی التماس کی۔ جب قاضیٔ شہر نے جنابِ قیومیت مآب رضی اللہ عنہ کی

ط[۱]۔ یہ گرو دراصل بندہ بیراگی ہی تھا جس نے پنجاب کے سکھوں کو جمع کر کے سارے پنجاب میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ اور چن چن کر مسلمان بستیوں کو نیست و نابود کر دیا۔ خصوصاً مشرقی پنجاب کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی۔ سرہند کے کوچہ و بازار میں وہ قتل و غارت کی۔ کہ کسی کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ مسلمان عورتوں کے پیٹ چیر کر بچوں کو نیزوں پر لٹکا دیا تھا۔ یہ بندہ بیراگی کون تھا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ اس کا اصل نام لچھمن دیو تھا۔ راجوڑی کشمیر میں ۲۷ اکتوبر ۱۶۷۰ء میں رام دیو کے گھر پیدا ہوا۔ جوان ہوا تو دنیا کو ترک کر کے جنگلوں پہاڑوں میں گھومنے لگا۔ سادھوں اور جوگیوں کی ٹولیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ جانکی پرشاد بیراگی کے ساتھ مل کر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں گھومتا رہا۔ اس ٹولی میں رہ کر اس جوگی آگڑ ناتھ سے شناسائی ہوگئی پنچ بتی کے جنگلات میں رہنے لگا۔ اسی دوران گورو گوبند سنگھ سے ملاقات ہوگئی۔ جس کی شخصیت نے اسے بے حد متاثر کیا اور بیراگی اس کا چیلا بن کر پنجاب میں واپس آگیا۔ گورو گوبند سنگھ کی وفات کے بعد وہ اس کا جانشین بنا۔ اور اس نے اپنے آپ کو گرو کہلانے کی بجائے بندہ بیراگی کہلایا (گورو کا غلام)

اسی گورو گوبند سنگھ نے اپنے جانشین کے ماتحت پانچ سکھوں کو مقرر کیا تھا جو بعد میں سکھ قومیت کے پانچ پیارے قرار دیئے جاتے گئے۔

بندہ بیراگی دکن سے پنجاب آیا تو اس نے پنجاب کے سکھوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ پھر بہت سے سکھوں کو اعتماد میں لے کر مسلمانوں کے خلاف تیار کرنے لگا۔ سکھوں کے اجتماع سے اس نے ایک سکھ جتھہ تیار کر کے اپنے آپ کو اس کا سربراہ قرار دیا۔ اس نے پانچ پیاروں کی وساطت (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

خدمت میں دینِ اسلام کی نصرت اور کفار کی مذلت کے لئے درخواست کی تو دیر تک باطنی توجہ کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کو فتح نصیب ہوگی اور کفار ذلیل ہونگے۔ اور گرو گرفتار ہوگا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا اور عبدالصمد خان کو لاہور کا حاکم بنا کر اس شرط پر روانہ کیا۔ کہ گرو سے برسرِپیکار ہو۔ محمد امین خان کے بیٹے قمرالدین خان کو بھی ایک جرار لشکر دے کر اس کے ساتھ روانہ کیا۔ جب منزلیں طے کر کے فوج بحر امواج گورداسپور کے قریب پہنچی۔ تو

(بقیہ حاشیہ) سے سارے ماجھے اور دوآبے کے سکھوں کو منظم کیا۔ ان دنوں مغل حکومت اپنی خانہ جنگیوں اور اقتدار کی جنگ میں الجھی ہوئی تھی چنانچہ بندہ بیراگی کو اپنی قوت بڑھانے کا بڑا اچھا موقعہ ملا۔ چند ماہ کے اندر اندر بندہ بیراگی نے سکھوں کا ایک زبردست لشکر جمع کر لیا۔ وہ پنجاب کے مختلف دیہات میں لوٹ مار مچاتا ہوا سونی پت پہنچا۔ اور وہاں کے مغل فوجدار کو شکست دے کر سارے علاقے میں اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ اس نے مغل حکومت کا خزانہ لوٹ کر اپنے سکھوں کو نہال کر دیا۔ مختلف مسلمان علاقوں کی لوٹ مار سے سکھوں کو مالا مال کر دیا۔ اس کے اس عمل سے ہر بے کار اور قلاش سکھ بھی بندہ بیراگی کا سپاہی بن گیا۔ سکھوں کی بڑی تعداد کے بل بوتے پر بندہ بیراگی نے سرہند کو لوٹنے کا پروگرام بنایا چنانچہ گورام۔ تھسکہ۔ مصطفیٰ آباد۔ کپوری۔ ساڈھورا جیسے خوشحال قصبوں کو تہ و بالا کرتے ہوئے سرہند کی طرف بڑھا۔ ان دنوں سرہند کا حکمران وزیر خان تھا۔ وہ اتنے زبردست لشکر کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔ تاہم اس نے اپنے سپہ سالار سمیت آگے بڑھ کر روپڑ کے مقام پر سکھ یلغار کو روکا۔ یہاں شدید لڑائی ہوئی سکھ پورے مذہبی جنون سے لڑے۔ تین دن کی گھمسان کی لڑائی کے بعد مسلمان فوجیں شکست کھا گئیں۔ اگرچہ بندہ بیراگی فوراً سرہند کو فتح کر سکتا تھا۔ مگر اس نے اپنی قوت کو مزید مضبوط بنانے کے لئے کچھ عرصہ توقف کیا۔ اس فتح کا سن کر پنجاب سے ہزاروں سکھ بندہ بیراگی کے لشکر میں آملے۔ اب بندہ بیراگی اسی ہزار لڑاکا سکھوں کے لشکر کو لے کر سرہند پر حملہ آور ہوا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

گرو نے عین شکار کھیلتے وقت ان کی آمد کی خبر سنی۔ اگر وہ دوسری طرف بھاگ جاتا تو بچ جاتا۔ لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو کفار کی ذلت اور ان کے فتنہ کا بجھانا منظور تھا اس لئے وہ ملعون ڈر کر قلعہ میں چلا گیا۔ اور فصیل و برج کو ٹھیک ٹھاک کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ عبدالصمد خاں اور قمرالدین خاں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور قلعہ کی رسد بندی کر دی۔ اور گولے پھینکنے شروع کئے۔ گرو نے محاصرہ سے تنگ آ کر دیوار قلعہ کو توڑ نکل جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن جس طرف جاتا ایک سوار آگ اور تلوار لئے آگے موجود ہوتا۔ اس کو کسی طرف سے نکلنے نہ دیا۔ جس طرف جاتے آگے سپاہی موجود ہوتے اور ان ملعونوں پر آگ کے شعلے پھینکتے۔ جب گرو نے یہ حالت دیکھی۔ تو ہمراہیوں کو کہا کہ اب موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ موت کے منتظر رہو۔ عبدالصمد خاں نے گرو کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہاری بادشاہ سے سفارش کروں گا۔ تاکہ تمہاری تقصیرات معاف کر دے۔ گرو نے اس کے قاصد سے پوچھا کہ عبدالصمد خاں کے پاس کس قدر لشکر

(بقیہ حاشیہ) سرہند کے حکمران وزیر خان نے اس زبردست لشکر کا مقابلہ کرنے کا اعلان کر دیا مگر اس کے پاس صرف پندرہ ہزار سپاہی تھے چنانچہ چپڑ چڑی کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ سکھوں نے اپنی مددی قوت سے مسلمانوں کے لشکر کو تہس نہس کر دیا۔ اور ۲۴ مئی ۱۷۱۰ء کو سرہند پر قبضہ کر لیا۔ سرہند کا بہت بڑا شہر جو اس وقت سترہ میلوں میں پھیلا ہوا تھا اور دہلی کے بعد اس کی شان و شوکت اور دولت سارے پنجاب سے بڑھ کر تھی۔ سکھ لیٹروں کی زد میں آ گیا۔ اسے لوٹا گیا۔ اور ایک ایک چیز اڑا لی گئی۔ حتیٰ کہ سکھوں نے سرہند کے مرد۔ عورت بوڑھے سبھی تہہ تیغ کر دیئے۔ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو نیزوں پر چڑھا دیا گیا۔ عام لوٹ مار کے علاوہ بندہ بیراگی کو سرہند سے نو کروڑ روپیہ ملا۔

سرہند پر قبضے سے سکھوں کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا وہ طاقت کے نشے میں مست سارے پنجاب کو لوٹنے لگے اور مغل سرداران کے سامنے قدم نہ جما سکتے تھے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

ہے۔ اس نے کہا کئی ہزار سوار ہیں۔ اس ملعون نے کہا اگر تمام جہان اس کے ساتھ ہو تو بھی میں نہیں ڈرتا بعد ازاں اسی آدمیوں کو جو ایک طرف کھڑے تھے۔ حکم دیا کہ خودکشی کر لو سب نے اپنے پیٹ خنجر سے پھاڑ ڈالے اور یا گرد کہہ کر زمین پر گر پڑے اور داخل فی النار ہوئے۔ گرد نے کہا کہ جس کی فوج اس قسم کی ہو۔ اُسے دوسرے کا کیا ڈر ہے۔ اور تمام ہندوستان میرے اسی قسم کے لشکر سے پُر ہے۔

اس قصے کے مطابق زمانہ سابق کا ایک قصہ یاد آیا ہے۔ جو یہاں تمثیلاً درج کیا جاتا ہے۔ خلیفہ مقتدر باللہ کے عہد میں جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا ۳۱۹ھ ہجری میں قرامطہ بحرین جن کا پیشوا ابوسعید جہانی تھا۔ غالب آئے۔ اور مکہ معظمہ میں جا کر انہوں نے قتل عام مچایا۔ اور چاہ زمزم کو مقتولوں سے پُر کر دیا۔ اور تین ہزار مقتول خانہ کعبہ کے گرد مسجد الحرام میں ڈال دیئے۔ اور حجر اسود کو اکھیڑ کر بیت الخلا میں پھینک دیا۔ بعد ازاں ابوسعید مکہ معظمہ سے مقتدر باللہ کے ساتھ لڑنے کے لئے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ پانچ سو آدمی لے کر ملک ہند میں اُترا۔ مقتدر باللہ نے اپنے ایک بڑے امیر ابی ساج کو تیس ہزار سوار دے کر ابوسعید سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابی ساج نے دشمن کو حقیر سمجھ کر خلیفہ کو لکھا کہ میں ابوسعید کو پکڑ کر آپ کے پاس بھیج دوں گا۔ مقتدر باللہ نے

(بقیہ حاشیہ) سکھوں کی مالی حالت تبدیل ہو گئی۔ آسودگی کا دَور دَورہ ہو گیا۔ سرہند پر ظلم و ستم کی کہانیاں سارے پنجاب میں پہنچیں تو مسلمان دہشت زدہ ہو کر شمالی اور جنوبی علاقوں میں کوچ کرنے لگے۔ بندہ بیراگی نے اپنے گورنر مقرر کئے۔ سرہند میں باج سنگھ گورنر بنایا گیا۔ تھانیسر میں رام سنگھ مقرر کیا گیا۔ سامانہ میں فتح سنگھ کو حکمران کر دیا۔ بندہ بیراگی کو احساس تھا۔ کہ مغل بادشاہ اپنے مصائب اور خانہ جنگی سے ہٹ کر ایک دن پنجاب کو آئیں گے چنانچہ اس نے مختلف قلعے مرمت کرلئے۔ تعمیر کئے۔ اور مستقبل کے جنگ کے لئے تیاریاں کرنے لگا۔ مخلص پور کا قلعہ بھی مرمت کرایا۔ اور اس قلعہ کا نام (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

جواب میں لکھا کہ اس کا پکڑنا آسان کام نہیں۔ پل توڑ دو تاکہ وہ آنہ سکے۔ ابی ساج نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ اور ابوسعید کو پیغام بھیجا اور میں اور تم پرانے ہمنشیں ہیں۔ تم میں میرے مقابلے کی تاب نہیں۔ اگر میری اطاعت کرو۔ تاکہ تمہارے قصور خلیفہ سے سے معاف کراؤں۔ یا کسی اور طرف بھاگ جاؤ۔ تاکہ تمہیں کوئی نہ دیکھے اور سلامت رہو۔ ابوسعید نے اس کے پیغام کو سُن کر ہنس دیا۔ اور قاصد سے پوچھا کہ ابی ساج کے پاس کتنے مرد ہیں۔ اس نے کہا تیس ہزار۔ اس نے کہا بخدا! تین بھی نہیں۔ پھر اپنے ایک آدمی کو کہا اپنا سر کاٹ ڈالو۔ اس نے سر کاٹ ڈالا دوسرے کو کہا پانی میں ڈوب مرو۔ وہ پانی میں غرق ہو گیا۔ تیسرے کو کہا بلندی پر سے گر کر مر جاؤ۔ وہ بلندی سے گر کر مر گیا۔ ابوسعید نے کہا جس کے پاس ایسا لشکر ہو اسے دشمن کا کیا خوف۔ قاصد کو کہا۔ جاؤ تمہاری جان بخشی کی۔ لیکن ابی ساج کو کتوں کے ساتھ زنجیر میں جکڑا ہوا تمہیں دکھاؤں گا۔ اسی رات ابی ساج پر شبخون کر کے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور بعض کو بھگا دیا اور ابی ساج کو پکڑ کر زنجیروں سے جکڑ کر کتوں کے ساتھ باندھا؛

(بقیہ حاشیہ) لوہ گڑھ رکھا اسی لوہ گڑھ کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ پنجاب سے لوٹا ہوا مال غنیمت اسی قلعہ میں جمع کرتا رہا۔ اب سکھ ساڈھورا سے لے کر رائے کوٹ اور رایکوٹلہ سے لے کر لدھیانہ تک۔ کرنال سے لے کر جموں کی پہاڑیوں تک سکھ اقتدار کے پرچم لہرانے لگے۔ اب بندہ بیراگی کی باقاعدہ حکومت قائم ہو گئی ہے سکہ۔ قوانین اسی کے چلنے لگے۔ دیگر تیغ۔ فتح و نصرت۔ بیدرنگ یافت از نانک گورو گوبند سنگھ۔ اب بندہ بیراگی نے سکھوں کا ایک اور لشکر جرار تیار کیا اور سہارنپور پر حملہ کر دیا۔ سہارنپور کے گورنر علی راد خان سکھوں کی آمد سن کر بھاگنے پر تیار ہو گیا۔ مگر سہارنپور کے مسلمانوں نے اسے حوصلہ دیا کہ ثابت قدم رہو۔ ہم تمہاری قیادت میں جانیں دے دیں گے۔ مگر وہ سکھوں سے اس قدر ہراساں تھا کہ اہل و عیال اور مال زر لے کر بھاگ گیا اس کے باوجود اہل شہر نے سکھوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آخر کار سکھوں کو فتح ہوئی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

اسی طرح جب عبدالصمد خان گورنر لاہور نے دیکھا کہ گرو اپنی ضد پہ قائم ہے۔ تو ایک منصوبہ باندھا اور بندہ بیراگی کو پیغام بھیجا کہ ہم مغل بادشاہ سے بہت تنگ آ گئے ہیں۔ کیونکہ وہ سلطنت کے لائق نہیں آؤ تمہیں دارالخلافے میں لے جا کر سلطنت پر بٹھا دوں۔ وہ کو۔ باطن اس دھوکے میں آ گیا۔ لیکن اس کے چیلوں نے اسے قلعہ سے باہر نہ جانے دیا اتنے میں اہل قلعہ فاقوں مرنے لگے۔ بہت سے بھوک سے تنگ آ کر قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر مسلمانوں سے روٹی مانگتے جب مسلمان انہیں روٹی دیتے تو وہ روٹی لینے کے لئے اس قدر جلدی کرتے کہ قلعہ پہ سے گر کر مر جاتے۔ جب قلعہ والوں کا ناک میں دم آ گیا تو گرو نے مجبور ہو کر عبدالصمد خان سے صلح کر لی۔ عبدالصمد خان نے اس ملعون کو قلعہ سے نکال کر لوہے کے پنجرے میں بند کر کے اس کے سات سو چیلوں کو زنجیروں سے جکڑ کر دارالخلافہ کی راہ لی۔ جب سرہند پہنچا۔ تو گرو کے سر کے چاروں طرف آہنی سیخیں لگا دیں تاکہ سر کو ادھر اُدھر نہ کر سکے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ننگی تلوار دے کر اس کے پاس کھڑا کر دیا۔ اور اس کے چیلوں کو نہایت بے عزتی اور رسوائی سے شہر

(بقیہ حاشیہ) انہوں نے سہارنپور شہر کو لوٹ کر برباد کر دیا۔ مسلمان خواتین نے عزت بچانے کے لئے کنوؤں میں چھلانگیں لگا دی اور جان دے دی ہے۔ بے دریغ قتل کرنے کے بعد بندہ بیراگی نے جلال آباد کے قلعہ دار کو للکارا۔ مگر اس نے بھاگنے کی بجائے سکھوں سے جنگ کر دی۔ سکھ اس کی ثابت قدمی کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر چند دنوں بعد پھر جلال آباد لوٹ آئے اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ جلال آباد اس کے باوجود سرنگوں نہ ہوا آخر بندہ بیراگی تنگ آ کر اگست ۱۷۱۰ء کو محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گیا۔

ان کامیابیوں کے بعد بندہ بیراگی نے جالندھر دوآب اور باری دوآب کے سکھوں کو حکم دیا۔ کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو جائیں۔ چنانچہ سکھوں کا ایک زبردست لشکر تیار کر کے ۱۷۱۰ء کو جکودر پر قبضہ کر لیا۔ پھر بٹالہ اور کلانور پر قابض ہو گئے ان شہروں کی لوٹ مار نے سکھوں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پہ ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

میں پھرایا۔ جب سرہند کے باشندوں نے گرو کو اس ذلت کی حالت میں دیکھا تو نہایت خوش ہوئے۔ اور پھولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ اسی کے ہاتھ سے انہوں نے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ سرہند کے لوگ گرو کو گالی دیتے اور پتھر مارتے تھے تین روز سرہند میں رہ کر اس ملعون کو دارالخلافہ میں پہنچایا گیا۔ لیکن نہایت بے عزتی و رسوائی سے اور

(بقیہ حاشیہ) کو دولت سے مالا مال کر دیا۔ مشرقی پنجاب پر قبضہ مکمل کرنے کے بعد سکھوں نے لاہور پر حملہ کر دیا۔ لاہور کے نائب حاکم اسلم خان نے لاہور کا پوری طرح دفاع کیا۔ اس زمانہ میں لاہور پر شاہ عالم کا بیٹا معزالدین حکمران تھا۔ اگرچہ مغل فوجیں لڑنے کو تیار نہ تھیں مگر اہل لاہور نے اس سکھ حملہ کو روکنے کے لئے ہندو مسلمان جمع ہو کر مقابلہ میں ڈٹ گئے اور ایک حیدری فوج تیار کر کے اکبر کے وزیر راجہ ٹوڈر مل کے پوتے راجہ بیر امل کی قیادت میں مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھا کر شہر کو سکھوں کے حوالے کر دیا۔ سکھوں نے نہ صرف لاہور کو غارت کیا۔ بلکہ لاہور کے مضافات کو دُور دُور تک لوٹ لیا۔ اس صورت حال کو مغل حکمران، بہادر شاہ نے پہلی بار ۲۰ مئی ۱۷۱۰ء کو ذاتی طور پر محسوس کیا۔ اس نے لوٹے ہوئے قافلوں اور تباہ شدہ شہروں پر غور کیا تو اسے سخت صدمہ ہوا۔ اس نے بذات خود پنجاب پہنچ کر سکھوں کی قوت کو توڑنے کا فیصلہ کیا۔ ان دنوں بہادر شاہ کا وزیر اعظم منعم خان تھا۔ اس نے مشورہ دیا۔ کہ بادشاہ پایۂ تخت پر رہے۔ اور میں دوسرے سپہ سالاروں کے ساتھ سکھوں کو سبق دوں گا۔ اور بندہ بیراگی کو زندہ گرفتار کر کے پیش کروں گا۔ مگر بہادر شاہ بذات خود فوج کی کمان کرنا چاہتا تھا چنانچہ ایک زبردست لشکر تیار کر لیا گیا۔ بہادر شاہ ۲۷ جون ۱۷۱۰ء کو اجمیر سے پنجاب روانہ ہوا۔ اس مہم کے مغل فوج کے بڑے سپہ سالار جن میں فیروز خان میواتی۔ محمد امین۔ قمرالدین خان۔ زین الدین احمد خان اور کو کلتاش جیسے نامور جرنیل موجود تھے۔ ۲۲ اکتوبر ۱۷۱۰ء کو بادشاہ سونی پت کے میدان میں خیمہ زن ہوا۔ چنانچہ سکھوں سے پہلا تصادم ۲۶ اکتوبر کو اتیس گڑھ میں ہوا۔ سکھ اب پسپا ہونا شروع ہوئے۔ مسلمانوں نے سرہند کو سکھوں سے خالی کرا لیا۔ اور ارد گرد کے علاقوں سے سکھوں کو مار بھگایا۔ اب سارے سکھ قلعہ لوہ گڑھ میں جمع ہو گئے۔ بندہ بیراگی مغربی پنجاب میں لوٹ مار کر رہا تھا مغل فوج کی آمد پر وہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

اس کے چیلوں کے سروں پر لکڑی کی ٹوپیاں پہنا کر شہر میں لایا گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سخت عذاب دے کر قتل کرو۔ پہلے اس کے شیر خوار بچے کو اس کی گود میں قتل کر کے اس کا جگر نکال کر گرو کے منہ میں دیا۔ اس نے کہا اس بچے کی کیا تقصیر ہے انہوں نے کہا مسلمانوں کے اس قدر بچوں کا کیا قصور تھا۔ جنہیں ان کی ماؤں کے پیٹ پھاڑ کر تو نے نکالے اور ذبح کئے۔ بعد ازاں گوشت کو ریزہ ریزہ کر کے ہزار ہا تکلیف سے اسے قتل کیا۔ اور اس کے چیلوں کو بھی یہی گت بنائی۔ گرو کے قتل ہونے سے مسلمانوں میں اعتماد قائم ہو گیا۔ دوگانہ شکر بجا لائے اور حضرت خلیفہ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے روانہ کئے۔ آپ بھی اس ملعون کے قتل سے نہایت خوش ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ) لوہ گڑھ کے قلعہ میں آگیا۔ اب بادشاہ ساڈھورا پہنچ چکا تھا۔ یہاں سے سکھوں کو ساڈھورا کے سادات نے نکال دیا وہ بھی لوہ گڑھ میں جمع ہو گئے۔ اب مغل فوجوں نے لوہ گڑھ کے قلعے کی سخت ناکہ بندی کر لی۔ اور محاصرہ تنگ کرتے گئے۔ حتیٰ کہ سکھ قلعہ تک محدود رہ گئے قلعہ کے باہر سکھوں کی دفاعی چوکیوں کو اکھاڑ دیا گیا ضرورت کی کوئی چیز قلعہ کے اندر نہ جانے دی گئی محصورین بھوک اور پیاس سے تنگ آگئے انہوں نے بیل۔ بھیڑ۔ بکری حتیٰ کہ مردار تک کھا کر وقت گزارا۔ محاصرہ لمبا ہوا۔ سکھ تنگ آگئے۔ وزیر اعظم منعم خاں نے قلعہ پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر بہادر شاہ نے اسے منع کر دیا اور حکم دیا کہ صرف محاصرہ کو تنگ کر دیا جائے اب سکھوں نے تنگ آکر قلعہ سے گولہ باری شروع کر دی۔ مسلمان لشکر نے بھی آگے بڑھ کر حملہ کیا۔ سخت لڑائی ہوئی بے پناہ سکھ مارے گئے۔ مگر بندہ بیراگی گرفتار نہ ہو سکا۔ اس نے قلعہ سے بھاگ جانے کی کوشش کی۔ مگر سخت نگرانی سے وہ ایسا نہ کر سکا۔ ایک رات سکھوں کا ایک دستہ بندہ بیراگی کو ساتھ لے کر قلعہ سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پہاڑوں میں جا چھپا۔ قلعہ فتح ہوا سکھوں کا زور توڑ دیا گیا۔ مغل دستے بندہ بیراگی کے پیچھے لگے ہوئے تھے مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ اسی دوران (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا شیخ محمد زبیر کو قطبیت کی بشارت

ایک روز حضرت محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت محمد صدیق کے خلیفہ شیخ محمد معظم نے اپنے پیر کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ محمد زبیر کے مرید اپنے پیر کو قطب و قیوم تبلاتے ہیں۔ یہ سخت گستاخی ہے کہ جناب کے حضور میں کسی اور سے اس منصب اعظم کو منسوب کریں۔ حضرت محمد صدیق نے صدق باطن سے فرمایا۔ کہ جب ہم دونوں اکٹھے ہوں مجھے یاد دلانا۔ جب ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کسی تقریب سے حضرت محمد صدیق کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو شیخ محمد معظم نے وہ بات حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو یاد دلائی۔ آنجناب اس جلیل القدر امر کے انکشاف کی طرف متوجہ ہوئے جب مجلس برخاست ہوئی۔ اور حضرت سلطان الاولیاء اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف

(بقیہ حاشیہ) شاہ عالم بہادر شاہ اگست ۱۷۱۱ء لاہور پہنچا اور یہاں ہی فروری ۱۷۱۲ء میں فوت ہو گیا ڈاکٹر محمد باقر نے اپنی کتاب لاہور پاسٹ اینڈ پریزنٹ میں لکھا ہے کہ بہادر شاہ کے مرنے کے بعد کچھ عرصہ تک مغل بادشاہ پھر جنگ اقتدار میں الجھے رہے اور بندہ بیراگی کو ایک اور موقعہ ملا کہ وہ سکھ قوت کو اکٹھا کرتے اور اپنی شکست کا انتقام لے۔ چنانچہ وہ پہاڑوں سے نکل کر دوبارہ پنجاب کے میدانی علاقوں پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے تباہی و بربادی کی انتہا کر دی۔ مسلمان بچوں۔ بوڑھوں اور عورتوں کو سفاکانہ طور پر قتل کرتا گیا اور مساجد اور عبادت گاہوں کو جلاتا گیا۔ اس نے گورداسپور کا قلعہ مرمت کر کے مضبوط کر لیا۔ اور ساٹھ ہزار سکھ جنگ جو جمع کر لیئے اور ان سکھ لڑاکوں نے لاہور سے سرہند تک کا سارا علاقہ تہس نہس کر دیا۔

مغل تخت پر فرخ سیر (۱۷۱۳-۱۷۱۹ء) تک براجمان ہوا۔ تو اس نے سکھوں کے مظالم پر خصوصی توجہ دی۔ وہ ۱۱۲۸ھ / ۱۷۱۵ء کو مغل فوج لے کر پنجاب کی طرف بڑھا اور سکھوں سے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

لے جانے لگے۔ تو شیخ محمد معظم نے حضرت محمد صدیق سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں خوب توجہ کی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ منصب شیخ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے۔ کسی اور کو حاصل نہیں۔ جو شخص انہیں قیوم و قطب الاقطاب نہ مانے گا۔ وہ جنابِ الٰہی سے دور جا پڑے گا۔ حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کا انصاف دیکھو ؎

چو صدیق اکبر در و صدق دید   ہم نامِ خویشتن بر گزید

اس روز سے شیخ محمد معظم حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کے بڑے معتقد ہو گئے

(بقیہ حاشیہ) ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں لاہور کے گورنر عبدالصمد خان نے سکھوں کو شکست دے کر بندہ بیراگی کو گرفتار کر لیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا۔ دیوان (وزیر اعظم) اور چار ہزار سکھوں کو بھی گرفتار کر کے لے گئے۔ عبدالصمد خاں نے سکھوں کے مظالم کے بدلے چار ہزار سکھ قتل کر دیئے۔ اور گورداسپور کے میدانی علاقے سکھوں کی لاشوں سے اٹ گئے۔ سکھوں کے سر کاٹ کر ان میں بھوسہ بھر دیا گیا اور انہیں نیزوں پر ٹانگ کر پنجاب سے ہزاروں قیدیوں کے ساتھ دہلی روانہ کیا گیا۔ عبدالصمد خان نے اس جلوس میں دو ہزار سر اور چار ہزار قیدی روانہ کئے۔ اس قافلے کی نگرانی کما نڈر زکریا خاں اور قمرالدین خاں کر رہے تھے۔

محرم ۱۱۲۷ھ ۱۷۱۵ء کو یہ قیدی دہلی پہنچے۔ بخشی اعتماد الدولہ محمد امین خاں کو حکم ہوا۔ کہ وہ شہر سے باہر جا کر ان قیدیوں کے منہ کالے کر دے اور ان کے سروں پر لکڑی کی ٹوپیاں پہنا دے اور اس طرح سکھوں کو دہلی کے لوگوں کے سامنے لایا گیا تاکہ ان کی دہشت ختم ہو سکے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بندہ بیراگی۔ اس کے بیٹے اور تین سکھ سالاروں کو قلعہ میں بند کر دیا جائے۔ اور باقی سکھوں کو دو دو سو کر کے دہلی کے چوکوں میں قتل کیا جائے آخر کار بندہ بیراگی۔ اس کے سات سالہ بیٹے اور سپہ سالاروں کو بھی سرِ عام قتل کر دیا گیا۔ اور اسے بتایا گیا کہ یہ تمہارے ان مظالم کا صلہ ہے جو تم سارے پنجاب میں مسلمان بچوں، عورتوں اور عام لوگوں کو تہہ تیغ کرتے وقت کرتے رہے ہو (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلاطین علیہم السلام حاضری دیتے ہیں

کامل عقل والے سخن پرواز اور صاحب فضیلت معنی طراز اشخاص نے بات کی یوں شیرازہ بندی کی ہے کہ صبح نفس معنی رسوں نے اور اک کامل اور ابلاغ فاضل سے کوئے ضلالت کے کور باطنوں کے لئے شاہراہ حق شناسی راست کیش اور نیک نہادی پر ہدایت کا چراغ رکھ کر کمالات صوری و معنوی کے مقبول اور اندرونی و بیرونی تجلّیات کے مظہر ہوئے ہیں ۔

روشن گہراں در بطن سرور خشند   در جلوہ گری جملہ جہاں جلوہ بہ بخشند

والامناقبت ۔شفا بخش بیماران بادیہ ضلالت ۔ہادیٔ گم گشتگان زاویۂ ذلت ۔عارف محقق ۔کامل مدقق ۔مظہر تجلّیات جمالی و جلالی ۔مورد کرامات عالی متعالی آفتاب عالمتاب ۔منبع عبادت و عرفان ۔بہار گلزار دین و ایمان ۔پیر پیران ۔ملجاء عالمیان دستگیر درماندگان ۔محمود الاصفیاء مکارم الاتقیاء سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ ، الہامات الٰہی کی تائیدات سے مسند ارشاد اور وسادۂ اجلال پر جلوہ افروز ہو کر کارخانہ ایجاد کی زینت کو بڑھانے والے ۔محافل عظمت کی شان کو دوبالا کرنے والے ۔جلوہ افروز عالم و عالمیان ۔اور رونق آرائے جہاں و جہانیاں ہوئے اس سعادت آمیز وقت میں گلزار زمانہ نقش و نگار سے شاداں تھا ۔بہار معنی کے باغبان اور گلستانِ نکتہ دانی کے

(بقیہ حاشیہ) نواب عبد الصمد دلیر جنگ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھے اور قرونِ اولیٰ کے مجاہدین صحابہ کی طرح صبح اگر میدان جہاد میں ہوتے تو رات مصلیٰ پر کھڑے کھڑے گزارتے ۔زکریا خان عبد الصمد دلیر جنگ کا بیٹا تھا جو اس کے بعد لاہور کا ناظم ہوا ۔قمر الدین خان وزیر اعظم ہند اور زکریا خان آپس میں سمدھی تھے زکریا کا بیٹا یحییٰ خان قمر الدین کا داماد تھا ۔رضی شیرازی

marfat.com

خوش الحان بلبل کو تازہ رونق اور بشاشت حاصل ہوئی۔ جہان بمنزلہ باغ نشوونما پارہا تھا۔ مدارج عظمت کے باغ اور مراتب مکرمت کے بوستان میں چاروں طرف سے خلقت گول سرِ حکوراور موروں کی طرح خیابان میں جلوہ افروز تھیں اور رسوفی نہاد قمریوں کی طرح شوق کے نعرے مار رہے تھے ؎

گل کردہ بہار عشق سازاں | جوشیدہ باغ عشق بازاں
از جلوۂ او بہفت اقلیم | دو چند ہزار تخت و دیہیم

جہان کی چھ طرفوں سے بلند اقبال بادشاہ۔ صاحب حال صوفی اور تمام چھوٹے بڑے اس مرشد زمانہ۔ قیوم زمان۔ والیئے ملک عرفان کی ہدایت و ارشاد کا شہرہ سن کر جوق در جوق انڈے چلے آتے تھے۔ خلق اللہ کی کثرت ہجوم سے بادشاہوں کو بھی آنحضرت کی کرامت مآب جناب میں ہزار وقت سے داخل ہونا نصیب ہوتا۔ آنجناب کے قدوم میمنت لزوم سے لوگ مغرور و مفتخر ہوتے تھے۔ اس چمن روزگار کی نوبہار اس عالی نژاد کے ارشاد کی نسیم کے فیض سے خوشۂ پروین و ماہ سے بھی زیادہ شگفتہ تھی ؎

چوں از دم باد نوبہاری | گل بر سر شعلہ زد عماری
بردست صبا نگار بستند | پیرایہ نوبہار بستند
دوراں بہ بہار رنگ و بو داد | گلدستہ بدست آرزو داد
زانگونہ کہ ابر در چکانی! | کز مغز خرد چکد معانی
بہ سرو چمن بباد شبگیر | دشت تبت و بہار کشمیر
بادِ سحر و ترانہ ہمدوش | بوئے گل و مُل ہمہ در آغوش
بستند بہ نوبہار آئیں | شد بند نگار خانہ چیں
طاؤس چمن بجلوہ سازی | بلبل ز جنوں بہ شعلہ بازی
خضرائے زمیں شگفتہ گل گل | در سایہ گل رمیدہ سنبل

marfat.com

سوری و سمن بہم نشستہ — بر ساعد لالہ پارہ بستہ
سنبل کف پائے سرو بستاں — خلخال بپائے نوعروساں
گل را بکفِ نگار پیوند!! — مشاطۂ صبح را حنا بند
نو کردہ بہار عشق دیریں — پیچیدہ صبا بہ شاخ نسریں
گلبرگ چکاند چشمۂ نوش — فوارۂ غنچہ آتشیں جوش
مرغانِ چمن بہ نکتہ دانی — چوں برہمناں وید خوانی
بردند بنفشہ را بہ تعجیل — کہ ایں جا نہد جامہ در نیل
آب از لب جوئے نغمہ پیوند — بر سوسن وہ زباں زباں بند
از سبزۂ تر بہ چشم بیناں — مستانہ ہوا شکستہ بیناں
سرگوشیٔ گل بہ دکش شمشاد — بر مرغِ چمن کشاد فریاد
گل پردۂ شرم در کشیدہ — بلبل دمِ گرم بر کشیدہ
در مطلع ایں چنیں بہارے — کا درد فلک بہ روزگارے

اس سعادت قراں۔ بہجت تواماں میں دستگیر بیکساں ملجاء مریداں مقبول الانام۔ مکارم الاصفیاء سلطان الاولیاء محامد اوصاف کریمہ خلوت وجلوت میں کمالات الہٰی اور رحمت نامتناہی سے ہر روز ہزار ہا آدمیوں کو صحرائے گمراہی کی حیرانی و پریشانی سے نکال ان کی رہنمائی کرتے تھے۔

زہے قیوم ظل اللہ سبحاں — ہدایت بخش گمراہان خذلاں
بہی مرہم دل بشکستہ مجروح — ز طوفانِ ولایت کشتیٔ نوح
در آمد در عبادت جملہ اشیاء — بدرگاہ شہ خورشید سیما
در آمد رحمتِ حق اندر آں دم — دولئے تو منم لے قطب عالم
دگر بار آمد اے حق بدرگاہ — زمن بشنو سریر فیض راشاہ

marfat.com

چراغِ راہ گمراہاں تو باشی مریداں را ز دستِ تو مناصی
بفرمانِ ندائے غیب سلطاں عمل کردہ بجا آوردہ فرماں
ہمہ ذرات عالم شاد فرخ مبارک باد میموں باد فرخ
ہمہ طائرِ پذیراں را شباہا دعا کردند بر سلطانِ جاہا
ہمہ گشتہ نثارِ سرورِ دیں چہ طاؤس و کبوتر باز و شاہیں
ہمہ حیواں نثارِ شاہ گشتند بہم گاو و غزالاں شیر مستند
ہمہ عالم باطرافش دویدند ز افلاک ملائک صف کشیدند
شدندش جمع در درگاہِ دانی گناہِ جملہ مردم شد معافی
مرید معتقد گشتند شہ را نثاراں گشت فرق مہر و مہ را
عفو آمد عفو بر حضرت شاہ درخشندہ برنگِ صورتِ ماہ
ولایت را بلند آوانگی داد کرامت زو گرفتہ فیضِ ارشاد
بہ قیومی شفاعت باز کردہ طفیلِ تو جہاں گلزار کردہ
باوصافِ کرامت شہرہ یافت بسا اہلِ کرامت را برانداخت
بہ ہر جا شیخ و زاہد مے شنیدی بہ شب رختِ اقامت میکشیدی
مریدے گشت در عالی جنابی سپہرِ معرفت را آفتابی
مطیعِ اوست ہر جا شیخ و زاہد بود میعاد ہر جا ہست عابد
سگِ درگاہ آں شاہنشہِ دیں شرف دارد بر شیرانِ خونیں
کمال الدین یوسف شاہِ اعلیٰ زدہ گردوں بر اوج کوس والا
کراماتش چہ ساں تحریر سازم ز شرمِ خود سیاہی میگدازم
بفضلِ کن بکارِ ما بالفضل ز باغ خود بیں ایں بلبلِ گل
چراغ از غیب نہ تا راہ بینم گلِ باغ ہدایت را بچینم

marfat.com

حضرت کا جاہ وجلال:۔ آنحضرت کا جاہ وجلال اس قسم کا تھا کہ جناب کی مجلس مبارک میں بڑے بڑے امیر اور بادشاہ دم نہیں مار سکتے تھے۔ اور نہ ایک دوسرے سے کلام کرتے تھے بلکہ نقش بر دیوار کی طرح بیٹھے رہتے تھے۔ جب کبھی آنحضرت ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ یا کسی شخص سے کچھ پوچھتے تو وہ اس طرح سٹ پٹا جاتا کہ جواب دینے کی سکت ان میں نہ رہتی زبان میں لکنت آجاتی۔ اگر اتفاقاً بیٹھے ہوتے تو بڑی جلدی سے ادباً اٹھ کھڑے ہوتے اور آنحضرت کی تعظیم کے لئے اپنے آپ کو اس قدر جھکاتے کہ ان کا سر زمین تک پہنچ جاتا۔ جب تک آپ بیٹھنے کے لئے حکم نہ دیتے اسی ہئیت میں کھڑے رہتے۔ اس قبلہ دوجہاں کے حضور میں بیٹھنے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ صرف وہ شخص بیٹھتا جسے حکم ہوتا جب آپ لوگوں کی طرف نگاہ کرتے۔ تو لوگ بے اختیار ہاتھوں کو سر پر رکھ کر تعظیم کرتے۔ آنحضرت کے فرزند بھی دوسروں کی طرح ڈرتے رہتے انہیں بھی بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ اور نہ ہی اجازت بغیر بے تکلف بیٹھ سکتے تھے۔ جب آپ خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لاتے۔ تو اثنائے راہ میں مرید اور امیر لوگ اپنی عمدہ عمدہ چادریں اور شالیں غرضیکہ اپنا لباس فاخرہ آنحضرت کی راہ میں بچھاتے آنحضرت اس فرش پر سے گزر کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے جاتے بعد ازاں لوگ اس لباس کو بطور تبرک رکھ لیتے۔ اور اس پر فخر کرتے کہ آپ نے اس لباس پر اپنا قدم مبارک رکھا ہے۔ آنحضرت کی مسند سے لے کر مصلے تک تمام فرش ہی فرش ہوتا۔ علاوہ ازیں اُٹھتے بیٹھتے وقت بھی لوگ ایسا ہی کرتے۔ سلطنت کے اراکین عظام آنحضرت کو نعلین پہنانے کے لئے ایک دوسرے کو زر کثیر دے کر اس کی باری خرید کر لیتے۔ پھر بھی نصیب نہ ہوتا۔ کسی شخص کی جرات نہ تھی کہ آنحضرت کے دولت خانہ کے پاس سے سوار ہو کر گزرے۔ جب دور سے دیکھتے تو پاپیادہ ہو جاتے اور نہایت

marfat.com

تعظیم و تکریم کے ساتھ دولت خانہ کے پاس سے گزر جاتے۔ پھر دور جا کر سوار ہوتے حالانکہ خانقاہ شارع عام میں تھی۔ لیکن کسی کو سوار ہو کر گزرنے کی جرأت نہ تھی۔ ہر اعلیٰ ادنیٰ خواہ مرید ہوتا یا غیر مرید آنحضرت کی سواری کے وقت سامنے سے سوار ہو کر نہ آتا۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جن امرا کی سواری میں ہزار ہزار سوار تھے۔ وہ بھی آنحضرت کو دُور سے دیکھ کر بے اختیار پاپیادہ ہو لیتے۔ کسی شخص کے لئے آنحضرت کی سواری نہ ٹھہرتی۔ خواہ کیسا ہی امیر کیوں نہ ہوتا۔ بڑے بڑے امیر آنحضرت کی سواری کے ساتھ عوام الناس کی طرح پیدل چلتے۔ آنحضرت کی سواری کے وقت شہر و بازار میں وہ شور و غوغا ہوتا کہ بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہ ہوتا تھا۔ آنجناب کے حضور میں کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ امرا کی تعظیم کرے۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے نوکر بھی تعظیم نہیں کرتے تھے۔

مغل وزیر اعظم زیارت کو حاضر ہوا۔ ایک روز میں (مصنف) بیٹھا ہوا تھا۔ کہ خبر آئی کہ سلطان ہند کا وزیر اعظم زیارت کے لئے آتا ہے۔ آنحضرت نے تامل کے بعد فرمایا۔ کہ آنے دو آنحضرت کا طریقہ یہ تھا۔ کہ جب کوئی رئیس یا امیر زیارت کے لئے آتا تو پہلے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی جاتی۔ اگر حکم ہوتا تو اسے آنے دیتے ورنہ واپس چلا جاتا۔ اگر آتا تھا۔ تو دیر تک آنحضرت اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ بعد ازاں جب متوجہ ہوتے تو صرف ایک آدھ بات سُن کر اسے رخصت کر دیتے تھے۔ جب وزیر اعظم آنحضرت کی بارگاہ قیومیت میں داخل ہوا۔ تو اس کے ملازم جو پہلے ہی آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ اس کی تعظیم بجا نہ لائے۔ دیر بعد آنحضرت اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کچھ اپنے مطالب عرض کئے۔ لیکن آنحضرت نے جواب نہ دیا۔ آخر دو تین نصیحتیں کر کے رخصت کر دیا۔ اس نے پھر اپنے مطالب عرض کئے تو بھی آنجناب نے پرواہ نہ

marfat.com

کی۔ آخراس نے بڑے مخدوم زادہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ موقع پا کر ان کے جوابات حاصل کریں۔ اور تبرک کے طور پر کچھ لے لیں۔ مخدوم زادہ بھی ڈر کے مارے عرض نہ کر سکے۔ اور نہ ہی تبرک کے طور پر کچھ لے سکے۔

حضرت شیخ محمد زبیر کی مجلس:۔ ایک شخص نے مجھ (مصنف) سے بیان کیا۔ کہ میں ایران۔ توران اور ہندوستان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں کی مجلسوں میں اکثر رہا ہوں۔ اور مشائخ کے احوال کی کتابیں بھی مطالعہ کی ہیں۔ لیکن اس قسم کا بے اختیاری ادب اور تواضع و تعظیم جو حضرت شیخ محمد زبیر کا ہوتے دیکھا ہے۔ نہ کسی بادشاہ کا ہوتے دیکھا نہ مشائخ سلف کا ہوا سُنا۔ واقعی جیسا اس نے بیان کیا ایسا ہی تھا۔ میں (مصنفؒ) نے امرا اور بادشاہوں کی اکثر مجلسیں دیکھی ہیں اور گذشتہ مشائخ کے احوال کا مطالعہ کیا ہے لیکن اس قسم کا ادب نہ دیکھا نہ سُنا یہ آنحضرت کا خاصہ تھا۔ بلکہ بعض قصداً آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اس قدر تعظیم نہیں کریں گے۔ لیکن جب آنحضرت کی زیارت کی۔ تو دوسروں کی طرح آداب بجالائے۔ اور اپنے خیال سے توبہ کی۔

طریقہ ارشاد سلوک:۔ آپ کی کثرت ارشاد اس درجہ تھی۔ کہ امت محمدیؐ کے کسی شیخ کو نصیب نہیں ہوئی اور نہ کسی مورخ نے کسی بابت کسی کتاب میں لکھا ہے۔ البتہ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس درجہ کا تھا۔ دنیا کے مختلف حصوں سے اس عالم پناہ کی بارگاہ میں خلقت اس کثرت سے حاضر ہوتی کہ اس کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ جن مشائخ کبار کے ہزارہا مرید تھے وہ اپنی شخصیت ترک کر کے آنحضرت کے مرید ہوتے تھے۔ اور ہر روز سینکڑوں آنجناب کے دست مبارک پر توبہ و انابت کر کے شرف سعادت سے مشرف ہوتے جو لوگ آپ کی خدمت میں سلوک باطنی حاصل کرتے آنحضرت انہیں ایک ہفتے بعد توجہ اور نسبت

marfat.com

کا اتفاق فرماتے ہر روز سو سے زیادہ آدمیوں کو توجہ دیتے تھے۔ پس اس حساب سے سات روز میں ہزار کے قریب آدمی ہو جاتے ہیں۔ جو آنحضرت کی خانقاہ میں موجود رہتے تھے۔ ان کے علاوہ کئی ہزار خانقاہ سے باہر رہتے تھے۔ ان کے بغیر جو خلافت سے مشرف ہو کر چلے جاتے وہ جدا ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ گذشتہ و آئندہ مشائخ میں سے کسی کا ارشاد اس قدر نہیں ہوا۔ یہ کثرت ارشاد صرف آنحضرت کو حاصل تھی۔ اسی واسطے آنحضرت کو جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ تم اس اُمّت کے آخری مشہور شیخ ہو۔ یعنی آئندہ کوئی ایسا شیخ نہیں ہو گا ؎

ہم چو قطبے در زمانہ ہم چو احسان در کلام
بعد ازیں ہرگز نہ بیند صبح و شام

حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شاہ شام کا عریضہ

جس سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے جد امجد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے۔ اسی سال شیخ مراد شامی خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ہم عمر تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں مُرید کرایا۔ آنحضرت نے انہیں دنوں اسے خلافت عنایت کر کے ملک شام میں بھیج دیا۔ اس ملک میں اسے قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اور اس کی مشیخیت کا بہت کچھ رواج ہو گیا۔ ملک شام کے تمام چھوٹے بڑے اعلیٰ ادنیٰ اس کے معتقد و مُرید ہو گئے۔ لیکن بہ سبب مفارقت اور درازئ فاصلہ اس کے اعتقاد میں کچھ فرق آ گیا۔ اپنے آپ کو آنحضرت سے مستغنی سمجھنے لگا ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کے حلقہ میں یاروں سمیت بیٹھا تھا۔ کہ اپنے باطن

marfat.com

کو بہت کچھ مکدر پایا۔ بہتیرا حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا۔ لیکن فیض کا اثر ظاہر نہ ہوتا۔ جن مُریدوں کو القا کرتا انہیں بھی کشائش باطنی حاصل نہ ہوتی۔ اس واسطے بہت گھبرایا اور نہایت عاجزی سے بارگاہ الہٰی میں اپنے باطن کی ترقی کے لئے التجا کی۔ اسی اثناء میں غیب سے آواز آئی کہ شیخ محمد زبیر اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ ہے اور اہل عالم کا قبلہ توجہ ہے۔ تو اس کا مرید ہوکر اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ تیرے باطن کو کیونکر ترقی نصیب ہو۔ جو شخص اپنے آپ کو قیوم وقت سے مستغنی سمجھتا ہے اس کا دین و ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ شیخ محمد نے اسی وقت حد سے زیادہ توبہ و توجہ کی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آنجناب سے فیض کا منتظر ہوا۔ آنحضرت کی طرف توجہ کرتے ہی اس کے باطن میں ترقی پیدا ہوئی بعد ازاں ایک عرضی معہ تحفہ و ہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔

بادشاہ شام کا ایک خیال:۔ والئے شام نے صرف یہ خیال کیا تھا۔ کہ میں انبیاء کے مزارات اور بیت المقدس کی خدمت کرتا ہوں۔ مجھے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ چند سپاہی اسے پکڑ کر لوہے کے ڈنڈوں سے مار پیٹ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تم قطب الاقطاب و قیوم زمان شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو۔ حالانکہ وہ محبوب خدا ہے اور تمام اولیا اس کے محتاج اور اس کے فیض برکات کے منتظر ہیں۔ جو شخص اس کا معتقد اور اس کی قومیت کا قائل نہیں ہوتا۔ وہ فیض الہٰی سے محروم اور غضب الہٰی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی صبح والئے شام شیخ محمد کے پاس آکر اپنے کیے سے تائب ہوا۔ اور غائبانہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا مرید ہو گیا ایک عرضی مشتمل بر عجز و نیاز و بیعت معہ تحف و ہدایائے شام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت

marfat.com

میں بھیجی۔ جب شیخ محمد اور والیٔ شام کے قاصد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت نے ان دونو کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفے ہدیئے قبول فرمائیے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ، کے یار مخصوص حاجی سعادت اللہ ملک شام میں شیخ محمدؒ کے پاس گئے۔ مدت تک وہاں رہ کر پھر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ شیخ محمد حد سے زیادہ آنحضرت کی زیارت کا مشتاق ہے۔ چنانچہ اس کی آرزو تھی۔ کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث حج کے لئے تشریف لائے تھے اور میرے باپ نے استقبال کیا تھا۔ اسی طرح اگر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، حج کے لئے تشریف لائیں۔ تو مَیں آنحضرت کا استقبال کروں اور یہ محل اور مکانات آنحضرت کی رہائش کے لئے نذر کر رکھے ہیں۔ لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔

میرے (مصنف) چچا شیخ محمد برکت اللہ ملک شام میں گئے۔ تو شیخ محمد اور والیٔ شام نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھ کر حد سے زیادہ آپ کی خاطر تواضع کی۔ شیخ محمد برکت اللہ شام ہی میں فوت ہوئے۔ آپ کا مزار نہایت پُر تکلف بنایا گیا۔ شیخ محمد اور ملک شام کے اور بڑے بڑے آدمی ہر سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں اپنی اپنی عرضداشت معہ تحف و ہدایا ارسال کرتے ہیں۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں شاہ روم کی عرضداشت

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کے خلیفہ شیخ مراد شامی کے دو لڑکے تھے ایک شیخ محمد جو باپ کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھا اور تمام شام و روم کے لوگ اسی کے مرید تھے

marfat.com

بادشاہِ روم بھی اس کا معتقد تھا۔ چنانچہ تمام چھوٹے بڑے کام اسی کے مشورے سے کرتا۔ دوسرے بیٹے کا نام شیخ مصطفےٰ تھا۔ جو بادشاہ روم کا وزیر تھا۔ اور تمام سلطنت روم اسی کے اختیار میں تھی۔ جو چاہتا کرتا۔ یہ دونو بھائی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مرید تھے۔ شیخ محمدؐ کو آنحضرت نے خلافت دے رکھی تھی۔ مصطفےٰ کو اپنے باپ سے خلافت عطا ہوئی تھی۔ جب اِن دونوں بھائیوں نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں تو مصطفےٰ نے سلطان روم کو کہا۔ کہ تمہارے باپ دادا اِسی خاندان کے مُرید تھے۔ تم بھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مرید ہو جاؤ۔ اور آنحضرت سے دعا و توجہ طلب کرو تاکہ تمہاری سلطنت کو استقلال ہوا۔ آنحضرت اس وقت اہل عالم کے قبلہ توجہ ہیں۔ بادشاہ نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ مصطفےٰ نے دوسرے روز پھر کہا۔ بادشاہ نے کہا میں حرمین الشریفین کی خدمت کرتا ہوں۔ اور بیت المقدس اور مزارات انبیاء کی خدمت میرے سپرد ہے۔ میری سلطنت کا استقلال ان کے طفیل ہے۔ میں پھر کسی کا مرید کیوں بنوں۔ مصطفےٰ یہ سُن کر اس سے بیزار ہو گیا اور اس کے پاس سے اُٹھ کر گھر چلا آیا اور وزارت کا عہدہ چھوڑ دیا۔ ایک رات بڑی عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ اسے پروردگار! اگر حضرت محمد زبیر قیومِ وقت ہیں تو اس بادشاہ کو کوئی نشانی دکھلا۔ اُسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام انبیاءؑ کرام معہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں بیٹھے ہیں اور حضرت سلطان الاولیاء بھی اس جگہ موجود ہیں۔ تمام انبیاء مجھے جھڑک کر فرماتے ہیں کہ محمد زبیر کی خدمت کیوں نہیں کرتے۔ وہ تو قیومِ وقت اور قطب الاقطاب اور محبوب پروردگار ہے جو شخص اس کا معتقد نہیں وہ فیض الٰہی سے محروم ہے پھر ان کا کان اینٹھ کر کہا۔ کہ یاد رکھو اس کی خدمت کرنا ہوگی۔ صبح بادشاہ نے مصطفےٰ کو بلا کر رات کا خواب سُنا اور اپنے کہے سے توبہ کر کے ایک عرضی دوبارہ عجز و نیاز معہ تحف و ہدایا جناب قیومیت

مآب کی خدمت میں ارسال کی۔

درویش محمد شاکر بیعت ہوئے:- اسی سال ایک صاحب حال درویش محمد شاکر نام آنحضرت کا مرید ہوا۔ اس نے مجھ (مصنف) سے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا۔ کہ ایک روز میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مزار پر مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ خواجہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ اگر قرب الہٰی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو۔ تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ حضرت شیخ محمد زبیر کے مرید بنو۔ میں خواجہ صاحب کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ ایک روز میں آنحضرت کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ اچانک میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی طرف متوجہ ہوا اور آنجناب سے فیض باطنی کا منتظر ہوا۔ اتنے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر ظاہر ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سر اور منہ کو چوم کر فرمایا ؂

درانجمن کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست — چہ جائے دم زدن نافہائے تاتارلیست

بعد ازاں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ جہاں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ ہے وہیں میں ہوں۔ تم کیوں ان کے حضور کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور انہیں چھوڑ کر دوسری طرف خیال کرتے ہو۔ میں نے توبہ کی اور آئندہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

اسی سال ایک عزیز جن کی پیشانی سے آثار ہدایت اور انوار سعادت نمایاں تھے احمد آباد سے آکر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے۔ اس نے بھی مجھ (مصنف) سے اپنے مرید ہونے کا سبب بیان کیا جو حسب ذیل ہے۔

میں خدا طلبی کے لئے فقرا اور گوشہ نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے سُنا کہ ایک درویش پہاڑ میں رہتا ہے جس نے خلقت کی آمد و رفت کا دروازہ اپنے لئے بند کر رکھا ہے۔ اور عشرت پر عزت کو ترجیح دے رکھی ہے۔ میں

marfat.com

منزلیں طے کر کے اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور فیض کے لئے التماس کی تو اس نے کہا کہ میں تجھے قطب الاقطاب کے پاس بھیجتا ہوں۔ جا ؤ شاہجہاں آباد میں جا کر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید ہو۔ جو اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زماں ہیں اور تمام اولیا انہیں کے فیض برکات کے منتظر ہیں ؎

دریں زمانہ اگر مدعائے خود خواہی　　　در آبدریکہ فیاض حضرت ایں شاہی

اور میرے حق میں توجہ و دعا کے لئے التماس کرنا۔ میں اس بزرگ کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید ہوا۔

اسی سال شیخ عبد الاحد المعروف بہ شاہ گل جو حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں کے سردار تھے اور جنہوں نے اپنے باپ اور چچا یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے کمالاتِ باطنی حاصل کر کے خلافت پائی تھی اور نہایت صاحبِ کمال تھے۔ اس دار فانی سے کوچ کیا۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا، گل بجنت رسید، پھول باغ میں پہنچ گیا۔ خود بنفس نفیس آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ کی نعش کو سرہند بھیج دیا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کی بڑی خانقاہ میں حوض کے اوپر مدفون ہوئے[۱]۔ آپ کے مرقد پر ایک حجرہ تعمیر کیا گیا۔ شیخ عبد الاحد شعر خوب کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا دیوان اور مثنوی مشہور و معروف ہیں۔ آپ کا تخلص وحدت، تھا واقعی تخلص بھی عمدہ تھا۔ چنانچہ یہ شعر آپ کا ہے ؎

---

[۱] مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیا میں لکھا ہے۔ کہ شیخ عبد الاحد اپنے والد خازن رحمت کی وفات کے بعد سجادہ مشیخیت پہ مسند فرما ہوئے۔ تو ہزاروں لوگوں کو فیضیاب فرمایا۔ سلسلہ مجددیہ کو عالم اسلام میں عام کرایا۔ آپ کے مرید مکہ۔ مدینہ۔ عرب اور عجم کے اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے تھے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

در آبو حدت د بازیچۂ ددئی بگذا۔　　　درونِ کعبہ دم از کعبتین بے ادبی است[1]

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حافظ نور محمد سیالکوٹیؒ و شاہ گل کی حاضری

اس سال حافظ نور محمد سیالکوٹیؒ جو اپنے وقت کے ایک بڑے شیخ تھے ۔آنحضرت کے مرید ہوئے جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔کہ حافظ نور محمد صاحب پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ،کے خلیفہ میر محسن کے مرید تھے۔اور حضرت امام معصوم اور حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی فیض حاصل کر چکے تھے۔غرضیکہ نہایت صاحبِ حال تھے۔اور آپ کے ارشاد سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا۔ایک روز حافظ صاحب نے بڑی عاجزی سے بارگاہِ الٰہی میں

---

[1] یہ شعر اس طرح ہوگا۔

دو آبہ وحدت دبازیچۂ ددئی بگداز

درونِ کعبہ دم از کعبتین بے ادبی است

رضی شیرازی

(بقیہ حاشیہ) آپ کی مجلس میں جو ایک بار آکر تائب ہوتا زندگی بھر گناہ سے دُور رہتا تھا۔آپ کی وفات ۱۱۴۲ھ میں ہوئی۔

اگر حضرت شیخ عبد الاحد کی ۱۱۴۲ھ/ ۳۰-۱۷۲۹ء میں تو پھر حضرت خواجہ محمد زبیر کی قیومیات کا یہ تیرھواں سال کیسے ہوا۔بلکہ یہ ۱۱۲۸ھ/ ۱۶-۱۷۴۵ء یا ۱۱۲۷ھ/ ۱۵-۱۷۱۴ء ہوگا۔رضی شیرازی

marfat.com

مناجات کی کہ پروردگار میں اِس زمانے میں تیرے کس دوست سے رجوع باطنی کروں ۔ آپ کو الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں رجوع کرو کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہے ؎

دراں دم شاد شد شکرِ خدا کرد　　ثنائے حق درآں ساعت ادا کرد

اپنے تمام مخلصوں اور مریدوں کو حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا لیکن خود بہ سبب ضعفِ بدن حاضرِ خدمت نہ ہو سکے ۔ اِس مضمون کی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں بھیجی ۔ کہ یہ بے پروبال اس عالی خاندان کا تربیت یافتہ ہے ۔ بہ سبب ضعف باطنی حاضرِ خدمت نہیں ہو سکتا ۔ امید ہے کہ اُس مسکین بے تسکین پر توجہ فرمائیں گے تاکہ حق تعالےٰ اسے باطنی استقلال عنایت فرمائے ؎

شہنشا ہا خدایت کارساز است　　کہ اداز بہر تو عالم نواز است
تو بنوازی تو بنوازی گدا را　　برآری بہر حق حاجاتِ مارا
بخواہی ہر چہ از سبحاں بیابی　　توئی ملک کرامت کامیابی

جب حافظ نور محمدؒ کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی ۔ تو آنحضرت نے حافظ صاحب کے حق میں دعا و توجہ فرمائی ۔ اور آپ کے باطن میں اپنی خاص نسبت کا القا فرما کر گڑھے سے نکال کمالات الہٰی کے اوج پر پہنچا دیا ۔ اور قرب الہٰی کے انتہائی درجہ پر لے گئے ۔ جب حافظ صاحب نے آنحضرت کی توجہ کا اثر اپنے باطن پر دیکھا تو بعد شکر گزاری اپنے یاروں کو فرمایا ۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، نے اس کمزور بوڑھے کو از سرِ نو جوان کر دیا گیا ہے ۔ میں آنحضرت کا شکریہ نہیں ادا کر سکتا ۔ ایک روایت یہ ہے کہ جناب حافظ صاحب نے تیسرے سال قیومیت میں آنحضرت سے رجوع کیا ۔ چونکہ اِس سال آپ کے اکثر یار آنحضرت کی خدمت میں پہنچے اس واسطے اس سال میں میں نے لکھا ہے ۔

marfat.com

ایک روز جناب حافظ صاحب کا ایک یار آپ سے رخصت ہو کر سرہند کی طرف روانہ ہوا۔ حافظ صاحب نے پوچھا کہ کس ارادے سے وہاں جاتے ہیں۔ کہا میں شیخ عبدالاحد کے پاس جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہم حضرت محمد زبیر قیوم زمان رضی اللہ عنہٗ کے معتقد ہیں۔ ان کی خدمت میں جاؤ یا جو کچھ ہم سے لیا ہے۔ واپس دو۔ آپ کا جو یار کسی اور کا معتقد ہوتا آپ اس سے قطع تعلق کر لیتے۔

اسی سال شاہ گلشن جو اپنے وقت کے بڑے شیخ خیال کئے جاتے تھے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا۔ کہ میں ایک روز صبح کی نماز کے بعد مراقبہ کے لئے بیٹھا تھا۔ کہ مجھے الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ قیوم وقطب وقت ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ ایک روز شاہ گلشن ایک مقام پر بیٹھے تھے۔ کہ اچانک شمال کی طرف دست بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور دیر تک کھڑے رہے۔ آپ کے تمام یار حیران رہ گئے۔ اور وجہ پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ شمال کی طرف سے نور عظیم آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جس سے تمام جہان عرش سے فرش تک منور ہو رہا ہے۔ اس واسطے میں بے اختیار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا دیر بعد حضرت خلیفۃ اللہ اپنے ہزاروں یاروں سمیت شمال کی طرف سے نمودار ہوئے۔ شاہ گلشن نے اپنے یاروں کو فرمایا کہ جو نور شمال کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیتا تھا وہ اس عزیز الوجود کا نور تھا۔ اب وہ نور اس بزرگ کے سر پر دکھائی دیتا ہے بعد ازاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی۔ اور آنجناب کے مرید ہو گئے اور اپنے تمام یاروں کو آنحضرت کے مرید کرایا۔ شاہ گلشن شعر نہایت نفیس کہا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اور قابلیتیں بھی آپ میں پائی جاتی تھیں۔ علم باطنی میں بھی بہت بزرگ تھے

اسی سال سلطان محمود قندھاری نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض لکھی کہ ایران کی مہم میں میری فتح ونصرت کے لئے توجہ فرمائیں اس قصہ کی

marfat.com

اصلیت یوں ہے۔ کہ میر ویس پٹھان نے جو قندھار کا رئیس تھا بہت سے پٹھانوں کو جمع کرکے باغی ہوگیا۔ اور حاکم قندھار نے کئی بار اس کا دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر وہ حاکم قندھار پر معہ مضافات غالب و قابض ہوا۔ اور سکہ و خطبہ میں سے ایران کے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ اور بادشاہِ ہند کو لکھا کہ میں قندھار پر قابض ہو کر تمہارے ملک میں داخل ہوگیا ہوں۔ اگر خزانہ اور فوج سے میری مدد کرو تو میں ایران کو بھی لے لوں۔ چونکہ ان دنوں سلطنت ہند میں کوئی صاحب عزم نہ تھا۔ اس واسطے اس کے ایلچی کو ٹال مٹول میں رکھا اور اس بات کا بندوبست نہ کیا۔ آخر میر ویس نے معلوم کر لیا کہ سلطنتِ ہند بہت کمزور ہو چکی ہے۔ ہند سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ آخر چاروں طرف سے پٹھانوں کو اکٹھا کرکے قندھار کے قریب کے علاقوں کو تاخت و تاراج کر ہی رہا تھا کہ اس کی اجل آ پہنچی اس کا قائم مقام اس کا بھائی عبدالعزیز ہوا۔ اس نے بھی ایران کے گرد و نواح کو لوٹا۔ مدت بعد وہ بھی مر گیا۔ میر ویس کا لڑکا محمود جو قابل حکمرانی تھا۔ باپ اور چچا کی جگہ حاکم ہوا چونکہ محمود صاحب ارادہ و بلند حوصلہ تھا۔ اس لئے تمام پٹھان قبیلوں کو جمع کرکے ایران پر حملہ آور ہوا والیِ ایران بھی اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب محمود نے دیکھا کہ ایران کا لشکر بہت ہے فتح بآسانی نہیں ہوگی تو ایران کے چند ایک شہروں کو لوٹ کر واپس چلا آیا۔ اور اخون نعیم سے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے سلسلے کا مرید تھا دعائے فتح کا خواستگار ہوا۔ اخون نے اس کے حق میں دعا کرکے اپنے مرید حاجی ولی خاں کو محمود کے ساتھ کیا۔ اخون نے اسے کہا۔ کہ تیری فتح کی چابی قطب الاقطاب کی دعا ہے محمود نے پوچھا قطب وقت کون ہے؟ اخون صاحب نے فرمایا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ، اس وقت کے قطب ہیں۔ محمود نے آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر دوسری مرتبہ ایران کا ارادہ کیا۔ اس دفعہ بھی محمود کو کامیابی نہ ہوئی۔ بہت دل تنگ

marfat.com

ہو کر رات کے وقت وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں اپنی فتح کے لئے
التجا کی۔ کچھ اونگھ سی آگئی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے مارے محمود! اگر
اپنی فتح چاہتا ہے۔ تو شیخ محمد زبیر قطب جہاں و قیوم زمان رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں جاؤ۔ اور ان سے دعا کراؤ۔ دوسرے دن محمود نے اپنا ایلچی آنحضرت کی خدمت
میں بھیجنا چاہا۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا۔ کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک
صاحب تصرف اور صاحب خوارق و کرامات ظاہرہ و باہرہ فقیر رہتا ہے۔ محمود اکیلا اس
بزرگ کی خدمت میں جا کر ملتجی ہوا۔ اس نے کہا تیری فتح قیوم وقت کی دعا پر منحصر ہے۔
جو محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زماں رضی اللہ عنہ ہے۔ محمود نے اسی وقت پوچھا
کہ میرے لشکر میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید کون کون سے ہیں۔ آنحضرت
کے ہزاروں مرید اس لشکر میں موجود تھے۔ اس وقت آنحضرت کے خلیفہ خواجہ فیض اللہ
کا ایک مرید موجود تھا۔ اس کی وساطت سے خواجہ فیض اللہ کی طرف لکھا۔ کہ میری فتح
کی دعا کے واسطے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھیں۔ اور
خود بھی نہایت عجز آمیز عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔
اور اپنے عمدہ آدمی جو آنحضرت کے مرید تھے۔ آنجناب کی خدمت میں بھیجے۔ خواجہ فیض اللہ
نے بھی اس بارے میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ جب
محمود اور خواجہ فیض اللہ کی عرضیاں آنجناب کی خدمت میں پہنچیں۔ تو آنحضرت نے اس
کی فتح کے بارے میں توجہ بلیغ فرمائی۔ اور محمود کے ایلچیوں کو فتح و نصرت کی خوشخبری عطا
فرمائی۔ جب یہ خوشخبری محمود نے سُنی۔ تو قوی دل ہو کر لشکروں کو جمع کر کے ایران کے
پایۂ تخت اصفہان کا رُخ کیا۔ والیٔ ایران نے بھی اس کے مقابلہ کے لئے بسملانہ
حرکت کی لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کی توجہ سے اس کے لشکر کو شکست ہوئی اور بھاگ
اُٹھا پٹھانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کرنا شروع کیا۔ جو جہاں نظر پڑا

marfat.com

اسی کا سر قلم کر دیا۔ ایران کا بادشاہ پنجہ تقدیر میں گرفتار ہو گیا پٹھانوں نے تمام ایران کے زن و مرد اور بچوں تک سب کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے جتنے بے ریش تھے۔ سب کو تہ تیغ کیا۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ خصوصاً جمعہ کے روز جب محمود جمعہ کی نماز کے لئے جاتا نماز سے فارغ ہو کر قتل عام کراتا ہزار ہا رافضی اس کے سامنے لا کر قتل کئے جاتے۔ محمود اس فتح غیر معمولہ پر شکر الہیٰ بجالایا اور تخت سلطنت پر بیٹھ گیا۔ اور معہ تحف و ہدایا ایک عرضی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں لکھی۔ محمود نہایت عادل اور صالح مرد تھا۔ فقراء اور علماء کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ جو راہ حج رافضیوں نے اہل سنت و جماعت کے لئے بند کر رکھی تھی۔ جاری کی۔ جابجا کنوئیں کھدولئے۔ سرائیں بنوائیں۔ تاکہ حاجیوں کو آسانی ہو ہر منزل پر اپنی طرف سے حاجیوں کی ضیافت مقرر کی۔ انہیں زاد راہ اور سواری بھی دیتا۔ جہاں کہیں رافضی رہ گئے ان پر جزیہ لگا دیا۔ پھر ہندوستان کی طرف کمر بستہ ہوا۔ کہ اسے بھی لے لوں۔ لیکن اس کی زندگی نے وفا نہ کی۔ جب ایران کے بندوبست سے فارغ ہوا۔ تو اجل نے آدبایا۔ اس کے بعد اس کا بھانجا اشرف تخت ایران پر بیٹھا۔ اشرف نے ایران کے آدمیوں پر اعتبار کر کے امور سلطنت ان کے حوالے کر دیئے۔ پٹھان اس وجہ سے بددل ہو گئے۔ اور بہت سے اس کی ملازمت چھوڑ کر قندھار میں آ گئے۔ اور انہوں نے حسین کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اصفہان میں اشرف بادشاہ تھا۔ اور قندھار میں حسین۔ میرے (مولف) چچا شیخ محمد برکت اللہ ایران گئے۔ اشرف نے آپ کی بہت خدمت کی۔ اور آپ کا مرید ہو گیا۔ آخر آپ حج کو گئے۔ اور وہاں سے ملک شام میں جا کر وفات پائی۔ جب پٹھان اشرف سے ناراض ہو گئے۔ تو اہل ایران نے خفیہ اشرف کی بیخ کنی کی۔ حتیٰ کہ نادر نکل آیا۔ اور اس نے اشرف سے سلطنت چھین لی۔ اور قندھار حسین سے۔ چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ سینتیسویں سال قومیت میں لکھا جائے گا

marfat.com

بادشاہ فرخ سیر کا مغلیہ پالیسی سے انحراف اور ہندو نوازی کا اعلان

بادشاہ ہند فرخ سیر اپنے آبائی طریقہ کے خلاف سلطنت کی سیاست کو ترک کر کے امور حکمرانی سے غافل ہو گیا تھا۔ اور ہندو راجاؤں سے اچھا سلوک کرنے لگا۔ چنانچہ اس رعایت میں آکران سے جزیہ لینا بھی موقوف کر دیا جزیہ کی یہ معافی ارا کین سلطنت یعنی سادات بارہ[۱] کے زیر اثر ہوئی تھی۔ جو ہندو راجاؤں سے مل گئے تھے۔ انہوں نے بادشاہ کو خدا اور رسول سے ورغلا کر کفار کو ذلت سے بچا لیا۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا۔ اس لئے اس نے ان کے کہنے سے جزیہ بالکل معاف کر دیا۔ جب یہ خبر

۱۔ عبداللہ اور حسین علی دونو بھائی سادات بارہہ سے تھے اور "بادشاہ گر" کے نام سے مشہور تھے۔ شیعہ تھے جس کو چاہتے بادشاہ بناتے اور جسے چاہتے بادشاہ بنانے کے بعد قتل کرا دیتے آخر محمد شاہ کے عہد میں ان کا زور ٹوٹا۔ وہ قتل ہوئے مگر ان کی کرتوتوں سے سلطنت نہایت کمزور ہو گئی۔ مرکزیت ختم ہو گئی۔ بلکہ شاہ عالم کے عہد میں تو یہ مثل مشہور ہو گئی کہ سلطنتِ شاہ عالم از دہلی تا پالم۔ سادات بارہہ کی ریشہ دوانیوں سے مغل دربار میں جو کمزوری آئی اس سے پنجاب کے سکھ بھی از سر نو ابھر آئے۔ یہ سادات پنجاب کے حکمران عبدالصمد خان سے بھی کشیدہ خاطر تھے۔ عبدالصمد کو بندہ، بیراگی کے کچلنے سے بڑی شہرت ملی تھی۔ یہ شہرت سادات بارہہ کو پسند نہیں تھی۔ چنانچہ انہوں نے قصور کے قلعدار حسین خان کو عبدالصمد کے خلاف تیار کیا۔ حسین خان نے محصولات دینے روک دیئے اور مغل عمال کے فرائض میں دخل دینے لگا۔ اس نے قطب الدین خان کو قتل کر دیا اور اس کا سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔

عبدالصمد خان نے حسین خان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر تیار کیا دونوں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

حضرت خلیفۃ اللہ حضرت محمد نقشبند رضی اللہ عنہ، نے سُنی تو حمیّتِ اسلامی سے جوش میں آکر بادشاہ کے حق میں بد دعا کی کہ یا خدا اس بادشاہ کو دنیا سے اٹھالے۔ آپ کی بد دعا کرنے سے تھوڑی ہی مدت میں امیروں اور بادشاہ میں بغاوت پھیل گئی۔ طرفین ایک دوسرے کو گرفتار کرنے کے درپے ہوئے۔ آخر ارکان سلطنت نے موقعہ پاکر فرخ سیر بادشاہ سے دھوکا کیا اور مکرو فریب سے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا جس کا مفصل لکھنا موجب طوالت ہے صرف مجملاً تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ جب ارکان سلطنت اور بادشاہ میں نفاق ہوا۔ تو قطب الملک کا بھائی امام الملک حاکم دکن بادشاہ کے حکم بغیر شاہجہاں آباد کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ نے فیروز جنگ محمد امین خان حاکم مالوہ کو قطعی حکم بھیجا کہ خبردار امام الملک آگے نہ بڑھنے پائے۔ فیروز جنگ میں امام الملک کے مقابلہ کی تاب نہ تھی اس واسطے مجبور ہو کر اس سے سازش کی۔ دو نو متفق ہو کر دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ یہ دیکھ کر بہت خفا ہوا۔ نظام الملک نے بادشاہ کی ناراضگی کو تاڑ کر عرض کیا کہ اگر اکبر بادشاہ تخت پہ بیٹھ کر بر ملا حکم کرے تو میں ان دو نو بھائیوں کا علاج کر لوں گا۔ لیکن چونکہ بادشاہ با مروت تھا۔ اس واسطے بر ملا حکم نہ دے سکا۔

(بقیہ حاشیہ) لشکر چونیاں کے مقام پر ایک دوسرے کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ یہ توپ اور گولہ باری کا معرکہ تھا اگرچہ حسین خان کی فوج نے مغلوں کو دبا لیا مگر اعز خان کے دستے نے جنگ کا نقشہ بدل دیا۔ اور حسین خان کو میدان جنگ سے بھاگنا پڑا کئی پٹھان جرنیل مارے گئے۔ کچھ عرصہ بعد حسین خان نے دوبارہ فوجیں منظم کیں اور اپنے مرشد فقیر جنگ کو اپنے ہاتھی کے ہودے میں بٹھا کر مغل فوجوں پر حملہ آور ہو گیا۔ مگر اس کے ہاتھی نے مستی کے عالم میں اپنے ہی لشکر کو روندنا شروع کر دیا حسین خاں اور فقیر بیگ مارے گئے۔ اس فتح پر نے دہلی میں بادشاہ محمد شاہ کو خوش کر دیا۔ مگر وہ سادات بارہہ کے اثر سے نجات نہ پا سکا۔ سادات اگرچہ اس شکست سے شکستہ خاطر تھے۔ مگر انہوں نے بادلِ نخواستہ عبد الصمد خان کو سیف الدولہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

بہرحال امام الملک اور فیروز جنگ آگے پیچھے دارالخلافہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ نے فیروز جنگ پر ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اسے قلعہ میں نہ آنے دو۔ لیکن امام الملک سے ڈر کر اسے کچھ نہ کہا۔ وہ آکر قلعہ کے محاذی شائستہ خان کے محل میں اُترا۔ اور فیروز جنگ نے بھی مصلحت وقت اور عدم اطلاع کے باعث خود اسے بلا کر اپنے پاس بٹھایا۔ کہ ایسا نہ ہو اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو۔ جس سے ان کے منصوبے میں خلل آئے۔ بعدازاں قطب الملک نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ میرا بھائی قلعہ کے باہر بیٹھا ہے ڈر کے مارے اندر نہیں آسکتا اگر اس وقت ایک لحظہ کے لئے شاہی آدمی قلعہ سے نکل آئیں تو فراخ دلی سے حاضرِ خدمت ہو کر ملاقات کرلے۔ قرآن شریف درمیان رکھ کر قسم کھائی۔ کہ بادشاہ ہم دونو بھائیوں سے کسی قسم کا دسواس نہ کرے۔ سادہ دل بادشاہ نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور حکم دیا کہ لوگ قلعہ سے نکل آئیں۔ فدائیوں نے قلعہ سے نکلنا قبول نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ ہم بادشاہ کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا۔ اس واسطے وہ قلعہ سے نکلنے کے بارے میں ٹال مٹولا کرتے تھے۔ آخر قطب الملک نے بادشاہ سے کہلا کر انہیں قلعہ سے نکلوا ہی دیا وہ بیچارے روتے ہوئے قلعہ سے نکلے۔ کیونکہ انہیں یقیناً معلوم تھا کہ بادشاہ پر بلائے عظیم نازل ہو گی۔

جب وہ قلعہ سے نکل آئے۔ تو خالی قلعہ قطب الملک کے قبضہ میں آگیا۔ وہ تمام آدمیوں کو قلعہ میں بٹھا کر قلعہ کے اندر کے باغ حیات بخش میں بیٹھ گیا۔ اور روشن الدولہ کے ہاتھ بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ کہ اب مصلحت اسی میں ہے۔ کہ تمام خدمت شاہی اور

(بقیہ حاشیہ) کا خطاب دیا یہ شیعہ سادات ایک عرصہ تک پیچ و تاب کھاتے رہے مگر وہ زیادہ دیر تک مغل بادشاہ کو استعمال نہ کر سکے گمان کی سازش سے مغل سلطنت کا دینی تاثر بڑا خراب ہو گیا اور خانوادہ مجددیہ سرہندیہ کی نظر التفات اور خصوصی توجہات سے مغل حکمران محروم ہو گئے تھے اور یہی بات ان کے زوال کا سبب بنتی گئی۔

marfat.com

اختیار سلطنت ہمیں دے دیا جائے جسے ہم اجازت دیں وہ بادشاہ کے پاس آئے جسے چاہیں نہ آنے دیں۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ کے پاس آتا ہے ہماری چغلی کھاتا ہے اور بادشاہ ہم سے بدظن ہو جاتا ہے۔ خود بھی اس کے ساتھ جا کر پردہ کے پیچھے کھڑا ہو گیا جب روشن الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ کو پہنچایا۔ تو بادشاہ نے ناراض ہو کر سخت سُست کہا اور گالی دے کر کہا کہ انہوں نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں انہیں جوتیاں مار کر دارالخلافہ سے نکال دوں گا روشن الدولہ نے آنکھوں کے اشارہ سے بہتیرا سمجھایا کہ اب ایسی باتوں کا وقت نہیں۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بعد ازاں روشن الدولہ نے قطب الملک کو آ کر کہا کہ تم نے سن ہی لیا ہے۔ جو کچھ بادشاہ نے کہا ہے۔ آخر اُس نمک حرام نے اپنے بھتیجے کو ایک ہزار آدمی دے کر بھیجا۔ کہ بادشاہ کو گرفتار کر لو۔ بادشاہ یہ حال دیکھ کر گھبرایا اور محل میں جا گھسا قطب الملک نے کہا۔ کہ اندر جا کر پکڑ لو۔ جب انہوں نے اندر گھسنا چاہا تو عورتوں اور خانگی ملازموں نے تیروں کی بوچھاڑ سے انہیں پس پا کر دیا قطب الملک نے اُنہیں لعنت ملامت کر کے کہا کہ تم عورتوں سے بھی گئے گذرے ہو۔ ایک ہزار آدمی اور مقرر کئے کہ محل کے اندر جا کر بادشاہ کو پکڑ لائیں۔ سلطان نے بہتیری منت وسماجت کی لیکن اُنہوں نے ایک نہ مانی۔ بادشاہ کی لڑکی باپ کی یہ حالت دیکھ کر اس پر جا پڑی۔ نمک حرام نے اسے دور پھینک دیا۔ چنانچہ اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ آخر بادشاہ کو بڑی بے عزتی سے گرفتار کر کے رنگ رخام کے حجرے میں قید کر دیا گیا۔ اور پھر وہاں سے نکال کر ایک تنگ وتاریک جگہ جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ پھینک دیا۔ اس معاملہ کی خبر قلعہ کے باہر کے آدمیوں میں سے کسی کو نہ تھی۔ جب دوسرے بادشاہ کو تخت پر بٹھا چکے۔ تو انہیں اطلاع کی۔

مغل اس ہنگامہ سے واقف ہوئے۔ عبدالصمد خان اور محمد امین خان کے بیٹے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ چونکہ کام ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ دونو باپوں نے بیٹوں کو تسلی

marfat.com

دی۔ کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا۔ انہیں دنوں شاہجہاں آباد میں طرفہ ہنگامہ ہوا۔ چند روز بعد بادشاہ کو نکال کر قتل کیا گیا[۱]۔ جب یہ مفصل خبر حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے سنی کہ معافی جزیہ میں بادشاہ بالکل بے قصور تھا۔ صرف ارکان سلطنت کی وجہ سے اس سے یہ سرزد ہوا تو اس بارے میں آنحضرت نے فرمایا کہ بادشاہ نے کیوں دین پر دنیا کو اختیار کیا۔ کہ ارکان سلطنت سے ڈر کر جزیہ کی معافی کا حکم دیدیا۔ اس کی سزا یہی تھی۔ جو شخص دین پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ حق تعالیٰ دنیا بھی اس سے لے لیتا ہے۔ بعد ازاں بادشاہ کی بخشش کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اور فرمایا کہ وہ ہمارے طریقے کا مرید تھا۔ حق تعالیٰ اسے بخشے اور امید غالب ہے کہ بخشا جائے گا۔ لیکن بادشاہ کے حق میں دعائے مغفرت مانگنے کے بعد سادات بارہ پر سخت ناراض ہوئے۔ ایک اس واسطے کہ انہوں نے جزیہ معاف کرایا دوسرا اس واسطے کہ اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کی۔ ان کی دولت کے زوال کے لئے دعا کی۔ چنانچہ عنقریب ہی انشاء اللہ مفصل لکھا جائے گا۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد صدیق کا وصال ہو گیا[۲]۔ حضرت

ع۱۔ فرخ سیر کے قتل پر مرزا بیدل دہلوی نے تاریخ کہی۔

دیدی کہ چہ با شاہ گرامی کردند ‌‌ ‌ صد جور و جفا ز راہ خامی کردند

تاریخ چو از خرد پرسیدم گفت

۱۱۳۱ھ	کردند	حرامی	نمک	بوبے	سادات
۱۰۱۹	۲۷۸	۲۵۹	۱۱۰	۱۸	۴۶۶

رضی شیرازی

ع۲:۔ صاحبزادہ حضرت محمد صدیق مجددی قدس سرہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند تھے ۱۰۵۹ھ میں پیدا ہوئے ۱۱۳۱ھ میں بعمر ۷۲ سال فوت ہوئے عمدۃ التاریخ کے مصنف نے لکھا ہے کہ چونکہ آپ تمام بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ آپ سے زیادہ پیار کرتے تھے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، آپ کے جنازے میں شامل ہوئے۔ نماز جنازہ پڑھ کر آپ کی نعش مبارک کو سرہند بھیج دیا۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کے شمال کی طرف حضرت مروج الشریعت کی خانقاہ کے مقابل مدفون ہوئی۔ آپ کے مرقد مبارک پر ایک عالی شان قبہ بنایا گیا۔

اسی سال صاحبزادوں کی والدہ صاحبہ نے مرض تپ دق سے وفات پائی آنحضرت کو ان کی وفات کا بڑا قلق ہوا۔ لیکن خلقت پر اس کا اظہار نہ کیا۔ اس پاک دامن کی نعش کی سرہند بھیج دیا۔ جسے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں دفن کیا گیا۔

(بقیہ حاشیہ) آپ ظاہری علوم کے حصول کے بعد سلوک مجددیہ میں درجۂ کمال کو پہنچے تھے۔ بادشاہ فرخ سیر آپ کا مرید تھا۔ آپ کے دو بیٹے شیخ محمد مہدی اور شیخ عبد الباقی المعروف محمد باقی تھے۔ شیخ محمد مہدی کا ایک بیٹا محمد رضا تھا جس کے آگے دو بیٹے ظہور مہدی اور نور مہدی تھے۔ نور مہدی کے تین بیٹے فضل مجدد۔ نیاز مجدد اور عطا مجدد تھے۔ انساب الانجاب کے مولف نے فضل مجدد کی اولاد کا مفصل ذکر کیا ہے جن میں سے اکثر حضرات شکارپور سندھ اور اس کے نواح میں موجود تھے۔ حضرت محمد صدیق مجددی کے دوسرے بیٹے شیخ محمد باقی کی اولاد میں سے دو لڑکے سیف احمد (لاولد) اور معصوم احمد تھے۔ معصوم احمد کے ہاں چار بیٹے معشوق احمد۔ غلام سادات محمد باقی اور صدیق معصوم تھے۔ معشوق احمد اور غلام سادات کی اولاد کا علم نہیں ہو سکا۔ اللہ محمد باقی کے دو بیٹے نور باقی اور ظہور باقی تھے۔ ظہور باقی کے چار بیٹے میاں منظہر باقی۔ حافظ نوازش باقی۔ میاں دانش باقی اور میاں انفصال باقی تھے۔ ظہور باقی کے بیٹے میاں دانش باقی کے ایک بیٹے حافظ ظہور باقی رام پور میں مقیم ہو گئے۔ صاحب انساب الانجاب نے لکھا ہے۔ کہ حافظ ظہور باقی رامپوری کے تین بیٹے احسان باقی فضل باقی۔ اور فیض باقی تھے احسان باقی کا ایک بیٹا ممتاز باقی۔ اور فضل باقی کا ایک بیٹا محمد باقی تقسیم ملک تک رامپور میں موجود تھے۔

marfat.com

قطب الملک و امام الملک ہندوستان پر مسلّط ہو گئے

حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا سولہواں سال تھا جب حسن علی خان[۱] اور حسین علی خان الملقب بہ قطب الملک و امام الملک شہرۂ آفاق اور بارہیہ کے مشہور سیّد تھے۔ دونو وزارت اور امیر الامرائی او رسرلشکری سے شرفِ امتیاز رکھتے تھے۔ بادشاہ عالی جاہ عدل گستر فرخ سیّر انہیں دونوں بہادروں کی خنجر نمونہ سام اور صمصام خون آشام کی صفدری اعتضاد و مدد سے ادنےٰ رتبہ سے ہندوستان کی فرمانروائی وسلطنت کے اعلیٰ عہدے پر پہنچا۔ خلیفہ زمان سلطان آوان دَوران پناہ محمد شاہ کو تخت رنگین کا والی اور صاحب افسر و تمکین بناکر وہ تمام ہندوستان میں بہادری اور دلیری میں انگشت نما ہوئے۔ ان دنوں میدان جنگ میں اِن رستم و اسفندیار ثانی کے مقابلے کی تاب کسی میں نہ تھی۔ ان دونو صاحبِ عزم کے فرمان اس طرح جاری تھے۔ کہ بڑے بڑے امرا اور حکمران ان کے واجب الاذعان فرمان اور قضا جریاں حکم سے سرِ مُو مخالفت نہ کرتے۔ ان کا تسلط و تغلب مغلوں اور تورانی امیروں مثلاً نظام الملک اور محمد امین خان

ما۱:۔ سادات بارہہ ہندوستان کی تاریخ میں زبردست سیاسی صلاحیتوں کے ساتھ ابھرے انہوں نے مغلوں کی جنگ اقتدار میں اپنے سیاسی کردار کا اچھا بھرپور مظاہرہ کیا کہ یہ دونوں بادشاہ گر کے نام سے مشہور ہوئے سلطنت ہندوستان میں ہر تبدیلی انہی کے اشارہ تلوار سے رونما ہوتی تھی۔ چنانچہ فرخ سیر کی تخت نشینی خصوصی طور پر ان سادات بارہہ (قطب الملک اور امام الملک) کی سیاسی چالوں کی مرہون منت ہے۔ فرخ سیر اپنے باپ اور بھائیوں کے قتل کے بعد ان دونوں کے تعاون سے تخت نشینی کے لئے آگے بڑھا یکم جنوری ۱۷۱۳ء کو آگرہ کے پاس جہاندار کو شکست دے کر بادشاہ بن گیا۔ ان دونوں بھائیوں نے فرخ سیر کی تاج پوشی کی جشن تاجپوشی میں فرخ سیر نے سید حسین علی کو امیر الامرا مقرر کیا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

سے بھی بڑھ گیا تھا۔ ان کے پاس بارش کے قطروں سے بھی بڑھ کر فوج تھی۔ انہوں نے اپنے خویش واقارب کو ہند و دکن کے مختلف حصوں میں حاکم مقرر رکھا تھا حتیٰ کہ ہند اور دکن میں سادات بارہیہ اور ان کے رشتہ داروں سے کوئی جگہ خالی نہ تھی سلطنت کا کوئی منصب یا مرتبہ ان کے بغیر باقیوں کے لئے خواب و خیال ہو رہا تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے فرخ سیر کو جس نے انہیں خاک مذلت سے اُٹھا وزیر اعظم اور امراء ملک بنا دیا جبراً قہراً تخت سے اُتار نہایت بے عزتی و رسوائی سے قتل کیا۔

(بقیہ حاشیہ) دہلی کے تخت پر جلوس فرمانے کے بعد جہاندار بادشاہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور تخت طاؤس پر بیٹھ کر شاہی جاہ و جلال کے ساتھ سارے ہندوستان میں اپنا سکہ اور خطبہ جاری کر دیا۔ دربار میں سید بھائیوں کا اقتدار بڑھا۔ مگر دوسرے امراء اور عام لوگوں میں ان کی سیاسی چالوں سے سخت نفرت پیدا ہو گئی یہاں تک آیا تو انہوں نے فرخ سیر کو بھی گرفتار کر لیا۔ اور خود درباری امراء کے مقابلہ میں سپر آزما ہو گئے۔ فرخ سیر قید سے نکل کر زنان خانہ میں جا چھپا۔ مگر نجم الدین علی خاں اور صلابت خان روہیلہ کا لڑکا فوج کا ایک دستہ لے کر زنان خانہ میں جا گھسا۔ اور فرخ سیر کو گرفتار کر کے قلعہ کے تنگ و تاریک کمرہ میں بند کر دیا۔ قلعہ میں کئی مغل شہزادے قید و بند میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں رفیع الشان کے دو بیٹے بھی تھے۔ اب سید بھائیوں نے چھوٹے بیٹے کو رفیع الدرجات کے نام سے تخت پر لا بٹھایا۔ فرخ سیر کو لوہے کی سلائیوں سے اندھا کر دیا گیا اور زہر دے کر مار دیا۔ فرخ سیر کی اذیت ناک موت سادات بارہہ کے مظالم کی داستان ہے وہ ۶ رمئی ۱۷۱۹ء کو دم توڑ گیا۔ اس دردناک کھیل نے سید بھائیوں کو ذہنی عذاب میں مبتلا کر دیا تھا۔ انہوں نے اسی عذاب سے بچنے کے لئے حیلے کئے مگر کوئی حیلہ کام نہ آیا۔ سید عبداللہ تو شراب اور عورتوں کی مجالس میں سکون تلاش کرتا رہا۔ جب کہ سید حسین علی دیوانہ وار بے چین پھرتا تھا۔ اگرچہ ان دونوں بھائیوں نے مغل جانشینوں کو اپنے ہاتھوں پر نچایا جس کو چاہا تخت نشین کیا جسے چاہا رسوا کر کے قید خانوں میں پھینک دیا مگر خود بھی عبرتناک سزاؤں سے نہ بچ سکے۔ سید حسین علی تو میر حیدر کی تلی کے خنجر کا نشانہ بنا۔ اور سید عبداللہ صدمہ سے مر گیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

marfat.com

اور اس طرح بے پردگی کی کہ عام لوگ ان کے محل میں بے دھڑک گھس آئے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

دیدی کہ چہ بادشاہ گرامی کردند — صد جور و جفا ز راہ خامی کردند

شہود و بے شرم چہ دید آخر کار — سادات بے نمک حرامی کردند: ۱۱۳۱ھ

۵۹۶ ۱۰ ۱۱۰ ۲۰۹ ۲۰۸

عبدالصمد اور محمد امین کی حالت زار:

اس غم افزا اور روح فرسا اور خوفناک واقعہ سے عبدالصمد خان اور محمد امین خان مغل اور تورانی بلاکت کے ہنوز اور گمراہی کے گرداب میں پھنس گئے معشوقوں کی کاکل کی طرح پر پیچ و تاب اور سنبل کی طرح پُر اضطرار اور رسوا و خراب ہو گئے۔ ان کے دلوں پر تازہ حسرتوں بے انداز ملامتوں کے داغ کلفت اور زخم سینہ گل لالہ کی طرح نمودار تھے نصیبوں کی نارسائی اور طالع کی بے رہنمائی کے سبب ان کے جگر گل صد برگ کی طرح پارہ پارہ تھے۔ آنکھیں آئینہ کی طرح حیرت ناگ نرگس کی طرح کھلی ہوئی تھیں مگر عذاب و بدبختی میں مبتلا تھے۔ کثرت غم و الم سے ان کے جسم بید کی طرح کانپتے تھے اور رنگ زعفران کی طرح زرد ہو گئے تھے مگر سوز گلہ اور مہر افروز شکوہ سادات کے اقبال کی نسبت سوسن دہ زبان کی طرح نہایت چرب زبانی سے ہر گلی کوچے میں ہر مرد و زن کے پاس کرتے تھے اور جانگداز اور غم نما نعرے خزاں کی بلبلوں کی طرح خرابی و رسوائی کے سبب مار کر قمریوں کی طرح خرابی و خجلت کا حلقہ اور ندامت و رسوائی کا طوق اپنی ہمت کے ذمے رکھ کر آنکھوں سے فوارے کی طرح ماتم زدہ آنسو گراتے تھے غرضیکہ سیدوں کے غلبہ سے ان کا ناک میں دم آ گیا تھا۔ اگرچہ یہ بھی قرب سلطانی میں سادات سے کچھ کم نہ تھے۔ لیکن سادات بزور بازو ان کے اختیارات میں کمی کرنا چاہتے تھے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا۔ اس واسطے امورِ سلطنت میں جس طرح کا تغیر و تبدل چاہتے کرتے۔ کسی غیر کو ان کی مخالفت کی جرأت نہ تھی۔ اگر کسی اور

marfat.com

سے اتفاقاً کوئی مخالفت ہو بھی جاتی۔ تو بادشاہ اس پر سخت ناراض ہوتا۔ اس واسطے مغل ہمیشہ کڑھتے رہتے۔

مغل اور تورانی حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ کی بارگاہ میں :-

ایک روز مغل اور تورانی بادیہ جہالت کے سرگردانوں کے رہنما اور روادیِ ضلالت کے واماندوں کے ہادی پیر روشن ضمیر حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور جناب قدسی مآب کی بساط بوسی کے بعد عرض پرداز ہوئے کہ اے کوئے ناکامی کے درماندوں کے دستگیر! اے عالم بے سرانجامی کے بیچاروں کے کارساز! اے عرصۂ حیرانی کے عاجزوں کی پناہ! اے فانی غمکدہ کے مغموموں کے غمخوار! اے ماتم زدہ مظلوموں کے فریاد رس! اے صحرائے پریشانی کے غریبوں کے تکیہ گاہ! اے کوئے مقصودی کے نارساؤں کے رہنما! اے عقدۂ لاینحل کے گرہ کشا! اے مشکلات کے مشکل کشا اے غمناک و آشفتہ دلوں کی خوشی کو بڑھانے والے۔ اے جان باختہ ماتم زدوں کی خوشی کو زیادہ کرنے والے۔ اے کلفت کی تاریکی کو دور کرنے والے خورشید! اے رنج و ملال کے اندھیرے کو دور کرنے والے چاند! اے منصب قومیت کے تاج کے موتی۔ اے تاج قطبیت کے گوہر۔ اے کمالاتِ نبوت کے گوہر نفیس۔ اے گنجینۂ وحدیت کے بے نظیر لعل۔ ہم بیچاروں کی التماس ہے کہ دستگیری جو عاجز اہل عالم و عالمیاں کی کارکشا ہے اور توجہ اقدس جو جہاں اور اہل جہان کی رہنما ہے اس معاملہ میں جو بمنزلہ عقدہ لاینحل ہے۔ فرمائیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تاکہ ہم مہجور و مغموم رسوائی اور اضطراب کے بھنور سے نکل کر ساحل مراد پر پہنچ جائیں اور گوہر مقصود ہمارے ہاتھ آئے ۔

marfat.com

برمن غمِ روزگار سخت است — دریاب مرا کہ کار سخت است
سخت است سیاہیِ شبِ من — لختے ز شب است کوکبِ من
ہم کوکب وہم شبم سیاہ است — میگوئم و آسمان گواہ است
زیں شب بد راز کوکبم را! — پیشانیِ روز دہ شبم را
ہردم باُمید روشنائی — صبح بداماں بہ شب زدائی
دارم گرہے گرہ کُشا نیست — سنگیں تر ازیں بلا بلا نیست
ایں قفلِ غم از دلم جدا کُن — قفلم بہ کلید آشنا کُن

حضرت خواجہ زبیر رضی اللہ عنہ نے سادات بارہہ کو اقتدار سے محروم کر دیا

اس سرورِ عالم اور نائب مناب الوالعزم کی طبیعت ان دونو بھائیوں سے جنہوں نے اپنے ولی نعمت شاہ ہندوستان فرخ سیر کے قتل کی جرأت کی تھی۔ اور جزیہ جو شعار اسلامی اور حکم شرعی ہے۔ روسیاہ کافروں اور ہندوؤں سے لینا بند کرا دیا تھا۔ ناراض ہو گئی۔ علاوہ بریں مغلوں کی خرابی و تباہی جو کہ آنجناب مستطاب کے نیازمند اور منظورِ نظر تھے۔ آنجناب کی اور بھی ناراضگی کا باعث ہوئی ع

یکے بود مجنوں دگر خورد مے

مغلوں کی خوش نصیبی سے جو اس کامل الوجود اکمل بہبود کے جان و دل سے غلام تھے زبانِ معجز بیان سے بے اختیار نکل گیا "کہ آج کل ہی ان سادات کی دولت کو زوال آنے والا ہے" آپ کا فرمانا تھا کہ ان کی سیاست میں زوال آنا شروع ہو گیا۔ بعد ازاں مغلوں کو خوشخبری سنائی۔ کہ نظر کشفی اور الہام شافی سے جو برہان قاطع اور حجت ساطع ہے اور آفتاب عالمتاب کی چمک کی طرح بلا شک و شبہ ہے معلوم ہوا ہے کہ بارگاہِ شاہی کے تمام مناصب اور فرمانروائی کی درگاہ کے سارے

marfat.com

مراتب سادات سے منتقل ہو کر محمد امین خان۔ نظام الملک اور عبدالصمد خان وغیرہ مغلوں اور تورانیوں کے سپرد ہوں گے ؎

خداوند بالا و پست آفرید | زبردست ہر دست آفرید
بہ مورے دہد مالش نرہ شیر | کند پشہ بر پیل جنگی دلیر

قطب الملک کی آخری کوشش:۔ مغل یہ خوشخبری سن کر آداب قیومیت باحسن وجوہ بجالا کر رخصت ہوئے یہ وحشت اثر خبر سُن کر وزارت پناہ قطب الملک والا جاُہ نے مغل پورہ کی بیخ کنی

حہ ۱: قطب الملک سید عبداللہ خان حسن علی سادات بارہہ کے مشہور بادشاہ گر خاندان سے تعلق رکھتا تھا وہ محمد فرخ سیر کا وزیر رہا۔ اس کا بھائی حسین علی دربار میں امیرالامراء تھا۔ دونوں بھائیوں نے فرخ سیر کے دورِ حکومت میں اپنے اقتدار کو منوایا۔ قطب الملک کو عالمگیر کے زمانہ میں خان کا خطاب ملا۔ اورنگ آباد کا حاکم بنایا گیا۔ شہزادہ محمد معزالدین حاکم ملتان تھا۔ تو قطب الملک اس کا ہمرکاب تھا۔ مگر کبیدہ خاطر ہو کر ملتان سے چلا آیا۔ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد شاہ عالم نے قطب الملک کو تین ہزاری منصب دیا محمد اعظم شاہ سے جنگ میں محمد معزالدین کی فوج کے ہراول دستے کا یہی سپہ سالار تھا۔ اس جنگ میں اس نے اپنے بھائیوں حسین علی۔ نورالدین علی خان سے مل کر بہادری کے جوہر دکھائے اور جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ محمد معزالدین برسراقتدار آیا تو اس نے قطب الملک کو معزول کر دیا۔ پھر معزالدین اپنی عیاشی کی وجہ سے قطب الملک کو دبانے کی بجائے صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور اسے اہم منصب دیا۔ الہ آباد کی صوبیداری دی مگر اس نے معزالدین کی خوشامد کی پرواہ نہ کی۔ دونوں بھائیوں نے مل کر فرخ سیر کے دربار میں اتنا اثر و رسوخ حاصل کیا کہ کوئی حکمران۔ سپہ سالار یا امیران کے سامنے دم نہ مار سکتا تھا۔ فرخ سیر ان دونوں بھائیوں کی سیاست کے سامنے دست بستہ رہتا تھا۔ فرخ سیر بادشاہ نے اس کے بہادرانہ کارناموں کی بدولت اسے قطب الملک (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

کے لئے مصمم ارادہ کرلیا اور ایک لشکر جرار لے کر دندناتا ہوا لاہوری دروازہ میں پہنچا لیکن اس لشکر کو آگے ایک قدم اٹھانے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر قطب الملک حیران و متعجب رہ گیا اپنے عالی شان مصاحبوں سے پوچھا۔ بعض سلیم العقل اور عالی فطرت مصاحبوں نے کہا۔ کہ شیخ صاحب کی کرامات و خوارق زبان زد عام و خاص ہیں۔ یہ عجیب معاملہ بھی اس برگزیدۂ خالق و پسندیدۂ خلائق کی کرامت ہے

(بقیہ حاشیہ) بہادر یار۔ وفادار اور ظفر جنگ جیسے خطابات دیئے۔

ایک وقت آیا۔ کہ دربار کے بعض امرا نے بادشاہ فرخ سیر کو ان دونوں بھائیوں کے خلاف کردیا اب ان کے لئے دربار میں رہنا محال تھا حسین علی امیر الامراء تو دکن کا صوبہ دار بن کر دہلی سے چلا گیا قطب الملک عیش و عشرت میں پڑ کر فاحشہ عورتوں کے جمگھٹوں اور خرابے کے شکوں کے گرد گھومنے لگا۔ وزارت پر راجہ رتن چند آ گیا۔ مشاورت پر اعتقاد خان کشمیری نے قبضہ کرلیا اور یہ دونوں بادشاہ گر بھائی اپنے سیاسی اقتدار سے محروم ہو گئے۔ ۸ ربیع الآخر ۱۱۳۰ھ کو دونوں بھائیوں نے ایک بار پھر مل کر اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ دونوں درباری امراء کے وساطت سے قلعہ کے اندر چلے آئے۔ اور اقتدار پر قبضہ کرلیا ۹ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ کو بادشاہ فرخ سیر کو قید کرلیا۔ رفیع الدرجات کو قید خانے سے نکال کر تخت پر بٹھا دیا گیا۔ چند دنوں کے بعد اسے بھی ہٹا کر رفیع الدولہ کو تخت پر لا بٹھایا۔ رفیع الدولہ بھی چند ماہ بعد مر گیا تو ان دونوں بھائیوں نے روشن اختر ابن جہاں شاہ بن شاہ عالم کو تخت پر لا بٹھایا۔ یہ وہی روشن اختر تھا جو محمد شاہ رنگیلے کے نام سے مشہور ہوا۔ اور عیش و نشاط کے ریکارڈ توڑتا گیا۔

قطب الملک اور امیر الامراء اگرچہ بادشاہ گر تھے۔ اور مغل اقتدار پر قابض رہے۔ مگر فرخ سیر کے ساتھ جس حرکت کا ارتکاب کیا اس نے ان کی شہرت اور دیانت کو داغدار کردیا۔ ہر طرف سے ان کی مخالفت کے طوفان اٹھنے لگے۔ رجب ۱۱۳۳ھ / مئی ۱۷۲۰ء کو نظام الملک نے مالوہ سے اٹھ کر دریائے نربدا عبور کرکے ان کی قوت کو للکارا۔ دہلی سے جتنی فوجیں گئیں نظام الملک کی یلغار کے سامنے نہ ٹھہر سکیں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

بہتر یہ ہے کہ اگر فتح کا ارادہ ہے۔ تو پہلے شیخ صاحب سے معافی مانگ لیں تاکہ دینی و دنیوی بہتری نصیب ہو قطب الملک کرامت کے ڈر سے واپس گھر چلا آیا۔ اور سخت شرمندہ ہوا۔ پھر اس حامیِ دین کو تکلیف دینے کی جرأت نہ کی۔ چونکہ ہر خوشی کے بعد غمی لازمی ہے اور ہر عیش و عشرت کے لئے زوال و ملامت ضروری ہے۔ اس لئے سادات کے زوال کے دن نزدیک آ گئے تھے اس کی کیفیت یوں ہے کہ جب نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا[۱] تو جہاں جہاں سادات کے آدمی تھے انہیں

(بقیہ حاشیہ) امیر الامرا حسین علی نے بادشاہ کو میدان جنگ میں لانے پر آمادہ تو کر لیا مگر خود نظام الملک سے لڑائی سے پہلے ہی ۱۱ ستمبر ۱۷۲۰ء کو مارا گیا اور اس طرح مدبار کے ایک شاطر ریاست دان کا خاتمہ ہو گیا۔ اب حسن علی قطب الملک فوجوں کو لے کر خود مقابلہ میں تھا۔ محرم ۱۱۳۳ھ کو حسن پور میں تحت جنگ ہوئی توپ خانے کا استعمال ہوا۔ مگر قطب الملک کی فوجیں میدان میں نہ ٹھہر سکیں۔ قطب الملک ہاتھی سے نیچے گرا۔ پیشانی پر تلوار کا زخم لگا۔ قید کر لیا گیا۔ اور قید خانے میں ہی حسرت و یاس کے دن گزار کر زہر خورانی سے ذوالحجہ ۱۱۳۵ھ کو مر گیا۔ شیعوں کے لئے اس کی قبر زیارت گاہ بنی رہی۔ ان دونوں بھائیوں کے سیاسی اقتدار سے مغل سلطنت کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ ملک میں نظریاتی اور سماجی انتشار نے فروغ پایا۔ اور مسلم معاشرہ سے دینی اقدار زوال پذیر ہوئیں۔ استفادہ ماثر الامراء

---

[۱] نظام الملک صوبیدار دکن نے سادات بارہہ کا زور توڑنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا اگرچہ وہ دہلی کے دربار کی ریشہ دوانیوں اور سادات بارہہ کی بالادستی سے تنگ آ کر حیدر آباد دکن میں مقیم ہو گیا تھا۔ مگر سادات بارہہ کی محمد شاہ بادشاہ مغل پر پابندیوں اور اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا اسے بڑا قلق تھا۔ محمد شاہ اور اس کی اولاد نے بھی فیصلہ کر لیا کہ وہ سادات کے جال سے نکل کر دم لیں گے۔ چنانچہ محمد شاہ کی والدہ نے اعتماد الدولہ امین خاں کو اعتماد میں

marfat.com

نکال کر ان کی جگہ اپنے آدمی بھرتی کئے۔ سادات کے بھانجے دلاور علی خاں حاکم دکن نے ساٹھ ہزار سواروں سے نظام الملک کا مقابلہ کیا۔ نظام الملک بھی بر سر پیکار ہوا۔ اور آخر آنجناب کی توجہ سے فتح نصیب ہوئی۔ قطب الملک نے اپنے بھتیجے عالم علی خان کو اسی ہزار جنگی سوار دے کر نظام الملک کے مقابلہ پر بھیجا۔ مغلوں نے اس بارے میں آنجناب سے فتح کے لئے التماس کی۔ آنجناب نے بھی از راہ لطف و کرم فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی واقعی اب بھی آنجناب کی توجہ سے پہلے کی طرح فتح نصیب ہوئی۔ سادات یہ حالت دیکھ کر بہت گھبرائے۔ آخر امام الملک بادشاہ کو لے کر نظام الملک کی طرف روانہ ہوا۔ اور

(حاشیہ سابقہ سے آگے)

لیا۔ دوسری طرف نظام الملک آصف جاہ صوبیدار دکن کو بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا۔ اس زمانہ میں نظام الملک ہی ایک ایسا جرنیل تھا جو سادات بارہہ کے جال میں نہیں آیا تھا۔ اور اس میں مغلیہ سلطنت کی بقا کی صلاحیتیں بھی تھیں۔ اگرچہ وہ دہلی دربار کی گروہ بندی اور سیاست سے نالاں تھا۔ اور دکن میں خاموش زندگی گذار رہا تھا۔ مگر اس نے محمد شاہ کی والدہ کی دعوت پر لبیک کہا۔ اور بادشاہ کی مدد کا فیصلہ کر لیا۔

نظام الملک کے ارادوں کی سادات بارہہ کو دہلی میں خبر ہوئی تو سخت گھبرائے۔ اور غلام علی خاں اور عالم علی خاں دو جرنیلوں کی قیادت میں زبردست لشکر تیار کر کے نظام الملک کو روکنے کے لئے روانہ کئے۔ برہانپور کے قریب دونوں لشکر ٹکرائے۔ نظام الملک کو فتح ہوئی۔ وہ آگے بڑھا سید بھائیوں نے اسے روکنے کی ایک اور کوشش کی۔ سید حسین علی خاں نے محمد شاہ بادشاہ کو ساتھ لیا۔ اور ایک بڑے لشکر کے ساتھ دہلی سے نکلا۔ سید عبداللہ کو دہلی کے تخت کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔ حسین علی خان فتح پور سے بتیس میل دور تورہ کے مقام پر فروکش تھا کہ اس کے لشکر کا ایک شخص میر حیدر قلی نظام الملک کے خلاف شکایت لے کر حاضر ہوا۔ ابھی حسین علی درخواست

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

قطب الملک سلطنت کا انتظام کرنے کے لیے دار الخلافہ میں رہا۔ ابھی امام الملک بادشاہ کو لے کر اکبر آباد تک پہنچا تھا۔ کہ محمد امین خاں نے مغلوں سے مشورہ کر کے میر حیدر خاں کو امام الملک کی ساری فوج لے کر لڑائی کی۔ آخر ان میں سے اکثر قتل ہوئے باقی بھاگ کر قطب الملک سے جا ملے۔ مغل حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکریہ بجا لائے۔ اور آنجناب کی خدمت میں تحفے اور ہدیے ارسال کیے۔ اس جاں گداز اور غم افزا واقعہ کے بعد قطب الملک بے شمار لشکر جرار لے کر مغلوں پر ٹوٹ پڑا۔ چونکہ مغل اس منبع کمالات نبوت اور مخزن مراتب ولایت کی حمایت میں تھے اس لئے غالب آئے اور آنجناب کی دعا پایۂ اجابت کو پہنچی۔ وزارت و امارت کی خدمت غرضیکہ سلطنت کے تمام عہدے اور مرتبے مغلوں کو ملے۔ ذالک فضل اللہ یوتی من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم ط

(بقیہ صفحہ سابقہ سے آگے) پڑھ رہا تھا کہ محمد زفلی نے ایک خنجر لے کر وار سے ختم کر دیا۔ اس قتل کی خبر نے لشکر میں بد دلی پھیلا دی۔ سادات کا لشکر شکست کھا کر بھاگا ہزاروں تہہ تیغ کر دیئے گئے۔ ادھر آگرہ میں سادات اور ان کے حاشیہ نشینوں کے گھر لوٹ لئے گئے۔ یہ واقعہ ۱۰ر اکتوبر ۱۷۲۰ء کو ہوا تھا۔

marfat.com

محمد شاہ روشن اختر کی والدہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں

بادشاہ[۱] بیگم جو سلطانِ عصر محمد شاہ روشن اختر کی والدہ تھی ہمیشہ صبح و شام فرخ سیر کے عہد میں حضرت قطب الاقطاب کی جناب مستطاب میں جو کمالات نبوت کے آفتاب اور مراتب ولایت کے ماہتاب ہیں اپنے فرزند دلبند کی کامرانی اور خلافت کے لیے جو فرخ سیر کا قیدی تھا التجا کیا کرتی تھی کہ کیا ہی اچھا ہو کہ حدیقہ خاقان کا یہ نونہال اور شجرۂ شاہجہان کا یہ پھل جو داب خاقانی و قواعدِ سلطانی ہے تخت و تاج کو زینت دینے والا بن جائے ؎

چہ شود گر بکرم مرحمتے فرمائی　　گرہ از کار فرو بستۂ من بکشائی

اور شاہزادہ نازک مزاج درۃ التاج کی تکلیفوں سے جس کے نصیبے کا آفتاب مغرب ادبار میں گرفتار ہے۔ اور ملک زادۂ لطیف الطبع اور لطیف الوضع کی سختیوں سے جس کی دولت کا چاند گرہن میں آیا ہوا ہے اس آشفتہ حال عورت جسے سوائے رنج و محنت

۱؎ اس کے برعکس تواریخ میں یہ ذکر آتا ہے کہ جس شہزادے کو بادشاہ بنانے کے لئے سید برادران منتخب کرتے تھے۔ اس کی ماں ہاتھ جوڑ کر التجا کرتی تھی کہ خدا را میرے بیٹے سے درگزرو اور کسی اور کو بادشاہ بنالو مگر اب حالات بدل چکے تھے۔ اب اس نے حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم چہارم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بیٹے کی سلطنت کے لئے دعا و استمداد کی۔

marfat.com

اور سختی کے اور کچھ حاصل نہیں تھا۔ اور جس کی سرگرداں جان کو ہر گلی کوچے میں سوائے خرابی و پریشانی اور بدحالی کے اور کچھ میسر نہیں۔ کہ دیوانے دل کو تسکین آجائے۔ ؎

با ہر کسے کہ شرح دہم داستانِ خویش　　صد داغ تازہ بر دلِ آں ناتواں دہم

چونکہ روشن ضمیر درویشوں کی خاطر خطیر سینہ سوز مظلوموں کے درد اور ستم رسیدوں کے غم کے بارے میں خدا ترس اور فریاد رس ہوتی ہے۔ اس لئے اس بیگم قدسیہ کی مطلوبہ دعا قبول ہوئی۔ آنجناب نے اسے خوشخبری دی کہ محمد شاہ روشن اختر ہندوستان اور دکن کے تخت و تاج کا زینت افزا ہوگا۔ بیگم مذکورہ خوشی کو بڑھانے والی اور غم و اندوہ کو دور کرنے والی خوش خبری کو سنکر دوگانہ شکر بجا لائی۔ اور آنجناب کی خدمت میں آداب قیومیت بجا لاکر سلطان الاولیاء کی بہت کچھ تعریف کی۔ ؎

در ظلِ آفتابِ تو آسودہ اند خلق　　یارب مباد تا بہ قیامت زوال تو

تھوڑے ہی عرصہ میں قضا و قدر کے کارکنوں نے تقدیر کے رجسٹر اور تدبیر کے کارخانہ سے فرخ سیر صاحب سریر کو برہم کر دیا یعنی وہ اپنے امرائے عظام اور خوانین کرام سادات بارہہ کے ہاتھوں بڑی ذلت اور رسوائی سے قتل ہوا۔ واقعی ؎

کدام بادِ بہاری وزید در دوراں　　کہ باز در عقبش نکہت و خرابی نیست

دوام پرورش اندر کتابِ مادرِ دہر　　طمع مکن کہ در وبوئے مہربانی نیست

بعد ازاں امرار و ارکان سلطنت نے ورثہ کے طور پر رفیع الدولہ[ؒ] کو جو بہادر شاہ

[ؒ] رفیع الدولہ شاہجہان ثانی (۱۷۱۹ء) کو سید برادران نے تمریوں کو قید سے نکال کر ۶ جون ۱۷۱۹ء کو تخت پر لا بٹھایا۔ وہ بائیس سال کا معیبت زدہ نوجوان شہزادہ تھا اس نام کے بادشاہ کے تمام اختیارات سادات بارہہ کے ہاتھ میں تھے۔ وہ مغل سلطنت کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ رفیع الدولہ نہ تو امور سلطنت میں دخل دے سکتا تھا نہ اپنی مرضی

marfat.com

والاجاہ کے ابنائے کبار سے قابلِ سلطنت تھا تخت سلطنت پر بیٹھا مبارک و خوشی کے نقارے اور شادیانے بجائے۔ بیگم قدسیہ یہ واقعہ خلاف توقع دیکھ کر روتی کرتی حضرت جناب قطب زماں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اے پیر روشن ضمیر! کارخانہ تقدیر سے یہ کس قسم کی تدبیر ظہور میں آئی ہے اور یہ کیسا ناپسندیدہ معاملہ اور نامرضیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) سے کہیں جا سکتا تھا۔ وہ یہاں تک بے بس تھا کہ استغفار یا نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے بھی سادات بارہہ کی اجازت کا پابند تھا۔ وہ کسی سے گفتگو کرنے کا بھی مجاز نہیں تھا۔ انہی دنوں اکبر آباد میں بغاوت ہوگئی۔ مؤرخین نے اس بغاوت کا پس منظر یہ لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنی حکومت کے آخری دنوں میں اپنے بیٹے محمد اکبر کو بغاوت کرنے پر ملک سے بھگا دیا تھا۔ وہ ایران چلا گیا تھا اس کے تین بچے قلعہ آگرہ میں قید کر دیئے گئے تھے۔

اورنگ زیب کی وفات کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ برسر اقتدار آئے تو اپنے دونوں بیٹوں رفیع الشان اور جہاں شاہ کی شادیاں محمد اکبر کی بیٹیوں سے کر دیں مگر بیٹا نیکو سیر قید میں پڑا رہا طویل قید کے بعد اسے ایک ہندو برہمن کی وساطت سے آزادی ملی۔ اور چند روز کے لئے تخت نشینی بھی میسر آگئی۔ مگر اسے سید بھائیوں نے دوبارہ قید کر کے قلعہ میں پابند کر لیا۔ جہاں اس نے خودکشی کر کے زندگی کا خاتمہ کر لیا۔

چونکہ رفیع الدولہ کی ابتدائی زندگی قید و بند میں گذری تھی۔ تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں اذیت ناک حالات سے گذرنے کی وجہ سے اس کی صحت اور دماغی صلاحیتیں جواب دے گئی تھیں وہ قوت فیصلہ سے محروم تھا۔ اگرچہ وہ اقتدار کی کرسی پر بٹھایا گیا مگر وہ تین ماہ کی حکومت کرنے کے بعد ۱۷ ستمبر ۱۷۱۹ء میں فوت ہو گیا اور سید برادران کو کسی اور آلۂ کار حکومت کی ضرورت محسوس ہوئی۔

marfat.com

قضیہ نمودار ہوا ہے۔ آنجناب نے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس ہنگامہ کی گرمی اور اس خلیفہ کی سلطنت صرف دو تین مہینے نظر آتی ہے۔ آخر کار صاحب تخت و تاج روشن اختر ہی ہے۔ اس دیوانی اور حیرانی زمانہ کا دل آنجناب کے فرمان سے مطمئن ہوا۔ جب دو تین مہینے گذر گئے تو آنجناب کے فرمان کے موافق موجودہ بادشاہ مرگیا۔ اس کے بعد رفیع الدرجات کو بطور وارث اعیان و ارکان سلطنت نے تخت شاہی پر بٹھایا۔ پھر وہ بیگم غم و اندوہ سے بھری ہوئی واویلا مچاتی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اب تک بھی امید سراپا نا امید کا امید کا غنچہ باغ عشرت میں نہ کھلا۔ بلکہ الٹا پژمردہ ہو گیا۔ میری حالت پر سخت افسوس ہے۔ پہلی طرح پھر آنجناب نے فرمایا کہ یہ نقش بر آب و مثل حباب نظر آتا ہے۔ خاطر جمع رکھو صاحب چتر روشن اختر ہی ہے۔ وہ خاتون جلیس حجرہ غموم و جملہ ہموم چونکہ آنجناب کی مخلصہ و معتقدہ بدرجہ غایت تھی۔ اس لئے مطمئن ہو کر چلی گئی۔ واقعی درویشوں کی زبان سیف قاطع ہوتی ہے۔ رفیع الدرجات کی سلطنت بھی دو تین ماہ سے زیادہ نہ رہی۔ عین جوانی میں با حسرت و ناکامی اکبر آباد میں جبکہ امام الملک اسے لئے ہوئے دکن جا رہا تھا مرگیا ۵

مادر دہر نہ پرورد کسی را کہ نکشت — بینی اے دوست کہ ایں دایہ بے مہر و وفا ست

بعد ازاں امراء و وزراء نے متفق ہو کر عالی گہر روشن اختر کو دار الخلافہ سے منگا کر تاج شاہی سر پر رکھ اکبر آباد میں تخت شاہی پر بٹھایا ۵

روشن اختر بود اکنوں ماہ شد — یوسف از زنداں بر آمد شاہ شد

بیگم قدسیہ عمدہ و نفیس تحف و ہدایہ اس غریب نواز کی خدمت میں لائی اور شکریہ ادا کیا۔ اس ضمن میں چند آرزوؤں کے بعد مغل حمیت اسلامی اور اپنے ولی نعمت کے قتل کی وجہ سے قطب الملک اور امام الملک کے سخت دشمن تھے۔ موقعہ پا کر انہیں ان کے برے اعمال کی سزا دی۔ چنانچہ امام الملک کو جو امیر الامراء تھا قتل کر دیا جب کہ

marfat.com

پہلے بیان ہو چکا ہے ؎

غمگین مشو کہ ساقیِ قدرت بجامِ دہر
گہ صاف لطف میدہد و گاہ جام زہر

قطب الملک نے یہ وحشت ناک خبر سن کر شاہی لشکر سمیت ابراہیم کو تخت شاہی پر بٹھا کر روشن اختر پر حملہ کیا۔ چونکہ قطب الملک بہادری اور دلیری میں شہرۂ آفاق تھا۔ اس واسطے بیگم قدسیہ مغمومانہ حالت بنائے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ؎

دردمندیم خبر میدہد از سوز دروں
دہنِ خشک و لبِ تشنہ و چشم ترِ ما

جبکہ دریائے رنج سے ساحلِ گنج پر آ لگا ہے ؎

اے دستگیرِ عالم دست مرا بگیر
دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

قطب الملک سخت کوش اور خدا فراموش ہے ؎

اگر دست یابد بتورانیاں
شود قوم تورانیاں را زیاں

چونکہ وہ قدسیہ بیگم اس خدا آگاہ ولایت پناہ کی فیض گستری اور نوازش گری سے ممتاز و سرفراز تھی۔ اس واسطے اس کی یہ التماس بھی قبول ہوئی اور فرمایا کہ روشن اختر[1]

---

[1] روشن اختر (محمد شاہ) ۱۷۲۰ء سے ۱۷۴۸ء تک اقتدار میں رہا۔ وہ ۱۵ اگست ۱۷۰۲ء میں غزنی کے قریب پیدا ہوا تھا۔ روشن اختر کی والدہ قدسیہ بانو نے اس شہزادے کی تعلیم و تربیت میں بڑی توجہ دی۔ سادات بارہہ رفیع الدولہ کی جسمانی اور دماغی صحت کی وجہ سے سخت پریشان تھے۔ ان کی نگاہ انتخاب روشن اختر محمد شاہ پر پڑی۔ وہ ان دنوں اپنی والدہ کے ساتھ فتح پور کے قلعہ میں قید تھا۔ سید عبداللہ نے اپنے ماموں زاد غلام علی خاں سپہ سالار افواج مغلیہ کو قلعہ میں بھیجا۔ مگر محمد شاہ کی والدہ نے درباری سازشوں کے پیش نظر غلام علی خاں سے کہا کہ ہمیں تاج شاہی کی ضرورت نہیں۔ ہندوستان کا تاج موت کا پیغام لے کر آتا ہے۔ مگر غلام علی خاں نے بڑے وعدے کئے اور شہزادے کو قید سے لا کر رفیع الدولہ کی وفات کے بعد ۲۵ ستمبر ۱۷۱۹ء ۱۱۳۱ھ کو تخت

صاحب تخت و تاج اور ہماری دعا کے زیر سایہ ہے اللہ تعالیٰ اس کا حامی و مددگار ہوگا اگر لاکھ قطب الملک بھی ہوں تو بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے ۔ ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد — ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

واقعی بزرگوں کی توجہ جوڑ کے ہوئے کاموں کو حل کرنے والی اور عارفوں کی حیرانی سے جو ناساؤں کا ذریعہ کامیابی ہوتی ہے ۔ محمد شاہ کو فتح و نصرت نصیب ہوئی قطب الملک کے بہادر اور دلیر سوار برخلاف دلاوری کے بجائے برقرار رہنے کے فرار ہوگئے قطب الملک کو شاہی آدمیوں نے گرفتار کر لیا ۔ اس کے بعد ابراہیم کو قید میں ڈالا گیا ۔ قطب الملک نہایت سختی اور بے رحمی سے قتل کیا گیا ۔ چونکہ حقیقی منصب اور حقیقی عادل جس کے ہاتھ میں جہان اور اہلِ جہان کی تدبیر کا کارخانہ اور تقدیر کا دفتر ہے ۔ ناحق کو رواج نہیں دیتا ۔ ؎

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ہندوستان پر بٹھایا ۔ اور ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ کے لقب سے حکومت کرنے لگا ۔ محمد شاہ کی والدہ نے تھوڑے ہی دنوں میں سید برادران کا اعتماد حاصل کر لیا ۔ اور کاروبارِ مملکت میں مشاورتی امور میں حصہ لینے لگی ۔

محمد شاہ سادات بارہ کے امراء اور جرنیلوں میں گھرا رہتا تھا اور دربار میں ایک قیدی کی حیثیت سے حکمرانی کرتا تھا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ماں بیٹا اسی صورت حال کو تبدیل کرنے کی سوچنے لگے ۔ لاہور کے صوبہ دار محمد امین خاں کو اپنا ہم نوا بنا لیا ۔ نظام الملک حیدرآباد سے بھی رابطہ پیدا کر لیا گیا اور ان دونوں جرنیلوں نے اپنی فوجوں کو آگے لا کر سید برادران کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا ۔ اس طرح محمد شاہ بادشاہ ۱۷۲۰ء کو ایک آزاد اور خود مختار بادشاہ ہندوستان کی حیثیت سے جلوہ آرا سریر مغلیہ ہوگیا ۔ اس خود مختاری اور بادشاہت میں مشائخ مجددیہ کا بڑا دخل اور حصہ تھا ۔

(تاریخ پنجاب)

marfat.com

ہر کہ بدی کرد بجز بد ندید ! آفت آں روز بہ وے در رسید

جس عذاب اور سختی سے قطب الملک نے فرخ سیر کو ہلاک کیا تھا۔ اس سے زیادہ مغلوں سے دیکھی ؎

چنیں گفت دانائے آموزگار مکن بد کہ بد بینی از روزگار

سادات کی وہ دولت وعظمت اور جاہ وجلال اور قطب الملک کا باغ نوبہار، بادسموم سے پائمال ہوگیا ؎

تا فلک معمار ایں معمور شد بے خارِ غم یک گل شادی بباغِ زندگانی کس نیافت

گلستانِ عمر را در مرغزارِ روزگار ! نوبہارے خالی از بادِ خزانی کس نیافت

شہزادہ روشن اختر پر مشائخ مجددیہ کی نظرِ التفات اور محمد شاہ کے خطاب سے نوازش

جب روشن اختر بادشاہ کا ظفر اثر لشکر اکبر آباد سے شاہجہان آباد میں آیا تو ارکانِ دولت نے روشن اختر سے خواہش ظاہر کی کہ آپ جناب قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب آنجناب نے سُنا کہ روشن اختر حاضرِ خدمت ہونا چاہتا ہے۔ تو فرمایا کہ اس کے آنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ہر وقت دُعا گو ہیں۔ اپنی دستار مبارک تبرک بھیجی کہ یہ روشن اختر کے سر پہ باندھ دینا۔ اور آنجناب نے محمد شاہ لقب مقرر فرمایا[1]

---

[1] محمد شاہ رنگیلا حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کی توجہ اور دعاؤں سے تخت نشین ہوا۔ پھر آپ کی توجہ سے ہی اسے ان بادشاہ گروں (سادات بارہہ) کی بالادستی سے نجات ملی۔ اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ محمد شاہ حضرت خواجہ محمد زبیر کا مرید بنا اور آپ نے ہی اسے روشن اختر سے محمد شاہ بنایا۔ مگر محمد شاہ نے اقتدار میں آکر اپنے کردار کا جو مظاہرہ کیا۔ اس سے حضرت خواجہ کو بے حد صدمہ ہوا۔ آپ نے اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ ملاقات کی درخواست کرتا مگر آپ انکار

marfat.com

اس اثناء میں بادشاہ کو بھی آنجناب کی زیارت کا اشتیاق ہُوا۔ اپنے ہاتھ سے نیاز مندا
عرضی لکھ کر بھیجی کہ اگر حکم ہو تو جناب کی آستان بوسی کا شرف حاصل کروں۔ چونکہ آنجناب
امراء و سلاطین کی ملاقات کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ اس واسطے فرمایا کہ تمہارے آنے کی ضرورت
نہیں۔ مَیں صبح شام غائبانہ دعا کیا کرتا ہوں۔ اصل غرض آنے کی فقیروں کی دُعا لینا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) فرما دیتے۔

مؤرخین نے محمد شاہ کے دَور کی جو تصویر کھینچی ہے۔ اور اس عیاش بادشاہ نے مسلم معاشرے
کو جس غلاظت اور گندگی سے بھر دیا تھا اسے مغل اقتدار کا ایک سیاہ باب قرار دیا جا سکتا ہے۔
اس کے دَور میں جو معاشرتی اور سماجی برائیاں سامنے آئیں۔ اس کے اثرات دُور تک پھیلے اور ان
برائیوں نے مسلمانوں کو سنبھلنے نہ دیا۔ اور ان کا اقتدار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زوال پذیر ہو گیا۔ مؤرخین
نے لکھا ہے کہ محمد شاہ افیم کا شوقین اور عیش و عشرت کا دلدادہ تھا۔ وہ دن رات اپنی خوبرو داشتاؤں
کے جھرمٹ میں پڑا رہتا تھا۔ وہ اپنے ۲۸ سالہ دَور میں بھی ل سے باہر نہیں نکلا۔ اس کے امراء جو
چاہتے کرتے اور اس کی داشتائیں جس طرح چاہتیں احکام نازل کرتیں۔ محمد شاہ کا جانشین احمد شاہ
اس سے چار ہاتھ آگے تھا۔ اس نے ایک میل کے رقبہ میں ایک زنان خانہ تعمیر کروایا۔ ہفتوں
تک وہ کسی مرد کی شکل نہ دیکھتا تھا۔ بادشاہ کے دیکھا دیکھی امرائے سلطنت کے گھر بھی عیاشی کے
اڈے بن گئے تھے۔ بدکرداری ان کا معمول بن گیا تھا۔ ان کے اخلاق و عادات کو دیکھ کر حیوان بھی
پناہ مانگتے تھے۔ مسلمانوں میں اتنی مکروہ رسومات گھر کر چکی تھیں کہ انسان اس سے پست معاشرت
کا تصور نہیں کر سکتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب تفہیمات میں ایک
جائزہ پیش کیا ہے جسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ان حالات میں حضرات مجددیہ نے اصلاح احوال کی کوششیں کیں۔ مگر جب چارہ
کار نہ دیکھا تو سرہند چھوڑا۔ دہلی کو خیرباد کہا اور افغانستان سے ہوتے ہوئے حرمین الشریفین چلے گئے۔

marfat.com

سو میں خود کرتا رہتا ہوں۔ اس واسطے آنے کی تکلیف نہ کرنا۔ بادشاہ نے بہتیری مرتبہ منت وسماجت کی عرضیاں لکھ بھیجیں لیکن بے سود۔ جب تک حضرت خواجہ محمد زبیر زندہ رہے ہر سال بادشاہ زیارت کے لئے عرضی ارسال خدمت کرتا لیکن آنجناب منظور نہ فرماتے۔ بار ہا حضرت خلیفۃ اللہ کی والدہ ماجدہ مریم مکانی کے وسیلہ سے کہلوایا اور بارگاہِ قیومیت کے اکثر مریدوں اور خلفاء نے بھی عرض کیا لیکن تمام بے فائدہ و رائیگاں۔ چنانچہ حسب موقع انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

خواجہ ضیاء اللہ کشمیری اور محمد احسان (مولف روضۃ القیومیہ)

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت میں

اس سال خواجہ ضیاء اللہ کشمیری آنجناب کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک پکڑے ہوئے ایک مسجد میں آئے جہاں حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل وصورت ایک ہوگئی۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ ضیاء اللہ کو فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا حکم ہے کہ تم جا کر شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہو کیونکہ وہ قطب جہاں اور قیوم زماں ہیں۔ دوسرے دن خواجہ صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت

marfat.com

خواجہ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ فخرِ کشمیر ہیں۔ خواجہ ضیاء اللہ نہایت حلیم و متواضع تھے۔ اسی واسطے آنجناب نے انہیں حیّیؒ کیّیؒ کا خطاب دے رکھا تھا۔

اسی سال مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد احرار متولد ہوئے۔ آنجناب نے دائیں کان میں اذاں اور بائیں میں تکبیر کہی اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا۔ تو اعلیٰ درجے کا ولی ہوگا۔ اور وادیٔ ضلالت کے بہت سے گمراہوں کو ہدایت کرے گا۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز کے بعد حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ کہ پروردگار کی طرف سے آنحضرت کو خلعت تجدید عنایت ہوئی۔ لوگو! ان کی اطاعت کرو تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ آنجناب نے خلعت تجدید بروز پیر ۲۷ رجب ۱۱۳۰ھ کو پہنی۔ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دوسری صدی قیومیت کے مجدد ہیں۔

اسی سال یہ فقیر حقیر پرتقصیر محمد احسان مولف کتاب [۱] جناب قیومت مآب کی خدمت میں مرید ہوا۔ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے لڑکپن سے ٹھانی ہوئی تھی۔ کہ میں قطب وقت کا مرید بنوں گا۔ میں ہمیشہ بارگاہِ الٰہی میں ملتجی رہتا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت قائم ہے اور لوگ حرج مرج میں گرفتار ہیں۔ اسی اثناء میں میدان قیامت میں شور مچ گیا۔ کہ قطب الاقطاب آرہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ وہ قطب پل صراط پر سے گذرنے لگا۔ میں بھی

---

[۱] خواجہ محمد احسان مولف کتاب کے تفصیل حالات اسی کتاب کے آخری حصہ میں مولف علام کی اپنی زبانی درج ہیں۔

marfat.com

اس کے ساتھ ہو لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پل صراط چوڑا ہو گیا ہے۔ ہم بلا تکلف و تکلیف اس پر سے گذر گئے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پل صراط پھر بدستور تنگ ہے۔ اور سمیٹ لی گئی ہے اور ایک شخص بآواز بلند کہتا ہے کہ پل صراط صرف قطب الاقطاب اور اس کے مریدوں کے لئے چوڑی کی گئی تھی۔ میں نے پوچھا کہ اس قطب کا نام کیا ہے۔ لوگوں نے اس کا نام شیخ محمد زبیر ہے۔ جو اس زمانے کا قطب ہے۔ جب میں جاگا تو اس قطب کا حلیہ میں نے یاد رکھا۔ ابھی میں حضرت خلیفۃ اللہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ ان دنوں ہم سرہند میں رہتے تھے۔ اور میں کبھی شاہجہان آباد نہیں گیا تھا۔ کہ آنحضرت کی زیارت کرتا۔ نیز آنجناب میری پیدائش سے پہلے ہی شاہجہان آباد تشریف لے گئے تھے۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد ایک دن میں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا کہ قطب وقت کون ہے؟ فرمایا حضرت محمد زبیر قطب وقت ہیں۔ میں نے اپنا خواب بمعہ نیت ظاہر کیا۔ اور اس قطب کا حلیہ بھی بیان کیا فرمایا۔ یہ حلیہ حضرت محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ وہ قطب زمانہ ہیں۔ تمہارا خواب بالکل صحیح اور سچا ہے اب میں شاہجہان آباد جا کر تمہیں مرید کراؤں گا۔ جب میں اپنے والد ماجد کے ساتھ شاہجہان آباد گیا اور آنحضرت کی زیارت کی۔ تو جو حلیہ میں نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا۔ بعد ازاں میرے قبلہ گاہ نے مجھے آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ کمال مہربانی فرمائی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء باغ جنت آثار کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آنحضرت ظہر کی نماز ادا کر کے ایک بساط پر یاروں سمیت بیٹھے اور مراقبہ کرتے رہے چنانچہ عصر کی نماز تک مراقب رہے۔ مراقبے سے سر اٹھا کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس وقت تم پر خاص نظر عنایت فرمائی ہے۔ اپنے فضل و کرم سے تم سب کے گناہ بخش دیئے ہیں۔ اور اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ تمام یار

marfat.com

جواس وقت بساط پر موجود تھے۔ دوگانہ شکر الٰہی بجا لائے۔ اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے۔ جو لوگ اس بساط پر موجود نہ تھے وہ اس بشارت سے محروم رہے۔ اور سخت افسوس کرتے تھے جو اصحاب بساط پر تھے ان کی تعداد ستر تھی۔ اور سب کے سب آنحضرت کے بڑے بڑے خلفاء تھے۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کی خدمت میں خواجہ عبدالرحمان کی حاضری

اس سال خواجہ عبدالرحمان مراد آبادی حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولف) سے یہ بیان کیا کہ میں خدا طلبی کے لئے فقراء کے پیچھے پھرا کرتا تھا۔ اچانک ایک جنگل میں جا نکلا۔ جہاں ایک نورانی شکل پیر مرد کو دیکھ کر بے اختیار اس کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ اس نے کہا میں خضر ہوں تو ہر طرف کیوں مارا مارا پھرتا ہے اور اپنے پیارے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ میں تجھے قیوم وقت کا پتہ دیتا ہوں۔ اُن کا نام محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور شاہجہان آباد میں رہتے ہیں۔ ان کی توجہ سے تو سیراب ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ عزیز غائب ہو گیا۔ لیکن اس کے کہنے سے مجھے پورا اطمینان ہو گیا۔ چنانچہ میں آنحضرت کی قدم بوسی کے لئے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک عزیز صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ میری حالت پوچھی۔ میں نے بیان

marfat.com

کردی۔ اس نے کہا کہ اگر قربِ الٰہی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو تو اس وقت کے قطب الاقطاب کے پاؤں جا پڑو۔ مَیں نے پوچھا کہ تم اسے پہچانتے ہو۔ اس نے کہا۔ تمام اولیائے وقت انہیں سے فیض کے منتظر ہیں۔ مَیں کیونکر نہیں پہچانتا۔ مَیں نے پوچھا۔ تو پھر وہ کون ہیں۔ کہا حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جن کی توجہ سے ہزارہا آدمی کامل اولیاء ہو گئے ہیں۔ اس کے کہنے سے میرا اعتقاد اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اسی رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ عرش و کُرسی پر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک لکھا ہُوا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر مَیں بہت جلدی حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہُوا۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء بادشاہی باغ کی سَیر کے لئے تشریف لے گئے۔ باغ کے پھول جناب کے قدم میمنت لزوم سے بڑھتے تھے۔ اور شاخ سے جوان کے لئے بمنزلہ محل آنحضرت کی پائے بوسی کے لئے جھکتے تھے۔ آنحضرت نہایت خوش و خرم ہو کر اس باغِ ارم میں بیٹھے۔ جناب الٰہی سے آنحضرت پر بدرجہ غایت عنایت ہوئی۔ آنحضرت نے معہ تمام یاروں کے مراقبہ کیا۔ دیر تک مراقبہ میں رہ کر اپنے تمام اصحاب کو جو اس وقت اس باغ میں آنجناب کے نزدیک یا دُور بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے فضل و کرم سے اکمل اولیاء میں داخل فرمایا ہے۔ اور کمال درجے کا اپنا قرب عطا فرمایا ہے۔ ایک شخص ایک تیر کے فاصلے پر بیٹھا ہُوا تھا۔ اس کے حق میں بھی فرمایا کہ یہ بھی انہیں میں سے ہے یعنی اسے بھی وہی خوشخبری حاصل ہے۔ آنحضرت کے فرمانے سے اس شخص کا لقب ھٰذا الرجل منھم ہو گیا۔ اب وہ اسی نام سے مشہور ہے۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کی شاہی باغ میں جلوہ فرمائی

اس سال حضرت سلطان الاولیا سلطان ہند کی والدہ ماجدہ کے باغ کی سیر کو تشریف لے گئے جو خوبصورتی اور نفاست میں بے نظیر تھا۔ اس باغ کے پھولوں میں آنجناب کے وجود مسعود سے بے اندازہ تر و تازگی اور طراوت و نظارت آ گئی۔ گویا باغ ارم پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور باغ بہشت کی برابری کرتے تھے۔ پھول گلزار۔ گلگشت اور لالہ زار جس سے جسم کو فرحت اور آنکھوں کو بصارت حاصل ہوتی تھی۔ ان کی آب و تاب سے گل اندام گل جبینوں کے چہرے پر عرق شرم آتا ہے اور نرگس کے رشک سے معشوقوں کی آنکھ بیمار تھی۔ اس کا گل لالہ لالہ زاروں پر سبقت لے گیا تھا۔ بلکہ اس نے بازار حسرت کو رونق دے رکھی تھی۔ اس کے داغ دل پر محبوب کا خال حسد کرتا تھا۔ بلکہ محبوبوں کے دل کا سویدا اس پر رشک کرتا تھا۔ وہ ایک دلنہ پسند ہے۔ اس کا گل نافرمان نانہ پرداز نازنینوں کو نافرمانی کی تعلیم کرتا ہے۔ اس کے سمن کو گل اندام کے اندام سے پوری نسبت ہے۔ اور اس کے سرو کو سرو سہی سے پوری مشابہت ہے اس کی سوسن کے رشک سے آسمان نیلگوں لباس پہنے ہوئے ہے۔ اس کے گل شبو کے مقابلہ میں سیارے سوندان حسرت نکالے ہوئے ہیں۔ اس کا سورج مکھی آفتاب کو مات کر رہا ہے۔ ع

ہر برگ گلشن زلبس طراوت — جوشید ز جوشش نزاکت

اس کی سنبل نے زلف خورشید کی طرح نظارہ کرنے والوں کو دریائے شوق

marfat.com

کی لہروں میں پھنسایا ہوا تھا اور اس کے عشق پیچہ نے عاشقوں کو پیچ و تاب سکھایا ہوا تھا ؎

از جوشش بہار ہر طرف گُل بر دست نہاد ساغر مُل

اس کے چاروں کونوں میں چار تالاب اجسام میں بمنزلہ عناصر مرتب تھے۔ جو حوض کوثر کی برابری کرتے اور چشمہ تسنیم پر ہنسی اڑاتے تھے۔ باد صبا اور باد شمال ہر دم ان کی بلائیں لیتی تھیں۔ اگر ان کی لہروں کے سلسلے کو تماشائیوں کی زنجیر پا کہا جائے تو مناسب ہے اور اگر محبوبوں کے گلے کا ہار کہا جائے تو بجا ہے۔ شاید جمال یار کی مجذوب ہیں کہ لہر کے زنجیر ان کے پاؤں میں ہے اور ہر دم جوش کے مارے لبوں پر کف لاتی ہیں۔ چنانچہ کسی نے ان کی تعریف میں کہا ہے کہ ؎

جلوہ را امروز رفتارے عجب مستانہ پائے در زنجیر کف برلب مگر دیوانہ

اس کے کنارے کا سبزہ غمزدہ معشوقوں کے گھائل شدگان کے لئے بستر راحت ہے اس کے آگے زہرہ جبینوں کے خط نے عاجزی کا خط کھینچا ہوا ہے۔ آنحضرت یہ عالم خوش وقتی تھا۔ اسی اثنا میں باخیر و برکت نزول واقع ہوا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مع تمام یاروں کے مراقبہ کیا۔ دیر بعد سر اٹھا کر نماز عصر ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ عین نماز کے وقت مجھے الہام ہوا ہے کہ جن یاروں نے تیرے پیچھے نماز ادا کی ہے۔ ان میں سے دس کو میں نے بخش دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہاں جس قدر تیرے بندے موجود ہیں سبھی تیری بخشش کے امیدوار ہیں۔ پھر الہام ہوا کہ یہ بشارت بہ تبعیت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تجھے عنایت کی ہے۔ جس طرح آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عشرہ مبشرہ تھا۔ اسی طرح تیرے دس یاروں کو بھی ہم نے بخش دیا ہے۔ میں شکر بجا لایا۔ آنحضرت کے تمام یار اس خوشخبری کو سن کر شکر الٰہی بجا لائے۔ اور اس عشرہ مبشرہ کو مبارکباد دی۔

marfat.com

قندھار کے ایک سوداگر کا مرید ہونا اسی سال ایک سوداگر قندھار سے آکر آنجناب کی خدمت میں مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ میں جنگل میں اپنے قافلے کے ساتھ جارہا تھا اچانک میں نے ایک مردِ خدا کو دیکھا جس کی پیشانی سے انوارِ ولایت و اطوارِ سعادت نمایاں تھے۔ مجھے کہا کہ اس سے اچھی تجارت کر۔ جس کے حق میں پروردگار نے فرمایا ہے رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر اللہ، اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہیں خرید و فروخت یادِ الٰہی سے نہیں روک سکتی۔ میں نے پوچھا وہ تجارت کیونکر ہاتھ آتی ہے۔ اس نے کہا حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاکر مرید ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ قیوم و قطبِ زماں ہیں۔ تاکہ حق تعالیٰ ان کی طفیل تجھے اپنے قرب کا انتہائی درجہ عطا فرمائے۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ رجال الغیب سے تھا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اولیاء اللہ کی مجلس منعقد ہے۔ صدرِ مجلس ایک بزرگ ہے جس کے سامنے تمام دست بستہ بیٹھے ہیں۔ میں نے ایک سے پوچھا یہ کون ہیں۔ اچانک وہ شخص نمودار ہوا جس نے مجھے نصیحت کی تھی۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ یہ تمام اولیائے وقت ہیں اور صدرِ جلسہ حضرت شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر وہ عزیز مجھے لاکر مرید کرا گیا۔ جب وہ بیدار ہوا۔ تو آنجناب کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب آنجناب کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو ٹھیک وہی شکل و صورت تھی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ میں جان و دل سے معتقد ہو کر مرید بنا۔

---

marfat.com

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضؒ کے خلیفہ صوفی فرمان کی کابل میں تقرری

اس سال صوفی فرمان جو شیخ محمد عابد کے بعد آنجناب کے تمام خلفاء سے افضل تھے۔ خلافت دے کر کابل بھیجا وہاں کے لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا اور اس قدر مائل و معتقد اور مرید ہوئے کہ وہاں کے موجود مشائخ نے بڑا حسد کیا۔ کیونکہ ان کے تمام مرید صوفی صاحب کے مرید ہو گئے۔ ایک روز وہاں کے مشائخ آپ کے معترض ہوئے کہ تم نے ہمارے مریدوں کو کیوں اپنا مرید کر لیا ہے۔ صوفی صاحب نے نہایت غصے ہو کر فرمایا کہ تم ان بے چاروں سے راہزنی کراتے ہو۔ تم انہیں راہِ خدا پہ آنے نہیں دیتے۔ انہوں نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہے کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں اور تم صاحبِ کمال ہو۔ صوفی صاحب نے فرمایا۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ آزمائش کر لو۔ سب نے اس بات کو قبول کیا۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک شخص ڈھکا ہوا دسترخوان لایا۔ صوفی صاحب نے پوچھا۔ بتاؤ اس میں کیا ہے۔ پھر صوفی صاحب نے فرمایا کہ اچھا ہمارے تمہارے امتحان کے لیے یہی کافی ہے بتاؤ اس میں کیا کیا چیز ہے۔ صوفی صاحب نے کشفِ باطنی سے معلوم کر کے ساری چیزیں بتا دیں۔ وہ شرمندہ ہو کر اُٹھ گئے۔

خواجہ محمد امین: اس سال خواجہ محمد امین کو جن کا حال پہلے بھی لکھا گیا ہے۔ آنجناب

marfat.com

نے خلافت دے کر کابل کے گرد و نواح میں بھیجا۔ وہاں جب قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ مگر انہوں نے خودی اور تکبر میں آکر خیال کیا۔ کہ جو قوت ارشاد مجھے حاصل ہے۔ اسے آنجناب لینا بھی چاہیں تو نہیں لے سکتے۔ آنجناب بنور باطن اس کے اس خیال سے آگاہ ہو کر اس سے ناراض ہو گئے۔ جب خواجہ نے اپنے باطن میں بے مزگی دیکھی تو بے قرار ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ چونکہ آنجناب ناراض تھے اس واسطے پرواہ نہ کی۔ خواجہ صاحب کی باطنی بدمزگی اور بھی زیادہ ہو گئی۔ اس لئے روتے اور واویلا کرتے پھرتے تھے کہ میں اب لاعلاج ہوں۔ پھر واپس وطن گئے۔ رخصت کے وقت آنجناب نے نیاز کو بھی قبول نہ فرمایا۔ ایک ہفتہ گذرا تھا کہ یہ خبر کابل میں پہنچ گئی کہ خواجہ صاحب سے قطب وقت ناراض ہیں۔ یہ سنکر خواجہ صاحب کے معتقد منحرف ہو گئے۔ ع

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

ابھی خواجہ صاحب آدھی راہ طے کر چکے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر سنی گھبرا کر پھر درگاہ عرش اشتباہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس طرح کی عاجزی کی کہ آنحضرت کو بھی آپ کی نامرادی اور حالت زار پر رحم آیا۔ پھر آپ کے حق میں عنایت فرمائی۔ اور توجہ دے کر بحال کیا۔ لیکن قوت ارشاد لے لی۔ پھر خواجہ صاحب سے ارشاد نہ ہو سکا اور نہ ہی پہلی طرح کا استقلال باطنی نصیب ہوا۔

---

marfat.com

مبارز خان و نظام الملک میں جنگ اور حضرت خلیفۃ اللہ کی حمایت

یہ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا اکیسواں سال تھا۔ اس سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت خواجہ ضیاء اللہ کشمیری الملقب بہ حسن دین نے کی اور اپنے گھر لے گیا۔ آنجناب بھی اس پہ بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی دعوت کو قبول کر کے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ کھانا کھانے سے فارغ ہو کر تفریح کے لئے چھت پر تشریف لے گئے۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت ہوا۔ ہمراہیوں نے وضو کر لیا۔ تو اس کثرت سے مینہ برسنا شروع ہوا کہ چھت سے اترنے کی مہلت نہ ملی۔ آنجناب نے عین بارش میں تمام ہمراہیوں سمیت نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ میں نے عین نماز کے وقت جناب الٰہی میں عرض کی تھا۔ کہ آدمیوں کے کپڑے بھیگ گئے ہیں اور بہ سبب بارش نماز میں مطلوبہ احتیاط نہیں ہو سکی۔ کیونکر نماز قبول ہو گی۔ اتنے میں الہام ہوا کہ میں نے ان کی نماز کو قبول کر لیا ہے جو شخص اس نماز میں تمہارا شریک تھا اسے بھی بخش دیا۔ یہ تمام میری بارگاہ کے مقربوں کے صدر نشین ہیں۔ اصحاب مطر ستائیس آدمی تھے۔ جو سب کے سب آنجناب کے مشہور خلفاء تھے۔

نظام الملک کی التجا: اسی سال نظام الملک نے مبارز خان پہ فتح حاصل

کرنے کے لئے مدد کی درخواست آنحضرت کی خدمت میں کی۔ اس کی اصلیت یہ ہے کہ جب بادشاہ عیش و عشرت، اور فسق و فجور میں مشغول ہو گیا اور امور سلطنت کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور تمام ممالک محروسہ ہند میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ بادشاہی ضبط اٹھ گیا تھا۔ اور سلطنت کا خوف، و رعب رعایا پر سے اُٹھ گیا تھا۔ تو نظام الملک جو عالمگیر اورنگ زیب کا تربیت کردہ تھا۔ اور عقلمندی اور دانائی میں بے نظیر تھا۔ ہر روز بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرتا لیکن بادشاہ کے کان پر جُوں بھی نہ چلتی بلکہ الٹا ہنسی اڑاتا۔ نظام الملک نے اس بات سے ناراض ہو کر شکار کے بہانے دکن کی راہ لی۔ بادشاہ نے اس کے بلا اجازت چلے جانے پر ناراض ہو کر امیروں سے مشورہ کیا۔ اور اس کی بیخکنی کرنی چاہی۔ لیکن اس کے رعب کے مارے کسی امیر کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا۔ کہ اس مہم کا بیڑا اٹھائے۔ مبارز خاں کے بیٹے عبد المعبود خاں نے جس کا باپ حیدر آباد کا حاکم اور بہادری اور دلیری میں شہرہ آفاق تھا کہ کہ میرا نظام الملک کا مقابلہ کرے گا اور اس کی مہم کے لئے کافی ہو گا۔ اور اس کا قلع و قمع کریگا بادشاہ نے تمام دکن کی حکمرانی اس کے نام لکھ قطعی حکم دیا کہ نظام الملک کو دریائے نربدہ سے پار نہ ہونے دینا۔ اور دکن کی سرحد میں داخل نہ ہونے دینا۔ مبارز خاں حیدر آباد سے چل کر اورنگ آباد میں آیا۔ اتنے میں نظام الملک نے دریائے نربدا سے گذر کر ملک دکن میں خیمے نصب کر لئے۔ مبارز خاں نے اسے پیغام بھیجا کہ تو میرے ملک میں کیوں داخل ہوا ہے تم اور میں پرانے دوست ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی راہ لے اور اس ملک سے اپنی جان سلامت لے جا۔ ورنہ بزور شمشیر تجھے نکال دوں گا۔ نظام الملک نے اس کے جواب میں یہ خط ہمارے اور تمہارے درمیان قدیم سے دوستانہ حقوق چلے آتے ہیں۔ جو اخلاص مجھے آپ سے حاصل ہے وہ کسی اور سے نہیں۔ اسی طرح آپ بھی میرے مخلص ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اب وہ محبت دشمنی سے بدل رہی ہے۔ اور

marfat.com

اتفاق نفاق کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ آؤ ملک دکن کو باہمی تقسیم کر لیں۔ آپ بادشاہ کے کہنے پر نہ جائیں کیونکہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ وہ بے وقوف اور بے عقل ہو رہا ہے۔ وہ امور سلطنت کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دیتا۔ میں نے اسے بہتیرا سمجھایا بجھایا لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ بلکہ الٹی مجھ پر ہی ہنسی اڑائی۔ اس واسطے میں وہاں سے کنارہ کش ہو آیا ہوں۔ آپ بھی آخر کار بادشاہ کی ناشائستہ حرکات سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور میرے ساتھ جو دشمنی کرنے لگے ہو۔ اس کے بارے میں بعد میں پچھتاؤ گے لیکن پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال سے باز آ جائیں۔" معہ تحائف و حلوے اور میوہ جات ایلچی کے ہاتھ مبارز خاں کے پاس بھیجا۔ مبارز خاں نے اس کی بھیجی ہوئی چیزوں کو دریا میں پھینکوا دیا اور نظام الملک کو پیغام بھیجا کہ میں تجھے حقیقی بھائی سے بھی بہتر جانتا تھا اور تمام کاموں میں تیرا شریک تھا۔ لیکن کیا کروں اولوالامر کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور اپنے ولی نعمت کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ مناسب یہی ہے کہ یا واپس چلے جاؤ یا آمادہ جنگ ہو جاؤ۔ نظام الملک نے صلح کی درخواست بھی کی۔ لیکن اس نے صلح کو منظور نہ کیا۔ اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔

جب لڑائی کا دن مقرر ہو گیا تو نظام الملک اور مغل اور تورانی بہ سبب مبارز خاں کی دلیری اور بہادری کے ڈرنے لگے۔ نظام الملک نے ایک عرضی دربارہ یا طلب بغرض فتح و نصرت حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں آنجناب کے خلیفہ صوفی ابوالحسن کی وساطت سے بھیجی۔ شاہجہان آباد میں جس قدر مغل رہتے تھے سب نے آنجناب کی خدمت میں فتح و نصرت کی درخواست کی۔ چونکہ آنجناب طرفین کے جنگ سے خوش نہ تھے کیونکہ مبارز خاں ایک متقی پرہیزگار اور خدا دوست آدمی تھا۔ اس لئے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے صلح کر لو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ نظام الملک نے صلح کے لئے بدرجہ غایت

کوشش کی ہے۔ لیکن مبارزخاں کسی طرح بھی صلح نہیں کرتا۔ آخر آنحضرت نے متوجہ ہونے کے بعد فرمایا کہ انجام کار نظام الملک فتح پائے گا۔ اور مبارزخاں شہید ہو جائے گا۔ لیکن اس شہادت سے ملول ہو کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔
ہر روز مغل اور نظام الملک کے رشتہ دار جو شاہجہان آباد میں تھے۔ آنجناب کی خدمت میں نظام الملک کی فتح کے لئے ملتجی ہوتے۔ انہیں دنوں ایک روز عبدالمعبود خان ولد مبارزخان نے میرے والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کی کہ آپ میرے باپ کی فتح کے لئے استخارہ کریں۔ جب آنجناب متوجہ ہوئے تو مبارز خاں کا شہید ہونا ظاہر ہوا۔ اسی وقت اپنے بڑے بیٹے شیخ محمد احسن کو بتا دیا لیکن اس کی دل شکنی کی وجہ سے اس پر ظاہر نہ کیا۔ صرف اتنا فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ تمہارے باپ کا انجام بخیر کرے۔ القصہ جب دونوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ تو عالمگیر رومی خورشید شعاع سطوت سے اورنگ خاور پر نمودار ہوا۔ اور شاہ شام سیاہ پیچان اور شکست خوردہ کو لے کر گوشۂ مغرب میں جا گھسا۔ ؎

نمودار شد فوج ہبر نبرد — برآمد ز گردون گردندہ گرد
ازاں سو مبارز خان دلیر — بغرید در بزم چوں نرہ شیر
بغرید نقارہ بر پشت پیل — ز رنگش شدہ خنگ لب رود نیل
برآمد غریو از جیغم ہفت جوش — ملک مضطرب تند فلک درخموش
بجوشید مغز دلیران جنگ — برآمد بہر جانب شور و شنگ
چو بستند شمشیرہا بر کمر — کہ سازند عدو را چو شق القمر

کہتے ہیں۔ بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ دونوں طرف کے بہادروں

marfat.com

نے بدرجہ غایت کوشش کی۔ شجاعت اور بہادری سے شیر مست کی طرح پھرتے رہتے اور زبان سے نعرے مارتے تھے اور ہاتھ سے تلوار چلاتے تھے۔ طرفین کے ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے۔ ع

رو ارو در آمد ز راہِ نبرد | ہزاہز در آمد مبردانِ مرد
سیاست در آمد بگردن زنی ! | ز چشم جہاں دور شد روشنی
نمودند بسیار مردانگی | ہم از زیرکی ہم ز دیوانگی !
چو خانِ مبارز در آمد بجوش | بر آورد آواز فرخ سروش
کہ اے جنگ جویانِ غیرت نہاد | درِ مرگ بر خویشتن کرد باز
چو امروز پیش آمدہ روز جنگ | نظر کردہ باید بناموس و ننگ
دلیرانِ جنگی و گردن فراز | ہمہ شیر گردوں ہمہ رزم ساز
ز ہر چار جانب فراہم شدند | پئے ننگ و ناموس باہم شدند
ز سم ستوراں دریں پہن دشت | زمیں شش شد و آسماں گشت ہفت
کمانہا کہ بودند در گوشہا | چو حیلہ نشیناں بے توشہا
ز سرہائے کشتہ چناں زیر بود | کہ گوں ہندوانہ بہ فالیز بود

لڑائی کی آگ کچھ اس قسم کی بھڑکی۔ کہ اس سے پہلے چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ گویا رستم واسفندیار کی جنگ کا نمونہ تھی۔ مبارز خاں کا لشکر نظام الملک کے لشکر پر غالب آیا اور ہزار دل نامور اور مشہور آدمی کام آئے۔ نظام الملک کے لشکر کی حالت نہایت خستہ ہوگئی قریب تھا کہ ان کے سپہ سالار کو نقصانِ عظیم پہنچے۔ نظام الملک نے یہ حالت دیکھ گھبرا کر آنجناب کی طرف توجہ کی۔ اتنے میں مبارز خاں کو گولی لگی جس سے اس کا کام تمام ہوگیا۔ دنیا بھر نے اس کی شہادت کا افسوس کیا۔ اس کی موت سے بہادری اور دلیری دنیا سے جاتی رہی۔ اگر رستم اور افراسیاب اس وقت ہوتے۔ تو اس

marfat.com

کے غلام بن جاتے۔ اس کی بہادری اور دلیری ہندوستان بھر میں ضرب المثل ہوگئی تھی کہتے ہیں پچپن ہزار آدمی اس میدان میں کام آئے۔ اور اسی بڑے بڑے امیر جو ہاتھیوں پر سوار ہوا کرتے تھے قتل ہوئے۔ سات ہاتھی مارے گئے۔ نظام الملک نے مبارزخاں کے باقی لڑکوں کو دلاسا اور تسلی دی اور اسی فتح کا شکرانہ جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا ادا کیا۔ اور تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے۔ آنجناب نے مبارزخاں کی شہادت پر بڑا افسوس کیا۔ اور اس کے لیے دعائے خیر کی۔

خواجہ عزیز اللہ بدخشی نے قیوم چہارم سے بیعت کی

اسی سال بدخشاں کے رئیس خواجہ خلیل اللہ بدخشی کے فرزند خواجہ عزیز اللہ بدخشی حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ مجھے فرماتے تھے کہ تم ہندوستان جاؤ اور قطب الاقطاب اور قیوم روزگار حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لیے توجہ باطنی اور دعا کے لیے التماس کرو۔ بعد ازاں آکر ہماری خانقاہ کو روشن کرنا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک تخت نمودار ہوا۔ جس پر ایک نورانی شکل آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے نور سے تمام جہان منور ہو رہا تھا۔ ہزاروں نورانی آدمی اس تخت کے گرد ہوا میں دست بستہ کھڑے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے بآواز بلند کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زماں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور باقی کے اولیائے امت ہیں۔ جو اس بزرگ کا مرید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دوستوں میں داخل کرے گا۔ اور جو اس کی اطاعت نہ کرے گا۔ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف

marfat.com

ہوا۔ اور جو صورت آنجناب کی خواب میں دیکھی تھی۔ وہ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ آنجناب کی خدمت سے جو کچھ حاصل ہوا سو ہوا۔

ایک فاحشہ عورت کا جنازہ

اسی سال ایک روز حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آنجناب کا طریقہ یہ تھا کہ سارا دن اور ساری رات، باغ میں رہتے۔ کبھی دو دن اور دو راتیں بھی گذر جاتیں۔ ایک رات آنجناب باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ اس باغ کے پاس سے گذرا۔ آنجناب نے غائبانہ دیر تک فاتحہ کہہ کر لوگوں کو فرمایا کہ میں اس میت کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ سخت عذاب میں گرفتار ہے۔ جب اس کے اعمال کی طرف دیکھا تو تمام گناہ ہی گناہ تھے نیکی ایک بھی نہ تھی۔ لیکن ایمان کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اس کی بخشش کے لئے میں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی اور حد سے زیادہ دعا اور توجہ کی۔ تب کہیں پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے اُسے بخشا۔ اور اپنی رحمت میں مستغرق کیا۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں نے ایسا عذاب آج تک کسی کو ہوتے نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں اس سے کیا گناہ صادر ہوا۔ جب دن چڑھا تو ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ وہ جنازہ ایک رنڈی کا تھا۔ جو فاحشہ بھی تھی۔

صفدر شاہ کا قتل

اسی سال آنجناب کا مرید صفدر شاہ قتل ہوا۔ چونکہ قاتل بھی آنحضرت کے مرید ہی تھے۔ اور دونوں خوب لڑے اور زخمی ہوئے تھے اور قریب المرگ تھے۔ اس واسطے آنحضرت نے کچھ نہ فرمایا البتہ صفدر شاہ کے لئے افسوس کیا اور اس کی بخشش کے لئے دُعا کی۔ اور فرمایا کہ صفدر شاہ اپنی قوم میں مستثنیٰ تھا۔ اسے جنت میں بھی بلند درجہ عطا ہوا ہے۔

---

marfat.com

سرہند کے عاملوں کی جنگ

آنجناب کے فدوی عثمان یار خان کے دل میں تمنا تھی کہ کسی طرح سرہند کا حاکم ہو جائے لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے اس کی پیش نہ جاتی تھی۔ یہ خواہش آنحضرت کی خدمت میں ظاہر کی۔ آنحضرت نے ازراہِ عنایت خوش خبری دی کہ عنقریب ہی تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اسی اثنا میں ایک اور شخص نے ارکان سلطنت کو بہت سا روپیہ بطور رشوت دیکر سرہند کی حکمرانی اپنے نام کرالی۔ خان مذکور یہ حالت دیکھ کر کڑھا اور حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نہایت منت و سماجت کی۔ آنجناب نے پھر متوجہ ہو کر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو کہ جو فرمان اس کے واسطے لکھا گیا ہے وہ تمہیں ملے گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا کہ آنجناب کی توجہ سے صبح وہ منشور جو دوسرے کے لئے لکھا گیا تھا۔ اس میں سے اس کا نام مٹا کر عثمان یار خان کا نام لکھ دیا۔ خان مذکور خوش و خرم ہو کر اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجا لایا۔ آنحضرت نے اسے اپنے سر مبارک کا پٹکا مرحمت کر کے سرہند رخصت کیا۔ حاکم معزول ازراہِ کوتاہ اندیشی و غرور بارہ ہزار فوج لے کر لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ عثمان یار خان تین ہزار سوار لے کر توکل بر خدا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر بموجب آیہ کریمہ " کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله " اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسا اوقات تھوڑا لشکر زیادہ لشکر پر غالب آتا ہے، مخالفوں پر حملہ آور ہوا ۔ س

سپاہ از دو سو در خروش آمدند ۔۔۔ دو دریائے آتش بجوش آمدند

marfat.com

برآمد زنقارہا طمطراق ❊ برآوازہ گردید آں نہ رواق !
بہ غریدن نوبتہائے کلاں ! ❊ بہ جنبش درآمد زمین و زماں
تفنگ بر تفنگ سر بہ سر سیر شد ❊ تن دشمناں ہمچو کفگیر شد
قشا قاش پیکان جوشن شکن ❊ زرہ کردہ بر جسم مرداں کفن
چکا چاک شمشیر در کارزار ❊ برآورد از مغز دشمن دمار

آخرکار صف شکن اور رویئن تن خاں تہور ذاتی اور استعداد معنوی سے فولاد کو چبانے والے جوانوں سمیت لڑنے لگا جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ قریب تھا کہ عثمان یار خان کے لشکر فیروزی اثر کو نقصان عظیم پہنچے۔ کہ خان مذکور نے نہایت عاجزی سے آنحضرت کے باطن کی طرف توجہ کی اور حضرت کا عمامہ دشمنوں کو دکھایا جس کے دکھلاتے ہی دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کے مخلص کو فتح ہوئی۔ خان مذکور نے معبود حقیقی کی بارگاہ پر جبینِ نیاز جھکادی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بطور شکرانہ بھیجے۔

اسی سال آنحضرت کے ہاں تیسرا فرزند پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت نے شیخ محمد رکھا۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا تو نہایت صاحبِ کمال ہوگا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد فوت ہوگیا۔ آنجناب کو اس کی موت کا بڑا غم ہوا۔

---

marfat.com

زکریا خاں گورنر لاہور کے لئے دعائے فتح جموں

اس سال زکریا[۱] خان نے قلعہ جموں کی فتح کے لئے آنجناب کی خدمت میں عرضی لکھی اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ زکریا خاں لاہور کا حاکم تھا اور اس کا باپ، عبد الصمد خاں حاکم ملتان تھا۔ دونوں نے متفق ہو کر ان مفسد سکھوں کی بیخکنی کے لئے حملہ کیا۔ جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے اور علاقہ لاہور کو تاخت و تاراج کیا کرتے تھے۔ وہ لٹیرے پہاڑ کی چوٹیوں کے قلعوں میں گھس گئے۔ یہ قلعے نہایت مضبوط اور بلند تھے۔ ان تک پہنچنے کی راہ بھی نہایت دشوار گذار تھی۔ سب سامان ٹھیک ٹھاک کر کے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ ان قلعوں کی راہ اس قسم کی تھی کہ اگر اوپر سے پتھر بھی پھینکیں تو بھی کئی ہزار آدمیوں کو ہلاک کر سکتے تھے۔ اس واسطے کوئی امیر یا بادشاہ ان کے حال کا معترض نہ ہوتا تھا۔ جب ان دونوں باپ بیٹوں نے ان کی بیخ کنی کرنی چاہی۔ تو پہلے جناب قیومیت مآب کی خدمت میں عرض بھیج کر دعائے فتح کی درخواست کی۔ آنجناب نے توجہ کے بعد خوشخبری سنائی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح ہوگی۔ زکریا خاں آنجناب کی فیض اشارت بشارت کے بموجب اس طرف روانہ ہوا اور اپنے چند معتبروں کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ ہر رات دعائے فتح کے لئے عرض کرتے رہیں۔ جب زکریا خاں دامن کوہ میں پہنچا۔ تو اس کا باپ بھی ملتان سے چل کر آملا۔ دونوں باپ بیٹوں نے پہاڑ

---

[۱] ۔ زکریا خاں بن عبد الصمد دلیر جنگ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھا۔

(اسرار صمدی)

marfat.com

پر چڑھنا چاہا۔ جب تھوڑا سا راستہ طے کر چکے تو مخالفوں کو پتہ لگ گیا۔ انہوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا۔ لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ چونکہ انہیں پہاڑی لڑائی کی مہارت نہ تھی۔ اس واسطے ان کی فوج کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا۔ کئی ہزار آدمی مارے گئے۔ دونوں نے کئی مرتبہ حملہ کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ان حملوں سے ان کی باقی فوج بھی کمزور ہو گئی آنجناب نے ان کی فوج کی طرف توجہ کی۔ اور جو لوگ زکریا خاں نے آنجناب کی خدمت میں دعائے فتح کی یاد دہانی کے لیے چھوڑے تھے۔ انہیں فرمایا۔ کہ فلاں فلاں شخص قتل ہو گیا اور فلاں فلاں زخمی ہے چونکہ اس لشکر میں آنجناب کے بہت سے مرید تھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ بس سختی گذر گئی۔ آئندہ نقصان نہیں ہو گا۔ اسی اثنا میں زکریا خاں کی عرضی در بارہ استمداد پہنچی۔ آنجناب نے تسلی کر کے بھیجی کہ خاطر جمع رکھو۔ عنقریب ہی فتح نصیب ہو گی۔ پھر حملہ کرو اس دفعہ قلعے والے گرفتار ہو جائیں گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ اس دفعہ جب حملہ کیا تو سارے قلعے فتح ہو گئے۔ اور بائیس راجے گرفتار ہوئے

۱؎ اگرچہ سابقہ ادوار میں بندہ بیراگی کی لوٹ مار نے پنجاب کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اور سارے پنجاب میں خصوصاً مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی بستیاں جلا کر راکھ کر دی گئیں۔ اور وہاں مسلمانوں کا جینا محال کر دیا گیا۔ مگر مغل بادشاہوں نے سکھوں کی قوت کو توڑنے اہم کردار ادا کیا۔ کئی مہموں میں سکھ فوج کا قلع قمع کر کے پنجاب سے بھگا دیا۔ وہ جموں کے پہاڑوں میں جا چھپے تھے۔ مگر مغلوں کے عیاش حکمران اور نااہل شہزادوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ایک بار پھر بندہ بیراگی نے پنجاب میں تباہی مچا دی۔ یہ فرخ سیر کا زمانہ اقتدار تھا۔ اس نے سکھوں کے مظالم سے تباہ حال مخلوق کی امداد کے لئے بذات خود اقدام کیا۔ اور زکریا خان کو لاہور کا گورنر مقرر کر کے سکھوں کے خلاف خصوصی توجہ دینے کا حکم دیا۔ اور خود اس مہم کی نگرانی کرتا رہا۔ نواب زکریا خان اپنے والد خان عبدالصمد خان (والئ ملتان) کی مشترکہ فوجیں ۲۲ فروری ۱۷۱۳ء کو سکھوں کی سرکوبی کے لئے آگے بڑھیں۔ قلعہ سادھورہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ محصور سکھوں کی خوراک ختم ہو گئی۔ وہ

marfat.com

ان کی اکثر فوج تہ تیغ ہوئی۔ زکریا خان انتظام کے لئے کچھ فوج چھوڑ خود لاہور آیا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) صلح پر آمادہ تھے مگر بندہ بیراگی نے اپنے دستے بھیج کر مغلوں پہ حملے کر دیئے اور وہ اس طرح قلعہ سادھوڑا سے نکل کر قلعہ لوہ گڑھ تک پہنچ گئے۔ اب خان عبدالصمد نے قلعہ لوہ گڑھ پر یلغار بول دی۔ ایک لمبے عرصہ تک دونوں فوجیں لڑتی رہیں۔ اب بندہ بیراگی پنجاب کے میدانی علاقوں میں نہ ٹھہر سکتا تھا۔ وہ اپنے سکھ دستے لے کر جموں کے پہاڑوں میں جا گھسا۔ وہ پندرہ ماہ تک پہاڑوں میں چھپا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ مغلوں کی سلطنت کا پھر تختہ الٹے تو وہ پنجاب پر دھاوا بول دے۔ وہ جموں سے اٹھائیس میل ڈیرہ بابا نانک میں مقیم رہا۔ اس نے فروری ۱۷۱۵ء میں دوبارہ پنجاب کو اپنا نشانہ بنایا۔ آبادیوں کا صفایا کرتا گیا۔ کلانور، بٹالہ میں قتل عام کیا۔

ان وحشتناک خبروں نے فرخ سیر کو دہلی سے دوبارہ لشکر کشی پہ آمادہ کیا۔ لاہور سے گورنر عبدالصمد اور گورنر زکریا خان کو دوبارہ مہم پر مقرر کیا۔ پھر دہلی کے کئی امراء اپنی فوجوں کے ساتھ پنجاب پہنچے۔ ان دنوں بندہ بیراگی گورداس ننگل ضلع گورداسپور میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ یہاں ایک زبردست قلعہ تھا جس پہ توپیں نصب تھیں۔ عبدالصمد خان نے آگے بڑھ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ ۱۷ اپریل ۱۷۱۵ء کو ہوا۔ اس محاصرہ کو سخت سے سخت تر کر دیا گیا۔ طویل محاصرے کے باوجود سکھ ڈٹے رہے اور کئی بار محاصرہ توڑنے کے لئے حملے بھی کرتے رہے۔ ایک عرصہ کے بعد سکھوں کی خوراک اور گولہ بارود ختم ہو گیا۔ بھوکے سکھ قلعہ کی دیواروں پہ کھڑے ہو کر مسلمان سپاہیوں سے خوراک مانگتے۔ اور اپنی چادریں نیچے لٹکا دیتے اس طرح انہیں کچھ خوراک مل جاتی تو ایک دوسرے سے لڑ کر اپنا اپنا حصہ لیتے۔ آخر کار سکھوں نے ۱۷ دسمبر ۱۷۱۵ء کو ہتھیار ڈال دیئے۔

بندہ بیراگی اپنے سات سو چالیس سکھ لڑاکا فوجیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ انہیں لاہور لایا گیا۔ پھر انہیں براستہ سرہند (جہاں یہ لوگ ظلم وستم کا نشانہ بنے تھے) دہلی روانہ کر دیا گیا۔ ان قیدیوں کی نگرانی نواب محمد امین سپہ سالار افواج مغلیہ کے پاس تھی۔ وہ قیدیوں کا یہ قافلہ لے کر ۲۷ فروری کو دہلی میں داخل ہوا اور بازاروں

marfat.com

آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بھیجے۔ جب لشکری آدمی لڑائی کے بعد واپس آئے تو انہوں نے جنگ کی وہی کیفیت بیان کی جو آنحضرت نے اس سے پہلے بیان فرمائی تھی۔

والئی کاشغر کی عرضداشت

اس سال کاشغر کا ایک امیر حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا باعث یوں بیان کرتا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی بڑا اور روشن دریا ہے جس کی روشنی سے تمام جنگل منوّر ہو رہا ہے۔ اور ہزاروں آدمی اس دریا سے پانی پیتے اور نہاتے ہیں۔ پانی پینے اور نہانے سے ان کے چہرے روشن اور خوش شکل و خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا حسن آفتاب کی طرح چمکتا ہے۔ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ دریا قطب جہاں اور قیومِ زماں کا باطن ہے۔ اے بندگانِ خدا! آؤ۔ قطبِ وقت کے باطنی دریا سے سیراب ہو لو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اپنے مقربوں میں داخل کرے گا۔ اسی اثنا میں ایک عزیز کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور یہ دریا اس کے تخت تلے سے جوش مار کر نکل رہا ہے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ لوگوں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) میں سے ہانکتا ہوا دربار تک پہنچا۔ بندہ بیراگی اور اس کے لڑکا سکھوں کو قلعہ ترسولہ میں قید کر دیا گیا۔ دوسرے سکھوں پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور انہیں ۵ مارچ کو سزائے موت سنادی گئی۔ آخر کار بندہ بیراگی کو ۱۹ جون ۱۷۱۶ء کو سزائے موت سنائی گئی۔ اور اسے قیدی سکھوں کے سامنے سخت دار پر لٹکا دیا گیا۔

marfat.com

کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ اور شاہجہان آباد میں رہتے ہیں۔ جب میں جاگا۔ تو ہند کے جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اپنے بادشاہ سے رخصت مانگی۔ بادشاہ مجھ پر نہایت مہربان تھا۔ اور سلطنت کے اکثر کام میرے متعلق تھے۔ مجھے اجازت نہ دی۔ میں نے اپنا خواب سربسر بیان کیا۔ وہ بھی سن کر متعجب سا رہ گیا اور کہنے لگا کہ اگر تو نے ایسا خواب دیکھا ہے تو جا اور میرے لئے بھی دعا کے واسطے التماس کرنا۔ اسی طرح بادشاہ نے بھی خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بآواز بلند کہتا ہے کہ شیخ محمد زبیر اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ جو شخص ان کا مرید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ اور دین و دنیا میں اسے معزز کرے گا۔ دوسرے روز بادشاہ نے مجھے بلا کر اپنا خواب بیان کیا۔ پھر اپنے حالات کی ایک عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ اور مجھے رخصت کیا۔ میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اور اپنے بادشاہ کے تحفے اسے نذر کیے۔ آنجناب نے والیٔ کاشغر کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور تحائف و ہدایا کو قبول فرمایا۔

اسی سال حاجی امان بدخشی جو عزیز زمانہ تھے حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ راقم الحروف سے یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات میں خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ تم جا کر ان کے مرید ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کس شہر میں رہتے ہیں۔ فرمایا۔ شاہجہان آباد میں۔ میں آنجناب کے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

اسی سال وزیر ہندوستان کی بیوی ولائتی بیگم جو صالحۂ زمانہ تھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرید بنی وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتی ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا جو فرماتے ہیں

marfat.com

کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قطب الاقطاب اور میرا نائب کامل ہے اس کی خدمت میں جا کر مرید ہو۔ دوسرے دن میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئی۔

اسی سال ایک شخص کابل سے ہندوستان میں آیا۔ جو اپنی سرگذشت یوں بیان کرتا ہے جب میں دریائے چناب کے قریب پہنچا تو ایک جنگل میں مجھے رات ہو گئی۔ ایک درخت تلے بیٹھ گیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو بہت سے نورانی چہرے والے آدمی ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ ایک نے کہا یہ چشت کے رئیس ہیں۔ لیکن وہ سبھی کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک نورانی شکل عزیز گھوڑے پر سوار نمودار ہوا جس کے نور سے تمام زمین و آسمان روشن ہو رہے تھے۔ تمام بزرگانِ چشت اس کا ادب بجالائے اور پیادہ پا اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ اس نے کہا یہ عزیز شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطبِ وقت ہیں اور شاہجہان آباد کے محلہ مغل آباد میں رہتے ہیں۔ یہ معاملہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ جب شاہجہان آباد پہنچا اور حضرت خلیفۃ اللہ کی زیارت کی تو جو صورت میں نے جنگل میں دیکھی تھی بعینہ ویسی صورت تھی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء جنگل کی سیر کو تشریف لے گئے۔ جب شہر سے باہر آئے تو بیری کے چند درخت دیکھ کر ان کے تلے بیٹھ گئے۔ اور مراقبہ کرنے لگے۔ دیر تک مراقبہ میں رہ کر لوگوں کو فرمایا کہ میں نے اس درخت سدرہ پر نورِ الٰہی کو دیکھا تھا اس واسطے اس کے تلے بیٹھ گیا۔ اس وقت باخیر و برکت نزول واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت بے نہایت مجھ پر ہوئی۔ اور مجھے الہام ہوا کہ تجھے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رات اسی درخت تلے انوار و برکات الٰہی میں مستغرق رہے۔ اتفاق سے اسی رات آپ کے ایک دوست کی گائے گم ہو گئی۔ اس نے آنجناب سے التجا کی تو آپ نے فرمایا کہ تیری گائے کہیں نہیں جائے گی۔ تلاش کرو۔

marfat.com

یہیں ہوگی۔ بہتیری تلاش کی مشعلیں لے کر تمام جنگل ڈھونڈ مارا لیکن گائے نہ ملی۔ جب صبح ہوئی تو پھر گائے کا مالک آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ گائے تمہاری کہیں نہیں گئی۔ یہ دیکھو فلاں درخت تلے کھڑی ہے۔ جاؤ جا کر لے آؤ۔ جب گیا تو اسی درخت تلے کھڑی تھی۔ سب کو یقین ہوگیا کہ گائے آنجناب کے تصرف سے واپس آئی۔ کیونکہ ساری رات ہم جنگل میں تلاش کرتے رہے ہیں۔ کہیں پتہ نہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب اس بیری تلے سے اٹھ کر بادشاہ کے والدہ کے باغ تک تشریف لائے۔ آنجناب کی یہ عادت تھی کہ جہاں کہیں تشریف لے جاتے سارا دن وہاں رہتے۔ آدھی رات کو گھر تشریف تشریف فرما ہوتے۔

اسی سال مولوی عبدالحکیم قصوری نے جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے اور آنجناب کے مخلص و معتقد تھے آنجناب کی دعوت کی۔ سارا دن وہاں گذار کر آدھی رات کے وقت وہاں سے اٹھے۔ میرے (مؤلف رح) بڑے بھائی شیخ محمد محسن فرماتے ہیں کہ میں اس رات آنجناب کے ساتھ تھا۔ آنجناب کی سواری کے سامنے سے بہت سے لوگ شور و واویلا مچاتے آرہے تھے۔ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ فیل بان ہیں۔ اور ان کے پیچھے ایک مست ہاتھی چلا آرہا ہے۔ بادشاہ نے اس ہاتھی کو منگایا تھا۔ مستی کے سبب وہ دن کے وقت نہیں آسکتا تھا۔ اس واسطے رات کو لا رہے تھے۔ بلکہ رات کو بھی چند ایک آدمی جو مکانوں پر سوتے تھے اس نے پکڑ کر ہلاک کر دیئے ہیں۔ مہاوتوں نے گذارش کی کہ اگر آنجناب کی سواری ایک گھڑی کے لئے ایک طرف کو ہو جائے۔ اور اور کسی کوچے میں کھڑی ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ ہاتھی گذر جائے۔ لیکن آنجناب نے منظور نہ فرمایا۔ دوسرے آدمیوں نے بہتیرا عرض کیا لیکن بے سود۔ جب چند قدم آگے بڑھے تو ہاتھی کے پاؤں کی زنجیروں کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ اب تو ہاتھی دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس پر مہاوت نہیں۔ لوگ ڈر گئے ادھر ہاتھی آنجناب کی

marfat.com

سواری کے مقابل آکھڑا ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ ٹھہرو مت۔ لوگوں نے عرض کیا رستہ بہت تنگ ہے۔ ایک آدمی سے زیادہ نہیں گذر سکتا۔ پہلے بذات خود اپنا گھوڑا ہاتھی کے سامنے سے گذارا۔ پھر پیدل سوار ہاتھی کے پاس سے ہو کر گذر گئے۔ بلکہ بعض اس کے پیٹ تلے سے ہو کر گذرے۔ ہاتھی پتھر کی مورت کی طرح کھڑا رہا۔ لوگ اس کے پاؤں اور سونڈ پر ہاتھ مارتے تھے لیکن وہ ہلتا بھی نہ تھا۔ جب آنجناب کی سواری کے سارے آدمی گذر چکے تو پھر وہ ہاتھی روانہ ہوا۔ پھر اپنی شرارت کرنے لگا۔ جو آدمی دوکانوں پر سوئے ہوئے تھے ان کو گھسیٹ کر روندتا جاتا تھا۔ لیکن آنجناب کے حضور میں اس کی ساری مستی زائل ہو گئی تھی۔ اور لومڑی کی طرح عاجز ہو گیا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کی خدمت میں شاہ چترال کی عرضداشت

قیومیت کے پچیسویں[۲۵] سال کو شاہ چترال نے ایک عرضی مشتمل بر عجز و نیاز اور ارادت اور طلب خلیفہ آنجناب کی خدمت میں بھیجی اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ شاہ چترال نے حضرت قیوم رابع کی قیومتت اور قطبیت کے اوصاف بکثرت سنے تھے۔ اس لئے آنجناب کا نہایت معتقد اور مخلص تھا۔ جو شخص ہندوستان سے آتا اسی سے آنجناب کے حالات پوچھتا۔ اور اس کی خاطر تواضع کرتا۔ ایک رات شاہ چترال نے خواب میں دیکھا کہ ایک باغ میں سرخ یاقوت کا ایک نہایت عالیشان محل بنا ہوا ہے جس کے گرد اگرد ہزارہا اولیاء دست بستہ کھڑے ہیں۔ اس محل کے اوپر ایک مرد خدا بیٹھا ہے اور ایک شخص

marfat.com

باآواز بلند کہتا ہے۔ کہ یہ عزیز جو محل پر ہے۔ شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب جہاں وقیوم زماں ہے۔ جو شخص اس کا مرید ہوگا۔ دین و دنیا میں اس کی بہتری ہوگی۔ اور جو اس کی قطبیت وقیومیت کا انکار کرے گا۔ وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اے بندگانِ خدا اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کے مرید ہو جاؤ۔ تاکہ حق تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے اور اپنے نیک بندوں میں شامل کرے۔ اسی اثناء میں چاروں طرف سے آواز آئی کہ ہم اس شخص کو قطبیت وقیومیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے حلقہ بگوش غلام ہیں۔ شاہِ چترال یہ خواب دیکھ کر حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت ہی معتقد اور مخلص ہو گیا۔ اور اس مضمون کی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں بھیجی۔ کہ ہم مدت سے آنجناب کے دیدار فائض الانوار کے آرزو مند ہیں۔ لیکن بعض مواقعات کی وجہ سے حاضر خدمت نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ جناب اپنے مریدوں میں داخل فرمائیں گے اور اپنے ایک خلیفہ کو اس ملک میں بھیجیں گے تاکہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دریائے ضلالت سے نجات پاکر ساحل ہدایت پر پہنچیں۔ اس مضمون کی عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی تو آنجناب نے تحائف و ہدایا قبول فرما کر اس کے حق میں دعائے خیر کی اور خلیفہ لعل کو چترال بھیجا۔ شاہِ چترال نے معہ اُمراء و فوج اس کا استقبال کیا اور اس کا مرید ہُوا۔

اسی سال صوفی نور محمد سفید پوش آنجناب کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث مجھ (مولف   ) سے بہ بیان کیا کہ ایک رات مَیں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں اور اس خطبہ میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان فرماتے ہیں اور لوگوں کو آنجناب کی ارادت کی ترغیب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے بندگانِ خدا! اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمت عظمیٰ عنایت فرمائی ہے کہ تمہارے درمیان شیخ محمد زبیر رضی اللہ

marfat.com

تعالیٰ عنہ کو جو پروردگار کا نائب اتم اور محبوب کردگار کا خلیفہ اعظم ہے مبعوث کیا ہے وہ مجدد الف ثانی، عروۃ الوثقیٰ اور حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح اس امت کے تمام اولیاء سے افضل ہے۔ دوڑو اس کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن جاؤ جس قدر ہو سکے اس سے کمالاتِ الٰہی حاصل کر لو۔ کیونکہ بعد میں پچھتاؤ گے۔ اس وقت کا پچھتانا مفید نہیں ہوگا۔ یہ خواب دیکھ کر میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ جو کچھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا واقعی اسی طرح حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پایا۔

اسی سال حاجی سعادت اللہ جو صالح وقت تھا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔ اس نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مؤلف رح) سے یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر تمام اولیائے امت جمع ہیں ان میں چار تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور تمام اولیاء ان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اور ایک شخص بلند آواز سے کہتا ہے کہ جس طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چار اصحاب خلفاء تھے اسی طرح ان کے علاوہ چار قیوم تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ میں نے پوچھا وہ چاروں قیوم کونسے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ پہلے تخت پر حضرت قیوم اوّل، دوسرے پر عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی۔ تیسرے پر حجۃ اللہ قیوم ثالث اور چوتھے پر قیوم رابع شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

marfat.com

حضرات مشائخ احمدیہ سرہندیہ کی دہلی میں حضرت قیوم رابع کی خدمت میں حاضری

اسس سال ایک شخص متعدی پیشہ سرہند میں تھا بلکہ زمانہ بھر کا اجڈ سمجھو تمام شہر اور مضافات پر غالب تھا۔ بہ سبب شقاوت ازلی اس کی زبان سے بے اختیار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں نامناسب کلمات نکلے۔ جب یہ خبر حضرات مشائخ احمدیہ نے سنی تو مارے غیرت اسلامی کے جوش میں آئے اور اسے وہیں اس کی سزا دینی چاہی لیکن پھر سلطنت کی بدنامی سے ڈر گئے کہ کہیں کوئی شخص خلاف واقعہ بادشاہ سے نہ کہہ دے۔ آخر اکٹھے ہو کر مشورہ کیا جس میں قرار پایا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شاہجہان آباد میں بادشاہ کے روبرو ہونا چاہیئے۔ تمام بڑے بڑے مشائخ احمدیہ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ پہلے آنجناب کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اور یہ تذکرہ چھیڑا۔ اور التماس کی کہ آنجناب بھی اس مجلس میں رونق افروز ہوں۔ گو آنجناب ایسی مجلسوں میں تشریف نہیں لے جایا کرتے لیکن آنجناب نے فرمایا کہ مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا دریغ نہیں کروں گا۔ لیکن مجلس میں نہیں جاؤں گا۔ انہوں نے اس بات کو مان لیا۔ جب بادشاہ اور وزیر نے سُنا کہ حضرات سرہند تشریف لا رہے ہیں تو اپنے بڑے بڑے امراء کو ان کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لا کر اُتارا۔ ان میں سے اکثر شیخ محمد پارسا کے ہاں اُترے۔ نیز شیخ صاحب سوائے حضرت قیوم رابعہ کے تمام حضرات سرہند کے ویسے بھی سردار تھے۔ اور تمام ارکان سلطنت معہ بادشاہ آنجناب

marfat.com

کے معتقد تھے۔ اور باقی کے غازی الدین خاں کے مدرسہ میں اترے۔ بعد ازاں خود وزیر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کی خاطر خواہ اور شرع کے موافق اس مقدمے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں سرہند کے تمام سرکاری افسران کو معطل و معزول کیا اور حاکم کو بدل دیا اور نئے افسران اور نیا حاکم مقرر کیا۔ بادشاہ نے حضرات سرہند کو تحف و ہدایا دے کر نہایت تعظیم سے رخصت کیا۔ بعض مشائخ احمدیہ نے جو حضرت سلطان الاولیاء کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔ اور اپنی خود نمائی چاہتے تھے اپنے آپ کو شاہجہاں آباد میں اس طریقہ علیہ کا سردار ظاہر کرنا چاہا اور اس بارے میں بہت کوشش کی لیکن سوائے ذلت و رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ حالانکہ شاہجہان آباد کے کئی رئیس ان کے مرید تھے اور وہ خود بھی اس بات کے خواہاں تھے لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب دیکھا کہ یہ کوشش رائیگاں گئی تو حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کے قائل ہوئے کیونکہ آنجناب کا ارشاد دن بدن ترقی پر تھا۔ اور آنجناب کی قیومیت آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ اس لئے مجبوراً آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور مشائخ نے بھی اس خیال محال سے توبہ و استغفار کی۔ ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد ۔۔۔ ہر آنکس تف کند ریشش بسوزد

ایک مسلمان کفش فروش کا ہندوؤں کے ہاتھوں قتل

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید جو جوتیاں بیچا کرتا تھا ایک کافر کے ہاتھ سے قتل ہُوا۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ موسم بہار میں ہندوستان کے کافر عیش و عشرت کرتے اور دف طنبور اور چنگ و رباب بجاتے ہیں زعفران اور زرد رنگ ایک دوسرے پر پھینکتے ہیں۔ اور خوب رنگ رلیاں مناتے ہیں جسے ان کی اصطلاح میں ہولی کہتے ہیں۔ اور مارے خوشی کے دیوانے ہوتے ہیں۔ ہولی کے دنوں میں ایک رات ایک جوہری جو بادشاہ کا مقرب تھا اور تمام ارکان سلطنت کو اس سے واسطے پڑتا تھا۔ بازار میں بہت سے لوگوں سمیت بانسری بجا رہا تھا۔ اور وہ آپس میں ایک دوسرے پر سرخ اور زرد رنگ چھڑک رہے تھے۔ اس طرح گاتے بجاتے اور رنگ رلیاں مناتے گذرے اتفاق سے زعفران کے چند قطرے اس کفش فروش مرد کے کپڑے پر جا پڑے اس نے ناراض ہو کر کہا۔ عقل کے اندھو یہ تم نے کیا کیا۔ وہ ملعون بہ سبب غرور و تکبّر اس سے لپٹ گئے۔ وہ بھی لڑنے لگا۔ اتنے میں ایک ملعون نے پیچھے سے آ کر اس پر تلوار کا وار کیا جس سے وہ صالح مرد شہید ہو گیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں شور مچ گیا۔ اور وہ بدبخت جوہری بھاگ گیا۔ اس واقعہ کے بعد اس ملعون کی غفلت کی آنکھ کھل گئی۔ تو حواس باختہ ہو کر گلی کوچوں میں پھرنے لگا۔ حتیٰ کہ ایک رکن سلطنت روشن الدولہ کے گھر جا چھپا۔ اور ساری حقیقت اسے بتا دی۔ چونکہ روشن الدولہ اس کافر کا مخلص تھا۔ اس واسطے اسے بہت دلاسا دے کر چھپا لیا۔ مقتول کے خویش و اقارب اور تمام مسلمان

marfat.com

اس ملعون کی گرفتاری کے درپے تھے۔ انہوں نے بہت تلاش کیا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ اس لئے لوگ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے قاضی شہر کو کہلا بھیجا کہ مدعا علیہ کو حاضر کر کے شریعت کے مطابق مستحق کو حق دلایا جائے۔ روشن الدولہ کو بھی اطلاع کر دی کہ وہ کافر جہاں ہو اسے حاضر کریں۔ کیونکہ تمہاری خیریت اسی میں ہے لیکن روشن الدولہ نے اسے کسی اور جگہ چھپا دیا اور کہدیا کہ مجھے معلوم نہیں مسلمانوں نے اس کے تلاش کرنے میں بدرجہ غایت کوشش کی لیکن نہ ملا۔ آخر مجبور ہو کر پھر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توجہ باطنی کے طالب ہوئے۔ آنجناب یہ سن کر سخت ناراض ہوئے اور بادشاہ اور وزیر کو کہلا بھیجا کہ اس ملعون کو حاضر کر کے موافق شریعت فیصلہ کیا جائے لیکن وہ آنجناب کے حکم کو ٹالتے رہے۔ آنجناب حد سے زیادہ ناراض ہوئے اور تمام علماء اور مشائخ کو کہلا بھیجا کہ اگر اس مقدمہ کا فیصلہ نہ ہوا تو جمعہ کے روز شاہی مسجد میں خطبہ نہ پڑھنے دینا۔ تمام مسلمان اس مصلحت پر راضی ہوئے۔ بعد ازاں حضرت سلطان الاولیاء نے بارگاہِ الٰہی میں دین اسلام کی تقویت اور کفر کی ذلت کے لئے توجہ کی۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں لوگوں کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین اسلام غالب آئے گا۔ اور وہ ملعون بے عزت ہو گا۔ تمام علماء و مشائخ اور باقی مسلمان جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ بادشاہ ان کے اس ارادے سے واقف تھا۔ اس لئے خود جمعہ کے لئے نہ گیا۔ صرف قاضی کو بھیجا کہ جا کر خطبہ پڑھ دینا۔ جب قاضی نے خطبہ پڑھنا چاہا تو لوگوں نے اٹھ کر قاضی کی خوب گت بنائی۔ حتیٰ کہ قریب المرگ کر دیا۔ وہ بے چارہ ہاں سے بہ ہزار دقت باہر نکلا۔ جب عام بلوے کی خبر بادشاہ نے سنی تو اس کے فرد کے لئے روشن الدولہ کو بھیجا۔ جب لوگوں نے اس کو دیکھا تو بے اختیار اس کی طرف جوتیاں برسائیں اور مارے جوتوں کے ذلیل کر دیا۔ روشن الدولہ کے آدمی ان لوگوں سے لڑنے لگے۔ جنہوں نے روشن الدولہ پر جوتیاں برسائی تھیں۔ وہ بھی مستقل مزاج

marfat.com

ہو کر ان سے لڑنے لگے۔ اسی اثناء میں اعتماد الدولہ وزیر مسلمانوں کی مدد کے لئے مسجد میں آیا۔ تمام امیر اور باقی مسلمان جو آنجناب کے مرید تھے۔ مسجد میں آئے۔ اور ہاتھی گھوڑے اونٹ وغیرہ مسجد میں اکٹھے ہو گئے۔ دونوں طرف کی سپاہ پہاڑ کی طرف ڈٹ گئی۔ اور سیاہ بادل کی طرح گرجنے لگی اور تیر تفنگ اور گولے برسنے لگے۔ ہر در و دیوار سے خون برسنے لگا۔ خنجر اور تلوار بجلی کی طرح لوگوں پر پڑتی تھی۔ مسجد کا صحن مردوں کا قتل گاہ یا انسانی مذبح بنا ہوا تھا۔ یا اسے شفق خورشید کہہ سکتے ہیں۔ نہیں نہیں دریائے خون تھا۔ جس میں آفتاب کا عکس بمنزلہ کشتی تھا۔ اور مقتولوں کے سر بمنزلہ حباب تھے۔ اور ان کے بدن نہنگوں اور مچھلیوں کی طرح اس میں تیرتے پھرتے تھے۔ غازی لوگ بزور شمشیر دوسروں کی زندگی کی کشتی غرق کر رہے تھے۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے مغل لوگ غالب آئے۔ اور وہ سیاہ بخت روشن الدولہ اسم بے مسمیٰ جان بچا لنگڑا روتا اور گرتا ہوا مسجد سے نیچے گرا اور بھاگ گیا۔ فتح و نصرت کی نسیم وزیر ہند کے پھریرے پر چلنے لگی۔ روشن الدولہ کے بہت سے آدمی کام آئے۔ جو امیر اس کے ساتھ تھے بہت ذلیل ہوئے اور بُری طرح دُم دبا کر بھاگے۔ بازاری آدمیوں نے ان کا لباس اتار لیا۔ بعض تو مادر زاد ننگے ہو گئے۔ چند روز بعد بادشاہ نے اس ہندو جوہری کو حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجا۔ کہ جس طرح مزاج مبارک میں آئے کریں۔ کیونکہ آنجناب کی رضامندی سلطنت کے استقلال کا باعث ہے۔

اعتماد الدولہ وزیر اور روشن الدولہ دونوں اس جوہری کو لے کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے شرع کے مطابق اس مرد کے قاتل کو قتل کرایا۔ اور جوہری کا مال مقتول کے وارثوں کو دلایا۔ اور اس کے گھر کو گرا کر مسجد بنوائی۔ اور وہیں اس مقتول کی قبر بنوائی۔ لیکن جوہری کی جان بخشی کر دی۔

marfat.com

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے خلاف مغل دربار میں سازش

جب اس قبلہ ولایت کی ہدایت کا نقارہ جہان اور اہل جہان تک پہنچا۔ اور حضرت قطب الاقطاب خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت وارشاد کے انوار نے آفتاب عالمتاب کی شعاعوں کی طرح جہان کو روشن کیا۔ اور آنجناب کی قطبیت وقیومیت کی تعریف وتوصیف تمام چھوٹے بڑے اور وضیع وشریف نے سنی۔ اور آنجناب قیومیت مآب ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں اور ربع مسکوں کے سلطانوں عظیم الشان امراء اور جمہور انام کے مرجع ومدار ہو گئے۔ اور اطراف وجوانب سے قطار در قطار لوگ اُمڈے چلے آتے تھے۔ اور آنجناب کے آستان عرش نشان پر (جو انوار تجلیات الٰہی اور رحمت لامتناہی کا مورد تھا)۔ سعادت قدم بوسی حاصل کرنے کے لئے ہمہ تن چشم بن کر منتظر تھے۔ جنہیں کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس مرشد کامل کے خلفائے راشدین جہان دنیا کے ہر ایک ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ ہر جگہ ہر شخص استغنا کے چار بالش پر بیٹھ کر اذکار حق کا غلغلہ اور ارادہ کا طنطنہ بند کئے ہوئے تھا۔ دین متین کا ہنگامہ گرم تھا۔ چنانچہ تمام جہان کے بادشاہ آنجناب کے مرید تھے۔ اور قریباً دوسو آدمی صاحب حال ہر روز آنجناب سے توجہ باطنی "جس سے مراد کمالات الٰہی کا القا ہے" حاصل کرتے تھے۔ اور پھر ان آدمیوں کی باری ہفتہ کے بعد آیا کرتی۔ یعنی ایک ہزار سے زیادہ آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ جو لوگ نئے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو گئے مرید ہوتے اور تقلیدی لباس اتار خلقت تحقیق سے سرفراز ہوتے تھے خارج از تحریر

marfat.com

بیان ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ تمام امرار۔ خان اور خاقانِ ہند آنجناب کے مرید تھے چونکہ آنجناب کی ذات بابرکات کا طفیل چاروں طرف شریعت۔ طریقت اور حقیقت کا بازار گرم تھا اور معرفت کو تازہ رونق حاصل تھی۔ اس لیئے مخالفانِ دین اور منافقانِ راہ یقین حسد اور حسرت کی آگ میں حرمل کے دانے کی طرح بھنے جاتے تھے۔ لیکن سوائے حسرت کے اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔ اسی اثنا میں آنجناب کا ایک مرید نواح پنجاب میں ایک آدمی کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ وارثوں نے آنجناب سے عرض کیا۔ آنجناب نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شرع کے مطابق ہونا چاہیئے۔ لیکن اس کے مخالفوں نے جو بادشاہ کے مقرب تھے۔ اس مقدمہ کو التوا میں ڈال دیا۔ پھر آنجناب نے تاکیداً وزیر کو کہلا بھیجا۔ کہ اس مقدمہ کا جلدی فیصلہ کرو۔ وزیر نے مقتول کے وارثوں کو اپنے پاس بلا کر ان کی مرضی کے مطابق مقدمے کا فیصلہ کیا۔

اسی اثنا میں ایک روز مولوی عبدالحکیم جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے حسب ذیل مضمون کا ایک محضر لکھ کر آنجناب کی خدمت میں لائے۔

"کہ بادشاہ دینِ اسلام کے کاموں میں سستی اور سہل انگاری سے کام لیتا ہے اور کفار سے جزیہ لے اور جس طرح پہلے بادشاہ کرتے آئے ہیں اسی طرح یہ بھی کرے۔"

اور عرض کیا کہ اول جناب اس پر مہر لگائیں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بارے میں استخارہ کرتا ہوں پھر مہر لگاؤں گا۔ کل پر رہنے دو۔ دیکھوں استخارے میں کیا ظاہر ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے اس بات کو منظور کیا۔ دوسرے دن جب مولوی صاحب آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ اس بات سے درگذر کرو۔ کیونکہ یہ سرانجام ہوتی نظر نہیں آتی مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اگر آنجناب مہر لگا دیں۔ تو یہ کام ضرور بہ ضرور سرانجام ہوگا۔

marfat.com

آنجناب نے فرمایا کہ اگر میری مہر سے احکام شرعی کو رواج ہوتا ہے تو لو یہ رہی مہر۔ لے لو مولوی صاحب نے اس مہر سے محضر کو زینت بخشی۔ جب یہ خبر جراحت اثر عبدالغفور خان کے گوش بد خروش میں پہنچی جو کہ بہتان طرازی افترا پردازی اور سحر سازی میں سامری کا منہ بولا بھائی تھا۔ تو دوسرے بدبخت مخالفوں مثلاً جان محمد کی دختر بد اختر خیر النساء جو اپنے آپ کو بادشاہ کی دودھ بہن کہتی تھی اور لائق سقر وا لنار خواجہ سرائے خدمتگار برگشتہ روزگار مونس ناساز روشن الدولہ[۱] طرہ باز خاں سے اس بات کو چھیڑا۔ یہ بدنہاد

۱؎ یہ روشن الدولہ۔ عبدالغفور۔ خیر النساء اور خواجہ سرا چاروں مل کر محمد شاہ بادشاہ کے دربار کی قربت کا ناجائز فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ یہ عوام الناس کو بلیک میل کرتے اور جعلی شاہی احکامات جاری کر کے روپیہ بٹورتے۔ ان کی بدبختی ملاحظہ ہو کہ یہ چاروں کا منحوس ٹولا حضرت خواجہ محمد زبیر اور ان کے درویشوں کے بھی درپے آزار ہو گیا۔ جب وہ اپنی ریشہ دوانیوں سے حضرات مجددیہ کو مرعوب نہ کر سکے تو بادشاہ کے کان میں طرح طرح کی سازشیں لانے لگے اور دربار کو ناجائز استعمال کرتے ہوئے خانقاہ مجددیہ پر دربار کی فوجوں کے استعمال سے بھی باز نہ آئے۔ عبدالغفور (جادوگر) اور خواجہ سرا کے مفصل حالات پر ہمیں لٹریچر سے کچھ نہیں ملا۔ البتہ ماثر الامراء کے فاضل مولف شاہنواز خان نے روشن الدولہ اور خیر النساء کے متعلق مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔

روشن الدولہ بہادر رستم جنگ کا نام خواجہ مظفر تھا۔ یہ نقشبندی خواجہ زادہ تھا۔ اس کا دادا خواجہ محمد ناصر شاہجہان بادشاہ کے زمانے میں ہندوستان آیا اور شاہ شجاع کے پاس رہنے لگا۔ فوجی خدمات کے صلہ میں رفتہ رفتہ ایک ہزار پانسو سوار کے منصب پر فائز ہوا۔ اور فخر الدین کا خطاب پایا۔ عالمگیر نے شاہ شجاع کو شکست دی تو خواجہ محمد ناصر بھی اس جنگ میں مارا گیا۔ اس کا ایک لڑکا خواجہ عبدالقادر ایک درویش صفت انسان تھا۔ فقیرانہ زندگی بسر کی۔ اور فرخ سیر بادشاہ کے عہد حکومت میں فوت ہو گیا۔ روشن الدولہ خواجہ مظفر اسی درویش عبدالقادر کا بیٹا تھا۔ (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

marfat.com

اس واسطے جناب قیومیت مآب کے حاسد تھے کہ ایک تو ان کے خود باطن ہی خبیث تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) خواجہ مظفر نے رفیع الشان کی ملازمت اختیار کر لی۔ ظفر خان کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ رفیع الشان کے مارے جانے کے بعد ملازمت ترک کر دی اور شاہ بھیک کی صحبت اختیار کر لی۔ اور ان کا مرید ہو گیا۔

فرخ سیر جہاندار سے جنگ کی تیاریاں کر رہا تھا شاہ بھیک نے فرخ سیر کی فتح کی پیش گوئی کی۔ خواجہ مظفر اس بشارت اور پیش گوئی کو لے کر جنگ سے پہلے ہی فرخ سیر کے پاس جا پہنچا۔ اور حسین علی خان (سادات بارہہ) کی وساطت سے فرخ سیر کو ملا۔ اور یقین و اعتقاد سے فتح مندی کی خوشخبری دی۔ فرخ سیر نے خواجہ مظفر کو اپنی ملازمت میں لے لیا اور ظفر خان بہادر رستم جنگ خطاب دیا۔

فرخ سیر فتحیاب ہوا۔ تو خواجہ مظفر کو ہفت ہزاری منصب ملا۔ اور روشن الدولہ خطاب ملا اور فرخ سیر کے عہدِ حکومت میں سادات بارہہ سے مل کر زمانہ سازی کرتا رہا۔

محمد شاہ بادشاہ کا دورِ حکومت آیا۔ تو اس کی رضاعی بہن خیر النساء سے تعلقات قائم کر لیے۔ یہ بڑی زبان آور خوش تقریر عورت تھی۔ دربار میں رہتی تھی۔ اور شاہی مزاج میں دخیل تھی۔ محمد شاہ اپنی عیاشیوں میں مگن تھا، یہ عورت شاہی معاملات کو خود ہی نپٹا لیتی۔ روشن الدولہ ضرورت مندوں اور مصیبت زدہ لوگوں کو گھر لاتا اور خیر النساء کے ذریعہ کام کرواتا۔ اور نذرانے، رشوت، حق المحنت کی شکل میں لاکھوں روپے بٹورتا۔ ادھر بادشاہ محمد شاہ نے اسے "یار وفادار" کا خطاب دے دیا۔ یہ شخص کسی کمال اور لیاقت کا مالک نہیں تھا۔ متواضع اور خلیق تھا۔ فقراء کی خدمت کرتا تھا۔ اپنے مرشد کے مزار کے اخراجات ادا کرتا۔ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر چراغاں کرتا تھا۔ اس کی پگڑی کے پانچ طرّے ہوتے تھے۔ وہ عوام میں "طرّہ باز خاں" مشہور ہو گیا۔ وہ کثیر الاولاد تھا۔ مگر حضرات نقشبندیہ سے اسے دشمنی تھی۔ روشن الدولہ کا ایک بھائی فخر الدولہ بہادر شجاعت جنگ ہفت ہزاری کے منصب پر فائز تھا۔ دوسرا بھائی روشن الدولہ

دوسرے یہ کہ عبدالغفور فقیری حیثیت کا دشمن تھا جس نے اپنے آپ درویش نما شیطان بنا رکھا تھا۔ خیرالنساء کا باپ بھی اسی قسم کا فقیر تھا۔ روشن الدولہ ہر مہینے ایک مجلس کر کے تمام مشائخ کی ضیافت کیا کرتا تھا۔ کئی مرتبہ آنجناب سے بھی التجا کی کہ تشریف فرما ہوں لیکن آنجناب نے ہرگز نہ مانا بہتیری منت سماجت بھی کی لیکن بے فائدہ۔ اس واسطے ان سب نے جمع ہو کر ایک محض جھوٹا محضر لکھا انہیں خدا اور رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بھی شرم نہ آئی۔ اپنے دین وایمان کو برباد کیا اور وہ محضر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ محضر شیخ محمد زبیر نے لکھا ہے۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

"بادشاہ دین محمدی پر قائم نہیں اس میں سلطنت کی لیاقت نہیں۔ مجھے جناب سرورِ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ تم خود خلافت کے ضامن بنو اور تاج شاہی سر پہ رکھو تاکہ دین قدیم رونق پائے۔"

ساتھ ہی زبانی کہا کہ شیخ صاحب کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے۔ اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو جس کا علاج محال ہوگا۔ اس حادثہ کے وقوع ہونے سے پہلے ہی اس کا تدارک کرنا چاہیئے۔ لیکن بادشاہ نے ان کی یاوہ گوئی کا اعتبار نہ کیا۔ اور نہ ان کی بات کا چنداں خیال کیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ اکثر اوقات جناب قیومیت مآب کے دیدار فائض الانوار کی آرزو کیا کرتا تھا۔ اور آنجناب قبول نہ کیا کرتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے) منور علی خان تھا۔ یہ بھی پٹنہ کا صوبے دار تھا۔ اور احمد لیل کا بخشی مقرر ہوا تھا۔ روشن الدولہ مظفر خواجہ اپنے بھائیوں کے عہدوں سے بھی ناجائز فائدہ اٹھایا کرتا۔

۱۰۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے روشن الدولہ کے کردار پہ روشنی ڈالی ہے۔ یہ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کی نگاہ غضب کا نشانہ بنا اور ۱۱۴۹ھ/ ۱۷۳۶ء کو مر گیا۔ (استفادہ مآثر الامراء جلد دوم)

marfat.com

جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے اس وقت حاسدوں نے موقع پا کر بادشاہ سے کہا کہ دیکھو شیخ صاحب کس قدر متکبر ہیں۔ کہ بادشاہ وقت کا کہا نہیں مانتے۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ سلطنت کی خواہش رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کے کہنے سے کچھ وہم سا پیدا ہو گیا۔ اور اپنی والدہ سے جو نہایت عقیلہ و فہیمہ تھی۔ بیان کیا۔ اس نے کہا بیٹا! تمہارے بادشاہ ہونے سے پانچ سال پیشتر آنجناب نے تمہارے بادشاہ ہونے کی خوشخبری دی تھی اور جب قطب الملک نے تم پر چڑھائی کی تھی اس وقت آنجناب نے تمہیں اپنی دعا کی پناہ میں لیا تھا۔ اب بھی تمہاری سلطنت کے حامی ہیں۔ یہ کسی نے محض بنوٹی بات کہی ہے۔ خبردار کسی قسم کا خیال نہ لانا۔ ورنہ نہ تم رہو گے اور نہ تمہاری سلطنت۔ ماں کے کہنے سے بادشاہ نے جو کدورت اس کے دل میں تھی دُور کر دی پھر وزیر کو بلا کر اس سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ وزیر سن کر حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا کہ آنجناب تمہاری سلطنت کے مدد و معاون ہیں اور تمہاری بادشاہی کو استقلال بھی آنجناب کے طفیل سے ہے۔ یہ بات کسی نے تم سے بہت ہی بُری کہی ہے۔ اور وہ تیرا دشمن ہے۔ اگر تمہارے دل میں یہ خیال جم گیا تو تمہاری سلطنت کے زوال کا موجب ہوگا کیونکہ وہ اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہیں۔ اور جہان کے تمام بادشاہ آنجناب کے نائب ہیں۔ پس جس وقت نائب منیب کے حق میں فاسد خیال کرتا ہے تو اس کی نیابت کو ضرور زوال آتا ہے۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سے کامل یقین ہو گیا۔ کہ جو کچھ میں نے سنا ہے محض جھوٹ ہے۔ جب حاسدوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا ارادہ نہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برسرِ پرخاش ہو۔ تو پھر وہ جھوٹا محضر بادشاہ کو دکھایا اور کہا کہ اس بارے میں جان بوجھ کر غفلت کرنا سوائے خسارت اور ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جہاں تک ہو سکے اس کا تدارک کرو۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ انہیں دنوں ایک روز بادشاہ باغ کی سیر کے لئے گیا۔ اس

marfat.com

باغ میں پتھر کا تراشا ہوا تھا تخت بادشاہ کے لئے بنا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس تخت کا ایک پایہ ٹوٹ گیا۔ بادشاہ نے خیر النساء اور خواجہ سرا سے اس کی وجہ پوچھی۔ خیر النساء نے کہا۔ حضرت شیخ محمد زبیر نے اس تخت پر بیٹھ کر شراب پی اور بدمستی کر کے تخت کے پائے کو توڑ ڈالا۔ بادشاہ نے یہ واہیات بات سن کر منہ پھیر لیا۔ جب بادشاہ سے نکلا۔ تو عبدالغفور خاں نے ارکانِ سلطنت کو بلا کر بتایا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام شاہی فوج لے کر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ پر حملہ کرو اور انہیں بمعہ خلفا قتل کر دو۔ جب یہ خبر عام لوگوں نے سنی۔ تو شور مچ گیا۔ آناً فاناً حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام مرید اور فدائی ہزاروں کی تعداد میں پروانہ کی طرح خانقاہ کے گرد جمع ہو گئے اور حضرت سے عرض کیا کہ اگر لوہے کا پہاڑ بھی ہو تو بھی ہم اکھیڑ ڈالیں گے۔ اور اس نالائق بادشاہ کو گرا کر چھوڑیں گے۔ آنجناب نے ان سب کو دلاسا دیا۔ اور فرمایا کہ بادشاہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ خاطر جمع رکھو۔ بیٹھ جاؤ لیکن احتیاطاً بہت سے مغل خانقاہ کے گرد دن رات موجود رہتے۔ اسی اثناء میں مخالفوں نے موقع پا کر بادشاہ کو کہا کہ جو ہم خیال کرتے ہیں اس کا ظہور ہو گیا ہے۔ تمام ہند کا لشکر شیخ محمد زبیر کے ساتھ ہے اور بادشاہ سے لڑنے مرنے پر تلا ہوا ہے۔ عنقریب ہی فتنہ عظیم برپا ہونے والا ہے جس کا فرو کرنا ناممکن ہو گا۔ بادشاہ یہ دہشت اثر خبر سن کر ڈرا۔ اور اعتماد الدولہ وزیر کو بلا کر یہ ماجرا اس سے بیان کیا۔ عبدالغفور نے کہا۔ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ جو کر سکتے ہو جلدی کرو۔ وزیر نے کہا۔ یہ بات محض بہتان اور افترا ہے۔ آنجناب کی سخت اہانت ہے۔ ان دنوں مشہور ہو گیا ہے کہ بادشاہی فوج آنجناب کی خانقاہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ اس واسطے آنجناب کے مرید احتیاطاً جمع ہو گئے ہیں۔ لیکن آنحضرت نے سب کو واپس کر دیا ہے۔ اگر بالفرض آنجناب سلطنت کا ارادہ بھی کریں۔

تو انہیں رد کرنے والا کون ہے۔ کیونکہ شاہی فوج کا اکثر حصہ آنجناب کا مرید ہے۔ اور باقی مرید لشکر سے بھی کہیں بڑھ کر ہیں۔ اگر بادشاہ آنجناب پر حملہ کرنا بھی چاہے تو بادشاہ کے مخصوص فدائی بھی بادشاہ کے دشمن ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ سب آنجناب کے مرید ہیں روشن الدولہ نے کہا شیخ صاحب کو ہند سے نکال دینا چاہیئے۔ تاکہ فتنہ فرو ہو جائے وزیر نے جواب دیا کہ ساتوں ولائتوں میں آنجناب کے خلفاء اور خلفاء اور مرید پھیلے ہوئے ہیں۔ ہزارہا آدمی آنحضرت کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جہاں بھر کے بادشاہ آنجناب کے مرید ہیں۔ جب آنجناب کے مرید سنیں گے۔ کہ ان کے شیخ کو ملک بدر کیا گیا ہے۔ تو سب شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور تمام بادشاہ انتقام لینے پر کمربستہ ہو جائیں گے۔ جو لوگ ہند میں آنحضرت کے مرید ہیں وہ بھی ان کے ساتھ مل جائیں گے اور سارے ہند کو اپنے تیر کا نشانہ بنائیں گے۔ اور اہل ہند کا ناک میں دم کر دیں گے۔ اس وقت کیا علاج کرو گے۔ اس کے سوا اب کوئی چارہ نہیں کہ آنجناب کی خدمت سے دعا و توجہ کے لئے التماس کرو۔ اور سلطنت کا استقلال انہیں کے طفیل سے سمجھو۔ مملکت کی خیریت انہیں سے طلب کرو۔ اور اس خیال فاسد، وہم کاسد۔ کلمات واہیہ اور شیطانی وسوسوں سے باز آجاؤ۔ نہیں تو نہ تم رہو گے نہ تمہاری سلطنت۔ یہ کلمات سن کر بادشاہ نہایت خوش ہوا۔ جو وہم اس کے دل میں تھا دُور کر دیا۔ اسی اثنا میں شہر میں شور مچ گیا۔ کہ بادشاہ نے وزیر کو بلایا ہے۔ کہ خانقاہ کے لئے فوج مقرر کرے۔ یہ سن کر تمام مغل لڑائی کے لئے تیار ہو کر وزیر کے پاس گئے۔ اور اس بات کی اصلیت دریافت کی۔ وزیر نے ساری کہانی کہہ سنائی۔ پھر جا کر بادشاہ سے کہا۔ کہ جا کر آنجناب سے معافی مانگو ورنہ مغل میرے بس کے نہیں رہے۔ یہ واہیات باتیں جو تمہاری مجلس میں ہوتی رہتی ہیں۔ ان کا نتیجہ سوائے ندامت اور پشیمانی کے اور کچھ نہیں ہوگا بادشاہ نے وزیر کو کہا۔ کہ تم آنجناب کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرو۔ کہ ہم آباؤ

marfat.com

اجداد سے اس عالی خاندان کے مرید چلے آئے ہیں۔ اور ہمیں سلطنت بھی جناب ہی کی توجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ میں بھی اپنی سلطنت کا استقلال آنجناب کے طفیل سے جانتا ہوں پھر محضر کی حقیقت بیان کرنا۔ وزیر نے بادشاہ کے کہنے کے مطابق حاضر خدمت ہو کر پیغام پہنچایا اور جھوٹے محضر کی حقیقت بیان کی۔ آنجناب نے اس کے جواب میں فرمایا۔ میں ہر رات محمد شاہ کی سلطنت کے استقلال کے لئے دعا کرتا ہوں اور تمام کاموں میں اس کا حامی و مددگار ہوں۔ باوجود اتنے حقوق کے پھر وہ میری طرف سے وہم کرتا ہے یہ محضر بالکل بناوٹی ہے۔ مجھے اس کی خبر بھی نہیں۔ کفار سے جزیہ لینے کے متعلق علماء نے ایک محضر لکھا ہے۔ اس محضر میں میں بھی شریک ہوں۔ میری اور محمد شاہ کی مثال خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر تیمور کی سی ہے۔ کہ خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی توجہ کی قوت سے امیر تیمور کو بادشاہ بنایا تھا۔ لیکن امیر تیمور اپنی بادشاہی میں آنجناب کا ممنون احسان نہ تھا۔ میں نے بھی محمد شاہ کی سلطنت کے لئے بہت کوشش کی ہے۔ تب کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے بادشاہ بنایا۔ اس کوشش کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم سے ایسا سلوک کرتا ہے۔ اور حاسدوں کے ایک ہی دفعہ کے کہنے سے مجھ سے بدظن ہوتا ہے۔ وزیر نے آنجناب کی خدمت سے رخصت ہو کر بادشاہ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ بادشاہ کو یہ سُن کر تشفی ہو گئی۔

شاہان جہان کو حکومتیں تقسیم کیں

اسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت وسیع جنگل میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے اور ہزارہا اولیاء اس کے تخت کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ جہان بھر کے بادشاہ اس عزیز کے پاس آتے ہیں۔ اور ہر ایک کو سلطنت کا حکم دیتے ہیں۔ ایک شخص پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ عزیز جو تخت پہ بیٹھا ہے قطب جہاں اور قیوم زماں شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جہان بھر کے بادشاہ اس کے

marfat.com

پیش کار ہیں۔ وہ اس وقت جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ توجہ ہے جو اس پر اعتقاد کامل رکھے گا اس کی دنیا اور دین دونوں سلامت رہیں گے۔ اور جو معتقد نہ ہوگا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اسی اثنا میں تمام آدمیوں نے بادشاہ ہند کی ملامت کی۔ کہ تجھی نے حضرت قطب الاقطاب کے بارے میں خیالِ فاسد کیا تھا۔ حالانکہ ان کے اس قدر حقوق تیرے ذمے ہیں۔ دوسرے دن بادشاہ نے اس مضمون کا ایک رقعہ آنجناب کی خدمت میں لکھا۔

"حقائق و معارف آگاہ قطبیت و قیومیت پناہ۔ قدوۃ العارفین رئیس الواصلین یعنی شیخ محمد زبیر سلمہ اللہ تعالیٰ! اشتیاق ملاقات حد سے زیادہ ہے خدا کرے کسی طرح آنجناب کا دیدار فائض البرکات نصیب ہو۔ باقی حالات زبانی عرض کئے جائیں گے۔ والسلام۔"

جب بادشاہ کا یہ خط آنجناب کو ملا۔ اور قاصد نے زبانی عرض بھی کی کہ بادشاہ آنجناب کی ملاقات کا نہایت خواہش مند ہے تو آنجناب نے منظور نہ فرمایا۔ بادشاہ نے آنجناب کی والدہ ماجدہ سے بھی سفارش کرائی۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا۔ کہ مسجد خانۂ خدا ہے۔ اگر حکم ہو تو وہاں جناب کی زیارت کر لوں۔ یا جمعہ کے روز باغ میں تشریف لے چلیں تو وہاں دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوؤں لیکن پھر بھی آنجناب نے قبول نہ کیا۔ اس دفعہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک ہم زندہ ہیں تمہارے سوا ملک ہند پر کسی کو حکمران نہ دیکھیں گے واقعی ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ جب نادر شاہ ہندوستان پر قابض ہوا۔ تو وہ بھی دہلی سے لوٹ گیا۔ آگے نہیں بڑھا اور محمد شاہ کو دوبارہ اپنی سلطنت ملی۔ یہ بات انشاء اللہ حسب موقع مفصل بیان ہوگی۔

marfat.com

عبدالغفور جادوگر کا حشر

بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا اور حضرت قیومیت مآب کی جناب میں بہت تحفے اور ہدیے بھیجے اور معتقد ہو گیا۔ اس فساد کے مٹ جانے کے بعد ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو لوگ اس فساد کے بانی مبانی تھے عنقریب غضب الٰہی میں گرفتار ہوں گے آنجناب کے فرمانے ہی عبدالغفور، خیرالنساء، روشن الدولہ اور خواجہ سرا پر جو شاہی عنایت تھی قہر میں بدل گئی۔ اور یہ شاہی قرب و اعتبار کے مرتبہ سے گر گئے۔ عبدالغفور کا سحر باطل ہو گیا۔ چنانچہ بادشاہ نے قطعی حکم دے دیا کہ عبدالغفور کا تمام مال و اسباب زر و زیور۔ اونٹ، گھوڑا، ہاتھی اور سارا گھر لوٹ لیا جائے۔ اسی وقت سپاہی آسمانی بلا یا ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اور اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس جادوگر کو معہ اس کے بیٹے کے گرفتار کر لیا گیا۔ اور شیخ دار آہنی پنجرے میں قید کر کے بڑے عذاب سے قتل کیا گیا۔ اور اس کا تمام مال و اسباب شاہی خزانے میں داخل کیا گیا باقی چیزوں کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ جنس کے علاوہ تیس ہزار روپیہ نقد اس کے گھر سے نکلا۔ کہتے ہیں۔ عبدالغفور خاں اعلیٰ درجے کا جادوگر تھا۔ اس واسطے اس نے بادشاہ کو مطیع کر رکھا تھا۔ بعض جادو ایسے بھی ہیں جنہیں استعمال کرتے وقت انسانی گندگی کھانا پڑتی ہے اور استنجا نہیں کیا جاتا۔ عبدالغفور خاں بھی اسی قسم کا جادو کیا کرتا تھا۔ خواجہ سرا بھی دیوانہ ہو گیا۔ اور چند روز بعد مر گیا۔ روشن الدولہ بھی غضب شاہی میں گرفتار ہوا۔ اس کا تمام مال و اسباب لے لیا گیا۔ انہیں دنوں وہ اس غم میں بیمار ہو گیا۔ اور زمانے کے ہاتھ سے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر مرا۔ شاہجہاں آباد میں شاہی قلعہ کے مقابل سنہری مسجد اسی کی یادگار ہے۔ خیرالنساء، جو بادشاہ کی دودھ بہن بنی ہوئی تھی قہر سلطانی میں گرفتار ہوئی۔ بادشاہ نے اسے شاہی قلعہ سے

marfat.com

رسوا کر کے نکال دیا۔ اور اس کے مال و اسباب کو شاہی بیت المال میں داخل کیا۔ یہ چاروں شخص سلطنت ہند میں اس قدر غالب تھے اور ان کا رعب اس قدر تھا کہ تمام امور سلطنت انہیں کے اختیار میں تھے۔ جو چاہتے تھے کرتے تھے حتیٰ کہ جو کاغذ محمد شاہ بادشاہ کے پاس دستخط کے واسطے آتے ان پر خیر النساء ہی دستخط کر دیتی۔ بادشاہ اور وزیر برائے نام تھے۔ سلطنت کے سارے کاروبار وہ خود ہی کیا کرتے تھے چنانچہ نظام الملک نے کہا ہے ؎

در ملک ہند نے شاہ نہ وزیرے   یک قحبہ و یک خیر و یک فقیرے

اسی واسطے نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا تھا۔ اور بادشاہ نے مبارز خاں کو دکن کا حاکم مقرر کر کے اس سے لڑنے کے واسطے بھیجا تھا۔ جیسا کہ اکیسویں سال قیومیت میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ باوجود اس جاہ و جلال اور شان و شوکت کے یہ چاروں یعنی عبد الغفور، خیر النساء، خواجہ سرائے اور روشن الدولہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کے سبب خاک مذلت میں گر پڑے۔ اور کتے کی موت مرے

خدائیکہ بالا و پست آفرید   زبردست ہر دست آفرید

اس فتنہ کے سبب جو انہوں نے برپا کیا تھا۔ ایک ہی سال میں عیش و کامرانی کی مسند اور نشاط و شادمانی کی گدی سے ذلت و حیرانی کے دریا اور عدم کے قید خانے میں جا پڑے ؎

گنج قارون کہ فرو میرود از قہر زمیں   خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشانست

جو فقراء سے الجھا وہ مرا۔

marfat.com

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء اور قصۂ اصحاب جبل

حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک صالحہ مریدہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتی تھی۔ سلوک باطنی آنجناب سے حاصل کر کے فنا و بقا کے درجے کو پہنچنا چاہتی تھی۔ وہ اس سال بیمار ہو گئی۔ جب قریب المرگ ہوئی تو اس نے اپنی حالت دیکھ کر اپنا حال حضور سے عرض کر بھیجا۔ کہ میں نزع میں ہوں۔ اگر جناب کے جہاں آرا جمال سے مشرف ہو جاؤں۔ تو امید ہے کہ گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے اور ایمان کی سلامتی بھی حاصل ہو جائے گی۔ آنجناب بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی حالت سنتے ہی جلدی اس کے پاس پہنچ گئے۔ جب اسے اس نعمت غیر مترقبہ کی اطلاع ہوئی۔ تو مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی اور یہ شعر بے اختیار اس کی زبان سے نکل گیا ؎

وقت جاں دادن نگارم بر سر بالیں رسید ۔۔۔ بخت با بیدار شد وقتے کہ مارا خواب برد [1]

بعد ازاں شادی مرگ ہو کر جان جاناں کے حوالے کی۔ آنجناب اس کی موت سے حسرت زدہ اور رضا بقضا ہو کر اس کے مکان سے باہر تشریف لے آئے۔ جو اس مسافر عالم بالا کی جدائی کا غم جناب کے دل مبارک پر اس طرح ہوا جیسے سانس سے آئینہ پر تیرگی

---

[1] ترجمہ: موت کے دروازے پر پہنچتے ہی ہمارا محبوب آ پہنچا۔ ہمارا بخت اس وقت بیدار ہوا جب ہمیں موت نے آ لیا۔ ؎ ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے۔

marfat.com

آجاتی ہے. کیوں نہ ہو ؎

خاطر روشن دلان بسیار صاف نازک است　　　میتواں کردن بہ آہن زنگبار آئینہ را

اپنی باطنی تشفی اور ظاہری رنج والم کے دفعیہ کے لیے سیر کا ارادہ کیا. اس وقت چھوٹے بڑے بہت سے مرید آنجناب کے ہمراہ سعادت دارین حاصل کر رہے تھے وہ مقبول عام نہایت شوق سے ایسے انبوہ کثیر کے ساتھ قدرت قادر کا تماشہ دیکھنے کے لئے اس شعر کے مطابق ؎

جا بجا جلوہ گاہ معشوق است　　　چشمہ باید کہ تا نظارہ کند

گلی کوچوں سے گذرتے راستہ طے کرتے جا رہے تھے. جب آنجناب کے ہمراہیوں پر تھکان اور سستی کا غلبہ ہوا تو آنجناب ہمراہیوں کے آرام لینے کے واسطے شہر کے درمیان ہی ایک نہایت اونچا پہاڑ تھا جس کی چوٹی پر ایک عمارت سلطان فیروز شاہ کی یادگار تھی. اس پہاڑ کے روبرو ایک مینار بھی بنا ہوا تھا. اس مکان کو اپنے قدم میمنت لزوم سے رشک ارم بنایا. یہاں پر قلم سیر ہے. میں اس قدوۃ السالکین کی ساقی شراب سے مخمور ہو کر پوروں کی مدد سے صفحہ قرطاس پر اسے چلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جب ہادی راہ ہدایت نے اس عمارت پر جلوس میمنت مانوس فرمایا. گویا آفتاب افلاک کی بلندی سے طلوع ہوا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انوار الٰہی کی تجلی لینے کے لئے کوہ طور پر زینت بخشی. تو پے در پے تجلیات کا ظہور ہوا اور حق تعالیٰ کی عنایت بے غایت نے آنجناب کو گھیر لیا. اس اثنا میں آنجناب نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے پروردگار! میرے ہمراہی صبح سے عشا تک بھوکے پیاسے محض تیری خاطر میرے ساتھ رہے ہیں. اب یہ تیری نظر عنایت و رحمت کے امیدوار ہیں. دعا کے بعد بارگاہ الٰہی سے الہام ہوا کہ میں نے ان سب کو قبول کیا. اور ان کے گناہ بخش کر انہیں بارگاہ کے مقربوں کا صدر نشین کیا

marfat.com

آنجناب نے اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کو اپنے ہمراہیوں پر ظاہر کیا اور فرمایا کہ اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجا لاؤ۔ اصحاب جبل (آنجناب کے ہمراہی) تعداد میں بہتر تھے۔

اسی سال مخدوم زادہ شیخ محمد کی والدہ اس جہان فانی سے سرائے جاودانی کو سدھاریں۔ آنجناب نے غمزدہ ہو کر ان کی نعش سرہند بھیج دی۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون کی گئی۔

شیخ عادل اور حاجی سعادت اللہ جو قدیم الایام سے آنجناب کی خانقاہ میں رہا کرتے تھے۔ اور آنجناب کے مقرب خاص تھے اس سال فوت ہوئے۔

دہلی وبا کی زد میں

اسی سال شاہجہان آباد میں وبائے عظیم پھوٹ پڑی۔ ایک ایک دن میں ہزار ہا لوگ مرتے تھے۔ لوگوں نے عاجز آ کر آنجناب سے خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک لکھ کر دیتے تھے۔ مریض کے گلے میں باندھتے ہی اسے شفا ہو جاتی۔ آپ فرماتے تھے کہ اس مرض پر خواجہ صاحب کا اسم مبارک مجرب ہے اس نام سے وبا دفع ہو جاتی ہے کیونکہ آپ کا وصال اسی وبا سے ہوا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ جس مریض کے گلے میں میرا نام لکھ کر باندھو گے شفا پائے گا۔ ایک پیسہ اس کی نیاز ہے جب وبا حد سے زیادہ ہو گئی۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر بھی تپ سے بیمار ہو گئے۔ لوگ آنجناب کی بلائیں لیتے تھے۔ آنجناب فرماتے تھے کہ یہ وبا اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک ہم اس بلا کو اپنے اوپر نہ لیں گے۔ بعد ازاں آپ کو اس شدت کا تپ ہوا۔ حتیٰ کہ پندرہ روز تک کچھ نہ کھایا۔ پھر فضل الٰہی سے شفائے کلی ہوئی اور خلقت کو بھی اس بلا سے نجات ملی۔

---

marfat.com

حضرت اسد اللہ کی بخارا سے حضرت خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں حاضری

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا تیسواں سال تھا بخارا کے بڑے شیخ خواجہ اسد اللہ انجناب کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے دو فرزند صاحب کمال سجادہ نشین ہوئے۔ ایک شیخ محمد نعمان دوسرا خواجہ اسد اللہ۔ توران کے تمام آدمی ان دونوں بھائیوں کے مرید تھے۔ ابو الفیض خاں بادشاہ توران ان دونوں کا بڑا نیاز مند تھا۔ ہفتہ میں دو دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ جو کام کرنا ان سے پوچھ لیتا۔ اگر وہ اجازت دیتے تو کرتا۔ ورنہ ترک کر دیتا۔ ایک رات خواجہ اسد اللہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام حضرات خواجگان نقشبند ایک جگہ جمع ہو کر کہیں جانے کا ارادہ کر رہے ہیں خواجہ صاحب نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کہاں جانا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ جو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ ہیں۔ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص کامل اعتقاد سے ان کی زیارت کرے گا۔ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاویں گے اور بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگا

توران کے مشائخ کا وفد

اسی اثنا میں یہ تمام مردانِ خدا ہند کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ شاہجہان پہنچ گئے۔ اور سب نے حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی لیکن تمام دست بستہ

marfat.com

آنجناب کی خدمت میں کھڑے رہیے۔ اس وقت آنجناب نے اسد اللہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ یہ سنتے ہی خواجہ صاحب بیدار ہوئے اور آنجناب کے دیدار کا اشتیاق غالب آیا۔ یہ خواب خواجہ صاحب نے اپنے بھائی شیخ محمد نعمان سے بیان کیا۔ جس نے کہا۔ میں نے بھی ان دنوں ایک خواب دیکھا ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے فرماتے ہیں کہ تم جا کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہو جاؤ۔ خواجہ اسد اللہ نے کہا۔ میں ہندوستان جا کر آنجناب کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ جب بادشاہ کو آپ کے ہندوستان جانے کی خبر ہوئی تو اپنے آدمی بھیج کر خواجہ صاحب کو ہندوستان جانے سے روکنا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اس کی ایک نہ سُنی اور شاہجہان آباد کا ارادہ کر لیا۔ خواجہ صاحب کے روانہ ہوتے وقت بادشاہ نے حاضر ہو کر کہا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کی خانقاہ میں تمام اولیاء جمع ہیں۔ اور حضرت خواجہ بھی ان میں بیٹھے فرماتے ہیں کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب ہیں۔ اور پروردگار کے خلیفہ ہیں۔ لوگو! ان کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ موجودہ تمام اولیاء ان کی برکات و فیوض کے منتظر ہیں۔ جو ان کا معتقد و مرید ہو گا حق تعالیٰ اسے دین و دنیا میں عزت بخشے گا۔ اتنے میں ایک بزرگ نورانی شکل ابلق گھوڑے پر سوار نمودار ہوا۔ اور ایک شخص نے بلند آواز سے پکارا کہ یہ سوار شیخ محمد زبیر محبوب الٰہی ہیں۔ اے دوستانِ خدا! ان سے مصافحہ کرو اور ان کی پیروی اختیار کرو تاکہ تمہارا قربِ الٰہی زیادہ ہو جائے۔ تمام بزرگ جو کھڑے تھے۔ سب نے آنحضرت سے مصافحہ کیا۔ اور پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اتنے میں میری آنکھ کھُلی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا آنجناب کی خدمت میں ارسال کروں۔ پہلے میں آپ کو جانے سے روکتا تھا لیکن اب اجازت دیتا ہوں۔ کہ میری طرف سے جا کر میری حالت عرض کرنا

marfat.com

اور دعا و توجہ کی درخواست کرنا۔

خواجہ اسد اللہ نے اس بات کو منظور کیا۔ بادشاہ نے اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا خواجہ صاحب کے سپرد کرکے رخصت کیا۔ خواجہ صاحب منزلیں طے کرکے شاہجہان آباد پہنچے۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر بادشاہ کی عرضی معہ تحف و ہدایا خدمت والا میں پیش کی اور اپنے بھائی شیخ محمد نعمان کا حال بھی عرض کیا۔ آنجناب نے خواجہ صاحب کے بھائی اور بادشاہ کے حق میں دعا کر کے فرمایا کہ توران کے بادشاہ حضرت قیوم اوّل کے زمانہ سے کہ آج تک اس سلسلہ کے مخصوص مرید ہوتے آئے ہیں۔ پھر خواجہ صاحب پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ خواجہ صاحب بھی خانقاہ عالم پناہ کے غلام ہو گئے۔ حتیٰ کہ سلوک باطنی ختم کرکے خلافت پائی۔ آنجناب نے خواجہ صاحب کے بھائی کے حق میں فرمایا۔ کہ ہم ہر رات شیخ محمد نعمان کے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔

حضرت خواجہ محمد زبیر پل صراط پر لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں

اسی سال ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے میدان قیامت دیکھا ہے اور لوگ جزع و فزع میں مبتلا ہیں۔ مجھے حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جا کر پل صراط پر کھڑے ہو جاؤ اور مسلمانوں کو آسانی سے اس پر سے گذار دو۔ میں حسب الحکم پل صراط پر جا کھڑا ہوا۔ اتنے میں منادی ہوئی کہ اے اہل اسلام حق تعالیٰ نے پل صراط کی خدمت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمائی ہے۔ تمام آ کر حاضر خدمت ہو جاؤ۔ تاکہ تمہیں بآسانی پل صراط پر سے گذار دیں۔ بعد ازاں جوق در جوق اور گروہ گروہ مسلمان آنے لگے۔ میں ان کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط سے گذارتا گیا۔ حتیٰ کہ تمام گذشتہ و آئندہ مسلمانوں کو پل صراط پر سے گذارا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

marfat.com

شیخ وجیہ الدین حلقۂ ارادت میں

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ وجیہ الدین آنجناب کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مصنف رح) سے یہ بیان کیا کہ میں ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب وقیوم وقت ہیں۔ ان سے جا کر کمالات باطنی حاصل کرو۔ پھر آپ وطن مالوف سے آکر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت مآب جناب میں مشرف ہوئے اور توجہ کی طلب کی۔ آنحضرت نے اس بارے میں تامل کیا۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے پہلے پیر کی اجازت کے بغیر تمہیں اپنا مرید نہیں کر سکتا۔ اسی اثنا میں میں (مولف کتاب) کسی تقریب سے سرہند جانا چاہتا تھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ محمد احسان تم سرہند جاتے ہو۔ جاؤ۔ جا کر شیخ ضیاء الدین سے پوچھنا کہ اگر اجازت ہو تو شیخ وجیہ الدین کو مرید کر لیا جائے۔ آخر میں نے حسب الارشاد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت لی۔ اور آنجناب کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مرید کیا اور تدریسج عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کے احوال میں لکھی جائیں گی۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ محمد پارسا کا وصال ہو گیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر پر ایک اور گنبد بنایا گیا۔

---

marfat.com

حضرت قیوم رابع سُلطانُ الاولیاءؒ نے مؤلف کتاب کمالُ الدین محمدؐ احسان کو خلافت سے سرفراز فرمایا

اسی سال بادشاہ ہند کے وزیر نے مشرقی اور جنوبی مفسدوں کی تنبیہ کے لئے توجہ کی۔ چونکہ حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرضی مبارک نہ تھی کہ وزیر اس کام کے لئے جائے۔ اس واسطے مفت میں چار پانچ مہینے گشت و گرد کر کے ناکامیابی کا منہ دیکھ کر شاہجہان آباد لوٹ آیا۔

اسی سال منجھلے مخدوم زادے عبد القادر ثانی کی شادی حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی لڑکی سے ہوئی۔ شاہ محمد پارسا حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سجادہ نشین تھے۔ آنجناب نے شادی کا سامان بادشاہوں کی طرح کیا اور اپنی چھوٹی بہن اور اکثر یاروں اور خلیفوں کو سرہند بھیج دیا۔ قیومیت کے اس نونہال نے سرہند پہنچ کر بڑی دھوم دھام سے شادی کی اور واپس شاہجہان آباد آکر اپنے والد ماجد کی قدمبوسی حاصل کی۔

اسی سال مؤلف کتاب یعنی فقیر محمد احسان کو جو جناب قیومیت مآب کا جبہ سا ہے۔ آنجناب نے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ۱۱ ماہ جمادی الثانی ۱۱۴۵ھ بمطابق ۱۷۳۲ء بروز پیر اشراق کی نماز کے بعد اس فقیر کو اپنے سر مبارک سے عمامہ اتار کر میرے سر پر رکھا اور اپنا طیلسان مراقبہ مبارک جو چھ مہینے تک مراقبہ کے وقت آنجناب نے اپنے چہرہ مبارک پر رکھا تھا۔

marfat.com

مجھے عنایت فرمایا۔ ان دنوں ایک شخص ایک عصا بطور نیاز لایا تھا۔ اور چند مرتبہ آنجناب دست مبارک میں لے کر مسجد تشریف لے گئے تھے۔ وہ بھی مرحمت فرمایا۔ اور ایک کمحور طاؤسی جو بطور تحفہ امرائے عظام نے بھیجا تھا۔ عنایت کیا۔ اور قبلہ جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سالگرہ کے موقعہ پر پہنی تھی۔ از راہ کرم مجھے پہنائی۔ فرماتے تھے کہ میں نے اس قبلہ میں اپنا خاصہ ودلیعت کر رکھا ہے۔ اسے پہن کر میں اپنے باطن کی طرف متوجّہ ہوا کرتا تھا۔ پھر خلافت نامہ اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمایا۔ خلافت نامہ یہ ہے۔

خلافت نامہ محمد احسان ابو الفیض کمال الدّین کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خلافت نامہ لکھ کر دیا وہ ان الفاظ میں تھا۔

"الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوص علیٰ سید الوریٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ نجوم الھدیٰ اما بعد مخفی نہ رہے کہ چونکہ برادر عزیز محمد احسان مدت تک خدا طلبی کے لیے اس فقیر کے ہمراہ رہے ہیں اور اس راہ کی ضروریات حاصل کیں بلکہ اپنے بزرگوں کی نسبت بطور وراثت انہیں ملیں۔ اس واسطے اس فقیر نے برادر مذکور کو طریقہ علیہ نقشبندیہ اور قادریہ کی تعلیم طریقہ دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ جو برادر مذکور کا ہم نشین ہو گا۔ دونوں طریقوں کی برکات سے بہرہ مند ہو گا۔ اجازت اس شرط پر مشروط ہے کہ شریعت اور طریقت پہ ثابت قدم رہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

کتبہ فقیر محمد زبیر"

انہیں دنوں آنجناب ایک روز باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ میں بھی آنجناب کے ہمراہ تھا۔ وقت خوش تھا۔ حق تعالیٰ کی عنایات آنجناب پر وارد ہوئیں۔ اچانک زبان الہام ترجمان سے نکلا۔ کہ میں ایسے مقام تک گیا جہاں کوئی

marfat.com

شخص نہ تھا۔ مَیں نے بہتیرا چاہا کہ اپنے کسی یار کو بھی وہاں لے چلوں۔ بعد ازاں الہام ہُوا کہ اس مقام میں پہلے بہت آدمی تھے۔ لیکن اس وقت تمہارے سوا کوئی نہیں۔ پھر مجھے (مصنّف رح) مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ محمد احسان! اگر تم چاہو تو مَیں تمہیں اس مقام پر لے چلوں۔ تو میرے لئے فلاں بازار سے حلوا لاؤ۔ بعد ازاں مَیں نے آداب بجا لا کر اس نعمت کا شکر ادا کیا ؎

منکہ باشم کہ بر آں خاطر عاطر گذرم | لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

بعد ازاں میرے حال پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ انہیں دنوں ایک روز مجھے فرمایا کہ تمہیں خلقت کی ارشاد کے لئے پورب بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ مجھے آنحضرت کی مفارقت دو بھر تھی اور اپنے آپ کو کسی طرح بھی اس کام کے قابل نہ سمجھتا تھا۔ اس واسطے عرض کیا کہ مجھے اس آستانہ علیہ سے جدا ہونا ناگوار گذرتا ہے۔ آنجناب نے حد سے زیادہ تاکید کی۔ کہ عذر کی مجال نہ رہی۔ اور از راہ بندہ نوازی فرمایا۔ کہ مَیں تمہیں اپنے سامنے قوت ارشاد دیتا ہوں۔ آخر لاچار ہو کر یہ عرضی منظوم کہہ کے آنجناب کی خدمت میں پیش کی۔

عرضی قصیدہ

سر زد ز آتش دل و جاں شعلہ و شرار
چنداں بسوختم کہ شدم اخگر و غبار

دل وجان کی آگ سے اس قسم کے شعلے اور شرارے پیدا ہوئے۔ جن سے مَیں جل کر کوئلہ ہُوا اور پھر غبار بن گیا

از آتشِ فراق دل و جانِ من بسوخت
خونابہ شد رواں ز دو چشمانِ اشکبار

جدائی کی آگ سے میرے دل وجان جل گئے
دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہوگئے

نوعے کہ من بسوختم از ترس بیم ہجر
ہرگز کسے نہ سوختہ ز ابنائے روزگار

جس طرح مَیں ہجر و فراق کے خوف سے جلا ہوں
کہ ابنائے روزگار میں سے کوئی نہیں جلا

marfat.com

طاقت نماند آنکہ دہم شرحِ دردِ او　　نہ اندوہ فرقت و زجدائی آں نگار

مجھ میں اس معشوق کی جدائی اور فرقت کے سبب اتنی بھی طاقت نہیں کہ اس کے درد کی شرح کر سکوں

ہر شام تا بہ صبح بسوزم ز دستِ ہجر　　ہر صبح تا بہ شام نہ آرام و نے قرار

شام سے صبح تک ہجر کے ہاتھوں جلتا ہوں　　اور صبح سے شام تک نہ آرام ہے نہ قرار

یا رب چگونہ زندگیٔ خود بسر کنم　　در فرقتش چگونہ بود طاقت و قرار

اے پروردگار! میں اپنی زندگی کیونکر بسر کروں　　اس کی جدائی میں کیونکر طاقت و قرار ہو

او حکم میکند کہ برو ملک خاوری　　من در غمِ فراق چناں گشتہ ام نزار

وہ پورب میں جانے کا حکم دیتا ہے (میری یہ حالت ہے)　　کہ میں غم فراق میں اس قدر دُبلا پتلا ہو گیا ہوں

نے طاقتِ جدائی و نے تاب حکم او　　یا رب چناں کنم کہ چنیں زارم و نزار

کہ نہ مجھ میں جدائی کی طاقت ہے نہ اسکا حکم بجالانیکی تاب۔ اے پروردگار! میں اب کیا کروں کیونکہ میں بہت نحیف ہو گیا ہوں

چوں حکم اوست محکم حرماں ہلاکِ جاں　　آمد بیاد مصرع فطرت کسے بکار

جب اس کا یہی حکم ہے کہ حرماں سے جان ہلاک کروں　　تو مجھے کسی کا اتفاقیہ یہ مصرع یاد پڑا

حرمان و وصل چیست چو مطلب رضائے تست　　خواہی بغمزہ میکش و خواہی بانتظار

جب اسکی رضا مطلوب ہے۔ پھر وصل و جدائی کیا حقیقت رکھتی ہے　　خواہ تو غمزہ سے ہلاک کر خواہ انتظار سے

جاں زیر پائے تست چو چشم آرزو چہ باک　　جسمیکہ جاں نداشتہ باشد چہ اعتبار

جان تیرے پاؤں تلے ہے　　جس جسم میں جان نہ ہو اس کا کیا اعتبار

اے آفتاب مطلع انوار حق ز سر　　ہستی خلیفۃ اللہ قیوم روزگار

اے ستر انوار حق کے مطلع　　تو خلیفۃ اللہ اور قیوم روزگار ہے

قطب زمانہ عارف حق نائب رسول　　بر مسندِ شریعت و دیں دائم استوار

زمانے کا قطب عارف باللہ اور رسول کا نائب ہے　　شریعت و دین کی گدی پر ہمیشہ قائم رہو

marfat.com

روشن بود چو دین محمد ز نورِ تو | از فیض باطن تو جہاں را بود قرار
تیرے نور کی وجہ سے دین محمدی روشن ہو جیو | تیرے باطن فیض سے جہان کو قرار حاصل ہے
گردندگی اگرچہ بود پیشۂ فلک | از بہر آنکہ گردِ تو گردد ہزار بار
اگر آسمان کا پیشہ ہی گردش کرنا ہے لیکن اس واسطے ہے | کہ تیرے گرد ہزار بار پھرے
احساں امیدوار عنایات و فضل تست | لیکن اگرچہ ہست غلام گناہگار
احسان (محمد احسان مؤلف) تیری عنایت و مہربانی کا امیدوار ہے | اگرچہ وہ ایک گنہگار غلام ہے

بعد ازاں مجھے نہایت مہرباں ہو کر رخصت فرمایا۔ میں آنجناب کے قصدا تمثال امر کے بموجب مشرقی علاقے کو روانہ ہو لیا جب دریائے گنگا سے پار ہوا۔ تو علی محمد خان کے علاقے میں داخل ہوا۔ علی محمد خان سالک اور صاحبِ حال مرد تھا۔ عدل۔ بذل۔ کرم اور حلم اور نیک خصلتوں میں بے نظیر تھا۔ ہزار ہا آدمی اس کے انعام و اکرام کے طفیل آسودہ تھے۔ اور بہت سے گاؤں اور قصبے اس کے زیر سایہ محفوظ و مامون ہیں۔ وہاں کے مفسدوں کی اس نے بیخکنی کر ڈالی ہے۔ ہندوؤں کے بت خانوں کے مسمار کرا کے ان کی جگہ مدرسے اور مسجدیں بنوائیں۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف و متصف تھا۔ اکثر علما و فضلا۔ نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ جو عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے قطب وقت حضرت خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے برادر مہربان لکھا کرتے تھے۔ نہایت صالح متقی اور خدا دوست تھا۔ راتوں کو جاگنا اس کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ اس کی مجلس علما، اور مشائخ سے بھری رہتی۔ سوائے تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور مراقبہ کے اور کوئی کام نہ تھا کبھی ضرورتاً اذکار و عبادات سے فارغ ہو کر مسلمانوں کی خبر گیری اور احوال پرسی کرتا۔ اس کا علاقہ اس کے عدل کے سبب جنت آباد تھا۔ اور سیاح لوگ اسے سمرقند اور بخارا کا ثانی بتلاتے تھے۔ محمد علی خان میرا نہایت مخلص تھا۔ کیونکہ میں اس سے پیشتر مجذوب ہو کر آوارہ پھرا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُدھر بھی آ نکلا۔ اس وقت اس رئیس سے ملاقات کا

marfat.com

اتفاق ہوا تھا۔ پھر جب جناب قیومیت مآب کی آستاں بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اور آنحضرت نے مجھے اس سفر کا حکم دیا۔ اور میرا گذر یہاں ہوا۔ تو اس عزیز نے مجھ پر نہایت مہربانی کی اور مجھے بھی اس کے حالات پسند آئے۔ چونکہ آنجناب کی مرضی مبارک یہی تھی کہ میں اسی جگہ رہوں۔ اس واسطے مجبوراً یہیں رہنے سہنے لگا۔ اور آج تک یہیں رہتا ہوں۔ وہ عزیز اور اس کے لواحق و توابع میرے مخلص ہیں۔ انہیں دنوں ایک منظوم عرضی آنجناب کی خدمت میں لکھی جس کا جواب آنجناب نے نظم میں دیا۔ ہر دو درج ذیل ہیں:

لے صاحب مآثر الامراء نے نواب علی محمد خان روہیلہ کے حالات میں ایک نوٹ لکھا ہے کہ نواب علی محمد خان روہیلہ روہیلہ افغان نہ تھا بلکہ ایک روہیلہ افغان داؤد خان نے جب مغل سلطنت کی طوائف الملوکی کے دوران بریلی میں علم بغاوت بلند کر کے خود مختاری کا اعلان کر دیا تو اسے موضع بانکوئی ضلع بریلی سے ایک بچہ ملا جو کسی جاٹ کا بچہ تھا۔ داؤد خان نے اس بچے کو اپنا بیٹا بنا کر پالا۔ تعلیم و فنون سپہ گری میں مشاق بنایا۔ بڑا ہو کر یہ لڑکا نواب علی محمد روہیلہ کے نام سے مشہور ہوا تھا۔ اور روہیلہ حکومت کا بانی بنا۔ ۱۱۳۹ھ بمطابق ۱۷۲۶ء میں داؤد خان مارا گیا۔ اور اس کے مشیروں نے علی محمد کو اپنا سردار تسلیم کر لیا۔ یہ آنولہ میں مقیم تھا۔ مگر مغلوں کی قوت دوبارہ بحال ہونے پر دامن کوہ میں جا چھپا۔ اس نے علاقے کے لوگوں کو اکٹھا کر کے اعتماد الدولہ قمر الدین خان کی جاگیر بانس بریلی اور مراد آباد کو تباہ کر دیا۔ وہ مزید قوت حاصل کرتا گیا۔ حتیٰ کہ راجہ کمایوں کا علاقہ فتح کر لیا۔ محمد شاہ بادشاہ بذات خود اس کی سرکوبی کو نکلا۔ شاہی لشکر کے بد قماش لوگ لڑائی سے پہلے ہی آنولہ جا پہنچے اور لوگوں کے گھروں کو آگ لگا کر لوٹ مار شروع کر دی۔ مگر نواب محمد علی خاں کو شکست نہ دی جا سکی۔ وزیر قمر الدین خان کی وساطت سے صلح مندی کے لئے محمد علی خان محمد شاہ کے دربار میں آیا۔ اور کچھ مراعات لے کر اپنے علاقوں پر حکمرانی کرنے لگا۔ ۱۱۶۱ھ میں درانی کی آمد پر ۳ شوال ۱۱۶۲ھ ۱۷۴۹ء آنولہ میں مر گیا۔ حافظ رحمت خان نے قبر پر عالی شان مقبرہ بنایا تھا۔

marfat.com

عرضداشت فقیر محمد احسان بجناب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

اے پیک صبا رساں سلامے
از ذرہ کمترین غلامے

اے صبا کے قاصد! کمترین غلام ذرہ بے مقدار کی طرف سے

در حضرت پاک ہادیٔ راہ
قیوم زماں خلیفۃ اللہ!

ہادیٔ راہ قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام پہنچانا

قیوم چہارم جہاں است
ثانی مجدّد زماں است

وہ جہان کے چوتھے قیوم اور زمانے کے دوسرے مجدد ہیں

اے خاتم مظہر محمّد
اتمام کمال دینِ احمد

اے مظہر محمّد کے خاتم اور
دینِ احمد کے کمال کے متمم

کز امرِ تو ایں سفر گزیدم
در قصبہ آنولہ رسیدم

آپ ہی کے حکم سے میں نے یہ سفر اختیار کیا
اور قصبہ آنولہ میں پہنچا

سالار دریں نواحی واحد
خانیت کلاں علی محمّد

اے علاقے کا سردار علی محمّد خان نام ایک بڑا افغان ہے

از داد کرم کمال دارد
ہر دم بحق اشتغال دارد

جسے بخشش اور انصاف میں کمال حاصل ہے
اور جو ہر دم حق میں مشغول ہے

خدمات مرا سعادت انگاشت
از دل علم ارادت افراشت

اس نے میری خدمت کو سعادت سمجھا
اور تہ دل سے میرا مرید ہوا

اندر طلب خدا ست زاخلاص
مصروف شریعت بہ نیت خاص

اخلاص دلی سے وہ خدا کا طالب ہے
اور شریعت میں خاص نیت سے مصروف ہے

marfat.com

امید کہ خاص خود شمارند — در جرگہ خاصگاں درآرند

امید ہے کہ جناب اسے اپنے خاصوں میں شمار کرکے اپنے مخصوصوں کے گروہ میں شامل فرمائینگے

پیرے رشد زمن امیدوار است — مارا بجواب انتظار است

وہ مجھ سے ارشاد کی تمنا کرتا ہے — لیکن میں اس کے مرید کرنے میں متامل ہوں

چندیں افغاں گرفتہ تلقین — زآں جان محمدؐ و صدر دین

کئی پٹھانوں نے مجھ سے تلقین حاصل کی ہے — ان میں سے جان محمد اور صدر دین کی حالت اچھی ہے

یک سر ز فنائے دل کشیدہ — دیگر بہ فنائے دل رسیدہ

ایک تو فنائے دل سے آگے ترقی کر گیا ہے — اور دوسرا ابھی فنائے دل تک پہنچا ہے

بعضے بہ لطیفہ ہائے خمسہ — مشغول شدہ صباح و مسا

باقیوں میں سے بعض صبح و شام لطائف خمسہ میں مشغول ہیں

دو واقعہ عجیب دیدم — یک طرفہ تر و غریب دیدم

میں نے خواب میں ایک نہایت عجیب و غریب معاملہ دیکھا ہے۔ وہ یہ کہ

در جامۂ سرخ یک نسائے — در خوبی و حسن دلربائے

ایک نہایت ہی حسین اور دلربا عورت سرخ لباس پہنے ہوئے ہے

پائم ز غلط برو بر افتاد — از دیگر سو زنے ندا داد

اس پر جب غلطی سے میرا پاؤں پڑا — تو دوسری طرف سے ایک عورت نے آواز دی

کہ احساں بنگر و ایں جمالم — من نور خدائے ذوالجلالم

کہ اے احسان ذرا میرے جمال کو تو دیکھ — میں تو خدائے ذوالجلال کا نور ہوں

دیگر کہ شدیم مست سرشار — مدہوش خمار سخت خمار

دوسرے یہ کہ میں مست و سرشار ہو گیا — اور پھر سخت خمار میں مبتلا ہے

marfat.com

دیگرے شدہ دائرہ نمودار !! گم شد ز میانش نقطۂ پرکار
اور یہ ایک دائرہ نمودار ہوا ! لیکن اس کا مرکز گم ہے
زلبم لعاب باں ہمے ریخت خلقتے بہ ملامتم در آویخت
اس دائرے میں میرا لعاب دہن گرتا ہے میری یہ حالت دیکھ کر لوگ مجھے ملامت کرنے لگے
جملہ بجواب باز گشتند گفتند زمانہ ساز رفتند
سب نے مجھے یہ کہہ کر کہ یہ زمانہ ساز ہے جواب دے دیا ہے اور چلتے بنے
حل کن ہمہ مشکلات مارا مے بین بہ تفضلات مارا
جناب میری ان مشکلات کو حل فرمایئں اور نگاہ تفضل سے دیکھیں
احسان کہ از حضرت زبیر ہست متوقع از دعائے خیر است
احسان زبیری بارگاہ سے دعائے خیر کا امیدوار ہے

حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کا مکتوب گرامی بجواب عریضہ مؤلف کتاب

اے نسیم صبا بصد عنوان گر توانی سلام ما برساں
اے نسیم صبا! اگر تجھ سے ہو سکے تو سینکڑوں طرح سے ہمارا سلام
برآنکہ ہست شیخ زماں صاحب ارشاد مردمانِ جہاں
شیخ زماں اہل جہاں کے صاحب ارشاد
غرق دریائے وحدت و عرفاں سالک راہ حق میاں احساں
دریائے وحدت و عرفان میں غرق شدہ اور راہ حق کے سالک میاں احسان کو پہنچا
ہر کہ باشد ز حالِ ما پرساں یک بیک را سلام ما برساں
جو جو ہمارا حال پوچھے انہیں ایک ایک کر کے ہمارا سلام پہنچاؤ۔ دوسرے یہ کہ

marfat.com

کہ ماہ مبارک رمضان — بہ شب ختم حضرتِ قرآن
کہ ماہِ مبارک رمضان میں — جس رات قرآن شریف ختم ہوتا تھا
عرضئ آں محب با اخلاص — گشت روشن چو سورۂ اخلاص
اس مخلص مجید کی عرضی — سورۂ اخلاص کی طرح روشن ہوئی
عرضئ مثلِ گلستانِ رنگین — پائے تا سر چو نیشکر شیریں
وہ عرضی پھلواڑی کی طرح رنگین تھی — اور سر تا پا گنے کی طرح میٹھی تھی
چوں شدم آگہ از مضامینش — بکشودم زباں بہ تحسینش
جب میں اس کے مضامین سے آگاہ ہوا — تو میں نے اس کی تعریف کیلئے زبان کھولی
کہ ہمہ بود حسبِ اہل اللہ — معنئ لا الٰہ الا اللہ!
کیونکہ وہ ساری کی ساری اہل اللہ کے حسبِ حال — لا الٰہ الا اللہ کے معانی تھی!
کردہ بودی زحبِ خود تحریر — بر شما نیست حاجتِ تقریر
جو تو نے محض اپنی محبت سے لکھی — تمہیں اپنی محبت کے اظہار کی ضرورت نہیں
صدقِ ہر کس بقدر دانش اوست — پیشِ ما ظاہر است دشمن و دوست
کیونکہ ہر شخص کا صدق اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے اور ہمیں دوست دشمن معلوم ہیں۔
آں قدر مقبل و وفا کیشی — ہر چہ بنوشتۂ از آں بیشی
تم اس قدر مقبل اور وفادار ہو۔ — کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے تم اس سے بھی زیادہ ہو
حق تعالیٰ سلامتت دارد — تا ابد بے ملامتت دارد
اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے — اور ابد تک بے ملامت رکھے
ہستئ از گلشن مجدد دیں — آں شہ رہنمائے راہِ یقیں
تم مجدد دین کے باغ سے ہو — جو راہِ یقین کے رہنما تھے

marfat.com

توہم اولادِ آں شہنشاہی ‏ ‏ بیش ازیں از خدا چہ میخواہی

تم اسی شہنشاہ کی اولاد ہو ‏ ‏ اس سے زیادہ اور کیا خدا سے چاہتے ہو

اے پسر از نصیحتم مخروش ‏ ‏ سخنم را بکن چو دُر در گوش

بیٹا میری نصیحت سے جوش و خروش میں نہ آنا ‏ ‏ میری بات کو کان میں موتی کی طرح پہن لو

خود بخود طالبِ مرید مشو ‏ ‏ ہمچو یارانِ روز عید مشو

خود بخود مرید کا طالب نہ ہو جانا ‏ ‏ اور نہ ہی عید کے دن سے یاروں کی طرح بن جانا

ہر کہ آید بہ راہِ صدق و صفا ‏ ‏ بنشاں بر دلش نہالِ وفا

جو سچے دل سے حلقہ مریدی میں داخل ہونا چاہیے ‏ ‏ اس کے دل میں وفا کا پودا لگا دینا

شو بہ تلقین ذکر او مشغول ‏ ‏ تا کہ گردد بہ نزد حق مقبول

اور اسے ذکرِ الٰہی تلقین کرنا ‏ ‏ تا کہ وہ حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جائے

بطفیلِ خدا اثر بینید ‏ ‏ قدرتِ حق بچشم سر بیند

وہ اللہ تعالیٰ کے طفیل سے اثر دیکھے ‏ ‏ اور قدرت حق کو ظاہری آنکھوں سے دیکھ لے

دلِ ہر کس شبہ ناک بود ‏ ‏ شغل نا دادیش چہ باک بود

جس کے دل میں شبہ ہو ‏ ‏ اس کو شغل الٰہی میں نہ مشغول کرنا کچھ مضائقہ نہیں

نکنی بہر طالبان تاخیر ‏ ‏ زیں سبب نیست حاجت تحریر

طالبوں کے واسطے دیر نہ کرتا ‏ ‏ کیونکہ اس بارے میں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں

زینہار اے پسر بصد زنہار ‏ ‏ کہ حذر کن ز نفس آدم خوار

خبردار! ہرگز ہرگز نفس آدم خوار کے کہنے میں نہ آنا۔ اور اس سے ڈرتے رہنا

نفس را در طریقہ راہ مدہ ‏ ‏ پائے در راہ اشتباہ منہ

نفس کو طریق راہ میں دخل نہ دینا ‏ ‏ اور کسی مشتبہ طریقے میں پاؤں نہ رکھنا

marfat.com

تا بنزدِ خدا شوی مقبول — راہ یابی بحق رسی بحصول !

تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاؤ — اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ تمہیں مل جائے

مندرج بود در عریضہ چنیں — کہ بدیدم بخواب مہ جبیں

تمہارے عریضہ میں یہ بھی لکھا تھا کہ مَیں نے خواب میں ایک مہ جبین کو دیکھا ہے

او بمن التفات بے حد کرد — نشہ ساں ہوش از سرم رد کرد

جس نے حد سے زیادہ توجہ کی ہے ۔ — جس کے سبب میں متوالا ہو گیا ہوں

مژدہ باد اترا ازیں شادی — گز خرابی رسی بہ آبادی

سو تمہیں اس خوشی کی خوشخبری دی جاتی ہے — کہ خرابی سے نکل کر آبادی نصیب ہو گی

ایں خبر مے دہد ز استعداد — کہ خدایت نمود استمداد

اس سے تمہاری استعداد کا پتہ لگتا ہے — کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی ۔

ایں ولایت ز سرورِ دیں است — کہ بہ معنی نشانِ او ایں است

یہ سرورِ دیں کی ولایت ہے ۔ — کیونکہ حقیقت میں یہ نشان اسی کا ہے

زآں ولایت ترا شمر باشد — زایں ولایت ترا خبر باشد

تم اس ولایت (ولایت محمدیؐ) میں شمار کئے جاؤ گے اور اس ولائیت کی تمہیں خبر ہو گی

---

marfat.com

حضرت شیخ ضیاء الدین یوسف نبیرہ حضرت مجدد الفِ ثانی سرہند میں حاضر ہوئے

اس سال شیخ ضیاء الدین[۱] جو حضرت شیخ محمد یحییٰ المشہور بہ شاہ جیو کے بلاواسطہ فرزند اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے سرہند سے شاہجہان آباد آئے۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت شیخ ضیاء الدین نے سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی

ح ۱ حضرت شیخ ضیاء الدین یوسف المعروف بہ میاں جیو قدس سرہٗ حضرت شیخ یحییٰ مجددی قدس سرہ کے فرزند اولین تھے۔ آپ سنہ ۱۰۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اور چھیاسی سال کی عمر میں سنہ ۱۱۳۲ھ میں وفات پائی۔ صاحب انساب الانجاب نے لکھا ہے کہ آپ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ شیخ حسن علی معروف بہ شاہ چراغ، دوسرے شاہ احمد قدس سرہما۔ شاہ چراغ کے تین بیٹے غلام یحییٰ، میاں محمدی اور محمد باقر تھے۔ المعروف میاں حاجی محمد سعادت اللہ تھے۔ غلام یحییٰ کے ہاں ایک بیٹا غلام نقشبند ہوا۔ محمد باقر عرف میاں حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۰ رجب سنہ ۱۱۸۳ھ کو فوت ہوئے۔ ان کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام شاہ احمد تھا۔ شاہ احمد کے دو بیٹے شاہ حسن اور شاہ رضا ہوئے ان دونوں کی نرینہ اولاد کا آگے علم نہیں ہو سکا۔ میاں محمد سعادت اللہ کی صرف دو بیٹیاں تھیں۔

(استفادہ انسابُ الانجاب)

marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پورا کیا اور خلافت پائی۔ ان دنوں آپ خلق اللہ کے مرجع و مآب تھے۔ اور تمام حضرات سرہند آپ کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ بے واسطہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی اور پوتا زندہ نہ تھا علاوہ ازیں آپ عمر میں بھی تمام مشائخ سرہند سے بڑے تھے۔ اس واسطے سارے آپ کی عزت کیا کرتے تھے۔ اور زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ جمعہ کے روز سارے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوتا کہ بیان سے باہر ہے۔ جب آپ کی عمر اخیر کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ اب تمہاری زندگی تھوڑے دن اور ہے۔ بہتر ہے کہ قطب زماں قیوم جہاں کی خدمت میں جا کر اپنے واسطے توجہ کی درخواست کی۔ آپ نے یہ کشف دیکھکر شاہجہان آباد جانے کا ارادہ کیا۔ جب شہر کے وسلو نے آپ کا یہ ارادہ سنا۔ تو سارے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ اس ضعیف و پیری میں سفر کرنا مناسب نہیں۔ اس عارف باللہ نے مذکورہ بالا ماجرا انہیں سنایا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہاں جانے پر مامور ہوں۔ یہ کہہ کر شاہجہان آباد کی راہ لی۔ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اور مریدانہ سلوک تواضع اور ادب کیا۔ آنجناب نے آپ سے بھی زیادہ آپ کا ادب کیا کیونکہ آپ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ نے اپنا مکاشفہ عرض کیا اور فیض باطنی کے لئے درخواست کی۔ آنجناب نے آپ کے حق میں توجہ باطنی اور القائے نسبت کیا بعد ازاں آپ چند روز آنجناب کی خدمت میں رہ کر واپس سرہند آئے۔ سرہند پہنچتے ہی آپ مرض موت میں مبتلا ہوئے اور تھوڑے دن بعد آپ کا وصال ہو گیا اپنے والد کے قبہ میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ کے برابر مدفون ہوئے

marfat.com

لوگوں کو آپ کی وفات کا سخت افسوس ہُوا. کیونکہ اب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی بے واسطہ پوتا زندہ نہ تھا۔

اِنتقال مخدوم زادہ خواجہ محمّد احرار از ین جہان پُر ملال

اس سال مخدوم زادہ خواجہ محمّد احرار جو آنجناب کے تیسرے فرزند تھے. بیمار ہو گئے. حضرت سلطان الاولیاء کو آپ کی بیماری کا از لیس غم ہوا. کیونکہ آنجناب اس سلالہ دودمان قیومیت کی طرف بہت متوجہ تھے. اور اس مخدوم زادہ کی استعداد کی حد سے زیادہ تعریف کیا کرتے تھے. بلکہ ان بشارات کا اشارہ کیا کرتے تھے جن سے مشائخ کبار ممتاز ہوتے ہیں. جوں جوں مخدوم زادہ صاحب زیادہ بیمار ہوتے جاتے تھے. آنجناب زیادہ ملول ہوتے جاتے تھے. انہیں دنوں ایک روز میرے (مولف ج) والد بزرگوار کو فرمایا کہ بھائی صاحب مَیں نے محمّد احرار پہ اس طرح کی توجہ کی ہے کہ اگر پہاڑ پر بھی کرتا تو موم کی طرح پگھل جاتا. لیکن تقدیر حق کا کوئی علاج نہیں. اغلب ہے کہ یہ فرزند اس مرض سے نجات نہیں پائے گا. یہ کہتے ہی مخدوم زادہ کا مرض ایک سے سو گنا ہو گیا. اور دن بدن حالت بدلتی گئی. جس دن فوت ہوتا تھا اس دن صبح کے وقت آپ کی حالت میں کچھ تبدیلی ہوئی. جیساکہ موت کے قریب پہنچ کر اکثر ہُوا کرتا ہے. ایک شخص نے آکر یہ خبر آنجناب کو دی تو آنجناب نے فرمایا کہ یہی نا مبارک دن ہے. اس بات کو ابھی ایک لمحہ بھی گذرنے نہ پایا تھا. کہ خبر آ گئی کہ مخدوم زادہ صاحب جان کنی میں ہیں. آنجناب یہ وحشت اثر خبر سن کر

marfat.com

گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابھی گھر کے دروازے پر پہنچے تھے۔ کہ شاہزادہ نے جان خدا کے سپرد کی۔ اور پاس بیٹھے ہوئے اشخاص سے گریہ وزاری کی آواز نکلی آنجناب فصبر اجمیل کہہ کر دروازے کے پاس کے کنوئیں پر بیٹھ گئے لیکن قارہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ افسوس وغیرہ کا کوئی لفظ تک زبان سے نہ نکالا کبھی کبھی آنکھوں سے آنسو رخساروں پر گرتے تھے۔ سوائے اس کے اور کوئی بے قراری یا افسوس کی علامت نہ دیکھی گئی۔ بعد ازاں مخدوم زادہ کو غسل دے کر نماز جنازہ پڑھ کر نعش سرہند بھیج دی۔ منجھلے مخدوم زادہ صاحب پہلے ہی سرہند میں تھے۔ وہ اور اکابر شہر نعش کے استقبال کو آئے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کی پائنتی کی طرف دفن کیا ؎

از مرغ فغاں سرود برخاست	وز چشمۂ غنچہ گرد برخاست
ہم باد برابر آستیں زد	ہم آب کلاہ بر زمیں زد
بادے چو دم نہنگ خونریز	آبے چو سحاب اژدہا تیز
گلزار شد از گل افسردہ	غمخانہ صد چراغ مردہ
برخاست خزاں بہر کنارے	افتاد چمن بجنگ کیارے

ماتم پرسی کے دن گذرنے پر خواجہ عبد القادر والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب کو اس واقعہ سے اس قسم کا غم والم ہوا۔ کہ قلم اس کے تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ ہر ہفتے جمعہ کے روز باغ کی سیر کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ بھی ترک کر دیا۔ اور مریدوں کو توجہ دینا بھی چند روز کے لئے موقوف کر دیا۔ صبح وشام کے اوراد میں بھی تغیر و تبدل ہو گیا۔ ضعف بدن بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ طرح طرح کے امراض پیدا ہوئے۔ چنانچہ چند مرتبہ ایسا ضعف طاری ہوا کہ لوگوں کو آنجناب کی نا امیدی ہو گئی۔ پھر تخفیف ہو جاتی۔ لیکن پھر عود کر آتا۔

marfat.com

گو آنجناب اپنے آپ کو بہ تکلف تندرست ظاہر کرتے تھے لیکن زیادہ کمزور ہوتے جاتے تھے۔ سات سال یہی حالت رہی۔ ایک دن بھی صحت میں نہ گذرا اِن دنوں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے اندر شیخ رہ گیا ہے۔ آخر اس ضعف کا نتیجہ یہ ہوا کہ سل دق کا عارضہ ہوگیا اور اسی عارضہ سے آنجناب کا وصال ہوگیا۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کے خلاف دربار شاہی میں ایک سازش

بعض حاسدوں نے اپنی شقاوت ازلی کے سبب حضرت خلیفۃ اللہ محمّد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کئی خلاف واقع کلمات بادشاہِ وقت سے کہے۔ بادشاہ کو اپنی معہودہ عادت کے مطابق وہم سا ہوگیا۔ اگرچہ بادشاہ آنجناب کا بڑا معتقد تھا۔ لیکن مغلوں کی وجہ سے جو آنجناب کے غلام تھے۔ اور کبھی کبھی بادشاہ اور ان کے درمیان نفاق ہوجاتا تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوچکا ہے بسا اوقات ایسا ہوتا کہ بادشاہ سے دینی امور میں کوئی نہ کوئی ایسی بات ظاہر ہوجاتی جس کی بابت مغل آنجناب کی خدمت میں شکایت کرتے تھے اس واسطے بادشاہ کو ان کا رعب غالب معلوم ہوتا تھا۔ واقعی سلطنت میں سراسر ڈر اور خوف ہوتا ہے۔ بادشاہ نے تنگ آ کر اپنے بعض فدائیوں کو تفتیش کے لئے آنجناب کی خانقاہ میں بھیجا۔ انہی دِنوں حاجی امان بدخشی جو آنجناب کا خلیفہ تھا۔ بطور مسافر دو تین دن سے آنجناب کی خانقاہ میں آیا ہوا تھا اسے مار پیٹ ہوئی۔ کہ یہ شاہی جاسوس ہے۔ جب آنجناب

marfat.com

نے اسے پلٹتے دیکھا. تو جھڑک کر لوگوں کو منع کیا اور فرمایا کہ وہ جاسوس نہیں بلکہ (ایک پاس کھڑے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کر کے) یہ جاسوس ہے. پھر اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا. کہ خبردار! اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو کسی قسم کی جھوٹی خبر بادشاہ کو نہ دینا اس نے عرض کیا کہ کیا مجال کہ میں قطب زماں کو ناراض کروں. اور غضب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤں. آنحضرت نے اس کے حق میں دعا کی۔

ایک جاسوس کا حشر

انہیں دنوں ایک اور جاسوس نے بعض حاسدوں کے کہنے سے جھوٹی خبر بادشاہ کو پہنچائی. خبر پہنچاتے ہی اس کا سارا چہرہ سوج گیا اور اس کی زبان بند ہو گئی. جب بادشاہ نے اس بات کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ خبر محض جھوٹ تھی اس لئے شرمندہ ہو کر آنجناب سے معافی مانگی اور بادشاہ نے تجویز پیش کی کہ اگر آنجناب جمعہ کے روز منبر پہ کھڑے ہو کر مغل وغیرہ مسلمانوں کو میری اطاعت کا حکم دیں تو میری سلطنت کو نہایت تقویت ہو جائے گی۔ آنجناب نے اس بات کو منظور فرما کر جمعہ کے روز نماز سے فارغ ہو کر منبر پہ آ کر تمام وضیع و شریف کے روبرو اپنی خانقاہ میں فرمایا۔ یاایھا الناس اطیعو اللہ واطیعوالرسول واولی الامر منکم۔ بادشاہ وقت کی اطاعت کو واجب جانو. سب نے جان و دل سے آنجناب کے فرمان کو قبول کیا. بادشاہ یہ خبر سن کر نہایت ہی خوش ہوا. اس کے شکریہ میں تحف وہدایا نذر کیئے. بعد ازاں آنجناب کے بارے میں حاسدوں کی بات کو نہ سنا. تھوڑی مدت میں حاسدوں کا جان و مال نیست و نابود ہو گیا لیکن آنجناب کا مزاج مبارک بادشاہ کی اس عادت سے بہت منحرف ہو گیا. کہ باوجود اس قدر توجہات کے پھر بھی فاسد خیالات بادشاہ کو نہیں چھوڑتے. آنجناب ان دنوں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے نزدیک سلطنت رائی کے دانے کی طرح ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ محمد شاہ کن خیالات میں ہے. تھوڑے ہی عرصے بعد ان خیالات کا

marfat.com

بدلہ اسے مل گیا۔ لیکن پھر آنجناب نے از راہ بندہ نوازی اس کو اس بلا سے نجات دلوائی جو انشاء اللہ عنقریب ہی بیان کیا جائے گا۔ اس ہنگامہ کے بعد بادشاہ نے پھر آنجناب کی ملاقات کی خواہش کی لیکن بے سود۔ آنجناب نے وہی پہلا جواب دیا اور عذر کر بھیجا۔

خواجہ عزیز اللہ کو خلافت دیکر بدخشاں روانہ کر دیا

اسی سال حضرت سلطان الاولیاء نے خواجہ عزیز اللہ بدخشی کو خلافت دے کر بدخشاں روانہ فرمایا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہاں کا بادشاہ جو آپ کے آباؤ اجداد کا قدیمی مرید تھا آپ کے استقبال کے واسطے آیا۔ اور آپ کو نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لے گیا۔ اس ملک کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ اور علماء و مشائخ حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ وہاں کے چھوٹے بڑے صبح شام آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ ایک دن بادشاہ نے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات دریافت کئے۔ خواجہ صاحب نے آنحضرت کی بزرگی کماحقہ بیان کی۔ بادشاہ نے کہا۔ اس وقت ایسے بزرگ کا ہونا بہت غنیمت ہے لیکن گذشتہ اولیاء کو اپنی ولایت میں عجیب استقلال ہوا کرتا تھا خواجہ صاحب نے فرمایا آجکل ہزاروں صاحب۔ کرامت بزرگ۔ بلکہ ان سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں موجود ہیں۔ اور آنجناب سے باطنی فیض حاصل کرتے ہیں۔ تم نے حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ آنجناب قیوم زماں ہیں اور آنجناب کا بدن مبارک جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بقیہ خمیر طینت سے بنا ہوا ہے۔ تمام قطب فرد اور غوث۔ قیوم کے نائب ہوتے ہیں۔

marfat.com

آج تک سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کوئی شخص قیوم نہیں ہوا۔ تمام اولیائے سلف و خلف حضرت سلطان الاولیاء کے ظل کمالات کے دائرہ میں ہیں۔ بادشاہ یہ سُن کر خاموش ہو گیا۔ ہاں یا نا کچھ بھی نہ کی۔ دیر کے بعد کہا۔ کہ بیشک تم انہیں اس قدر بزرگ سمجھتے ہو گے۔ لیکن میرے خیال میں تمہارے دادا شیخ خلیل اللہ بدخشی جیسا ایک بھی نہیں۔ خواجہ صاحب سخت ناراض ہو کر مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے کہا۔ کہ اے بادشاہ! دیر نہیں گزریگی کہ تم حضرت خلیفۃ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگے تم نے حضرت سلطان الاولیاء کی سلطنت کو قبول نہیں کیا۔ ہم تمہیں بدخشاں کی سلطنت سے معزول کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب ناراض ہو کر اپنے گھر لوٹ آئے۔ اور اپنے تمام یاردں کو جمع کر کے فرمایا۔ کہ آؤ اس کے حق میں بد دعا کریں۔ کہ حق تعالیٰ اسے اس جہان سے اٹھا لے۔ پھر نہایت عاجزی سے دعا کی۔ دعا کرتے ہی بادشاہ کے پیٹ میں درد اٹھا۔ اور اسی رات اس جہانِ فانی سے چل بسا۔ دوسرے دن ارکانِ سلطنت نے ایک اور شخص کو تختِ شاہی پہ بٹھایا۔ اس بادشاہ کو خواجہ صاحب کی خدمت میں لا کر آپ سے استقلالِ سلطنت کے لئے دُعا مانگی۔ خواجہ صاحب نے تاجِ شاہی اس کے سر پر رکھ کر دعائے استقامت کی۔ اور اسے فرمایا تمہاری سلطنت کا قیام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور قیومیت کے اعتقاد پہ موقوف ہے۔ اس نے کہا۔ مَیں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدخشاں میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور بہت سے نورانی چہروں والے آنجناب کے ساتھ ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں کہ شاہِ بدخشاں کو حاضر کرو۔ اتنے میں مردہ بادشاہ کو لائے۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ ہم نے تمہاری ہدایت اور تمہاری سلطنت کے استقلال کے لئے اپنا خلیفہ بھیجا تھا۔ لیکن تم نے اس کی قدر نہ کی بلکہ بجائے شکر گزار ہونے کے کُفرانِ نعمت کیا۔ تم سلطنت

marfat.com

کے لائق نہیں تھے۔ ہم نے تمہیں سلطنت سے معزول کر کے اس جہان کو تمہارے وجود سے پاک کر دیا ہے۔ پھر مجھے بلا کر تاج شاہی میرے سر پہ رکھ کر فرمایا۔ ہم نے تجھے بدخشاں کا بادشاہ کیا۔ اپنی سلطنت میں عدل کرنا اور قیوم اربعہ کی قیومیت کا معتقد رہنا۔ ہمارے خلفا کی خدمت کرنا۔ جب میں جاگا تو شہر میں شور مچا ہوا تھا کہ بادشاہ مر گیا ہے۔ ارکانِ سلطنت نے آ کر مجھے شاہی تخت پر بٹھایا۔ بعد ازاں خواجہ عزیز اللہ کا مرید ہوا اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت قیومیت بھی خواجہ صاحب کے ہاتھ پہ کی۔ اور اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔

جب اس کی عرضی معہ خواجہ صاحب کی عرضی کے آنجناب کی خدمت میں پہنچی تو آنجناب نے بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی اور اپنے مخلصوں کے زمرے میں شامل کیا۔

حضرت شیخ محمد نعمان حق رسا نبیرۂ حضرت مروج الشریعت و رئیس مشائخ سرہند حرمین الشریفین سے واپس آ گئے

اسی سال شیخ محمد نعمان حق رسا جو شیخ رسا کے فرزند رشید اور حضرت مروج الشریعت کے پوتے اور تمام حضرات سرہند کے سردار تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

۱؎ شیخ محمد نعمان حق رسا کی تاریخ وفات سترہ محرم الحرام ۱۱۵۷ھ ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک لڑکی تھی۔ شیخ نور الاسلام بچپن میں فوت ہو گئے۔ غلام ابراہیم غلام قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما لڑکے ہوئے۔ غلام ابراہیم کے ایک بیٹے کا نام حامد رسا تھا۔ پھر حامد رسا کا ایک بیٹا صدیق احمد یادگار خاندان بنا۔ (ماخوذ از انساب النجبا)

میں مرید ہوئے۔ اس کی تفصیل کیفیت یوں ہے کہ شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد کی خدمت سے کسب و کمال حاصل کیا تھا۔ ان سے وصال کے بعد حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً و کرماً گئے۔ وہاں آپ کو بے شمار اور لا انتہا باطنی ترقیات نصیب ہوئیں اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کو بھی دیکھ لیا۔ بلکہ جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ جو سالک اس زمانہ میں ہیں اگر اپنے باطن کی سلامتی چاہتے ہیں تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہو جائیں خصوصاً آپ کو تو حکم ہوا کہ تم جا کر قیوم زماں کی خدمت میں فیض اخذ کرو۔ علاوہ بریں شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد سے سنا تھا کہ قطب الاقطابی کا منصب حضرت شیخ محمد زبیر کو حاصل ہے۔ اس واسطے آنجناب کی قطب الاقطابی کے معتقد تھے۔ اس سفر سے واپس آ کر آنجناب کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر ہو کر طلب توجہ کی۔ آنجناب سے غور و تامل اور آپ کی منت و خوشامد کرنے کے بعد توجہ باطنی اور اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا۔ آنجناب پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کسی اور پر اس کا عشر عشیر بھی نہ تھے۔ آپ آنجناب کی تواضع اس طرح کرتے جیسے مرید پیروں کی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ خود تمام حضرات سرہند کے سردار تھے۔ اور تمام امرار بادشاہ اور سلاطین آپ کے نیازمند تھے۔ اور ہزارہا لوگ آپ کے محتاج تھے۔ باوجود ان تمام باتوں کے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آداب بجا لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ آپ کا گھر خانقاہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر تھا۔ بسا اوقات اندھاری راتوں کو کیچڑ میں پا پیادہ چل کر بے خبر آ کر آنجناب کی خانقاہ کے ایک گوشے میں بیٹھ رہتے۔ جب آنجناب کو آپ کے آنے کی اطلاع ہوتی تو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے برابر بیٹھاتے اور اکثر اٹھتے وقت نعلین پکڑ لیتے کہ آنجناب کے پاؤں میں پہنائیں۔ آنجناب بہترا منع کرتے لیکن آپ عرض کرتے کہ میں یہ خدمت للہ کرتا ہوں۔ مجھے اجر سے کیوں محروم رکھتے ہیں حضرت

marfat.com

خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ خصائص اور بشارات سے سرافراز فرمایا۔ آپ مجھ (مولفؒ کتاب) سے زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ میرا غم بھی سنتے ہیں۔ مجھے فرماتے ہیں کہ بھائی صاحب! حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے مقامات ولایت اور کمالات نبوت میں اس طرح کشاں کشاں لے جاتے ہیں کہ میں اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجا ہی نہیں لا سکتا ہوں

گر بر تن من شود زبان ہر موئے   یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

سرہند کے گورنر اور مشائخ سرہند میں اختلاف

اس سال سرہند کے حاکم اور حضرات مخدوم زادوں میں بعض امور کی وجہ سے نزاع ہوگئی حتیٰکہ فریقین آمادہ جنگ ہوگئے۔ قریب تھا کہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اُٹھے۔ ان دنوں سارا شہر اور مضافات حضرات مخدوم زادوں کے ساتھ تھے۔ اور حاکم تھوڑی سی فوج لے کر شہر کے باہر پڑا تھا۔ لیکن حضرات سرہند کی مخالفت سے ڈر گیا۔ کہ کہیں غضب سلطانی میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ اس واسطے معافی مانگ لی لیکن حضرات نے معافی نہ دی۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ سرہند کا گورنر خدا سے نہیں ڈرتا۔ کہ حضرات مخدوم زادوں کی مخالفت کرتا ہے۔

سرہند کے گورنر کی معزولی

اسی اثناء میں بادشاہِ وقت کو بھی اس بات کی اطلاع ہوگئی۔ اس نے یہ خبر سنتے ہی گورنر سرہند

کو معزول کیا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ سے بہت کچھ معافی مانگی۔ ایک اور حاکم تجویز کر کے مقرر کیا۔ اور قطعی حکم دیا۔ کہ جس طرح مخدوم زادے جو چاہیں کریں۔ تم معترض نہ ہونا مخدوم زادوں اور عامل کی باہمی نزاع کا باعث یہ ہوا کرتا تھا۔ کہ شہر کے گردو نواح اور مضافات کی مدد معاش میں مخدوم زادوں کا تصرف تھا۔ اور بہت سے لوگ ان کی نوٹ کے بھروسے ہر سال دیہات اور قصبات کی آمدنی مخدوم زادوں کے نام کر کے اپنے قبضے میں لاتے۔ گورنر اس وجہ سے ان سے لڑتا اور روپیہ مانگتا۔ وہ مخدوم زادوں کی طرف اشارہ کرتے۔ تو عامل مخدوم زادوں کی طاقت سے ڈر کر نصف یا چوتھا حصہ زر کا لینا چاہتا۔ وہ لوگ یہ بھی نہ دینا چاہتے۔ اس واسطے عامل ان کے درپے آزار ہوتا۔ وہ مخدوم زادوں کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور اس بارے میں مدد طلب کرتے۔ وہ کمال کرم اور خیر خواہی خلق اللہ سے جو اس خاندان عالی کا شیوہ مرضیہ ہے عامل سے لڑتے وہ اجب کر کے فروگذاشت کرتا۔ اگر کبھی مخالفت کرتا تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ آخر رئیس بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دیتے۔ عامل مجبوراً صلح کر لیتا۔ کہ کہیں بادشاہ ناراض نہ ہو جائے اور معافی مانگتا۔ بعض اوقات مخدوم زادے اس کے عذر کو قبول نہ کرتے۔ یہ معاملات وزیر اور بادشاہ کے پاس بھیج دیتے۔ وزیر اور بادشاہ ان معاملات کو مخدوم زادوں کی مرضی کے مطابق سرانجام دے کر انہیں خوشدل کرتے۔ اور عامل اور کارکنوں کو سزا دیتے۔

اسی سال اس مؤلف کتاب نے مشرقی علاقہ سے جہاں وہ رہا کرتا تھا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حسب ذیل منظوم عرضی بھیجی۔

عرضداشت فقیر حقیر محمد احسان معصومی سرہندی بجناب حضرت خلیفۃ اللہ

الا اے مدمد فرخ سرفرازی سخندانی   کہ بادا بر سرت زیبندہ دیہیم سلیمانی

marfat.com

اے سرفرازی وسخندانی کے مبارک ہُد ہُد ! تمہارے سر پر سلیمانی تاج زینت ہو

رساں ز احساں سلام عجز انجامے بدر گاہی — کہ بگذارد در آنجا عقل کل در سجدہ پیشانی

احسان کیطرف سے عجز آمیز سلام اس جیگاہ میں پہنچانا جہاں عقل کل بھی سربسجود ہوتی ہے !

امام المسلمین شیخ الشیوخ ہادیٔ عالم — گرامی دودۂ فاروق را شمع است لمعانی

اس بارگاہ کے مالک مسلمانوں کے امام شیخ الشیوخ جہان کے راہنما فاروقؓ کے معزز گھرانے کی روشن ہو منور شمع

امیر المؤمنین سلطان صدیقین زیب دین — محمد زبیر آں قیوم رابع مجدد الف ثانی

مومنین کے امیر صدیقوں کے بادشاہ دین کی زینت محمد زبیر قیوم رابع مجدد و ثانی

رئیس الواصلین قائم مقام انبیائے دین — کہ تاج العارفین واولیاء را قبلہ ثانی

واصلوں کے سردار انبیاء دین کے قائم مقام عارفوں کے تاج اور اولیاء کے قبلہ ثانی

برائے اتقیا شرف و رحیل اصفیا سرور — نتیجہ مرسلین و مظہر اسرار ربانی

پرہیز گاروں کے لئے باعث شرف اور اصفیا کے سردار مرسلین کے نتیجہ اور اسرار ربانی کے مظہر ہیں

ولایت را بود معدن حقیقت را بود مخزن — شریعت را بود ناصر طریقت را بود بانی

آنحضرت ولایت کی کان اور حقیقت کے خزانے ہیں شریعت کے مددگار اور طریقت کے بانی ہیں

ز دانشش مسند قیومیت را زینت تازہ — کہ نازل آمدہ در شان او آیات رحمانی

آنحضرت کے علم سے قیومیت کی مسند کو تازہ زینت حاصل ہے جس کی شان میں رحمانی آیات نازل ہوئی ہیں

بود بیت نبوت سا قد او مصرع زیبا — عیاں زو مطلع انوار کیفیات یزدانی

نبوت کے گھر کے عمدہ کواڑ اور مصرع زیبا ہیں آنحضرت سے کیفیات یزدانی کا مطلع انوار ظاہر ہے

کسے تواند آں قیوم رابع را ثنا کردن — کہ در اوصاف او عاجز بود عرفی و خاقانی

کوئی شخص قیوم چہارم کی ثنا نہیں کر سکتا عرفی و خاقانی جیسے زبردست شاعر آنحضرت کی توصیف سے عاجز ہیں

میسر نیست بعد از انبیاء کس را چنیں شانے — کہ او آمد امام الحق وہم محبوب صمدانی

انبیاء کو چھوڑ باقیوں میں سے کسی کو یہ شان حاصل نہیں کیونکہ آنحضرت امام الحق بھی ہیں اور محبوب صمدانی بھی

marfat.com

غلط گفتم کہ ذاتِ پاکِ او را نیست فخرِ شاں
از یں عالی مقاماتے کہ در انفاسِ او دانی

میں نے غلط کہا ہے کہ اس کی ذاتِ پاک کا فخر شایاں نہیں
بلکہ جس قدر وہم و خیال میں آ سکتا ہے حضرت کے مقامات اس سے بھی اعلیٰ

کمالاتِ رسالت را بود او جامع او لامع
صفاتِ احمدی را سر بسر در ذاتِ او خوانی

آنحضرت کمالات رسالت کے جامع اور روشن کنندہ ہیں
جناب کی ذات میں صفات احمدی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے

شہ قائم مقام انبیائے اولی العزم آمد
مہ نائب مناب ایزد خلائق در دو جہانی

آنجناب انبیائے اولو العزم کے قائم مقام بادشاہ ہیں
دونوں جہان کے خلائق ایزد متعال کے نائب مناب ہیں

بدیں وصلت از دانش رواج و رونق دیگر
بید موسیٰ بدم عیسےٰ بخوبی ماہِ کنعانی

دین و ملت کو آنحضرت کے علم کے سبب سے خاص رواج اور رونق حاصل ہے
یوں سمجھو کہ بلحاظ ہاتھ موسیٰ بلحاظ دم عیسےٰ اور بلحاظ خوبی حضرت یوسف ہیں

دلِ او مظہرِ نورِ تجلائے از خدا یابی
ضمیرِ روشن او موردِ آیاتِ قرآنی

آنحضرت کا دل الٰہی نور کی تجلی کا مظہر ہے
اور ضمیر روشن آیاتِ قرآنی کے وارد ہونے کا مقام

مبرا تر بود انفاسش از دنیا و ما فیہا
ملک پیشش نیارد کرد لافِ پاک دامانی

برائے منصبِ خلت از و شد پایہ برتر
فرشتہ بھی آنجناب کے روبرو پاکدامنی کی لاف زنی نہیں کر سکتا

برائے منصبِ خلت از و شد پایہ برتر
ز محبوبیتِ ذاتی بود یکتائے سبحانی

خلت منصب کی قدر آنجناب کے طفیل سے زیادہ ہو گئی ہے
بلحاظ محبوبیت ذاتی یکتائے زمانہ ہیں

بزہد و ورع باشد نازاں انفاسِ پاکِ او
بتقوائے و صلاح از ذاتِ او چوں فخر ارزانی

آنحضرت کے انفاس پاک نتائج زہد و ورع ہمارے باعث ناز ہیں
اور ہمیں آنحضرت کے تقویٰ و صلاحیت پر فخر حاصل ہے

نجابت را ز والا گوہرے او شرف حاصل
نقابت را ز عالی نسبتش فخرِ فراوانی

نجابت کو آنجناب کی والا گوہری کے سبب شرف حاصل ہے
اور آنحضرت کی عالی نسبتی کی وجہ سے نقابت کو بہت بڑا فخر ہے

فروغِ شمعِ بزمِ معرفت اعنی خدیو من
جمالِ حق کمالِ احمدی قیوم ربانی!

بزم معرفت کی شمع کا فروغ یعنی میرے بادشاہ
جمالِ حق، کمالِ احمدی قیوم ربانی!

محمد عزیز و عبد قادر را سلام بکن
کہ ہستند آں دو نجم روشن خورشید پیشانی

محمد عزیز اور عبدالقادر کو میری طرف سے سلام ہو
وہ دونوں خورشید کی سی پیشانی والے روشن ستارے بھی

بگو کہ جوش استیلائے شوق استاں بوسش
برنگ گل کند دل ہر زماں چاک گریبانی

آنحضرت کی آستان بوسی کے غلبہ شوق کی وجہ سے
دل ہر وقت پھول کی طرح گریبان چاک کرتا ہے

فلک رفعت جناب فیض پیر دستگیر من
ملک سیرت قدر قدرت خلیل کعبۂ ربانی

میرے پیر دستگیر کی آسمان جیسی بلند بارگاہ ہے
اور آنحضرت فرشتہ خصلت قدر قدرت اور ربانی کعبہ کے خلیل ہیں

چو ماہی ام کہ دور از آب دارد بیقراریہا
طپیاں بر روئے ریگ آتشیں افتادہ ام دانی

میں ماہی بے آب کی طرح بے قرار ہوں
یوں سمجھو کہ میں انگاروں پہ لوٹتا ہوں

دمادم چوں رگ سیماب میدارم طپیدنہا
چو مرغ نیم بسمل مینمائیم بال جنبانی

میں دم بدم پارے کی طرح تڑپتا ہوں
اور نیم بسمل پرند کی طرح پر و بال پھڑپھڑاتا ہوں

براں میداشتم شوق جمال پائے بوس او
کہ در رمضان رسم بخدمت محبوب سبحانی

مجھے آنحضرت کی پابوسی کا شوق اس بات پر آمادہ کرتا تھا
کہ میں اس محبوب سبحانی کی خدمت میں ماہ رمضان میں پہنچ جاؤں

چو بشنید ایں ارادہ راز من علی محمد خاں
بہ پیشم آمد و اظہار کرد از عجز و گریانی

جب میرے اس ارادے کی خبر علی محمد خاں کو ہوئی
تو اس نے عاجزی اور منت و سماجت سے کہا

نمے شاید کہ از برکات ایں ایام متبرک
مرا و مسلمیں را ایں ہمہ محروم گردانی

کہ یہ مناسب نہیں کہ آپ ان متبرک ایام کی برکتوں سے
مجھے اور مسلمانوں کو محروم کریں

چو زینساں التجا آورد خان دوست فقرا
ازیں معنی بماندم از دولت خدمت بحرمانی

جب اس فقرا کے دوست خان نے اس طرح التجا کی
اس واسطے میں آنحضرت کی دولت خدمت سے محروم ہوگیا

ہم از بعضے سعادتہا کہ حاصل میشد از خدمت
دریں ایام متبرک ازاں فیاض دورانی

اس فیاض زمان سے ان مبارک دنوں میں بعض سعادتیں
صرف حاضر خدمت ہی ہو کر حاصل ہو سکتی ہیں

کنوں شرح مکاشفہائے خود را بے گمان و شبہ
بہ پیش قبلۂ دیں مینمائیم داستاں رانی

اب میں اپنے بعض مکاشفات، بلا شک و شبہ
اس قبلۂ دین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں

marfat.com

بروز غرہ رمضاں فرخ در مکاشفہ ام
ز جسم من بر آمد نور نہ آں شخص انسانی

ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو مجھ پر منکشف ہوا
کہ میرے جسم سے نور نکلا ہے لیکن وہ انسانی قالب نہیں

پس آنگہ در ہماں ساعت ازاں قالب بروں گشتہ
بہ پیش چشم ایں عاجز گرفتہ شکل انسانی

بعد ازاں آناً فاناً اس قالب سے ایک انسانی شکل نکلی
مجھ عاجز کے سامنے آئی۔ اور

در آمد در تکلم آنکہ من نفس تو میباشم
کنوں گردیدہ ام من بہرہ اندوز مسلمانی

کہنے لگی کہ میں تیرا نفس ہوں۔ لیکن اب
مجھے مسلمانی سے کچھ حصہ نصیب ہوا ہے

صلاحیت ازو پیدا توجہ تام میبایم
فلاحیت ازو ظاہر چو مقبولان ربانی

اس سے صلاحیت ٹپکتی ہے اور اس پر توجہ تام پاتا ہوں
اور مقبولان ربانی کی طرح اس سے فلاحیت ظاہر ہوتی ہے

ازاں ساعت انانیت شدہ ہم سرکشی ہرگز
نمے آید ز من اے خسرو ملک خدا دانی

اس وقت سے انانیت اور سرکشی جاتی رہی
بعد ازاں اے ملک سلطانی کی بادشاہ مجھ سے سرکشی نہیں ہوتی

زوال عین و اثر الحال فوق الفوق مے بینم
بحال خویش مے یابم کمال لطف سبحانی

میں اسے زوال عین اور فوق الفوق حال کا خیال کرتا ہوں
اور اپنی حالت پر لطف سبحانی بدرجہ کمال پاتا ہوں

گہے میدانم اعراض وجود خویش راز عیاں
کہ محو گشت گویا با وجود پاک جسمانی

کبھی میں جانتا ہوں کہ میرا وجود اس طرح ہستی
وجود پاک سے مل گیا اور اصل حالت کو چھوڑ گیا ہے

سپس شد در شب آدینہ قد من چناں اطول
کہ نتواں کرد شرح ایں چنیں بسیار طولانی

بعد ازاں جمعہ کی رات میرا قد اتنا لمبا ہو گیا
کہ اس طول کی شرح ہی نہیں کر سکتے

میان سایہ او عالمے دیدم بچشم خود
در عین سایہ سر یافتم خورشید نورانی

اس کے سائے میں میں نے اپنی آنکھوں سے ایک جہان کو دیکھا
اور عین سایہ سر میں نورانی آفتاب کو دیکھا

بدیدم پرتو او بر جہاں و اہل آں یکسر
دراں خورشید تاباں شہرہا و قصرہا دانی

میں نے اسکا پرتو سارے جہان پر پڑا ہوا دیکھا
اس چمکتے ہوئے سورج میں شہر اور محل موجود تھے

ندائے آمد الہامم کہ اے توران باستی
ہر آنکس را کہ گرد دست بیعت یا بنا خوانی

کچھ دیر بعد مجھے الہام ہوا کہ ایک تو بستی میں ہے — جس شخص کو تو بیعت کریگا گویا وہ ہم سے ہوگا

بوقتے از جناب سرور عالم توجہ را — کہ نتواں در قلم آورد شرحش از فراوانی

ایک وقت مجھے جناب سرور کائنات ﷺ سے توجہ — نصیب ہوئی جسکی شرح بسبب کثرت احاطہ تحریر سے خارج ہے۔

بعنوانے کہ در حق بشر از باب مے آمد — بحالِ خویش دیدم بدل زاں ہمائے ربّانی

اس انسان کے حق میں جو تیرے دروازے سے آتا ہے — میں نے اپنی طرح اوس ہمائے ربانی کا بدل خاص دیکھا

چناں گشت از عنایاتِ فراواں بر زبان جاری — کہ تو فرزند مائی نورِ چشمی جسمی و جانی

بسبب کثرت عنایت زبان پر یوں جاری ہوا — کہ تو میرا فرزند اور میرا جسمی و جانی نور چشم ہے

ازاں پس در تہجد خود مجدد الف ثانی ام — بساطِ سبز گسترده چو خضراے گلستانی

بعد ازاں میں تہجد میں گویا خود مجدد الف ثانی ہوں — اور سبزہ باغ کی طرح بساط سبز بچھی ہوئی ہے

براں مسند نشستہ یافتم خود را ہماں ساعت — بآئین کہ بنشیند شاہ بر تخت جہانبانی

میں نے اپنے آپ کو اسی وقت اس مسند پر اسطرح بیٹھا ہوا پایا — جسطرح کہ تخت جہانبانی پر بادشاہ بیٹھا کرتے ہیں

دگر مسترشدیں من کہ مے بینند حالاتی — ز حیرت تہا برد دل را فرو در قعر عمانی

مجھ سے ارشاد سیکھنے والے اِن حالات کو دیکھ کر — بحر حیرت میں ڈوبے جاتے ہیں !!

نمے آید ز من بظہور توفیق واراداتی ! — کہ نامنظور گردد در جناب پاک یزدانی

مجھ سے توفیق وارادت ظہور میں نہیں آئی — کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی پاک جناب میں نامنظور نہ ہو جائے

سرانجام کہ وصل جانب یزداں تواند شد — نمے آید سرانجام از رہِ بے سروسامانی

وہ سرانجام جو یزداں کی طرف ملا سکتا ہے — وہ بسبب بے سروسامانی سرانجام نہیں ہوتا

گرفتار تعجب ہم باز مانند متکبر — فرو ہستم بہائم وار در لذات نفسانی

پھر میں متکبر کی طرح تعجب میں گرفتار ہوں — اور نفسانی لذتوں میں چوپایوں کی طرح مستغرق ہوں

چناں دارم امید واثق از انفاس قدسیہ — کہ گردد از دلِ من مرتفع خطراتِ شیطانی

مجھے آنحضرت کے انفاس قدسیہ سے یہ امید واثق ہے — کہ میرے دل سے خطرات شیطانی اُٹھ جائیں گے

marfat.com

چو ایں فدوی زماں زاں بودن درخدمت والا
درایام صیام از عتبہ چوں بیت ربانی
جب یہ فدوی خدمت والا میں حاضر تھا تو
ماہ رمضان میں کعبہ کی سی دہلیز اور
بسا را تکیہ باشد قدسیا نرا آرزوئے او
بخود مے یافتم زاں کعبہ معبود دوجہانی
معبود جہانی کے کعبہ سے وہ بشارت حاصل کیا کرتا تھا
جن کی آرزو فرشتوں کو بھی ہوا کرتی ہے
کنوں از مدت سہ سال زیں برکات قدسیہ
مجال خویشتن گردیدہ ام موسوم حرمانی
اب میں تین سال سے ان قدسیہ برکات سے
محروم ہو گیا ہوں.
امید از فضل آں دارم کہ از راہ کرم بخشی
تلافی گذشتہ را بود الطاف ارزانی
مجھے جناب کے فضل سے امید ہے کہ از راہ کرم
نوازش گذشتہ کی تلافی فرمائیں گے
بارشادات گرم بنوازی احقر را
سرفخر مباہات تا ماہ برسانی
اگر ارشادات سے مجھ احقر کی نوازش فرمائیں
تو یہ سبب فخر و ناز میرا سر چاند تک پہنچ جائیگا
وگرنہ خویشتن را بے نصیب دانم آں قبلہ
بیابم مہربانی تو کمتر زاں فراوانی
نہیں تو میں اپنے آپ کو بے نصیب
جانونگا اگر آپ کی مہربانی کو فراوانی سے کم پاؤں
روانہ کردہ ام اکنوں بخدمت نور محمد را
کہ باشد از مریداں اخص ایں فدوی جانی
اب میں نے خدمت والا میں اپنے خاص الخاص مرید
اور فدوئی جانی نور محمد کو روانہ کیا ہے
سرافرازم کنی از روئے مسترشد نوازیہا
جواب باصواب نامہ ام را بازگردانی
امید ہے کہ مجھے آنجناب از روئے مرید نوازی
میرے نیاز نامہ کے جواب سے سرفراز فرمائینگے
ازیں پس جز دعا دیگر چہ آید از من عاجز
بود تا قائم عالم تو خود قائم درجہان فانی
بعد ازاں مجھ عاجز سے سوائے دعا کے اور کیا ہو سکتا ہے
خدا کرے آنجناب آخر تک جہان میں زندہ قائم رہیں
تمامی دوستاں خانقاہ فیض منزل را
رسد از من سلامے شوق مسنون مسلمانی
فیض منزل خانقاہ کے تمام دوستوں کو
میری طرف سے مسلمانی مسنون سلام قبول ہو
ادا کردہ عرصہ احسان نشست پنج فرد آورد
امید فضل دارد واز درقیوم ربانی

marfat.com

امید ہے کہ جناب مجھے اس کشش و پیچ کے لطف سے نجات دیں گے | اور مجھے درگاہ قیوم سے امید قوی ہے

مکتوب حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء در جواب

عرضداشت مؤلف ایں کتاب فقیر ابوالفیض کمال الدین محمد احسان معصومی سرہندی

سلام ما رساں اے باد بر مقبول ربانی | کہ در کشف و کرامت نیست او را در جہاں ثانی

اے ہوا ہمارا سلام اس مقبول ربانی کو پہنچانا | جو جہان بھر میں بلحاظ کشف و کرامت لاثانی ہے

بتاریخ ماہ شوال یوم پانزدہ رفتہ | بہ پیش چشم من نور محمد گشت نورانی

پندرہ۱۵ ماہ شوال کو نورانی شکل نور محمد | میرے پاس آیا

چو نیکو گشت معلوم زسوئے دوست مے آید | سلامے را زبانش میل شکر افشانی

جب مجھے ٹھیک طور پر معلوم ہوا کہ یہ دوست کی طرف سے آرہا ہے | اور اسکی زبان تمہارے سلام سے شکر افشانی کرتی ہے

بدستت عرضیت دیدم محبت در خروش آمد | کہ شرح حال خود بنوشتہ باشد مخلص جانی

اس کے ہاتھ میں تمہاری عرضی دیکھ کر محبت جوش زن ہوئی | کیونکہ اس میں مخلص جانی نے اپنے مفصل حالات درج کیے ہوئے تھے

کشودم عرضی رنگین ترا گلزار معنی ہا | جوابش را مگر گوید دریں دم خسرو ثانی

میں نے تمہاری رنگین عرضی کو جو فی الحقیقت گلزار معانی ہے کھولا | اس کا جواب لکھنے کیلئے اب کوئی خسرو ثانی ہونا چاہیے

نخستیں ورطہ اخلاص را تحریر بنمودی | خدا امید اند و من دانم اجر تو ہم دانی

پہلے تم نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ سو اس امر کو | یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا میں جانتا ہوں یا تم جانتے ہو

چہ حاجت شرح اخلاص و محبت در وفاداری | خموشی بہتر است اینجا زبان وا در زبان رانی

وفاداری میں اخلاص و محبت کی شرح کی ضرورت نہیں | یہاں پر خموشی زبان حال سے مضمون کو ادا کرتی ہے

بشارتہائے پے در پے کہ در عرضی رقم کردی | مبارک باشدت ہر یک ز تحریرات عرفانی

وہ بشارات جس کا ذکر اس عرضی میں بار بار کیا گیا ہے | وہ تمہیں تحریرات عرفانی سے ایک ایک کرکے مبارک ہوں

زروئے کشف بنوشتی کہ میمونی ز خود دیدم | جدا از من جدا گر دیدن ہر گشت نورانی

تم نے اپنے کشف کے لحاظ سے یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنے آپ سے | ایک شکل نکلتی ہوئی دیکھی جب وہ مجھ سے جدا ہوئی تو نورانی ہو گئی

marfat.com

بانگ وقت آں ہمہ وعیں برابر چشم خود دیدم
کہ شکل او بظاہر ہمچوں شکل بود انسانی

تھوڑے وقت بعد میں نے اسے ظاہری آنکھوں سے دیکھا
کہ اسکی شکل انسانی ہو گئی ہے۔

ضمیر پاک بازم را چناں ظاہر شد از معنی
کہ نفس کافرت آوردہ روئے بر مسلمانی

میرے پاک ضمیر میں یہ آتا ہے کہ تمہارا کافر نفس
اب مسلمانی کا رخ کئے ہوئے ہے

ہمہ از فیضِ پیران طریقت میتواں بستن
نمے آید بدست کس چنیں معنی بآسانی

یہ سب کچھ پیرانِ طریقت کے فیض سے تمہیں حاصل ہوا ہے،
ایسی بات ہر کسی کو بآسانی حاصل نہیں ہو سکتی

جناب سرورِ دیں بکشف خود اگر دیدی
ازیں دولت چہ بہتر اے برادر بہ توارزانی

اگر تم نے بذریعہ کشف جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے،
تو بس پیر بھائی جان اس سے بڑھکر اور کیا دولت ہو گی

مجدد الف ثانی را بکشفِ خود اگر دیدی
رہیدی از بلائے خدا و از پریشانی

اگر تم نے اپنے کشف میں حضرت مجدد الف ثانی کی زیارت کی ہے
تو سمجھو کہ تم پریشانی اور بلائے خدا سے نجات پا گئے

ز تاثیر توجہ فیض باطن بود ایمانی
چہ مشکل باشد از فیض عموم پیر عرفانی

توجہ کی تاثیر سے فیضِ باطنی حاصل ہوا کرتا ہے
سو یہ بات پیر خدا شناس کے عام فیض سے کچھ مشکل نہیں

تو ہم اولاد آں شہباز بالا سیر لاہوتی
کہ خود را کردہ است از شوق بہر دوست قربانی

تم بھی لاہوتی سیر والے شہباز کی اولاد ہو۔
جس نے اپنے آپکو بسبب شوق دوست کیواسطے قربان کر دیا ہے

زما ہم دمبدم یاد آوری در خاطرت باشد
کہ دلہا را بدلہا راہ مے باشد بہ پنہانی

ہم بھی تمہیں یاد کرتے رہتے ہیں۔
مشہور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوا کرتی ہے

بوصل دوست آساں نیست تا واصل شود انساں
بغیر از رنگ زرد و آہ سرد و چشم گریانی

دوست کا وصل حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں
بغیر زرد رنگ سرد آہ اور روتی ہوئی آنکھ کے کچھ نہیں ملتا

برفعت خویش را دیدی بکشفِ فائض مردم
شود قدرت بلند از پیش تو در ملکِ خلوانی

پھر جو تم نے کشف میں اپنے آپکو بلند اور لوگوں کو فیض پہنچانے والا دیکھا ہے
سو ملکِ خلوانی میں تمہاری قدر و منزلت بڑھ جائیگی

زوالِ عین در عرضی من تحریر بنمودی
اثر شاید نمودت ظاہر از فیض سبحانی

marfat.com

یہی عرضی میں جو تم نے زوالِ عین لکھا ہے۔
شاید فیضِ سبحانی نے ظاہر اثر دکھلایا ہو۔

بقدرِ اعتقادِ خود کہ داری بر منِ عاجز
جسقدر تمہیں مجھ عاجز پر اعتقاد ہے اللہ تعالے کا شکر ہے

بحمداللہ چہ دولتہا عنایت کرد سبحانی
کہ کس قدر اللہ تعالے نے تمہیں دولتیں عنایت فرمائی ہیں۔

نصیحت بشنو از من ہمچو دُر در گوشِ خود بادہ
میری نصیحت کو سن کر موتی کی طرح کان میں پہن لو

اگر دریافتی بر لب بنہ مہرِ سلیمانی
وہ یہ کہ اگر تمہیں عرفان کا موتی ہاتھ لگ گیا ہے تو اپنے لبوں پر مہرِ سلیمانی لگا دو۔

کس از کشف و کرامت این قدر ظاہر نمی سازد
کوئی شخص اسقدر کشف و کرامت کو ظاہر نہیں کرتا

بہ کس ظاہر مکن با ما مکن اسرارِ پنہانی
مجھ سے یا کسی اور پر یہ اسرارِ پنہاں ظاہر نہ کرنا۔

ہمیں معنی نشانِ پختگی را میکند باطل
یہی بات (بھید کا ظاہر کرنا) پختگی کو باطل کر دیتا ہے

چرا مانندِ طفلان می کنی مشہورِ نادانی
تم اپنے آپ کو بچوں کی طرح کیوں نادانی میں مشہور کرتے ہو

مکن باور کہ این نفسِ سگِ امارہ عاجز شد
یہ ہرگز یقین نہ کرنا کہ نفسِ امارہ کا کتا عاجز ہو گیا ہے

بود چندانکہ ہا در پردہ زیر گاہ پنہانی
بلکہ اسے تنکوں تلے آگ سمجھنا۔

فریبِ نفسِ سرکش را مخور اے سادہ دل بشنو
اے سادہ دل! نفسِ سرکش کے فریب میں نہ آنا

کہ صنعاں شیخِ کامل کردہ خوکا نزا نگہبانی
سنو! صنعان جیسے شیخِ کامل نے سور چرائے تھے

زحالِ شیخِ بر صنعیاں مگر نشنیدہ ہرگز
شاید تم نے نہیں سنا کہ خطراتِ شیطانی نے صنعان کی

کہ او را در چہ حال انداختند آں خطراتِ شیطانی
کیا حالت بنا دی جبکہ اُسنے شیخ کی حالت اس قسم کی پائی

بباعورا نگر کاندر زمانِ حضرتِ موسیٰؑ
بلم باعور نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں

بہ پیغمبر دعائے بد نمود از سرِ شیطانی
بر شیطانی سے پیغمبر کے حق میں کیا دعائے بد کی

الٰہی جملہ مومن را ز شرِ نفسِ امارہ
اے پروردگار! تمام مومنوں کو نفسِ امارہ کے شر سے بچا

بفضلِ خود مرا ہم از فریبِ نفس بُرہانی
اور مجھے بھی اپنے فضل و کرم سے فریبِ نفس سے آزاد کر

ز انشادِ غزل یکدم نشین بر مسندِ شیخی
غزل کے گانے سے ایک دم مسندِ شیخی پر بیٹھ

حدیثِ مخبرِ صادق بخوان و قصۂ کیدانی
مخبرِ صادق کی حدیث و قصۂ کیدانی پڑھ

marfat.com

بخواں صرف بہائی را و تصریف مجرّد را — بخواں در گوش مردم صغمائے زنجانی
صرف بہائی اور تصریف مجرّد کو پڑھ — لیکن زنجانی کے صفحات لوگوں کو نہ سُنا
زصاحبزادہا باد اسلامے آں برادر را — سلام آں برادر ہم رسید از فضلِ ربّانی
صاحبزادوں کی طرف سے اس بھائی کو سلام ہو — اس بھائی کا سلام بھی فضلِ ربّانی سے پہنچ گیا ہے۔
زمن احقر سلام آں رہبر شمع ہدایت را — کہ دارد رشتہ اخلاص محکم چوں سلیمانی
مجھ احقر کیطرف سے اس شمع ہدایت کے رہبر کو سلام ہو — جو سلیمان کیطرح اخلاص کا سلسلہ مضبوط رکھتا ہے

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی ہمشیرہ صاحبہ جو حضرت صبغۃ اللہ کے پوتے شیخ غلام معصوم کی بھکوحہ تھیں اس سرائے فانی سے سرائے جاودانی کو رحلت فرما گئیں۔ آنجناب نے نماز جنازہ پڑھ کر نعش کو سرہند بھیج دیا۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منوّرہ میں مدفون ہوئیں۔

مؤلف کتاب کے والد شیخ حسن احمد کا انتقال

اس سال میرے (مصنفؒ) والد ماجد حضرت شیخ حسن احمد کا وصال ہوگیا۔[1] حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی وفات کا بڑا افسوس ہوا۔ کیونکہ خویش و اقرباؐ

---

[1] مؤلف کتاب روضۃ القیومیہ حضرت کمال الدین محمد احسان کے والد شیخ حسن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ محمد ہادی (ولادت ۱۲ رمضان ۱۰۶۳ھ وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱۲۱ھ) قدس سرہ الہادی کے لائق فرزند تھے آپ ۹ صفر ۱۰۹۰ھ کو پیدا ہوئے حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند سے خلافت پائی۔ ولایت احمدی کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۹ رجب المرجب ۱۱۴۹ھ کو وفات پائی۔ آپ کے تین بیٹے اور آٹھ بیٹیاں تھیں۔ محمد احسن، محمد محسن اور محمد احسان قدس سرہم۔ شیخ محمد احسن کے تین بیٹے محمد افضل، محمد منور اور محمد کریم تھے۔ شیخ محمد محسن کے ہاں بھی تین بیٹے محمد فاروق، غلام قیوم اور محمد حسین تھے۔ شیخ محمد احسان (مؤلف علام) قدس سرہ بڑے عالم، فاضل، جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد زبیر سے خلافت پائی۔ روضۃ القیومیہ تصنیف

(بقیہ آئندہ)

marfat.com

میں سے کسی سے آنجناب کو اس قدر محبت نہ تھی جتنی آپ سے تھی۔ چنانچہ جب آپ کا جنازہ خا میں لایا گیا تو آنجناب اس قدر روئے کہ رخساروں پر سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا جو محبت بے اختیاری مجھے آپ سے تھی دنیا میں کسی سے اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اچھا بھائی جان! تم نے پہل کی ہم بھی تمہارے پیچھے جلدی آتے ہیں۔ چنانچہ تین سال تین ماہ اور تین روز بعد آنجناب نے بھی اس جہان کو وداع کیا۔ آنحضرت نے رنج و افسوس کے بعد نماز جنازہ پڑھی۔ اور نعش سرہند بھیج دی۔ شاہ محمد رسا اور شیخ محمد نعمان حق رسا جو تمام حضرات سرہند کے رئیس تھے اور رفقائے شہر نعش کے استقبال کو آئے۔ اور نہایت اعزاز سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں دفن کیا۔ میں (مصنفؒ) ان دنوں دامن کوہ کی سیر کو گیا ہوا تھا۔ کہ اچانک اس وحشتناک خبر کو سُنا۔ سنتے ہی بدحواس ہو گیا۔ اس طرح غم و الم میں مبتلا ہوا کہ بیان سے باہر ہے لیکن جب سلطان الاولیا، پر نگاہ ڈالتا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا کر دل کو اس اندوہ و غم سے تسلی دیتا۔ کہ خیر والد ماجد گذر گئے ہیں تو آنجناب کا سایہ تو مجھ پر ہے لیکن جب آنجناب کا وصال ہو گیا۔ تو پھر دل کو کس طرح تسلی دوں گا۔ حضرت خلیفۃ اللہ کو ہزار درجہ والد سے دوست رکھتا تھا۔

(بقیہ حاشیہ) آپ کا ایک بیٹا محمد حضرت المعروف غلام مجدد ۱۱۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی چار لڑکیاں تھیں۔ اور اولاد نہیں تھی۔

(از انساب الانجناب)

marfat.com

دکن سے سیواجی کی دہلی پر پہلی یلغار

اس سال سیواجی نے شاہجہان آباد پر حملہ کر دیا۔ پرانے بازار کا اکثر حصہ اور اس کا گرد و نواح اور خواجہ قطب الدین کے مزار کے گرد کی آبادی سب تاخت و تاراج کر دی جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ قدیم الایام میں ملک دکن میں ایک مفسد رہتا تھا۔ بادشاہانِ ہند ہمیشہ اس کی بیخ کنی کی کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ عالمگیر نے پورے چالیس برس اس ملک میں بسر کئے اور اس کے قلع قمع کے لئے بدرجہ غایت کوشش کی۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ چونکہ ان دنوں سلطنت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت میں نفاق تھا۔ امرا بھی آپس میں ایک دوسرے کی اہانت کے درپے تھے۔ اس واسطے ممالک محروسہ میں سخت کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ اور سیواجی[1] ہر سال دار الخلافہ پر حملہ کیا کرتا تھا۔ اس طرف سے امرا

۱ے مغل سلطنت کے عیاش حکمرانوں کے کردار کی وجہ سے امور سلطنت درہم برہم ہو گئے۔ خصوصاً دفاعی قوت بے حد کمزور پڑ گئی۔ پنجاب میں سکھ وسطی ہندوستان میں جاٹ اور حیدرآباد کے مضافات میں مرہٹے دندنانے لگے۔ سر جادو ناتھ سرکار نے اپنی کتاب "زوال سلطنت مغلیہ" کے صفحہ ۲۷ پر اس وقت کے حالات کا ایک جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب مرہٹوں کا طوفان شمال کی طرف امنڈتا تھا تو مقابلہ کی بجائے انہیں کچھ مراعات دے کر ٹال دیا جاتا تھا۔ وقتی طور پر یہ طوفان رک جاتا۔ مگر وہ روز بروز طاقتور ہوتے گئے۔ فرخ سیر اور سید برادران کی کشمکش کے دوران سید حسین علی (سادات بارہہ) نے دکن میں مرہٹوں کو اپنا مددگار لالہ جی وشوا ناتھ کو دکن سے چوتھ اور سر دیش مکھی وصول کرنے کا حق دے دیا۔ بادشاہ نے یہ حق تسلیم نہ کیا تو سید حسین علی فروری ۱۷۱۹ء کو مرہٹوں

marfat.com

بھی باری باری اس کے دفعیہ کے لئے آتے۔ ایک سال وزیر ان کی تادیب کے لئے جایا کرتے اور دوسرے سال امیرالامراء ان لٹیروں کی بیخکنی کے لئے جایا کرتا تھا جس سال وزیر کی باری تھی تو وہ شاہجہان آباد سے سات منزل کے فاصلے پر اکبر آباد میں پہنچ گیا۔ غنیم بعض امرار دربار کے اشارے سے دوسرے راستے سے دارالخلافہ میں پہنچ گیا۔ جب بادشاہ کو ان بدبختوں کے آنے کی اطلاع ہوئی کہ انہوں نے خواجہ قطب الدین کے بازار کو لوٹ لیا ہے۔ اور شاہی قلعہ کا رُخ کیا ہے تو بہت گھبرایا اور قلعے کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر لیا۔ اور برجوں اور فصیلوں کو مستحکم کر لیا۔ اور اپنے آدمی آنجناب کی خدمت میں بھیجے۔ تاکہ آنجناب اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو اس شہر سے

(بقیہ حاشیہ) سے دہلی پر حملہ کرا دیا۔ مرہٹوں کی لوٹ مار نہ صرف دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی بلکہ مغلیہ اقتدار کا جنازہ نکال دیا۔ ۱۷۴۲ء کو مرہٹوں نے مالوہ، گجرات سے خراج وصول کرنا شروع کر دیا۔ بندھیل کھنڈ پر قابض ہو گئے۔ ۱۷۳۳ء میں گوالیار سے اجمیر تک پھیل گئے۔ محمد شاہ بادشاہ نے مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو روکنے کیلئے راجہ جے سنگھ کے ذریعہ تیس لاکھ روپیہ دے کر صلح کر لی۔ اس حرکت سے مرہٹوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ ۱۷۳۷ء کو دہلی پر زبردست حملہ کر دیا۔ اور دہلی اور اس کے مضافات میں اودھم مچا کر قتل و غارت کی انتہا کر دی۔ ان حالات میں محمد شاہ بے دست و پا دہلی سے باہر شکار میں مصروف رہا اور یہ گرد و نواح کو لوٹتے رہے۔ مسلمانوں کے ہاتھ، ناک اور کان کاٹ کر چھوڑ دیتے تاکہ ملک میں دہشت پھیل جائے۔ عورتوں کو رسیوں میں جکڑ کر لے گئے۔ عصمت دری کا طوفان برپا ہو گیا۔ گھروں کو آگ لگا دی گئی اور لوٹ مار نے ملک کو نیست و نابود کر دیا۔ شاہ ہور اجر کی فوجیں حاملہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو بڑی بے دردی سے قتل کرتی جاتی تھیں۔ یہ فوجی جدھر گذر جاتے۔ قیامت برپا ہو جاتی۔ ان دنوں حضرات مجددیہ بڑے افسردہ خاطر تھے۔ محمد شاہ کی عیاشیوں پر ناراضگی کا اظہار کرتے اور اسے مقابلہ کرنے کی ترغیب دیتے۔ اسی خانوادہ کے ایک جید عالم دین شاہ ولی اللہ دہلوی نے مجبور ہو کر احمد شاہ ابدالی کو لکھا کہ وہ برصغیر میں پہنچ کر مرہٹوں کی چیرہ دستیوں سے مسلمانوں کو نجات دلائے۔

احمد شاہ ابدالی ہندوستان آیا۔ اس نے ایک طرف مرہٹوں کو پانی پت کے میدان میں کچل کر رکھ دیا۔ دوسری طرف مغل سلطنت جو پہلے سے ہی جاں بلب تھی۔ تباہ کر کے رکھ دی۔ احمد شاہ ابدالی کی یلغار نے مرہٹوں

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

marfat.com

سے جلدی دفع کرے۔ تمام اہل شہر نے بھی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی التجا کی۔ آنجناب ان کی حالت زار پر رحم کھا کر اس بلا کے دفعیہ کے لئے متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے تھا۔ کہ آنجناب کے چہرہ مبارک پر خوشی و خورمی کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب دُعا کی اجابت کا وقت آپہنچا ہے۔ بعد ازاں آنجناب نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ لوگو! خاطر جمع رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اس بلا کو شہر سے دفع کر دیا ہے۔ بادشاہ کے آدمیوں کو بھی خوشخبری دی کہ اپنے بادشاہ کو ہمارا اسلام پہنچانا اور یہ کہنا کہ حافظ حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں اس بلا سے بچالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔ اور جو امیر شہر میں موجود ہیں انہیں اس کے مقابلہ کے لئے بھیجو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید واثق ہے کہ فتح ہوگی۔ لیکن بڑے بڑے امیروں میں سے ان دنوں کوئی بھی شہر میں نہ تھا کیونکہ بادشاہ انہیں غنیم کے مقابلے پر بھیج چکا تھا۔ اس واسطے کہ جب وزیر روانہ ہوا۔ تو اس نے بادشاہ سے باقی امیروں کو بھی بلوالیا تھا۔ جو لوگ اس فساد کے محرک تھے وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح شہر سے کنارہ کریں۔ غنیم نے موقع پا کر شاہجہان آباد پر حملہ کیا۔ جو تھوڑی سی سپاہ خاصہ تھی اسے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق توکل بر خدا اس آیۂ کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ، کے موافق دشمنوں کے لشکر پر جس نے عیدگاہ کے قریب اودھم مچا رکھا تھا حملہ کیا۔ جب دشمنوں نے تھوڑی سی

(بقیہ حاشیہ) نے مغلوں کی طاقت کو پارہ پارہ کر دیا۔ بقول سرکار۔ مہاراشٹر میں کوئی ایسا گھر نہ تھا۔ جہاں صفِ ماتم نہ بچھ گئی ہو۔ دس سال تک مرہٹوں کو شمال کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے سیاسی مکتوبات سے پتہ چلتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی کا چھٹا حملہ ۱۷۶۱ء ہندوستان کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس نے مرہٹوں کی قوت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

marfat.com

فوج دیکھی تو اور بھی دلیر ہو گئے۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ قریب تھا کہ شاہی لشکر کو سخت نقصان پہنچے لیکن مسلمان سپاہیوں نے درخت کی جڑوں کی طرح قدم جما لیئے اور مردانہ وار کوشش کرتے رہے۔ بجلی کی طرح متواتر حملے کرتے رہے۔ مردی اور مردانگی کو اس معرکہ میں جلا دی ے

نمودند بسیار مردانگی ! ! — ہم از نیزہ کی ہم ز دیوانگی !

زموزد سنے خرہ بہائے سناں — برقص آمدہ اسپ زیر عناں

فرزفت بہ رفت روز نبرد — بہ ماہی نم خون و بہ ماہ گرد

آخر کار فھزموا ھم باذن اللہ ، کے بموجب دشمنوں کو شکست ہوئی اور بھاگ اٹھے۔ اور مسلمان فتح و نصرت سے واپس آئے۔ بادشاہ اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجا لایا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کا بھی شکر گذار ہوا۔ وزیر یہ حالت سن کر راتوں رات اپنے بعض مخلصوں سمیت دار الخلافہ میں پہنچ گیا۔ لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ پھر لشکر کو دشمن کے پیچھے بھیجا آنجناب کی توجہ سے دشمن نے دکن تک آرام نہ لیا۔

marfat.com

وزیر ہندوستان بارہہ کی فتح کے لئے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ سے دُعا طلب کرنے آیا

اس سال وزیر ہند کا ایک عمدہ امیر اور گورنر ملک بارہہ میں سیدوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ وزیر اور سادات میں پرانی عداوت چلی آتی تھی جیسا کہ سولھویں سال قیومیت میں قدرے بیان ہو چکا ہے۔ اس شخص کے قتل کا موجب یہ تھا کہ بادشاہ وقت نے ملک کا اکثر حصہ وزیر کو بطور جاگیر دیا ہوا تھا۔ ملک بارہہ میں بھی اس کی جاگیر کا کچھ علاقہ تھا۔ اس علاقے کے حاکم سادات تھے۔ لیکن برائے نام سادات تھے اور جاہل تھے۔ انہیں دین و آئین کی مطلق خبر نہ تھی ہمیشہ شراب نوشی۔ قمار بازی۔ داڑھی منڈوانا ان کا طریقہ تھا۔ تارک الصلوٰۃ اس قسم کے تھے کہ مَیں نے اس علاقہ میں بہتری سیر کی مسجدوں کا نشان بہت کم دیکھنے میں آیا اور اگر کہیں تھی بھی تو وہ خراب حالت میں۔ گویا کبھی کسی نے یہاں نماز پڑھی ہی نہیں۔ اس کا انجام معلوم نہیں کہ کیا ہو جاہل اس درجہ کے تھے کہ کفر و اسلام کے لفظوں کا فرق تک معلوم نہ تھا۔ باوجود ان باتوں کے رافضی مذہب کو حد افراط تک پہنچایا ہوا تھا۔ وہ وزیر کے عاملوں سے بدسلوکی کرتے وزیر انہیں بہتیرا سمجھاتا لیکن وہ پرواہ نہ کرتے۔ آخر اس نے اپنے ایک سردار کو اس علاقے پر مقرر کیا لیکن انہوں نے موقعہ پاکر اسے قتل کر دیا۔ وزیر یہ سُن کر سخت ناراض ہوا اور خود اس مہم پر جانا چاہا۔ لیکن اس کے ہمراہیوں نے روکا اور کہا کہ تمہارا جانا قرین مصلحت نہیں۔ بہتر ہے کہ تم اپنے بھائی کو ایک جرار لشکر دے کر روانہ کرو۔

marfat.com

وزیر نے اس بارے میں حضرت خلیفۃ اللہ سے پوچھا کہ آیا میں جاؤں یا اپنے بھائی کو بھیجوں۔ جناب اس بارے میں توجہ بلیغ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے اس کی خواہش کو منظور فرمایا۔ دوسرے دن پھر بشارت فتح کے لئے عرض کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے بھائی کو بھیج دو۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح و نصرت نصیب ہوگی۔ وزیر یہ خوشخبری سن کر بہت خوش ہوا اور اپنے چچازاد بھائی کو جو اس کا بہنوئی بھی تھا۔ ایک جرار لشکر دے کر اس مہم کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ سادات کی کثرت شجاعت مشہور تھی اس لئے وہ بھی آنجناب کی خدمت میں بشارت فتح کے لئے حاضر ہوا۔ جب نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ اگر جناب اپنے دست مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھ دیں تو دل کو اطمینان کلی نصیب ہوگا۔ آنجناب نے فرمایا کہ کشفی نظر میں تمہاری فتح صبح کی طرح نظر آتی ہے خاطر جمع رکھو۔ بعد ازاں اس کے اطمینان کے واسطے اپنے دست مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھ دی۔ وہ نہایت خوشی سے آداب قیومیت بجا لا کر رخصت ہوا۔ اور دریائے جمنا سے گذرا جو شہر کے پاس سے گذرتا ہے اتنے میں مشرقی علاقے (بریلی) کا حاکم علی محمد خان جس کے کچھ حالات اکتیسویں سال قیومیت میں درج ہو چکے ہیں۔ اور بہادری اور جرار فوج کی کثرت کے سبب ہند میں ضرب المثل تھا اور جسے وزیر نے اس مہم میں مدد دینے کے لئے بلایا تھا آ کر اس لشکر سے مل گیا۔ تاکہ دونوں مل کر اس مہم کو سرانجام دیں۔ چونکہ بارہہ کا علاقہ علی محمد خان کے علاقہ سے متصل تھا اس واسطے وزیر کی خاطر اپنے ملک سے حرکت کر کے ملک بارہہ میں داخل ہوا۔ وزیر کا بھائی جو اس فوج کا منتظم تھا اس کے آتے ہی بہت جلدی علی محمد خان سے جا ملا۔ دونوں متفق ہو کر دشمن کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے صلح کا پیغام بھیجا۔ لیکن سیدوں نے تکبر۔ غرور۔ اپنی بہادری اور کثرت فوج کے سبب صلح نہ کی۔ چونکہ مؤلف کتاب بھی ان دنوں علی محمد خان کے ساتھ تھا۔ حافظ رحمت اللہ (روہیل کھنڈ) جو علی محمد خان کا بھائی تھا۔ نہایت صالح

marfat.com

متقی۔ پرہیزگار، خدا طلب اور درویش مرد تھا۔ حافظ مذکور اور مولّف لشکر میں اکٹھے رہا کرتے تھے اور شہر میں بھی ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے۔ غرضیکہ صلح کے بارے میں بہت کچھ کوشش کی گئی۔ لیکن بے سود۔ کیونکہ سادات صلح پر مائل نہ تھے۔ اس واسطے مجبور ہو کر جنگ کی ٹھانی۔ میں مولّف نے ان دونوں فریقین کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس طرف کی فتح معلوم ہوئی۔ میں نے علی محمد خان کو خوشخبری دی۔ بہر حال طرفین لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ دونوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ وزیر کے بھائی اور علی محمد خان کی فوجیں جنوب شمال کی ایک نہر پر تاب کے واسطے پر جا بہی تھیں۔ ؎

همه نامداران جوشن دراں | بر فتنه با تیغ ہائے گراں!
دلیران یک یک چو شیر ژیاں | همه بسته بر کیں خونی میاں
شد از سم اسپاں زمیں لعل رنگ | ز نیزه ہوا شد چو پشت پلنگ

پہلے ہی حملہ میں ان کا مقابلہ علی محمد خان کے ہراول سے ہوا۔ جو بہادری اور دلیری میں زمانہ بھر میں مشہور تھا۔ ؎

بگیتی کسے مرد زنیساں ندید | نہ از نامداراں پیشیں شنید!
بصحرا چو شیر لیست فیروز جنگ | بدریا دلیرے است ہمچوں نہنگ

اور ایسی جدّ و جہد کی کہ اگر سام نریمان، بہمن اسفندیار اس وقت ہوتے۔ تو غلام بن جاتے اور اس طرح جنگ کی کہ جلاد فلک بھی شرمندہ ہوتا تھا۔ ؎

بہر تیرے از شصت آں پہلواں | تن جنگ جوئے ہپرداخت جاں
کسے را کہ زد تیغ سنداں شگاف | دو پیکر نمود از سرش تابناف
کسے را کہ زد تیر بر فرق سر | کلہ خود از ستکم بھر بدر

ایسی سخت لڑائی ہوئی۔ کہ اس قسم کی جنگ چشم فلک نے نہ دیکھی ہوگی۔ اور زمانے کے کان نے وہ فسانہ نہ سنا ہوگا۔ ؎

marfat.com

آنچہ روزے بود یارب انتظار　　آسمان در اضطراب۔ آمد زمین در اضطرار

دشمن یہ حالت دیکھ کر گھبرائے اور نیم بسملانہ حرکت کی۔ بہت سے عدم آباد کو سدھارے پھر اس طرف سے رُخ پھیر کر وزیر کے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے۔ تلواریں سونت گھوڑے کو ایڑ لگا اچانک اس کی فوج پر جا پڑے۔ اس کا ہراول ان کے صدمے سے بھاگ اٹھا۔ علی محمد خان یہ حالت دیکھ کر غضبناک ہوا۔ اور خشمناک شیر کی طرح دھاڑ کر اپنی جگہ سے ہلا اور باز کی طرح دشمن کا رُخ کیا۔ لیکن وہ سد سکندری کی طرح جگہ سے نہ ہلے اور مردانہ جنگ کی۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ ؎

دو لشکر چو مور و ملخ تاختند　　نبرد جہاں در جہاں ساختند

بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند　　گزرگاہ گردند بر مور تنگ

طراقے کہ از مقرعہ خاستہ　　بردں رفتہ زیں طاق آراستہ

پر پشت پیلان بتیرہ زبان　　خروشاں و جوشاں ویلہ کناں

سناں بر سر موئے بازی کناں　　بخوں روئے دشمن نمازی کناں

اسی اثنا میں وزیر کا بھائی جو میدانِ جنگ سے دور کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا یہ پکڑ دھکڑ دیکھ کر رستم و اسفند یار کی طرح لڑا ؎

رواں کرد موکب شتابندۂ　　زفولاد چوں برقِ تابندۂ

بجولاں زدن سرفرازی کناں　　زشمشیر چوں برقِ بازی کناں

در آمد نہادرد و چالش کناں　　بخونِ مخالف سگالش کناں

علی محمد خاں نے انہیں اس طرح پریشان کر دیا جیسے ہرن شیر کے مقابلے میں عاجز آجاتا ہے

بکردار شیرے کہ بر گورخر　　زند نچہ گور آید بسر

وزیر کے بھائی کے داخل ہونے کی دیر تھی تو اس کے پھریرے پر فتح و نصرت کی ہوا چلنے لگی۔ دشمنوں کی جمعیت ٹوٹ گئی اور ان کا مجمع پروین بنات النعش اور فرق فقدان

marfat.com

کی طرح متفرق اور تتر بتر ہو گیا۔ ان کا سردار قطب الملک کا بھائی سیف الدین قتل ہوا۔ بعد ازاں خوشی کے نقارے بجا کر اس ملک کا بندوبست کیا۔ اور پھر شاہجہان آباد واپس چلا آیا۔ علی محمد خاں اپنے علاقے میں چلا گیا۔ میں (مؤلف ؒ) بھی اس سے جدا ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وزیر اس فتح سے خوش ہو کر حضرت سلطان الاولیاء کا شکر گزار ہوا۔ اور اپنے بھائی کو معہ تحف و ہدایا آنجناب کی خدمت میں روانہ کیا۔

مقاماتِ قیومیت پر ایک شہرۂ آفاق کتاب

اس کتاب کا مؤلف فقیر محمد احسان اس مہم کے بخیر و خوبی سرانجام ہونے کے بعد حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن مجھے آنحضرت کی خانقاہ کا نقشہ بالکل ملا ہوا نظر آیا۔ جیسے کوئی کارکن اپنے کام سے فارغ ہو کر اٹھنے کو ہوتا ہے ان دنوں آنحضرت اکثر حسب ذیل شعر وردِ زبان رکھتے ہے

بحمد اللہ کہ بہ زعم زمانہ بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ

مذکورہ بالا شعر مولوی جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوسف زلیخا کی تصنیف سے فارغ ہو کر اخیر پر لکھا ہے بعض اوقات یہ مصرعہ پڑھتے۔ مصرع

برخیز ازیں بزم نشستم بسیار

مجھے یہ حالت دیکھ کر وہم سا ہو گیا۔ آخر ایک روز آرام کے وقت آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب کے اس شعر اور مصرعہ کے پڑھنے سے مجھے بہت وہم ہو گیا ہے۔ اگر نہ

marfat.com

پڑھیں تو بہتر ہے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کیسی باتیں کرتے ہو لیکن چونکہ مجھ پہ بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس واسطے یہ شعر پڑھنا ترک کر دیا۔ اتنے میں آنجناب کے بڑے خلیفہ صوفی مرزا جی ایک روز مجھ سے آنجناب کی کثرت ارشاد کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک ان کی زبان سے نکلا کہ حضرت پیر دستگیر فرماتے ہیں کہ اب آخری وقت ہے جو قوت ارشاد حق تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمائی ہے اسے میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ ان کی اس بات سے میرا وہم اور بھی زیادہ ہو گیا۔ وہ یہ کہ آنجناب کی عمر کا اخیر وقت آپہنچا ہے۔ پھر میں نے صوفی صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ صوفی صاحب نے میرے گمان کو تاڑ کر فرمایا کہ آخری وقت سے مراد قرب قیامت ہے انہوں نے پھر میری تشفی کے لئے حضرۃ حجۃ اللہ کا مکاشفہ دربارہ حضرت خلیفۃ اللہ بیان کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے مکاشفہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کو مسن اور ضعیف مشاہدہ کیا ہے۔ اس سے مجھے گونہ تسلی ہوئی۔ اس خوشخبری کے شکرانہ میں میں نے مٹھائی منگا کر آنجناب کے حضور پُرنور میں رکھی اور ساری بات عرض کر دی۔ آنجناب نے فرمایا۔ واقعی حضرت حجۃ اللہ نے مجھے فرمایا تھا کہ کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا ہے کہ تم مُسن اور ضعیف ہو گے یعنی بڑی عمر کو پہنچو گے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس وقت میری عمر کے قریباً ساٹھ سال گذر چکے ہیں۔ ضعف بھی غالب آگیا ہے۔ ڈاڑھی بھی سفید ہو چکی ہے۔ دانت گر چکے ہیں۔ سو حضرت حجۃ اللہ کا مکاشفہ صادق آچکا ہے۔

انہیں دنوں ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں قبرستان سے گزرے۔ آنحضرت نے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی۔ میں حاضر خدمت تھا۔ عرض کیا۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں جناب کی زندگی میں اس جہان سے گزر جاؤں اور جناب میری قبر پر فاتحہ پڑھیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دیکھا جائے گا۔ اول ہم مرتے ہیں یا تم بلکہ جو کچھ تم کہتے ہو عنقریب ہی اس کے برعکس ظہور میں آئے گا۔

marfat.com

کتابِ کشف الحقائق کی تصنیف

اسی سال مَیں نے اپنی تصنیف کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد ہر روز چار ورق اس کے نظر ثانی کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے اس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف نہایت عجیب و غریب ہیں۔ جنہیں اس سے پہلے کسی شیخ نے بیان نہیں کیا۔ یہ حضرت مجدد الف ثانی کے خاصہ علوم ہیں۔ جو ابھی تک تحریر میں نہ آئے تھے۔ حق تعالیٰ نے تم پر ظاہر کئے اور ان کا تحریر کرنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجالاؤ۔ کہ پروردگار نے تمہیں ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے چونکہ اس کتاب میں اپنے متعلقہ حقائق و معارف ظاہر کیئے ہیں اور قیومیت کے عجیب و غریب علوم کا ذکر کیا ہے۔ ہم اس کتاب کا نام کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت مقرر کرتے ہیں۔ اسی نام پر دعائے خیر کی۔ اس کی تاریخ مقاماتِ قیومیت سے نکلتی ہے۔ اس واسطے اس کا بھی نام قرار پایا۔ نیز اس کی تاریخ "ظہورِ اوّل" سے برآمد ہوتی ہے۔

مقاماتِ		قیومیت			ظہورِ		اوّل	
۵۸۴	+	۵۶۶	=	۱۱۵۰ھ	۱۱۱۱	+	۳۷	= ۱۱۴۸ھ

حروفِ مقطّعات کے اسرار

انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے منصبِ قیومیت کے خاصہ مقطّعاتِ قرآنی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ واضح رہے کہ مقطعاتِ قرآنی کے اسرار جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد حق تعالیٰ نے سوائے حضرات قیوم اربعہ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کیے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے والد بزرگوار کی بہت منت و سماجت کی کہ ان اسرار سے مجھے بھی مطلع فرمائیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی نے ان اسرار کے بارے میں لب کشائی نہیں کی۔ اور نہ ہی

marfat.com

ان کے باطن کو اس سے آگاہی تھی۔ میں کیونکر ظاہر کروں۔ دشمن بڑا ہی قوی دشمن ہے۔ ایسا نہ ہو چوری سُن لے۔ پھر عرض کیا۔ جناب قادر ہیں۔ شیطان کو واضح کر لیں۔ آخر آنجناب نے اپنے فرزند عزیز کی خاطر صرف حرفِ قٓ کے اسرار بیان فرمائے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ پہ باقی اسرار خود بخود منکشف ہوئے۔ چنانچہ یہ بات حضرت قیوم اوّل کے حالات میں مفصّل بیان ہو چکی ہے۔ پھر یہی اسرار حضرت عروۃ الوثقیٰ نے حضرت حجۃ اللہ کو بذریعہ توجہ باطنی القا کئے۔ عشا کی نماز کے وقت یہ اسرار حضرت خلیفۃ اللہ پہ وارد ہوتے تھے۔ علیٰ ہٰذا القیاس حضرت خلیفۃ اللہ کو بھی ان اسرار کی خوشخبری دی۔ نماز عشا میں حضرت خلیفۃ اللہ پر بھی ظہور ہوا۔ اس فقیر کو بھی آنحضرت نے از راہِ کرم و بندہ نوازی بشارت عظیم دی۔ آنحضرت کی توجہ مبارک سے انہی دنوں ان اسرار کے علم سے سرفراز فرمایا۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے ۔

اگر بادشاہ بر در پیر زن ! بباید تو اے خواجہ سبلش مکن !

اللہ تعالیٰ کی مغفرت نہایت وسیع ہے ان اسرار کو بطورِ اشارہ کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت میں بیان کیا ہے۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث ہی یہی اسرار ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف سے پہلے آنجناب کی توجہ سے یہ اسرار مجھ پر ظاہر ہوئے تھے۔ جنہیں میں نے آنجناب سے بیان کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تم پر ظاہر کئے ہیں۔ بہتر ہے کہ انہیں کتاب کی صورت میں لکھو۔ میں نے حسبُ الارشاد کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت، تصنیف کر کے آنجناب کی خدمت میں پیش کی۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ نے ان اسرار کی خوشخبری معہ ان کے لوازمات کے عنایت فرمائی۔ اور اس بشارت کی خلعت اپنی خاص قبا مجھے پہنائی۔ اس واسطے میں نے اس بشارت کو اس سال کے حالات میں لکھ دیا ہے۔ پھر مجھے آنجناب نے مشرقی علاقے میں جانے کا حکم دیا۔ لیکن میں متشوش تھا۔ کہ یہ کام مجھ سے کیونکر نبھے گا۔ نیز میں آنجناب کی خدمت

marfat.com

سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ جب آنجناب نے سخت تاکید کی تو مجبور ہو کر میں نے یہ ظاہر کیا۔ آنجناب نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو۔ تم پھر بھی مجھ سے ملو گے۔ اس بات سے میری تسلی ہوئی۔ پھر مجھے مشرقی علاقے کی طرف روانہ کیا۔ میں مدت تک اس علاقے میں رہا۔ لیکن صبح شام قلق میں تھا۔ ہر روز وحشت ناک خواب آتے جیسا کہ آگے لکھے جائیں گے۔

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی چھوٹی لڑکی اس دار فانی سے رحلت کر گئی۔ آنجناب کو اس کی وفات کا نہایت قلق ہوا۔ اس کی نعش سرہند بھیج دی جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی۔

محمد شاہ بادشاہ کی بدکرداریوں نے معاشرے کو بداخلاقیوں میں دھکیل دیا

حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا سینتیسواں سال تھا۔ اس سال شاہجہان آباد کے لوگ اس طرح فسق و فجور میں مبتلا ہوئے کہ خارج از تحریر ہے۔ غریبوں پر اس قدر ظلم و تعدی ہوتا تھا کہ زبردست حتی المقدور زیردستوں پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے لیکن کوئی ان کی نہیں سنتا تھا۔ بادشاہ وقت ایسا غافل تھا کہ اسے اپنے قلعہ کی بھی خبر نہ تھی کہ لوگوں کی کیا حالت ہے۔ اور کس فکر میں ہیں۔ سوائے شراب نوشی اور فاحشہ عورتوں کے ساتھ داد عیش دینے کے اور کوئی کام نہ تھا۔ ایسی صورت میں رعایا کی خبر کون لیتا ہے۔

marfat.com

وزیر چناں ! شہر یارے چناں ! چرا بر نیاید ز عالم فغاں

شہر دہلی کی زبوں حالی

ارکانِ سلطنت بھی عیش و عشرت ، بدکرداری اور مردم آزاری میں مشغول تھے۔ سرکار سے مستحق لوگوں کے جو وظائف مقرر تھے یک قلم موقوف کر دیئے گئے۔ جب وہ علالت سے عرض کرتے تو کوئی ان کی طرف توجہ نہ کرتا۔ جو لوگ صاحب حیثیت تھے۔ وہ اس درجہ بخیل تھے کہ ایک پیسہ تک مسکینوں کو نہ دیتے تھے۔ گداگر کثرت سے تھے کہ گلی کوچوں میں حشرات الارض کی طرح پھرتے تھے جن کی آنتیں قل ہو اللہ پڑھتی تھیں۔ کوئی ان کا پرسانِ حال نہ ہوتا۔

میں ان دنوں حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں تھا۔ دیکھا کرتا تھا کہ بے شمار فقراء آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گداگر آنجناب کی خانقاہ کے گرداگرد روتے پھرتے تھے حضرت حق المقدور ان کی غور و پرداخت کرتے۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کے تاثرات

اکثر مجھ فقیر کو مخاطب کر کے فرماتے تھے کہ شہر کے باشندے۔ ارکانِ سلطنت معہ بادشاہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اور خلق اللہ کے حق میں تساہل کرتے ہیں۔ اہل احتیاج کے وظائف بند کر دیئے گئے ہیں اور مسکین بھوکوں مر رہے ہیں۔ ان کی خبر گیری نہیں کرتے۔ ظلم و تعدی بکثرت کرتے ہیں ان باتوں کا انجام برا معلوم ہوتا ہے۔ نظر کشفی میں یہ آتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب ہی بلائے عظیم میں مبتلا ہوں گے۔ جس سے مخلصی محال ہو گی۔ ہندو لوگ صمصام الدولہ کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب آئے تھے۔ کیونکہ فوج کا سپہ سالار صمصام الدولہ تورانیوں سے ڈر کر راجگانِ ہند سے جو ہندو بت پرست تھے۔ دوستی کرتا تھا۔ اور ان کا ممد و معاون بنا ہوا تھا۔ اس نے بادشاہ کو ورغلایا ہوا تھا۔ کہ یہ تیرے دوست ہیں۔ بادشاہ نے اس کی ابلہ فریب باتوں میں آ کر اسے اکبر آباد کا حاکم بنا کر بھیجا۔ ان ملعونوں نے وہاں کے مسلمانوں پر طرح طرح کے ستم توڑنے شروع کر دیئے۔ اور کفر کی رسموں کو جاری کیا۔ اور گائے کی قربانی جو اسلامی شعار ہے

marfat.com

مطلق بند کردی۔ اعلانیہ کوچہ و بازار میں بُت پرستی شروع ہو گئی۔ کفار کے معبد جو عالمگیر نے گرا کر مسجدیں تعمیر کرا کے اسلام آباد نام رکھا ہُوا تھا ان دنوں ان بدبختوں نے موقع پا کر انہیں گرایا اور پھر اپنے معبد از سرِ نو بنائے اور بدعت کو جاری کیا۔ مسلمانوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔

مغل اِن حرکات سے ناراض تھے۔ صمصام الدولہ نے ان کی ناراضگی کو بادشاہ سے کسی اور طرح ظاہر کیا۔ کہ یہ تمہارے پکڑنے کی فکر میں ہیں۔ کم عقل بادشاہ نے اس کے کہنے کو قبول کر لیا۔ اور مغلوں کی طرف سے بدخیال ہو گیا۔ اور اپنے ارکان سلف سے بگاڑ لی۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کی آپس میں بگڑ گئی۔ تمام جہان میں کھلبلی مچ گئی۔ ہر ایک سر میں جدا ہی خیال اور ہر ایک گوشے میں کانا پھوسی ہو رہی تھی۔ اس شہر کے باشندے اس سے پہلے اگرچہ برے افعال کے مرتکب ہوتے تھے لیکن جب حضرت خلیفۃ اللہ انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے تو یہ تائب ہو جاتے تھے۔ اور اپنے بُرے افعال سے باز آجاتے تھے فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور بخل میں اس طرح منہمک تھے کہ پھر خدا کا رُخ نہ کیا۔ کئی سال اسی جہالت و تاریکی میں بسر کیے۔ خاص کر اس سال تو ان کی سرکشی اور نافرمانی کی کوئی حد نہ رہی۔ بہت سے ستم رسیدہ اور مستحق لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آنجناب ان کی تسلی کرتے اور دلداری کرتے۔ اور ارکانِ سلطنت اور بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرتے۔ وہ منافقانہ طور پر سمعاً و طاعتاً کہہ دیتے تھے لیکن کرتے نہیں تھے۔ آنحضرت سخت ناراض تھے ایک تو اس واسطے کہ بادشاہ سے ناشائستہ حرکات ظہور میں آتی تھیں۔ دوسرے اس واسطے کہ خلق اللہ فسق و فجور اور نافرمانی میں مشغول تھی لیکن پھر بھی آنجناب انہیں وعظ و نصیحت کرتے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ اب کی مرتبہ آنجناب اس قدر غضبناک ہوئے کہ روئے مبارک کا رنگ سُرخ ہو گیا۔ تیسری مرتبہ از حد غضبناک ہو کر امراء و بادشاہ کو فرمایا کہ بُرے کاموں سے باز آجاؤ تو بہتر ورنہ تم پر اور اس شہر پر ایسی بلا نازل ہو گی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی

marfat.com

ہو گئی لیکن پھر بھی ان کمبختوں کے کان پر جوں تک نہ چلی۔ لیکن آنجناب نے "واعرض عن الجاھلین" کے مطابق ان سے روگردانی کر لی۔ لیکن آنجناب کا غضب و غصہ دن بدن بلکہ ساعت بہ ساعت زیادہ ہوتا گیا۔ کیونکہ آنجناب نے اپنی توجہ سے بادشاہ اور ارکان سلطنت کو خاک سے اٹھا کر آسمان پر پہنچایا تھا۔ چنانچہ بادشاہ پہلے قید خانے میں گلنا سڑتا تھا۔ اسے اپنی توجہ سے تخت و تاج کا مالک بنایا۔ دوسرے امراء جب قطب الملک اور امام الملک کے پنجے میں گرفتار تھے اور انہیں ایسا عاجز کر رکھا تھا۔ زندگی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ انہیں اپنی حمایت میں لے کر قطب الملک اور امام الملک کی جگہ مقرر کر دیا۔ پھر جب قطب الملک نے ان پر حملہ کیا اور امام الملک ان کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا تو وہ پریشان حال ہو کر آنجناب کی خدمت میں آئے اور آنجناب سے توجہ کی درخواست کی تھی۔ تو آنحضرت نے بادشاہ اور امراء دونوں کو اپنی دعا کی حمایت میں لیا۔ اور اس بلا سے نجات دلا کر مظفر و منصور کیا۔ باوجود اس قدر احسانات اور حقوق کے سب کو فراموش کر کے آنجناب کی مرضی کے خلاف عمل کرتے تھے۔ بلکہ بادشاہ تو بعض حاسدوں کے کہنے سے آنجناب کی نسبت بدگمان ہو چلا تھا کہ ایسا نہ ہو کہیں شیخ صاحب خود ہی سلطنت نہ سنبھال لیں۔ چنانچہ یہ بات مفصل لکھ دی گئی ہے کہ بادشاہ کے دل میں کیونکر خیال و وہم پیدا ہوا اور آنجناب نے اُسے کس طرح رفع کر کے پھر بادشاہ کے حالات کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر ایسی حالت میں آنجناب غضبناک نہ ہوتے تو کیا کرتے۔ آنجناب کے غضب کا نتیجہ جلدی ہی بادشاہ اور امراء کو مل گیا۔[1] جو انشاءاللہ عنقریب ہی لکھا جائے گا۔ اس موقعہ پر

---

[1] روشن اختر محمد شاہ رنگیلا ۱۷۲۰ تا ۱۷۴۸ء تک ہندوستان کا حکمران رہا۔ اس لمبے عرصہ میں اس نے مغل سلطنت کو کمزور بنایا۔ اور مسلم معاشرہ کو فسق و فجور کا خوگر بنا دیا۔ اس کی عیش و عشرت کے اثرات نے سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ گھر گھر قحبہ خانہ اور شراب خانے بنے۔ مسجدیں، خانقاہیں اور مدارس اُجاڑ دیئے گئے، حق کی زبانوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ اہل علم گوشہ نشین ہو گئے۔ بدکردار صف اوّل میں دندنانے لگے۔ اگرچہ

(بقیہ آئندہ)

marfat.com

بنی اسرائیل کے انبیار کی ایک سرگذشت یاد آئی ہے جو بجنسہٖ لکھی جاتی ہے۔

تمثیل ۴:- جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے اسرائیل کے نبی ارمیا نام شہر بیت المقدس میں مبعوث ہوئے۔ اور خلقت کو امر و نہی کی دعوت کرنے لگے اور اُخروی عذاب سے ڈرانے لگے لیکن لوگ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ اس حالت میں عرصہ دراز گذر گیا۔ تو آخر بذریعہ وحی نبی کو حکم ہوا کہ خلقت کو کہدو کہ اگر بُرے افعال سے باز آجائے تو بہتر ورنہ عذاب کے لئے منتظر رہے۔ ہم ان پر وہ لوگ مقرر کرینگے جو انہیں بھیڑ بکری کی طرح ذبح کریں گے۔ اس نبیؑ نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دیا لیکن وہ پھر بھی افعال شنیعہ سے باز نہ آئے۔ تھوڑی مدت بعد اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو وہاں بھیجا جس نے وہاں کے ہزارہا باشندوں کو بے دریغ ہو کر تہ تیغ کیا۔ بخت نصر نے قسم کھائی کہ جب تک چھتیس میل تک خون کا دریا نہ بہے گا میں تلوار نیام میں نہیں ڈالوں گا۔ واقعی اس نے ایسا ہی کیا۔ کہ خون کا دریا بہا دیا۔ اور جو تلوار سے بچ رہے وہ مصر بھاگ گئے۔ بخت نصر نے پیغمبر وقت سے بھی یہی سلوک کرنا چاہا۔ لیکن اس کے آدمی جو بطور جاسوس اس ملک میں آئے تھے اور پیغمبر کی وعظ و نصیحت سے واقف تھے۔ انہوں نے بخت نصر کو کہا کہ اس بزرگ نے اس قوم کو بہت کچھ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن یہ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ بخت نصر نے پیغمبر وقت سے معافی مانگ کر رخصت کیا۔ پیغمبر چند اازراہِ

(بقیہ حاشیہ) اس کا ابتدائی دور سید برادران کی سخت نگرانی اور بے بسی میں گذرا۔ مگر جب وہ خود مختار بنا تو اس نے معاشرے کو بگاڑ کر رکھ دیا۔ مغل سلطنت کے بعد درد مند سپہ سالاروں نے آگے بڑھ کر سادات بارہہ سے تو نجات دلادی مگر بدکردار اُمراء نے محمد شاہ کی رنگینیوں میں بے پناہ اضافہ کردیا اور اسطرح ہندوستان کی رعایا چیخ اٹھی۔ عذاب الٰہی جوش میں آیا۔ اور تاریخ نے لکھا کہ

۵ شامت اعمال ما صورت نادر گرفت !

کرم جو انبیار کا خاصہ ہے۔ بھاگے ہوئے لوگوں کے پیچھے مصر گئے کہ شاید اس مصیبت سے بچ کر سمجھ جائیں اور راہِ راست پر آجائیں۔ اس خیال سے پھر انہیں وعظ و نصیحت کی۔ لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جو لوگ اپنی ہٹ پر تھے وہ برابر مصر ہی رہے۔ ان کے اعتقاد میں بال بھر فرق نہ آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پیغمبرِ خدا نے ان لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ تمہاری شامتِ اعمال سے مصر خراب ہو جائے گا۔ جو مصیبت بیت المقدس پر تم پر نازل ہوئی تھی وہی یہاں پر ہوگی۔ یعنی بخت نصر یہاں بھی آجائے گا۔ اور چار پتھر لے کر ایک جگہ رکھ دیئے۔ اور کہا کہ بخت نصر کو لاکر یہاں رکھے گا۔ اور تمہاری سخت سے سخت بے عزتی کرے گا۔ بہتر ہے کہ توبہ کرو۔ لیکن ان لوگوں نے ایک نہ مانی۔ جب بخت نصر بنی اسرائیل کے قتل سے فارغ ہوا۔ تو ایلیا یعنی بیت المقدس کو لوٹا گھسوٹا اور مسجد اقصیٰ کو جس میں حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ نے یاقوت جڑوائے تھے۔ گرائی۔ اور پھر مصر کا رُخ کیا۔ پہلے وہاں کے بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ کہ جو لوگ بھاگ کر تمہارے ہاں پناہ گزین ہوئے۔ اگر انہیں واپس دے دو تو بہتر ورنہ وہی گت بناؤں گا۔ جو بیت المقدس کی بنائی ہے۔ بادشاہ نے لکھ دیا کہ وہ پیغمبر زادے ہیں۔ یہ آزاد ہیں۔ بندے نہیں۔ دوسرے یہ بات مروت سے بعید ہے کہ یہ میری پناہ میں ہوں اور میں انہیں تمہارے سپرد کر دوں۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔ جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے کرو۔ جب بخت نصر نے ایسا جواب سُنا تو ناراض ہو کر مصر کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر تمام باشندوں کو معہ بادشاہ قتل کر دیا۔ اور جو بیت المقدس سے بھاگ کر آئے تھے ان پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ اتنے میں بخت نصر کی نگاہ ایلیا پیغمبر پر پڑی۔ ناراض ہو کر انہیں بھی تکلیف پہنچانی چاہی اور کہا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا پھر تو نے کیوں دشمنوں کا ساتھ دیا۔ اس نے کہا۔ میں انہیں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا۔ کہ شاید اپنے افعال قبیحہ سے باز آجائیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ میں نے تمہارے آنے کی اطلاع انہیں دے دی تھی لیکن انہوں نے نہ مانی۔ چنانچہ چار پتھر جو تمہارے تخت تلے ہیں۔ میں نے ہی رکھے تھے۔ کہ

marfat.com

ان پتھروں پر اس کا تخت ٹیکے گا۔ بخت نصر کے آدمیوں نے جو اس معاملہ کی خبر بادشاہ کے پاس لائے تھے گواہی دی کہ حضرت ایلیا علیہ السلام ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر بخت نصر نے پیغمبر صاحب کو کچھ نہ کہا بلکہ بہت سا ہدیہ دے کر معافی مانگی۔ اور رخصت کیا۔

نذر قلی سے نادر شاہ بن گیا

نادر شاہ کے ابتدائی حالات اور اس کا سلطنت پر پہنچنا مورخوں نے مختلف طور پر بیان کیا ہے لیکن ایک قول صحیح ہے جو معتبر اشخاص کی زبانی سنا ہے وہ یہ ہے کہ قندھار کے خاقان جب پھر غالب آکر ایران پر قابض رہے ان سے نادر شاہ نے لیا۔ اور انہیں گرفتار کر کے نہایت عزت کے ساتھ اپنے ہمراہ رکھا۔ جب نادر شاہ ہند کو فتح کر کے اپنے وطن مالوف کو گیا تو انہوں نے ہند میں بود و باش اختیار کر لی۔ ان میں سے ایک رسول خاں نامی میرا (مولف) مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ نادر شاہ اصل میں قبیلہ افشار سے تھا اس کا باپ شتربانی کیا کرتا تھا۔ اور ایک گاؤں میں رہا کرتا تھا۔ اور بھلی بری کھیتی باڑی بھی کر لیا کرتا تھا۔ وہ گاؤں خراسان کے علاقے میں تھا۔ اس ساربان کے ہاں یہ لڑکا ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ قہر الٰہی کی علامات اس کی پیشانی سے نمایاں تھیں۔ اور سختی رعب دار اور ہیبت کی نشانیاں اس کے چہرے سے نمودار تھیں ؎

اگر مادر نزاید زن باہ دارہ ! بہ از آدمی زادۂ دیو سار

اس کا نام والدین نے نذر قلی رکھا۔ جب بالغ ہوا۔ تو اس کا باپ مر گیا۔ گاؤں کا نمبر دار

marfat.com

اس کی غور و پرداخت کرتا تھا۔ بلکہ اس کا تمام کاروبار اسی کے سپرد تھا۔ جب وہ نمبردار مرگیا تو اس کا مال و اسباب سب نذر قلی کے ہاتھ آیا۔ پھر ساز و سامان ٹھیک ٹھاک کر کے پاس کے ایک رئیس سے رل بانٹ کی اور ترقی کرنے لگا۔ جس کام کو شروع کرتا اسے انجام تک پہنچا کے چھوڑتا۔ حتیٰ کہ صاحب اختیار اور اس کا منتظم ہو گیا۔ اور رات موقعہ پا کر اسے قتل کر دیا اور خود اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اسکے تمام مال و اسباب پہ قابض ہو کر اس علاقے کا بندوبست کر کے وہاں کا مستقل حاکم بن گیا۔ جدھر توجہ کرتا بآسانی وہ علاقہ فتح ہو جاتا۔ ڈاکہ بھی ڈالا کرتا۔ راہزنی بھی کیا کرتا۔ اور شاہی علاقے میں بھی لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ جب اس نے اس کام میں خاص ترقی کر لی۔ تو شاہِ ایران کو خبر پہنچی کہ خراسان کے ملک میں ایک شخص قزاقی اور رہزنی کرتا ہے۔ اور وہاں کے اکثر شہر اس کے ظلم کے باعث ویران ہو گئے ہیں بادشاہ نے یہ سنتے ہی اس کے دفعیہ کے لئے فوج بھیجی۔ چند مرتبہ شاہی فوج اور نادر کے مابین چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر شاہی فوج اسے تسلی دے کر بادشاہ کے پاس لائی بادشاہ نے اس کی پیشانی پر سرداری کے آثار دیکھ کر اسے رکن سلطنت بنا لیا۔ چونکہ اس کی اصل میں خطا تھی۔ اس لئے موقع پا کر ایرانیوں سے مل ایک قدیمی شہزادے کو تخت پر بٹھا کر شورش برپا کی بادشاہ نے اس کا دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر نادر نے ایران پہ قابض ہو کر بادشاہ کو قتل کیا۔ اور جس شہزادے کو تخت پر بٹھایا تھا اس کا کام بھی تمام کر دیا۔ اور تختِ شاہی پر بیٹھ کر نادر شاہ بن گیا۔ تھوڑی مدت سلطنت ایران کا بندوبست کر کے روم کا رخ کیا۔ رومیوں اور اس کے مابین چند مرتبہ سخت لڑائی ہوئی جس میں روم والوں کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آخر رومیوں نے متفق ہو کر اسے شکست فاش دی۔ چنانچہ تاریخ نے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اس کے آنے جانے کی بابت لکھا ہے۔ کہ اس کی آمد و رفت مد و جزر (جوار بھاٹا) کی طرح ہوئی۔ جب شکست کھا کر ایران آیا۔ تو پھر لشکر جمع کر کے روم پہنچ کر کسر نکالی۔ چنانچہ عراق و عرب میں قتل عام کیا اور پھر ایران پہنچ

marfat.com

کر بندوبست کر کے گردونواح پر ہاتھ صاف کیا۔ پھر قندہار کا ارادہ کیا۔ جب قندھار کے قریب پہنچا۔ تو وہاں کا حاکم مقتول شاہ ایران کا بھائی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ دو[2] سال تک جنگ جاری رہی۔ جب تنگ آ گیا تو صلح کر کے قلعہ نادر کے حوالے کیا نادر شاہ نے وہاں کا انتظام کر کے ہندوستان کا رُخ کیا۔

نادر شاہ کا ہندوستان پہ حملہ

جب نادر[1] نے ایران اور قندھار کے انتظام سے فراغت پائی تو ہندوستان کا رُخ کیا

---

۱ ؎ نادر شاہ کو تاریخ ہندوستان میں ایک تباہ کن حملہ آور کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ نادر شاہ کون تھا؟ ہم تاریخ پنجاب سے چند اقتباسات لے کر پیش کرتے ہیں۔ نادر شاہ کا اصل نام نادر قلی تھا۔ وہ ترکمان کے قبیلہ افشار کا ایک فرد تھا۔ خراسان میں مشہد سے پچاس میل دُور قلعہ دست گرد میں ۱۶۸۸ء / سنہ ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ والد امام قلی سے بچپن سے ہی محرومی ہو گئی۔ ہوش سنبھالا تو مشہد کے امام علی کے ہاں سپاہی بھرتی ہو گیا۔ محنت اور شجاعت سے اپنے دستے کا سردار بن گیا۔ ازبکوں کے ایک معرکہ میں گرفتار ہو کر چار سال قید رہا۔ جیل سے فرار ہو کر ایک سردار کا ملازم ہو گیا جس کی بیٹی کو اغوا کر کے فرار ہو گیا۔ خراسان کے چند ڈاکوؤں کو ساتھ ملا کر مختلف علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی۔ کسی طریقہ سے خراسانی حکمران کی فوج میں ملازمت مل گئی۔ اور ساری فوج کا سپہ سالار بن گیا مگر کسی غلطی پہ نکال دیا گیا۔ اب اس نے بڑے پیمانے پہ ڈاکے ڈالنے شروع کر دیئے۔ اور کئی تجربہ کار فوجی بھگوڑے بھی ساتھ ملا لئے جن کی تین ہزار گھوڑ سوار دُور دُور تک لوٹ مار مچاتے پھرتے۔ صفوی حکومت زوال پذیر تھی۔ صفویوں کا آخری بادشاہ شاہ عباس سوم طہماسپ شاہ کے بیٹے کی مدد سے افغانستان کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا۔ افغان سارے خراسان سے

(بقیہ آئندہ صفحہ پہ)

marfat.com

ان دنوں چونکہ ہندوستان کی سلطنت بہت کمزور ہو چکی تھی اور امراء اور بادشاہ آپس میں برسرپیکار تھے۔ بعض ارکان سلطنت جو بادشاہ کے خیر خواہ تھے۔ وہ بادشاہ کی کم عقلی۔ بداعمالی اور اس کے شیعوں سے مل جانے کے باعث ناراض رہتے تھے اور اکثر مشفقانہ کلمات بادشاہ سے عرض کرتے لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے ان کی پیش نہ جاتی تھی۔ جب نادر نے قندھار پر حملہ کیا تو بعض ارکانِ سلطنت نے نادرشاہ کو لکھا کہ اگر بادشاہ بطورِ سیر بھی ہندوستان کا رُخ کرے اور ہمارے بادشاہ کو نصیحت سے راہ پہ لا کر ایسے بدکردار حضرات، کو جن کی وجہ بادشاہ فسق و فجور میں مبتلا ہے درمیان سے اٹھا دے۔ تو بہتر ہوگا لیکن یہ ان کی بھول تھی اور کمینہ پن تھا۔ کہ بیگانے کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی دعوت دے کر مخالفوں کو اپنے پر مسلّط کر رہے تھے اور اپنے آپ کو معہ بادشاہ اس کے سامنے ذلیل و خوار کر لیا۔ رعیت کو اس کے تابع کر کے رسوا کیا۔ ایسی رائے دور اندیش عقل سے تو بالکل بعید ہے۔ ؎

بدستِ خویش تباہ میکنی تو صورت خود
وگرنہ ساختہ اندت چنانکہ مے باید

(بقیہ حاشیہ) روسی حملہ آور بھی نادرشاہ کی یلغار کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ ۱۷۲۶ء میں ایک طرف ترکوں، دوسری طرف ابدالیوں کو شکست دے کر خود مسلّط ہو گیا۔ ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء میں ہرات پر حملہ کر کے دس ماہ بعد اسے سرنگوں کر لیا۔ اور ہندوستان کی طرف بڑھتے ہوئے ملتان کے سدوزئی حکمرانوں سے صُلح کر کے برصغیر میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ شاہ عباس سوم ۱۱۴۸ھ / ۱۷۳۶ء میں ایران کے تخت کو لاوارث چھوڑ کر مر گیا تو نادرشاہ سارے ایران کا بلا شرکت غیرے حکمران بن گیا۔ اب اس کی نگاہیں ہندوستان کی دولت اور پنجاب کے سرسبز علاقوں پر مرکوز ہو گئیں۔

marfat.com

لیکن ارادہ الٰہی کا اول بدل کرنا محال ہے۔ جب نادر شاہ کو یہ خط پہنچا تو تھوڑے ہی عرصہ میں ٹڈی دل لشکر لے کر ۱۱۵۱ھ میں بلائے مبرم بن کر ہندوستان کی طرف بڑھا پہلے غزنی لیا۔ پھر کابل۔ اہل کابل نے پہلے تو مقابلہ کیا۔ آخر تنگ آ کر شہر اور قلعہ دونوں اس کے حوالے کر دیئے۔ وہاں کا انتظام کر کے پشاور کا رُخ کیا۔ لیکن پٹھانوں نے مزاحمت کی۔ حتیٰ کہ ادھر قدم نہیں رکھنے دیتے تھے۔ جب نادر نے دیکھا کہ اب یہاں سے گذرنا ٹیڑھی کھیر ہے تو جلال آباد میں ڈیرے ڈال دیئے۔ یہ سُن کر پشاور کا حاکم شہر سے نکل کر جمرود کے قریب مقابلہ کے لئے آ ڈٹا۔ اور پٹھانوں سے مل کر اس نے سارے ناکے اور راستے بند کر دیئے۔ اور ہندوستان کے بادشاہ محمد شاہ کی طرف لکھا کہ یہاں کے تمام آدمی غنیم سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر حضور سے کچھ مدد پہنچ جائے تو یہ مہم جلدی سرانجام ہو جائے۔ لیکن بادشاہ نے اپنی غفلت اور شراب نوشی اور عیاشی کی وجہ سے ذرہ پرواہ نہ کی۔ ارکانِ سلطنت نے بھی مشورہ دیا کہ اس حادثہ کی تدبیر قبل از وقت کرنی چاہیئے۔ اسی اثناء میں حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر بذاتِ خود بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کو کہلا بھیجا کہ نظر کشفی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر تم جلدی دشمن کے مقابلے پر چلے جاؤ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے فتح تمہیں عطا کرے گا۔ بادشاہ تو اس حکم کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہو گیا لیکن بعض عیاش خوشامدیوں کے کہنے سے پھر عیش و عشرت میں ڈوب گیا

حسب ذیل نظم اس وقت کی سلطنت کے کاروبار پر بالکل صادق آتی ہے ؎

زبزم عشرت تو عیش مستمنداں تلخ ۔۔۔ زہے عزیمت اندوہ فزائے شادیگاہ
نعوذ باللہ ازاں دم کہ ایں واں گویند ۔۔۔ کہ زد مخالف بر شہر خیمہ و خرگاہ

اس قصہ کے مطابق خوارزم شاہ کی حکایت ہے جو اس وقت دل میں آئی ہے۔ اور بالکل شاہ ہندوستان کے حالات کے مطابق ہے۔

تمثیل: جب چنگیز خاں پورے طور پر سلطان محمد شاہ خوارزم پر غالب آگیا۔ تو اس

marfat.com

وقت بادشاہ نے عیش و عشرت کی بساط کو وداع کیا کہتے ہیں اس وقت بعض محتاج اس کے دروازے پر کھڑے تھے. کوئی ارکان ان کا پرسانِ حال نہ تھا. اس کی بیماری سے حیران اور عاجز تھے. ایک روز وزیر سے انہوں نے سخت شکایت کی. وزیر نے کہا. مجھے معاف رکھو. پہلے میں بادشاہ کی مطربہ عورتوں کی زیب و زینت کا انتظام کرلوں اور ان کی رقاصاؤں کی فرمائش پوری کروں. جب تک اس سے فارغ نہ ہونگا. اور کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاؤنگا. اتنے میں خبر آئی. کہ چنگیز خاں کی فوج دریائے جیحوں کو عبور کرکے نزدیک آپہنچی ہے. پھر بادشاہ کی جو گت بنی. اس کی تاریخ گواہ ہے. اسی طرح ہندوستان کی رعایا کی حالت ہے. بادشاہ سے تنگ آکر حسب ذیل اشعار پڑھتے تھے. ؎

اے خداوند ہفت سیارہ — بادشاہے فرست خونخوارہ
کہ در دکشت را کند چوں دشت — جوئے خوں آورد بجوں پارہ
عدو مرد ماں بنفر آمد — ہر یکے را کند بصد پارہ

افغانوں کی نادر شاہ سے مزاحمت

چونکہ نادر شاہ بہت مدت سرحد پر ڈیرے ڈالے رہا. اس واسطے اس کا لشکر فارغ بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا. چاروں طرف سے پٹھانوں نے سامان رسد بند کر دیا. اور موقعہ پاکر رات کو حملہ آور بھی ہوتے تھے. نادر شاہ کے آدمی حیران تھے. کہ کریں تو کیا کریں. اکثر اوقات اونٹوں اور گھوڑوں کو ذبح کرکے قوت لایموت بناتے وقت بہت سے اپنے وطن کو لوٹ گئے. اور باقی جو تھے وہ بھی اس مصیبت میں رہائی کی تدبیریں سوچتے تھے. اتنے میں تقدیر الٰہی سے ایک پٹھان رئیس جو اپنے قبیلوں کا دشمن تھا. نادر شاہ سے آملا. نادر نے اس پر شاہانہ عنایات کیں. اس نے عہد کیا. کہ اگر بادشاہ اس علاقے کی حکومت مجھے دے تو ئیں کسی نہ کسی طرح پشاور پہنچا دوں گا. نادر نے منظور کیا. وہ نادر کو شارع عام سے بہت دور ایک اور درۂ راہ جمرود سے لایا. حاکم پشاور جو وہاں پہلے ہی سے لڑائی

marfat.com

کے لئے تیار تھا۔ سخت لڑا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ مارا گیا۔ باقی بھاگ گیا۔ اور خود گرفتار ہوا نادر شاہ نے پشاور شہر پہنچ کر اسے خوب لوٹا۔ اور دریائے سندھ کو عبور کیا۔ راستے میں جو ملتا اسے بھی قتل کر دیتا[1]۔ اور گاؤں اور قصبوں کو جلا دیتا۔

نادر شاہ لاہور میں

تھوڑے دنوں میں لاہور کے قریب آ پہنچا۔ وہاں کا حاکم اس کی آمد سے مطلع ہو کر لڑائی کے لئے مستعد ہوا۔ نادر نے اسے کہلا بھیجا کہ ہم سے کیوں لڑتے ہو۔ اگر خود تم سلطنت کے دعویدار ہو تو ہم سے لڑو ورنہ جو غالب آئے گا۔ اس کا مطیع رہنا ہو گا۔ وہ اس بات کو مان گیا۔ لیکن بعض دلیری کر کے نادر شاہ سے لڑے چنانچہ میرزا عزیز بیگ تین ہزار سوار لے کر سخت لڑائی لڑا۔ اس نے نادر شاہ کی بہت سی سپاہ تباہ کی۔ لیکن آخر شہید ہو گیا۔ اس واسطے لاہور اور اس کے گردونواح کے اکثر

---

[1] پنجاب پر فوج کشی کے وقت نادر شاہ کے پاس ایک لاکھ پچیس ہزار سپاہی تھے۔ وہ ۳۰ رجون ۱۷۳۸ء سرحد عبور کر کے جمرود کے راستہ سے پشاور پہنچا۔ پشاور سے اسے دو کروڑ پانچ لاکھ روپیہ چار ہزار تلواریں اور اتنی تعداد میں زرہ بکتر ہاتھ آئیں۔ وہ ۲۷ ستمبر ۱۷۳۸ء کو دریائے سندھ عبور کر کے پنجاب میں آ پہنچا۔ وہ اپنے راستہ کی تمام بستیاں اور قصبے جلاتا آیا اور قتل عام کرکے سارے ملک میں دہشت پھیلاتا آگے بڑھا۔ وہ دریائے جہلم اور چناب کے درمیانی علاقوں کو تہس نہس کرتا ہوا ایمن آباد آ پہنچا۔ یہاں کے قلعدار نے اسے روکا۔ مگر شکست کھا کر راستہ سے ہٹ گیا۔ وہ راوی کے کنارے آ پہنچا تو اسے لاہور کے گورنر زکریا خان کی فوجوں نے تین دن تک مصروف جنگ رکھا۔ نادر شاہ کو فتح ہوئی۔ اور دریائے راوی عبور کر کے لاہور کے شالامار باغ کے ارد گرد فوجیں جمع کرنے لگا۔ زکریا خاں کو محمد شاہ رنگیلا کی طرف سے کمک پہنچی تو اس نے لاہور کو قتل عام سے بچانے کے لئے نادر شاہ کے ایک سردار کفایت اللہ خان کی وساطت سے صلح کر لی۔ نادر شاہ نے زکریا خاں سے بہت اچھا سلوک کیا۔ بڑے اخلاق سے پیش آیا۔ ایک دوسرے نے تحائف کا تبادلہ کیا۔ اور یہ معاہدہ ہوا کہ نادر شاہ لاہور کو کچھ نہیں کہیگا۔ بشرطیکہ زکریا خان اسے بیس لاکھ روپیہ پانچ ہزار گھوڑے، ایک ہزار ہاتھی مہیا کرے اور اسے دہلی فتح کرنے کے لئے امداد دے۔ زکریا خان کے بھائی حیات اللہ خان کو نادر شاہ کی فوج کے ایک حصے کا کمانڈر

marfat.com

باشندے قتل ہوئے۔ حاکم لاہور نے نکل کر نادر سے ملاقات کی۔ اور کچھ تحفے دے کر اپنے بیٹے کو نادر کے ساتھ کیا۔ لاہور سے نکل کر جب شاہجہان آباد کا رُخ کیا۔ تو نادر شاہ نے حکم دیا کہ راستے میں جو فرد بشر پاؤ کیا بوڑھا جوان کیا مرد کیا عورت سبھی کو قتل کر دو۔ اور ان کے گھر جلا دو۔ چنانچہ سڑک کے دونوں طرف کے شہر گاؤں اور قصبوں کو جلایا گیا اور ان کے باشندوں کو قتل کیا گیا۔ اسی طرح قتل و غارت کرتا سرہند جا پہنچا[1]۔

(بقیہ حاشیہ) بنا لیا گیا۔ نادر شاہ نے امین الدین فخر الدولہ کو کشمیر کا گورنر مقرر کیا۔ لاہور میں نادر شاہی ٹیکسال قائم کی گئی۔ اپنا سکہ جاری کیا۔ اور سرہند تک تمام علاقوں کو تہ تیغ کر دیا۔

ع۱ مؤرخین نے نادر شاہ کے ہندوستان پر حملہ کرنے کی چند وجوہات لکھی ہیں[1]۔ ایران کے بہت سے نامور امراء پنجاب اور دہلی کے دربار سے وابستہ ہو گئے تھے۔ وہ نادر شاہ کے خلاف قوت جمع کرتے رہتے تھے۔

(۲) نادر شاہ نے کابل فتح کیا۔ تو حکومت ہندوستان نے اسے اپنا دشمن قرار دیا۔

(۳) دہلی دربار کے کئی امراء محمد شاہ بادشاہ کی عیاشیوں اور بدکرداریوں سے تنگ آ کر نادر شاہ کو دعوت دیتے تھے۔

(۴) ہندوستان کا حکمران عیاش نااہل تھا۔ فوج کا انتظام طائفوں کے زیر احکام تھا۔ ایرانی، تورانی اور مقامی باشندے علیحدہ علیحدہ قوت آزمائی کر رہے تھے۔ جب نادر شاہ نے مغل دربار میں اپنا سفیر بھیجا تاکہ معاملات کو لڑائی کی بجائے صلح مندی سے طے کر لیا جائے تو محمد شاہ نے ترکمان کی قیادت میں بھیجا گیا جو کسی نتیجے کے بغیر واپس چلا آیا۔ نادر شاہ نے آخری بار انتباہ کیا مگر محمد شاہ نے نہ پرواہ کی نہ جنگ کی تیاری کی۔ نادر شاہ تین سال تک ایسے وفود بھیجتا رہا۔ مگر محمد شاہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ آخر کار نادر شاہ قیامت بن کر ہندوستان پر ٹوٹ پڑا۔

---

marfat.com

نادر شاہ کی سرہند میں حضراتِ مجددیہ سے گفتگو

نادر شاہ نے سرہند میں پہنچنے سے پہلے تہیہ کیا ہوا تھا کہ اس شہر کے ایک باشندے کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ حتیٰ کہ کتے بلی تک کو ہلاک کر دے گا۔ کیونکہ شاہجہان آباد کے بادشاہ آباواجداد سے حضرات سرہند کے مرید چلے آتے تھے اور ان کا حسبی سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے اور نسبی طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہیں۔ اور اہلِ ایران ان کے دشمن تھے۔ دوسرے یہ کہ تمام تورانی اس خاندان کے مرید ہیں۔ اور ایرانیوں اور تورانیوں میں قدیمی دشمنی چلی آتی ہے اس واسطے نادر نے حکم دیا تھا کہ اس شہر کا نام و نشان تک نہ چھوڑا جائے۔ اسی اثناء میں ایک روز نادر تخت پر سونا ہی چاہتا تھا کہ ایک نورانی شکل سفید ریش کندھے پر مصلیٰ ڈالے ہاتھ میں عصا لیئے ہوئے کھڑا کہتا ہے کہ نادر شاہ! اپنی اگر خیریت چاہتا ہو تو سرہند کو تکلیف نہ پہنچانا۔ بلکہ اس پاک شہر کی عزت کرنا۔ اور اس شہر کے مشائخ کو راضی رکھنا۔ تاکہ تو اس ملک پر فتح حاصل کر سکے۔ نہیں تو ایسی بلا نازل ہو گی۔ کہ اس سے نہ تو بچیگا نہ تیرا لشکر۔ یہ تین مرتبہ تاکید کر کے وہ شخص نظر سے غائب ہو گیا۔ نادر شاہ یہ باتیں سُن کر گھبرایا اور پاسبانوں کو بلا کر ڈانٹنے لگا کہ اس شخص کو تم نے ایسے وقت میں اندر کیوں آنے دیا۔ انہیں سزا دینی چاہیئے تو انہوں نے قسم کھائی کہ ایسا کوئی شخص ہم نے گذرنے نہیں دیا۔ نادر سمجھا کہ یہ مرد غیب ہے۔ بعد ازاں حاکم لاہور کے لڑکے سے جو اس کے ساتھ تھا پوچھا کہ اس شہر کے مشائخ کون ہیں۔ اس نے کہا کہ اس شہر میں حضرت مجدد الف ثانی آرام کئے

marfat.com

ہوئے ہیں جو جناب غوث الثقلین کے بعد تمام اولیائے امّت کے امام ہیں ؎

نگیں گشتہ در حلقۂ اولیاء چو در انبیاء خاتمِ انبیاء
ازو تازہ شد دین بعد از ہزار بعالم نبی گوئی آمد دو بار

یہاں کے مشائخ آنحضرت کی اولاد ہیں اور سب کے سب صاحبِ حال عارف باللہ اولیائے کبار اور امتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے ممتاز ہیں۔ اس زمانہ میں اِن جیسا کوئی ولی نہیں۔ ؎

زصاحبزادہ ہائے پاک گوہر چہ گوئم چوں زہر وصف اندر برتر
بصورت ہر یکے صاحب جمالے بمعنی ہر یکے صاحب کمالے
سریرِ معرفت را ہر یکے شاہ سپہرِ مکرمت را ہر یکے ماہ
بہ سلکِ سروری غلوی گہرہا زنخلِ معرفت شیریں ثمرہا
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رایاں بخلوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را گرچہ در عصمت رسائی است ازیشاں کردہ کسب پارسائی است
فروتر طفلگانِ آں گذر گاہ ! قدم بر مسلکِ پیرانِ آگاہ
چگوئم مدحت پیرانِ آں در کہ آمد طفل آں در پیر رہبر
بزرگئے بزرگانش ازیں دان کہ با خورداں بزرگی داد یزداں

نادر شاہ نے یہ سُن کر اپنے خیال سے توبہ کی اور ساٹھ سوار حضرات مخدوم زادوں کی خدمت میں روانہ کئے کہ انہیں نہایت عزت کے ساتھ ہمارے پاس لاؤ۔ سواروں نے جب آکر مخدوم زادوں سے کہا کہ آپ کو بادشاہ سلامت بُلاتے ہیں۔ چونکہ انہیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی اس واسطے جانے میں لیت ولعل کرنے لگے۔ صرف دو بزرگوں نے جانے کا ارادہ کیا ایک مولوی فرخ شاہ کے فرزند حضرت خازن الرحمت کے پوتے حقائق و معارف آگاہ فضائل و کمالات دستگاہ شیخ محمد ضیاء اللہ تھے جو عامل و عالم تھے۔ دوسرے حضرت شیخ

marfat.com

سیف الدین کے پوتے شیخ رفیع القدر۔ یہ دونوں جب بادشاہ کے پاس گئے جو شہر سے تین میل کے فاصلے پر اُترا ہوا تھا۔ وہ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ اور شہر کے تین کوس کے گرداگرد کا علاقہ معافی کے طور پر انہیں لکھ دیا۔ اور نہایت عزت سے رخصت کیا اور کہا کہ آپ شہر میں جا کر لوگوں کو تسلی دیں۔ مَیں بھی آتا ہوں۔ جب خود شہر گیا۔ تو تمام مخدوم زادوں سے عزت سے پیش آیا۔ اور ہر ایک کے حال کے مناسب خلعت دی۔ اور اس شہر کا نام دارالامان رکھا[۱]۔ دروازوں پر جا بجا سپاہی مقرر کر دیئے۔ کہ کسی لشکری کو شہر میں نہ آنے دیا جائے

۱۔ نادر شاہ نے پنجاب پر حملہ کر کے اس کے شہروں اور قصبوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اس کے سامنے ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی جو آتا گاجر مولی کی طرح کاٹا جاتا۔ بستیوں کو ویران کرتا جاتا۔ فصلوں، درختوں کو جلاتا جاتا۔ وہ مئی سنہ ۱۱۵۱ھ / ۱۷۳۸ء کو ڈیڑھ لاکھ از مودہ کار سپاہی لے کر پنجاب پر حملہ آور ہوا۔ اس نے کابل سے لے کر پشاور تک کا علاقہ نیست و نابود کر دیا۔ ۲۷ ستمبر ۱۷۳۸ء کو دریائے سندھ عبور کر کے پنجاب آ پہنچا۔ اس نے ایرانی فوجوں کو حکم دیا کہ پنجاب میں جو کچھ راستہ میں آئے اسے کاٹ کر رکھ دیا جائے۔ چنانچہ لشکر جلاتا، مٹاتا اور ڈھاتا دریائے جہلم و چناب عبور کر کے امین آباد آ پہنچا۔ یہ شہر خاک سیاہ کر دیا۔ لاہور کا گورنر اپنی فوج لے کر آگے بڑھا تین دن لڑائی رہی۔ مگر زکریا خان گورنر لاہور شکست کھا کر بھاگ گیا۔ نادر شاہ راوی عبور کر کے شالامار باغ کے اس پار لشکر انداز ہوا۔ دہلی سے کوئی امداد نہ پہنچی تو لاہور کو بچانے کے لئے زکریا خان نے نادر شاہ سے صلح کر لی۔ اور اس طرح لاہور نادر شاہی طوفانوں سے بچ گیا۔

جب شاہجہان آباد میں اس نے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ اس وقت بھی جو شخص کہتا کہ میں سرہند کا ہوں تو اسے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ شاہجہان آباد کے اکثر باشندے یہ کہہ کر بچے۔ نادرشاہ بارہا کہا کرتا تھا کہ جو غصہ مجھے سرہند پر تھا۔ ہندوستان کے کسی شہر پر نہ تھا لیکن میں نہیں جانتا کہ کس شخص نے میرے غصے کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ اور اس کے عوض میرے دل میں رحم ڈال دیا ہے۔ وہ شخص حضرت خلیفۃ اللہ تھے۔ آنحضرت نے باطنی توجہ سے اپنے وطن مالوف کو بچایا ایران سے لے کر شاہجہان آباد تک کوئی شہر یا گاؤں ایسا نہ تھا جو نادرشاہ کے ہاتھ سے تاخت و تاراج نہ ہوا ہو۔ صرف ایک شہر سرہند بچا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس کا لشکر اسی شہر سے ہو کر گذرا۔ بلکہ اب تک بھی اس کی فوجوں کی آمد و رفت کا رستہ اسی شہر سے ہو کر جاتا ہے لیکن کسی کی مجال نہیں کہ کسی خشک درخت کی ایک ٹہنی کو ایندھن کے طور پر ہی استعمال کیا ہو۔ اب تک اس کے آدمی آتے جاتے ہیں لیکن یہی دستور ہے۔ یہ سب آنحضرت کا تصرف ہے۔

نادرشاہ اور محمد شاہ کے لشکروں کا زبردست معرکہ

جب نادرشاہ سرہند سے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ تو کسی گاؤں یا قصبے یا شہر میں قتل و غارت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ہر جگہ ہزارہا باشندے قتل کئے۔ جب یہ قیامت اثر خبر بادشاہ نے سنی۔ کہ ؎

همه سپر تن و شمشیر دست تیر انگشت　　همه سپه شکن و دیو بند و پیل شکار
بسان مد یا لیکن به جمله صاعقه بار　　که دیده هرگز دریائے صاعقه کردار

سرہند سے گذر کر آ رہا ہے: قریب تھا کہ اس ہولناک خبر کو سن کر اس قوم کی سختی سے اس کا وجود گر جائے اور اس کی بنیاد اکھڑ جائے۔ اسی وقت اپنے وزیر کو خطاب قیومیت مآب:

marfat.com

حضرت بابر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ توجہ کے لئے التماس کرے۔ آنجناب نے سخت غضبناک ہو کر فرمایا کہ جب میں نے بڑی تاکید کر کے تمہیں کہا تھا کہ اب بھی نکلو تو بفضل خدا فتح تمہاری ہوگی۔ اس وقت تم نہ نکلے۔ اب جب موقعہ نکل گیا ہے تو فتح کے لئے دُعا کراتے ہو۔ اس نے بڑی عاجزی ظاہر کی۔ تو آنجناب نے اُن کی اس بے چارگی پر رحم کھا کر فرمایا۔ کہ اچھا اگر اب بھی استقامت چاہتے ہو۔ تو کامل تدبیر سے جنگ کرو۔ مخالف نیچا دیکھے گا۔ ہم نے تمہیں معہ بادشاہ اپنی دُعا کے ضمن میں لے لیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارا انجام بخیر کرے گا۔ بادشاہ نے ارکانِ سلطنت کو معہ لشکر نادر شاہ کے مقابلے پر بھیجا۔ چند روز بعد خود بھی شہر سے نکل کر اپنی فوج خاصے لے کر اس لشکر سے جا ملا۔ اور دہلی سے چوّن میل کے فاصلے پر کرنال میں صف آرائی کی۔[1] تین لاکھ سوار اور پیادے تھے

---

[1] کرنال کی جنگ (پانی پت کی دوسری لڑائی) ہندوستان کی تاریخ میں بڑی مشہور جنگوں میں مانی جاتی ہے نادر شاہ کی فوجوں کے سیلاب کے سامنے پہلی بار مغل بادشاہ محمد شاہ کا لشکر دیوار بن کر کھڑا ہوا۔ اور کرنال میں دونوں قوتوں کا آمنا سامنا ہوا۔ نادر شاہ ۱۳ فروری ۱۷۳۹ء ۱۱۵۲ھ کو کرنال کے قریب خیمہ زن ہوا۔ اس کے سامنے محمد شاہ بادشاہ اپنے نامور جرنیلوں صمصام الدین، بُرہان الملک سعادت خاں نظام الملک آصف خاں اور قمر الدین کو لے کر آیا۔ اس کے پاس دو لاکھ فوج تھی۔ جو ڈیڑھ لاکھ گھوڑوں سواروں، جنگی ہاتھیوں اور توپ خانے پر مشتمل تھی۔

نادر شاہ کی فوج اگرچہ تعداد میں کم تھی مگر تربیت یافتہ تھی۔ نظم و ضبط کی حامل تھی۔ محمد شاہ کی فوجوں اور سپہ سالاروں میں عیش و عشرت کی عادات گھر کر چکی تھیں۔ خود بادشاہ شراب اور زنا سے کاہل اور قوت ارادی سے محروم ہو چکا تھا۔ پہلے ہی ہلے میں اکثر سپہ سالار میدان سے بھاگ گئے۔ خان دوران کا بھائی مظفر خان میدان جنگ میں ثابت قدم رہا۔ مگر اس کے دس ہزار سپاہی مارے گئے۔ تو وہ بھی پسپا ہو گیا۔ جنگ تین دن رہی۔ مغل سپہ سالار مارے گئے۔ بُرہان الملک سعادت خاں

marfat.com

جن میں سے لاکھ سے زیادہ کابلی تھے۔ باقی ہندوستانی۔ بارہ میل میں لشکر پڑا ہوا تھا۔ یہی تھانی کہ جنگ یہیں کرنی چاہیئے۔ اس سے آگے بڑھنا قرین مصلحت نہیں۔ یہ رائے ضعیف صمصام الدولہ کی تھی۔ کیونکہ اسے اپنی جان کا ڈر تھا۔ ایک اس ڈر نے عملی صورت اختیار کی نادر نے اپنی فوج کو ترتیب دیا۔ اور محمد شاہ کے لشکر سے چھ میل کے فاصلہ پر صف آرا ہوا۔ محمد شاہ نے اپنے لشکر کو یوں ترتیب دیا کہ دائیں فوج صمصام الدولہ کے سپرد کی۔ بائیں فوج اعتماد الدولہ وزیر الملک کو سونپی۔ سامنے کی آصف جاہ نظام الملک کے زیر کمان تھی۔ درمیانی اور ادھر ادھر کی باقی امیروں کے ماتحت کیں۔ سنہ ۱۱۵۱ھ میں جنگ ہوئی۔

دو خسرو عناں در عناں آورند ره دوستی درمیاں آورند

(بقیہ حاشیہ) راجہ جھبو مل، خان دوراں گرفتار کرلئے گئے۔ خان دوراں زخموں کی تاب نہ لا کر قید میں ہی مرگیا یہ جنگ نہایت کم وقت میں شدید جانی نقصان پہنچا کر ختم ہوئی تھی۔ نادر شاہ نے قیدی جرنیلوں سے بہت اچھا سلوک کیا۔ انہیں اپنے ساتھ بٹھایا۔ برہان الملک نے اس حسن سلوک کا فائدہ اٹھا کر نادر شاہ کو اس بات پر آمادہ کرلیا۔ کہ اگر وہ یہاں سے ہی واپس چلا جائے تو اسے دو کروڑ روپیہ تاوان جنگ دیا جائے گا۔ وہ تیار بھی ہوگیا اس بات کی اطلاع محمد شاہ کے کیمپ میں بھیج گئی۔ اس نے مزید گفتگو کے لئے نظام الملک کو بھیجا۔ اس نے وہیں جاکر اس کامیابی کو اپنے حصہ میں ڈالا۔ اور محمد شاہ نے اسے وزیر اعظم بنا دیا۔ مگر جب برہان الملک کو یہ پتا چل گیا۔ اور اس نے نادر شاہ کو دہلی کی دولت کے تذکرے سے ورغلانا چاہا۔ چنانچہ نادر شاہ نے فیصلہ کیا کہ وہ چند روز کے لئے دہلی جائے گا۔

چنانچہ سعادت خان نے نادر شاہ کو مشورہ دیا کہ پہلے لشکرگاہ میں محمد شاہ بادشاہ اور آصف خان نظام الملک کو بلا کر گرفتار کرلیا جائے۔ چنانچہ نادر شاہ نے محمد شاہ کو دعوت دی اور محمد شاہ نظام الملک کے ساتھ اپنی کیمپ میں آگیا۔ دونوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے خزانوں کی چابیاں چھین لیں۔ اور اب مہمان بن کر دہلی کو روانہ ہوا۔ نادر شاہ دہلی کے باہر ہی رک گیا۔ اور محمد شاہ کو استقبال کی تیاریوں کے لئے شہر میں بھیج دیا گیا۔ محل سجایا گیا۔ نادر شاہ

marfat.com

ایک کارکن سلطنت برہان الملک مدت سے مشرقی علاقے کا حاکم تھا۔ اس نے پوشیدہ طور پر نادر شاہ سے خط و کتابت کی تھی۔ شاہجہان آباد سے نکل کر محمد شاہ نے اسے بلایا۔ وہ تیس ہزار سوار لے کر ساتھ آیا۔ ابھی وہ خیمے وغیرہ بھی نہ لگانے پایا تھا کہ نادر شاہ کی فوج نے آ کر اُسے غارت کر دیا۔ برہان الملک نے یہ سن کر بادشاہ سے لڑائی کی اجازت لی۔ بادشاہ نے کہا آج کا دن ہمارے لئے اچھا نہیں۔ کیونکہ دشمن نے تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔ کل خاطر جمع سے فوج کو ترتیب دے کر اور سامان ٹھیک ٹھاک کر کے جنگ کرنا۔ لیکن اس مکار نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ آج میں نہ لڑوں۔ تو میری عزت نہیں رہتی بے عزتی کا باعث ہے۔ یہ کہہ کر بادشاہ سے اٹھ آیا۔ اور اس فوج پر حملہ آور ہوا۔ جس نے اس کا مال و اسباب غارت کیا تھا۔ لیکن وہ عمداً بھاگ اُٹھے۔ اس نے ان کا پیچھا کیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی۔ تو اس کی مدد کے لئے اور فوج مقرر کی۔ جو زیر کمان صمصام الدولہ و دیگر امرار روانہ ہوئے۔ اس کے بھائی منظفر خاں کو بھی ایک لشکرِ کثیر دے کر مدد کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی نظام الملک اعتماد الدولہ اور تمام ارکان سلطنت سمیت، ساری مغلیہ اور تورانی فوج لے کر لشکر سے نکلا۔ جب نادر شاہ کی فوج برہان الملک سے شکست کھا کر بھاگی اور انہوں نے تعاقب کیا اور صمصام الدولہ مع بھائی اور دوسرے امرار کے اس سے جا ملا تو اتنے میں نادر کی ساٹھ ہزار فوج جو گھات لگائے بیٹھی تھی اچانک ان پر حملہ آور ہوئی اور شکست خوردہ فوج بھی مُڑ کر لڑنے لگی۔ اور نادر شاہ نے اپنے تمام امرار کو بھیج دیا۔ اور خود بھی فوج لے کر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ امرائے ہند کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ ایک تو وہ خود لشکر سے جلدی سے نکلے تھے۔ دوسرے بہت سا لشکر فتح کی امید پر ان سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور لوگ بادشاہ

(بقیہ حاشیہ) اپنے بارہ ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ دہلی میں داخل ہوا۔ اور فوج کو اہم مقامات پر متعین کر دیا کہ شہر میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہو۔ (از تاریخ پنجاب)

marfat.com

کو فتح کی مبارک باد دے رہے تھے۔ جب امرار نے نازک موقعہ دیکھا تو پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے اور انہوں نے بدرجہ غایت کوشش کی۔ ہندی تلوار سے بہت سے ایرانیوں کے سر قلم کئے بعدازاں بڑے گھمسان کا معرکہ ہوا۔ زمین پارے کی طرح لرزنے لگی۔ اور آسمان مردان جنگی کے شور سے ہل گیا تھا۔ دریا مارے گوں کے خشک ہو گئے۔ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ پہاڑ درخت کے پتوں کی طرح ہلنے لگے۔ زمین کے ساتویں طبقہ کی چیزوں میں بھی تہلکہ مچ گیا کروبی فرشتے خلقت کی حیرانی و پریشانی دیکھ کر تسبیح و تہلیل سے باز رہے۔ گردوغبار اس طرح اٹھا کہ شب دیجور کا نقشہ جما ہوا تھا۔ قریب تھا کہ مہمیزوں اور بہادروں کے نعروں اور طبل و تفنگ کی آواز سے کرۂ زمین کے اجزار اُڑنے کو تھے۔ زمین و زمان میں زلزلہ سا آگیا۔ اور رستم و افراسیاب کی لڑائی کا نقشہ تھا۔ دارا اور سکندر کی لڑائی اس کا ادنے نمونہ تھی ؎

برآمد ز کوس سحانی خروش | درآمد سپاہی ریاحیں بجوش
رُخِ خویشتن ابر در بم کشید | بدعوائے کمانہائے رستم کشید
شدہ تیر باران ور ستم کماں | مسلح بہ تیرِ کماں آسماں
نہاں گشت در آہن میغ و مہر | بجوشید زاں ابر جوشن سپہر
ز آشوب باراں جوشن سحاب | ہمہ جوشن و خود گردید آب
برآمد خروشش خنم ہفت جوش | بجوش اندر آمد سپہ را خروش
غبار لورد درد بر آمد بماہ | تزلزل در آمد پے راہ و راہ
ز جنبیدن آں سپاہ گراں | بجنبیدہ گیتی گراں تا گراں!
ز پرواز ناراں طغرل شکار | زمین و زمان سر بسر بے قرار
خرامیدن شرزہ شیران مست | کمرگاہ گاوِ زمین نے شکست
زمیغ سم خنگ برنا و پیر | بر دلپشت ماہی شدہ نقش گیر

marfat.com

دراں سہم گیں آتش رستخیز — کزاں بود شیرے غریں در گریز
زسم ستورانِ ہر دو سپاہ — تزلزل در آمد بنادر دگاہ
ز ہر دو طرف شیون انداختند — ہژبرانہ بریکدگر تاختند
دراز یکہ فتنہ پر شد بلند — کہ رحمت نیاید پدید از گزند
نہاں گشت از سختی آں مصاف — مروت چو سیمرغ در کوہِ قاف
سر سینہ پر دلاں سینہ سوز — شدہ خاک شمشیرہا تیرہ روز
اجل آمد از آسماں بیگماں — کمیں کردہ در گوشہائے کماں
غبارِ سپہ بردہ بر مہر دمہ — زمین پُر نم و آسماں بستہ راہ
زخوں گل شدہ جلوہ گاہِ مصاف — فرو رفتہ اسپاں دراں تا بناف
سم بادپایاں شدہ فرق سائے — سر سرکشاں ماندہ در زیر پائے
پذیرفتہ بنیاد مردم خلل — کشادہ شدہ دستگاہ اجل
زمین گشتہ افتادہ برخاک راہ — شدہ عرصۂ رزم گاہ قتل گاہ
فتادند ہژبراں اسپاں یلہ — زاسپ و یلہ ہر طرف صد گلہ
رواں کرد دریائے چوں مرد جنگ — شناورہ ہزاراں در آنجا نہنگ
یلانہائے ایراں دراں خون و خاک — زشمشیر ہندی شدہ چاک چاک
زرہ برتنِ مرد خون ریختہ — چو غربال گردِ فنا بیختہ
ز در تیزہا شاں مروتانہ مہر — چو باراںِ مسردہ مہرہ زہر
شدہ گردہ سر بالش ہائے شاں — بصد درد و غم زیر سرہائے شاں
دلیران ایراں ہمہ دردناک — شد از فوج ہندی ہمہ زخمناک
چناں کشتہ گشتند پنہاں نگون — کہ سرہا رواں چو در جوئے خون

ہندوستان کے امیروں نے اہلِ ایران پر کچھ ایسے حملے کئے کہ وہ حواس باختہ ہو گئے۔ اور

marfat.com

نادر شاہ کے بہت بڑے امراء اور ارکان سلطنت قتل ہوگئے۔ ہزارہا ایرانیوں نے ہندی تلوار کی کاٹ سے موت کا ناگوار شربت چکھا۔ جو باقی رہ گئے وہ گلی کوچوں میں چرغ اور گدھ کی طرح مجروح اور نالاں تھے ؎

سپہ ہر زماں پُر آشوفتند — زمژگانِ دِل خوں ہمے رِیختند

فراواں ز ہر دو سپہ کشتہ شُد — سرے تخت ایرانیاں کشتہ شد

قریب تھا کہ نادر شاہ بھاگ اُٹھے کیونکہ اس کی بہت سی فوج بھاگ کر اپنے بقیہ جتھے سے جا بھی ملی۔ لیکن چونکہ حکیم علی الاطلاق کے ارادہ میں سلطانِ ہند اور اس کی رعایا کی مذلت تھی اسے کیونکر تبدیل کر سکتے تھے۔ نمک حرام برہان الملک جسے جلدی ہی نمک حرامی کی سزا مل گئی، معہ اپنی تمام فوج لشکر سے جدا ہو کر نادر شاہ سے جا ملا۔ صمصام الدولہ اور اس کا بھائی حتی المقدور جنگ میں کوشش کرتے رہے۔ اُن کی فوجیں بہتیری تتر بتر ہوئیں۔ اور صمصام الدولہ کے ہمراہی امیر بکثرت قتل ہوئے لیکن پھر بھی جو باقی رہ گئے تھے انہوں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ اور بہتوں کو قتل کیا۔ اور بہادری اور دلیری کو اس جنگ میں مثالیں قائم کیں۔ اگر افراسیاب اس وقت ہوتا تو اس کا حلقہ بگوش غلام بن جاتا ؎

ہر کجا رِش نمودے مریلاں را دست یرد — ہر کجا تیغش بدادے مرعدو را یادگار

بیضۂ مغفر شکستی در سر شیرانِ رزم — جیبہ جوشن دریدے در سر مردانِ کار

جب ایران کی فوج نے سپہ دار ہند کو نرغے میں لے لیا اور اس کا بھائی باقی فوج سمیت قتل ہوا۔ تو صرف پانسو آدمی باقی رہ گئے۔ محمد شاہ اور ارکانِ سلطنت جو کھڑے تھے انہوں نے بھی ان بے چاروں کی مدد نہ کی۔ بادشاہ تو ان کی مدد کرنا چاہتا تھا لیکن ارکانِ سلطنت نے پرانی دشمنی اور عداوت کی وجہ سے بادشاہ کو اس سے باز رکھا۔ حتیٰ کہ بے چارے یہ بھی ضائع ہوگئے ؎

دقیقہ کم شود در سرکشاں خرد — روز یکہ نگار زریں پُردلاں رواں

marfat.com

وآں آب منجمد کہ سنانست نام او — از تف حملہ در رگ جاناں شود رواں

در تازئ ہکرانہ چو شیران جنگ جو — گوپال بر زبین زنی و بانگ بر زماں

آں لحظہ کہ ں نیارد پائے تو جز رکیب — و آنہ در اکس بگیر دوست تو جز عناں

ضرورتاً بعض فدائیوں نے ارادے کی باگ بادشاہی لشکر کی طرف موڑی لیکن مارے زخموں کے نڈھال تھے۔ ؎

سپہ دار چوں بخت برگشتہ دید — سواران ہندی ہمہ کشتہ دید

زخود برکشار ہوئے یورت شتافت — از ایرانیاں کام کینہ بتافت

شد آں دد نگہ سر بر جوئے خون — علمہائے سلطان دہلی نگون

صمصام الدولہ جنگ کے تیسرے روز ہی محمد شاہ سے علیحدہ ہو گیا۔ جسے سن کر بادشاہ کو سخت افسوس ہوا۔

نادر شاہ کی فتح اور محمد شاہ اور نظام الملک کی گرفتاری

جب نادر شاہ کو ایسی فتح نصیب ہوئی جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی تو دل کو مضبوط کر کے محمد شاہ کے لشکر کے گرد و نواح اپنا لشکر مقرر کیا۔ کہ رسد رسانی کا سلسلہ بند کر دے اور جو شخص لشکر سے نکلتا یا اس میں آنا چاہے اسے قتل کر دے۔ اور بارہ ہزار سوار اس بات کے لئے مقرر کئے کہ محمد شاہ کے لشکر اور شاہجہان آباد کے مابین دیہات اور قصبات کو تاخت و تاراج کریں۔ اور وہاں کے باشندوں کو قتل کریں۔ شہری اور لشکری آدمیوں کو ایک دوسرے کی خبر نہ لینے دیں۔ چنانچہ لشکر والوں کو دارالخلافہ کی خبر نہ تھی، اور دارالخلافے

marfat.com

والوں کو لشکر کے حال کی واقفیت نہ تھی۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی توجہ

ان دنوں اہل دہلی خاص کر وزیر آصف جاہ اور نظام الملک کے متعلقین قیومیت مآب حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بہت منت و سماجت کرتے تھے اور آنحضرت جناب انہیں تسلی دیتے تھے کہ خاطر جمع رکھو کہ بادشاہ۔ وزیر اور نظام الملک تینوں بخیریت شہر میں داخل ہونگے ہم نے انہیں اپنی دعا کے زیر سایہ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ انجام بخیر ہوگا۔ اس خوشخبری سے لوگوں کو اطمینان ہوا۔

میرے (مصنف) بڑے بھائی مخدومی واعظمی خواجہ محمد احسن بھی لشکر ہندوستان میں تھے بلکہ صمصام الدولہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ اس واسطے ہمارے گھر میں بھی گھبراہٹ تھی۔ لیکن سلطان الاولیاء نے بارہا خوشخبری دی کہ محمد احسن جلدی ہی بخیر و عافیت واپس آئے گا۔ اس واسطے گھر والوں کو تسلی تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں بعد بادشاہ وزیر الملک اور میرے بھائی بخیر و عافیت سے داخل شہر ہوئے۔

دہلی کے رہنے والے جانوں سے تنگ آگئے

جب لشکر ہند کا ناک میں دم آگیا۔ اور رسد وغیرہ پہنچنی بالکل بند ہوگئی۔ اور ہزارہا باشندے ہر روز بھوکے مرنے لگے اور لشکر کے اچھے اچھے آدمی اونٹ، گھوڑوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت سے قوت لایموت بنانے لگے۔ تاکہ بعض اوقات یہ بھی میسر نہ آتا تھا۔ اور گرداگرد نادر شاہ کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ لشکر سے کوئی چیز باہر لے جائے یا اندر پہنچائے۔ تو نظام الملک نے نادر شاہ سے ملاقات کی اور اس بات پر صلح کرنی چاہی کہ بیس لاکھ روپیہ بطور تاوان جنگ اور دریائے سندھ پار کا علاقہ نادر شاہ کو دیا جائے۔ نادر اس بات پر راضی ہو گیا۔ بشرطیکہ محمد شاہ ملاقات کرے۔ نظام الملک نے اس بات کو منظور کرکے واپس آیا

marfat.com

دوسرے دن بادشاہ کو معہ اس کے چند مخصوصوں کی شرط کے موجب نادر شاہ کے پاس بھیجا۔ اگرچہ سارے لشکر کی یہ مرضی نہ تھی کہ بادشاہ نادر شاہ کے پاس جائے۔ اعلیٰ سے ادنیٰ تک تمام نے روکا۔ اور بادشاہ کی باگ پکڑ کر رونے لگے۔ لیکن کچھ مفید نہ پڑا۔ بادشاہ نے نظام الملک کو معہ تمام ارکانِ سلطنت رخصت کیا۔ اور خود اپنے چند خاصوں کے ساتھ نادر شاہ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا۔

میدانِ جنگ میں فاتح نادر شاہ کی نصیحت

جب اس کی آمد کی خبر نادر شاہ کو ہوئی تو اپنے بیٹے کو معہ تمام ارکین سلطنت اور امرا و وزرا کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے لشکر میں لایا۔ خود نادر شاہ نے اپنے خیمہ خاص سے نکل کر اس کا استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع اور تعظیم سے مسند پر اپنے برابر بٹھایا۔ دلاسا اور تسلی دے کر بہت سی عمدہ عمدہ نصیحتیں کرنی شروع کیں۔ چنانچہ کہا۔ کہ اول جبکہ میں نے تمہارے ملک کا رخ کیا تو تمہیں ہماری مطلق خبر نہ تھی۔ پھر جب میں داخل ہوا تو تم نے جان بوجھ کر غفلت کی حتیٰ کہ میں تمہاری خواب گاہ تک آ گیا۔ تب تمہیں تھوڑی سی خبر ہوئی۔ اور حرکت مذبوحی کی۔ امور سلطنت اور جہانبانی میں اس قدر غفلت مناسب نہیں۔ دوسرے یہ کہ شراب پینا چھوڑ دو۔ کیونکہ بادشاہ خلق اللہ کے پاسباں ہوا کرتے ہیں اور شراب عقل کو کھو دیتی ہے۔ حیف ہے کہ پاسباں ہو کر غفلت کرے۔ ؎

کہ چوں شد او خراب انگور ولایت کے تواند داشت معمور

تیسرے یہ کہ بادشاہوں کے لئے وقار ضروری ہے۔ تاکہ سلطنت پر ان کا رعب ہو۔ ؎

ہمہ سرمایۂ شاہی وقار است شہ آں باشد کہ چوں کوہ استوار است

بادشاہ سے کوئی ایسی حرکت ظاہر نہیں ہونی چاہیئے جو باعث خفت ہو۔ ڈاڑھی منڈانا سب سے بڑی سبکی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے ترک کرو۔ دیگر یہ کہ تم نے وزیروں

marfat.com

کو اس قدر ملک دے رکھا ہے کہ اپنے برابر کر دیا ہے۔ سب مغرور ہو کر تمہارے حکم سے سر پھیرتے ہیں۔ اس کے عوض سپاہ کو دو کہ تمہارے کام آئے۔ امراء کو صاحب خزانہ کرنا سوائے نقصان کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمہاری سلطنت کمزور ہو گئی ہے۔ اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کر کے محمد شاہ کو رخصت کیا۔ بادشاہ جب اپنے لشکر میں آیا۔ تو ہندوستانی سپاہیوں کی جان میں جان آئی۔ دوسرے دن محمد شاہ نے صمصام الدولہ کی امیر الامرائی نظام الملک کے بیٹے فیروز جنگ کے سپرد کی۔

برہان الملک کا نادر شاہ کو خطرناک مشورہ

برہان الملک یہ سن کر بہت کڑھا۔ کیونکہ وہ آپ آسامی کا امیدوار تھا۔ اس نے نادر شاہ کو کہا کہ بادشاہ ہند میں آیا۔ اس ملک کو فتح کیا۔ خدا مبارک کرے لیکن افسوس ہے کہ شاہجہان آباد جیسے بے نظیر شہر کی سیر نہ کی۔ میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ جس قدر رقم انہوں نے بطورِ تاوانِ جنگ دینی منظور کی ہے۔ شہر چل کر اس سے سو گنا دوں گا۔ نادر نے پوچھا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا۔ نظام الملک کو بلا کر بٹھا لو پھر جو مانگو گے مل جائے گا۔ کیونکہ ہندوستان میں سوائے نظام الملک کے اور کوئی نہیں۔ اس کے سوا بادشاہ اور وزیر دونوں محض کٹھ پتلی ہیں۔ چنانچہ نظام الملک کو پکڑ منگایا اور کہا اب مصلحت یہی ہے کہ محمد شاہ کو بلاؤ۔ نظام الملک نے جب دیکھا کہ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے تو مجبوراً بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ اگر کچھ آپ سے ہو سکتا ہے تو کر گذرو ورنہ خود آجاؤ۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے ہو کر رہے گی۔

محمد شاہ گرفتار ہو گیا

جب بادشاہ نے دیکھا کہ لوگ بھوکوں مر رہے ہیں اور اناج نام کو نہیں ملتا تو مجبوراً جواہر دیا قوت ہاتھیوں پر لاد کر نادر شاہ کے پاس لے گیا۔ اور کہا کہ میں حاضر ہوں۔ جو تمہاری مرضی میں آئے کرو۔

marfat.com

لیکن اس قدر بندگانِ خدا کو جو میرے سبب ہلاک ہو رہے ہیں، چھوڑ دو۔ نادر شاہ نے بادشاہ کو اطمینان دلایا۔ اور بڑی عزت سے خیمے میں نظر بند کیا۔ اس خیمہ کے گرد اپنے سپاہی بٹھا کر حکم دیا کہ سوائے بادشاہ کے خاصوں یا مقرب امراء کے اور کوئی آدمی ان کے پاس نہ آئے۔ اور نہ بادشاہ کسی کو بلائے۔ جب یہ وحشت اثر خبر محمد شاہ کے لشکر میں پہنچی، تو تمام گھبرا اُٹھے۔ اور رونے لگے۔ ؎

دریغا کہ شد ملک شوریدہ بخت　　دریغا کہ خالی شد از شاہ تخت
دریغا کہ سلطان کشور نماند　　دریغا ضیاء ملک اختر نماند
دریغا کہ از باغ شاہنشہی　　بنا کام بہ شکست سرو سہی
چرا دل بندد بمہر جہاں　　کہ نا پائدار است نامہرباں
چنیں است رسم جہاں نادرست　　گہے پشت بر زین گہے زیں برپشت

دوسرے دن نادر شاہ نے اپنے سپاہی بھیج کر محمد شاہ کا تمام مال و اسباب اور زر و جواہرات اور خزانہ وغیرہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ بعد ازاں وزیر اعظم ہند اعتماد الدولہ کو بھی بلا بھیجا۔ اکثر امیروں نے جو اس وقت لشکر میں تھے۔ وزیر سے عرض کیا کہ اب بھی ہماری فوج کی تعداد کافی ہے۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو جو سپاہی آئے ہیں انہیں دور کر دیا جائے۔ پھر جو مناسب سمجھیں کریں۔ وزیر نے کہا۔ اب موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ یہ باتیں اب کام کی نہیں۔ یہ کہہ کر وزیر اٹھا اور اپنے سپاہیوں کو کہنے لگا۔ کہ جہاں تمہاری مرضی ہے چلے جاؤ۔ اور خود چند ایک آدمی لے کر نادر شاہ کے لشکر کی راہ لی۔ اور شاہ ایران کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اسے بھی وہیں بٹھا دیا گیا جہاں محمد شاہ اور نظام الملک بیٹھے تھے۔ وزیر کے چلے جانے کے بعد لشکر میں استقلال نہ رہا۔ جس کا جدھر رُخ ہوا بھاگ گیا۔ لیکن پھر بھی بے چاروں کو نجات نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ سو سو کوس گرد و نواح تک نادر شاہ کی فوج تاخت و تاراج کر رہی تھی۔ جو ہندی سپاہی ملتا اُسے قتل کر دیتے

marfat.com

چنانچہ یہاں سے دہلی تک شہر کے قتل عام کے علاوہ چار لاکھ آدمی قتل ہوئے[1]

---

[1] نادر شاہ درانی کے حملہ کی تباہ کاریوں سے مغل سلطنت کی بنیادیں ہل گئیں۔ دوسری طرف مسلمان معاشرے میں جو زبوں حالی آئی اس کے اثرات صدیوں رہے۔ نادر شاہ کے معاصر مؤرخین نے سلطنت مغلیہ کی تباہی اور دارالسلطنت دہلی میں قتل عام کے واقعات کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تو نادر شاہی تباہی کے حملہ سے پہلے ہی پیش گوئی کر دی تھی۔ انہوں نے اعیان سلطنت کو خبردار کر دیا تھا کہ آباد بستیاں برباد اور تباہ ہو جائیں گی۔ ایسی آفت آئے گی کہ اس کا علاج ارکان سلطنت نہ کر سکیں گے پھر ایسا ہی ہوا کہ دارالسلطنت دہلی آفت کی زد میں آگیا۔

شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی میں لکھا ہے کہ "نادر شاہ کے سپاہی جس جاندار کو پاتے خواہ وہ انسان ہوتا یا حیوان قتل کر دیتے۔ انہوں نے کتے بلیوں تک کو نہ چھوڑا۔ شہر کے مکانوں اور بازاروں کو آگ لگا دی۔ قتل ہونے والوں کے پشتے کے پشتے لگ گئے۔ چاندنی چوک میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔"

نادر نامہ ۱۱۵۶ھ/۱۷۴۳ء میں لکھا گیا کہ نادر شاہ کے سپاہیوں نے محلوں اور گھروں کو لوٹنے کے بعد آگ لگا دی۔ اور اس قدر دست درازی کی کہ اس سے بڑھ کر تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس نادر شاہی طوفان سے بچنے کے لئے بہت سے لوگ دہلی کی جامع مسجد میں چلے گئے۔ مگر نادر شاہی سپاہیوں نے وہاں بھی پہنچ کر ایک ایک کو قتل کیا۔ اور ایک شخص بھی زندہ نہ بچا۔ جب مسجد سے لاشوں کو صاف کیا گیا تو چھ سو بیاسی لاشے اٹھانے پڑے۔ ان میں علماء و فضلاء، اولیاء، استاد، مرید اور مرشد سب تہ تیغ کر دیئے گئے۔ عوام الناس کے قتل کے علاوہ نادر شاہ نے ارکان سلطنت کو بلا بلا کر ان کے پیٹ چیر دیئے بعض کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ بعض کی گردنیں کاٹ کر قتل کر دیا گیا۔ تاریخ نادری میں نادر شاہ کی واپسی پر صوبہ لاہور کا نقشہ بھی کھینچا ہے کہ "پنجاب" کو خاک برابر کر دیا۔ شہروں کے شہر خالی ہو گئے۔ نادر شاہی سپاہی جس بستی میں جاتے ہر متنفس کو بے دریغ قتل کر دیتے اور بستی کی یہ حالت ہوتی "گویا در آنجا گاہے آبادی نبود۔"

جب بادشاہ کے نظر بند ہونے کی خبر حضرت

قیوم چہارم کی دُعا پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے سنی ۔ تو بہت افسوس کیا۔ اہل شہر کے ورد زبان حسب ذیل شعر پڑھا۔ ؎

خسروشاں وجہ شاں ویلہ کناں بصد درد و غم دست برسر زناں

اور نہایت عاجزی سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ کے لئے درخواست کی۔ آنجناب نے بہت توجہ اور دعا کے بعد فرمایا۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ کسی اور کو بادشاہ نہیں ہونے دیں گے۔ فضل الٰہی سے امید غالب ہے کہ پھر بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھے گا۔ اہل شہر کو آنحضرت کے فرمانے سے تسلی ہوئی۔

مغل پورہ حضرت خلیفۃ اللہ کی وجہ سے دارالامان بن گیا مغل پورہ کے لوگ ان دنوں بکثرت بھاگ رہے تھے کیونکہ مغل پورہ دہلی کے شمال کی طرف تھا۔ اور بادشاہی فوج کے شہر میں داخل ہونے وقت پہلے مغل پورہ ہی رستے میں آتا ہے۔ اس واسطے لوگ اس محلہ کو چھوڑ کر احتیاطاً قلعہ کے اندر جا رہے تھے۔ آنحضرت نے بہتیرا فرمایا کہ مغل پورہ ہر طرح سے محفوظ ہے اس کے چاروں طرف فرشتے مقرر ہیں۔ جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کے قول کو نص قاطع سمجھتے تھے وہ تو یہیں رہے لیکن جن کے یقین ٹھیک نہ تھے۔ وہ کچھ تو چلے گئے اور بعض نے اپنے اہل و عیال کو کہیں بھیج دیا۔ جو لوگ مغل پورہ سے نکلے وہ یا تو قتل ہوئے یا بلائے عظیم میں گرفتار ہوئے اور جو اسی محلہ میں رہے۔ انہیں کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہوئی۔ ان دنوں مغل پورہ آنجناب کی برکت سے گویا نوح علیہ السلام کی کشتی بنا ہوا تھا۔ کہ جو اس میں بیٹھا بچ رہا۔ اور جس نے مخالفت کی ہلاک ہوا۔ ؎

چو کشتی نوح آں رسول خدا مصون گشت آں مسکن رہنما

سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ نادر شاہ کا لشکر مغل پورہ کے قریب شہر کے باہر پڑا۔ ہمت

marfat.com

اور مغل پورہ میں سے ہو کر گذرتا تھا لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ مغل پورہ میں سے کسی کو پوچھے کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔ جب اس محلہ سے باہر نکلتے تو پھر ظلم و تعدی کرتے۔ باقی تمام شہر میں غلہ میسر نہ ہوتا۔ اگر کہیں تھا بھی تو چھپا کر گراں قیمت پر فروخت ہوتا تھا مغل پورہ میں دکانیں کھلی تھیں۔ اور علانیہ سستا فروخت ہوتا تھا۔ تمام شہر کے بازار بند تھے۔ لیکن مغل پورہ کے کھلے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان دنوں شہر میں نادری فوج کے ڈر سے لوگ مسجدوں میں نماز باجماعت ادا نہ کرتے تھے۔ بلکہ اکثر مسجدیں خون سے اٹی ہوئی تھیں۔ اور مُردوں سے پٹی ہوئی تھیں۔ کیونکہ لوگ جان کے ڈر سے مسجدوں میں چھپتے تھے۔ اور وہ بدبخت مسجدوں میں بھی گھس کر انہیں قتل کر جاتے تھے۔ لیکن خانقاہ میں کتے تھے۔ جو آئے وہ دینی و دنیاوی تکلیف سے محفوظ رہتے۔ یہ بھی آنحضرت کی کرامت تھی

القصہ نادر شاہ نے برہان الملک اور وزیر ہند کے چچازاد بھائی ظہیر الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کی خاطر بھیجا۔ اور ایک ہزار اپنے سپاہی ان کے ساتھ کر دیئے۔ جنہوں نے آکر شہر کا بندوبست کیا۔ اور نادری سپاہیوں کو حفاظت کے لئے بھیجا۔ جب نادری آدمیوں کے قبضے میں قلعہ آگیا۔ تو ان بدبختوں نے شہر میں ظلم و ستم اور زیادہ کر دیا۔ برہان الملک اور ظہیر الدولہ نے اپنے اچھے اچھے آدمیوں کو آنحضرت کی خانقاہ بلکہ تمام مغل پورہ کی حفاظت کی سخت تاکید کی کہ کوئی شخص خانقاہ میں نہ آنے پائے۔ نادر شاہ ان دونوں کو بھیجنے کے بعد خود بھی دارالخلافہ کی طرف روانہ ہوا۔

marfat.com

دارالخلافت دہلی میں قتل عام

مؤرخین نے جہان کے احوال پر اختلال اور حادثات عظیمہ تواریخ کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ بخت نصر کا بنی اسرائیل کو قتل کرنا۔ پھر اس کا فارس پر قابض ہونا۔ چنگیز خاں کا ایران اور توران پر غالب آنا۔ اور اس کا ان ممالک میں خونریزی کرنا، ہلاکو خاں کا عراق پر چڑھائی کرنا اور خلفائے بنی عباس کو قتل کرنا۔ اگر گذشتہ واقعات کا مقابلہ نادری کشت و خون سے کیا جائے تو اغلب ہے کہ یہ اُن سے بڑھ جائے۔ کیونکہ گذشتہ حادثات میں صرف قتل ہی تھا لیکن اس میں پہلے طرح طرح کا عذاب دے کر پھر قتل کیا جاتا تھا۔ بے عزتی، بے حرمتی اور بے ستری اس کے علاوہ تھی۔ جو ہتک عزت ہندو مسلمان کی نادر شاہ کی قتل و غارت میں ہوئی کسی گذشتہ لڑائی یا ظلم میں ایسی نہ ہوئی۔ بلکہ ان کا لکھنا بھی مناسب معلوم نہیں۔ اتنی تکلیفوں، مصیبتوں اور عذاب کے بعد قتل کئے جاتے تھے۔ نیز گذشتہ حادثات کسی ایک یا دو ممالک تک محدود تھے۔ صرف چنگیز خاں کا فتنہ و فساد کئی ممالک تک پہنچا لیکن پھر بھی نادر شاہی قتل و غارت سے زیادہ نہ تھا۔ کیونکہ اس میں تقریباً تمام جہان شامل تھا۔

نادر شاہ کے ایران پر غالب آنے سے لے کر شاہجہان آباد میں داخل ہونے تک حسب ذیل ممالک کو اس کے لشکر سے نقصان پہنچا۔ وہ یہ ہیں:۔ ایران، توران، ہمدان، جرجان، آذربائیجان، قم، کاشان، ہیاطل، خیاطل، حاجی، خجند، رشت، تشق، شروان نہاوند، اور گنج، گرد و نواح قپچاق، سپاق، فارس، یاروس، عراق، عرب، عجم، روس،

marfat.com

طوس، قزوین، سلطانیہ، کرخ، رملخ، کیلانات، خوارزم، ملکری، دشت بے، سعد چترال، پکیح، مکران، دلرسان، کردسان، اتروستان، مازندران، ملوان، خراسان بدخشاں، نیمروز، سیستاں، قہستاں، سجستاں، طبرستاں، ترکستاں، اور ہندوستان وغیرہ جہاں کہیں اس کا لشکر پہنچا، قتل وغارت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بادشاہ رعایا، وضیع وشریف، چھوٹے بڑے، غرضیکہ کوئی ہو۔ سب کو ہزار ہا طرح کا عذاب دے کر بُری طرح قتل کیا۔ گویا قیامت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ اب میں ان واقعات کا بیان لکھتا ہوں۔ یونادرشاہی لشکر کے شاہجہان آباد میں داخل ہونے سے وقوع میں آئے۔ جن دنوں محمد شاہ اور نادرشاہ ایک دوسرے کے مقابل پڑے تھے۔ اور لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔

دہلی کی تباہی کی دردناک خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ آج صبح کی نماز کے بعد ایسا معلوم ہوا ہے۔ کہ سیاہ رنگ کا بگولا شمال کی طرف سے اٹھا اور اس شہر میں آیا۔ یہاں کے لوگ دیکھ کر گھبرائے۔ حتیٰ کہ اس بگولے سے شہر میں تاریکی پھیل گئی۔ صرف خانقاہ اور اس کے گردونواح (مغل پورہ) پہ اس کا اثر تک نہیں ہوا۔ یہ بیان کر کے اس کی تعبیر یوں فرمائی۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہو گی۔ لیکن حق تعالیٰ اس محلے کو اس بلا سے نجات دے گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ مغل پورہ آنجناب کی توجہ سے بالکل محفوظ رہا۔

فاتح اور مفتوح دہلی میں داخل ہوتے ہیں نادرشاہ شاہجہان آباد سے چھ میل کے فاصلے پہ آ گیا۔ اور محمد شاہ کو معہ ارکان سلطنت ایک روز پہلے شہر میں بھیجا اور اپنے ایک ہزار سپاہی اس کے ساتھ کئے۔ اگرچہ شہر میں داخل ہوتے وقت سواری کی آرائش اور زینت بے ترتیب تھی۔ لیکن نہایت عزت سے بادشاہ کو تخت پہ بٹھا کر شہر میں لائے۔ اُمرا بھی اپنی

marfat.com

اپنی فوجوں سمیت بادشاہ کے ساتھ تھے۔ شہر میں داخل ہوتے وقت لوگ بادشاہ کو سلام کرتے تھے۔ بادشاہ ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کرتا تھا کہ سلام نہ کرو۔ یہ عجیب حالت ہے کہ جاہ و حشم کے باوجود اپنی باگ دوسرے کے ہاتھ میں دے رکھی تھی۔ اپنے آپ کو مخالفوں کے رو برو ذلیل کرنا بعید از عقل ہے۔ بہر حال بادشاہ اپنے خاص قلعہ میں اُترا۔ امراء بھی اپنے اپنے مکانات میں اترے۔

دہلی والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی

نادری سپاہیوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ ان کے ظلم و ستم کی خبر بادشاہ کو ہوئی لیکن پھر بھی وہ ظلم و تعدی سے باز نہ آئے۔ جب بادشاہ شہر میں داخل ہوا۔ تو اس کے دوسرے روز ۹ ذوالحجہ کو نادر شاہ بھی وہاں آگیا۔ گویا قران السعدین بن گیا۔ نادر نے حکم دیا کہ میری سواری کے وقت تمام بازار، کوچے، مکان اور دریچے وغیرہ بند ہوں۔ اگر کوئی کسی حیلے سے مجھے دیکھے گا تو قتل کیا جائے گا۔ اس کے خاص خیمے سے لے کر قلعے تک دو رویہ توپ بندوق کا پہرہ تھا۔ جو بادشاہ کے گذرتے وقت سر ہوتی تھیں۔ قلعہ میں داخل ہوتے وقت قطعی حکم دیا کہ شہر اور قلعہ کا بارود خانہ بالکل خالی کر دیا جائے۔ اس روز عجیب قسم کا شور و غوغا تھا۔ نادری سپاہی لوگوں کے گھروں میں بے دھڑک گھس آتے اور گھر والوں کو نکال کر خود قابض ہو جاتے۔ خلق اللہ نہایت اضطراب اور تہلکہ میں تھی۔ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو ایک نے یہ افواہ اڑا دی۔ کہ "جب بادشاہ قلعہ میں داخل ہوا اور بارود وغیرہ خرچ کیا گیا۔ تو گولی لگنے سے نادر شاہ مر گیا ہے۔"

دہلی والوں کا جوابی حملہ

شہر والوں نے جب یہ سنا تو شور مچ گیا۔ جہاں کہیں نادر شاہی لشکر تھا قتل کیا گیا۔ چنانچہ کئی ہزار قزلباش قتل ہو گئے۔ اور شہر کے اچھے اچھے امیر مثلاً" اعزخاں و شہسوار خاں

اور خواجہ نیاز خاں وغیرہ تمام شہر سے متفق ہو کر نادر شاہ کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ اور عام بلوہ ہو گیا۔ لوگ ایسے عاجز ہو گئے کہ ٹوپی اتار کر سر رذیل آدمی مثلاً حجام اور حمامی آدمیوں کے قدموں پر رکھ کر کہتے تھے کہ خدا و رسول کے واسطے بچالو۔ ہم تمہارے ممنون احسان ہو کر اس ملک سے چلے جائیں گے۔ لیکن کوئی ان کی منت و سماجت نہ سنتا تھا۔ بھیڑ بکری کی طرح ذبح کئے جاتے تھے[1]۔ جب یہ خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اور

---

[1] ۳۰ مارچ ۱۷۳۹ء/ ۱۱۵۲ھ کو نادر شاہ دہلی میں تھا۔ عید کے موقعہ پر جامع مسجد دہلی میں نماز پڑھنے گیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ نماز عید سے فارغ ہو کر محمد شاہ کو بیس کروڑ تاوان ادا کرنے کا حکم دیا۔ کسی نے افواہ اڑا دی کہ "نادر شاہ قتل کر دیا گیا ہے"۔ اس افواہ سے دہلی والے نادر شاہی لشکر پر ٹوٹ پڑے اور ہزاروں سپاہی قتل کر دیئے۔ ہنگامے کی خبر سن کر نادر شاہ باہر نکلا تو اس پر پتھراؤ کیا گیا۔ اسے غصہ آیا۔ اس نے فوج کو حکم دیا کہ دہلی میں قتل عام کیا جائے۔ چنانچہ ایرانی فوجیں دہلی کے کوچہ و بازار میں ۹ گھنٹوں تک قتل عام کرتی رہیں۔ لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ مکان اور محلات جل گئے۔ سارے شہر میں چیخ و پکار اور رحم رحم کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ تمام امراء، سپہ سالار محمد شاہ کو لے کر وفد کی صورت میں نادر شاہ کے پاس روشن الدولہ کی مسجد میں گئے۔ اور رحم کی درخواست کی۔ مگر کسی کو نادر شاہ کے پاس جانے کی اجازت نہ تھی۔ آخر نظام الملک گلے میں پگڑی ڈال ننگے سر مسجد میں گیا۔ اور کہا کہ
کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی ۔ مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی ۔
نادر شاہ نے تلوار میان میں ڈالی۔ قتل عام بند کرنے کا حکم دیا۔ ایک دن کے ہنگامے میں ڈیڑھ لاکھ شہری قتل کر دیئے گئے، عورتیں بچے، بوڑھے سب کے سب گاجر مولی کی طرح کاٹ دیئے گئے۔ دہلی والے اس قدر دہشت زدہ تھے کہ نادر شاہ کا ایک ایک سپاہی دس دس ہندوستانیوں کو قطار میں کھڑا کر کے قتل کر دیتا تھا۔ نادر شاہ کی فوج نے قتل عام تو بند کر دیا مگر دہلی کی دولت کو خوب لوٹا۔ ایک انگریز مورخ نے لکھا ہے کہ نادر شاہ نے دہلی سے پچاس کروڑ پونڈ لوٹے تھے۔ ہندوستان کا ہیرا کوہ نور اور تخت طاؤس اسی مال غنیمت میں گیا۔

marfat.com

بعض نے عرض کیا کہ نادر شاہ کی بابت جو خبر اُڑی ہے آیا سچ ہے یا جھوٹ؟ آنحضرت نے توجہ کے بعد فرمایا کہ یہ خبر جو لوگوں میں مشہور ہو گئی ہے محض جھوٹ ہے۔ بہتر ہے کہ جو لوگ لڑ رہے ہیں باز آجائیں۔ ورنہ اس کا بدلہ بہت برا انہیں ملے گا۔ اور بلائے عظیم نازل ہو گی۔ آنحضرت کا فرمان مفسدوں کو پہنچایا گیا لیکن بلوہ اس قدر عام ہو چکا تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ جب آنحضرت نے دیکھا کہ لوگ جنگ میں مستی میں ہیں اور وعظ و نصیحت ان پر کارگر نہیں ہوئی تو پھر اس بارے میں متوجہ ہو کر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر اس وقت بڑے بڑے ارکان یعنی نظام الملک اور اعتماد الدولہ سوار ہو کر جنگ کریں۔ تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں فتح نصیب ہو گی۔ چند ایک مغل جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہیں فرمایا کہ تم جا کر وزیر اور نظام الملک سے یہ بات کہہ دو۔ اگر اس پر عمل کریں۔ تو بہتر ورنہ سخت ندامت اٹھائیں گے۔ جب آنحضرت کا پیغام مغلوں نے امراء کو پہنچایا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے صلح کر لی ہے اب ہم کیونکر جنگ کریں۔ بلکہ جو لوگ جنگ کر رہے ہیں ان میں سے بھی اکثر کو منع کیا۔ اور واقعی سخت ندامت اٹھائی۔ الغرض دوپہر سے لے کر ساری رات یہ شور و غوغا مچا رہا۔ رات کو جب نادر شاہ اس ہنگامے سے باخبر ہوا۔ تو پوچھا۔ کہ شہر میں شور کیسا ہے؟ کہا شہر باغی ہو گیا۔ بادشاہ سے پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہے؟ بادشاہ نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں۔ پھر آدمی بھیج کر وزیر اور نظام الملک سے پوچھا انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اس رات نادر کے ساتھ تھا۔ تمام رات گھبرایا ہوا کھڑا رہا اور کہتا رہا کہ اب رات ہے میں کچھ نہیں کہتا۔ کل جو مناسب ہو گا کروں گا۔ ؎

چو فردا بر آید بلند آفتاب	من و گرز و میدان و افراسیاب

صبح جبکہ مشرقی بادشاہ ختائی اور چینی ترکوں کی مدد کے لئے نکلا۔ اور ہند کے لشکر کو شکست دی یعنی آفتاب عالمتاب جہاں سوز ستاروں کی سپاہ پر غالب آیا ؎

روز دیگر کہ ایں جہان پر غرور	یافت از سرچشمۂ خورشید نور

marfat.com

دوسرے دن صبح کو جو صبح قیامت کا نمونہ تھی۔ نادر شاہ نے توپچیوں کو حکم دیا۔ کہ قزلباش لشکر کو جمع ہو سے

بفرمود تا رخش رازیں کنند | دم اندر دم نامے زریں کنند
بفرمود تا زیں براد ہم نہند | بہ پشت صبا مند جم نہند

نادر شاہ سوار ہو کر شہری مسجد میں جو قلعہ سے تین تیر پرتاب کے فاصلہ پر تھا آبیٹھا اور اپنی فوج کو سے

ہمچو سگ تو لہ ہمہ دست و پائے | ہمچو زر قلب ہمہ نارو ائے!
چہرہ شاں دبہ نیم یافتہ | جائے بجائے کہ زلک و خم یافتہ
ریش نہ پیرامن چنداں زنج | سبزہ کجا بُرو ید از روئے یخ

جہاں نما جامع مسجد میں سپاہیوں کو بھیجا کہ وہاں خلقت جمع ہے حکم دیا کہ وہاں تمام علماؤ صلحاء کو یک لخت قتل کر دو۔ ان ملعونوں نے تلواریں سونت لیں اور وہاں جا کر سب کو قتل کر دیا۔ بتیرے اپنے آپ کو طالب علم ظاہر کرتے اور قرآن شریف کو ہاتھ میں لے کر شفیع بناتے لیکن ان کی ایک نہ سُنی گئی۔ سب کو قتل کر کے مسجد کو لاشوں سے بھر دیا۔ اور دیواریں، صحن اور چھت سب خون آلود کر دیئے۔ مقتولوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ چند ایک مقامات سے مسجد بھی زخمی ہوئی۔ سے

اطاہر دند زہر یک از سر او خانماں | ہر چہ بود از نقد و جنس اندر نہاں و آشکار
تاج بر بودند از منبر چو دستار از خطیب | طاق بر کندند از مسجد چو زنبیل از نیاز
بوریا در ناخن عابد زنار ہر یک کہ خیر | حلقہ بیروں کن زگوش و طوق پیش و لیس نماز

ایسا فعل قبیح کرنے کے بعد وہ ظالم اور خونخوار اسی پر اکتفا نہ کر کے اپنے لشکر کو جو وحوش سیرت اور بہائم سیرت تھے گویا دین و ایمان کی ان میں بُو ہی نہ تھی سے

ہمہ از دین تہی و پُر از ہوس | ہمہ تاریک روئے و شوم نفس

marfat.com

باد طبعاں حشر گدائی ہمہ　　　چوں سگ و گربہ ناں رہائی ہمہ

قتلِ عام کا نادر شاہی حکم

قطعی حکم دے دیا کہ اس شہر کے ہر ایک جاندار کو قتل کر دو۔ ان بدبختوں نے شہر کا رُخ کیا جہاں کسی کو پایا قتل کیا۔ حتیٰ کہ کہتے ہیں حیوانات کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ ؎

سیاست در آمد بہ گردن زنی　　　ز چشمِ جہاں دُور شد رُوشنی

ستونِ عَلَم جامہ در خوں زدہ　　　نجات از جہاں خیمہ بیروں زدہ

شہر میں اس قسم کا قتلِ عام ہوا کہ خون کے دریا بہ نکلے جو تالاب شہر کی مسجد کے اندر تھا وہ خون سے پُر ہو گیا۔ گویا در و دیوار سے خون برس رہا تھا۔ خون کی لہریں آسمان تک پہنچ گئیں ؎

زبس کشتہ پشتہ جہاں گشت خم　　　وزیں سوئے دیگر زمیں داد نم

واقعی جو شخص ملا اسے نابود کر دیا جو سامنے آیا اسے پناہ نہ ملی ؎

کشتۂ ایں تیغ سیاست بسے ست　　　آنکہ اماں یافت از دکم کسے است

ماند چو بہ تختۂ ہستی قلم　　　عَالِیَهَا سَافِلَہَا زد رقم

غرضیکہ قتلِ عام اس قدر ہوا کہ کنوئیں، مسجدیں، بازار اور گھر مُردوں سے پُر ہو گئے ؎

دیدی کہ ہوا چہ حد سردی کرد　　　با پیر و جواں چہ ناجوانمردی کرد

بلکہ گہرے کنوئیں اس طرح مُردوں سے پُر ہوئے کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہاں کنوئیں ہیں بھی یا نہیں۔ مسجدوں کی محرابیں کشتوں سے بند ہو گئیں ؎

عقل دریں واقعہ سرمست ماند　　　عاقبت از معبر تہی دست ماند

تمام گلی کوچے اور بازاروں میں پہاڑوں کی طرح کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے۔ جن پر سے گذرنا مشکل تھا ؎

بسکہ چشمانِ تو خونِ اہلِ عالم ریختند　　　پشتہ پشتہ کشتہ در کوئے تو برہم ریختند

marfat.com

اس روز بعض بچے جو خوبصورتی میں بے مثل تھے جب انہوں نے لوگوں کو قتل ہوتے دیکھا تو بے اختیار گھر کے کوٹوں تلے سے نکل دوڑنے لگے۔ لوگ انہیں بغل میں لے کر روتے تھے اور خود بھی انہی میں شامل ہو جاتے تھے ؎

برگِ گل رخسار سرو قد خوباں چو گل | چشم گردوں چو سحاب از روئے عبرت اشکبار
تودہ تودہ بے کفن اندامہائے نازنین | درمیان خاک خوں افتادہ چوں خس خارزار

وہ سنگدل ان نازنینوں کو نہایت بے رحمی سے تہ تیغ کرتے تھے ؎

گماں مبر کہ زتاثیر ابر و باراں است | کہ چرخ روئے زمیں را ہمے کند تزئین
زبس کہ ریخت فلک خوں شاہداں بر خاک | ہمے دمد ز زمیں سوسن و گل و نسرین

دہلی کی تباہی ناقابلِ بیان تھی

یہ اس قسم کی صورت حال تھی کہ نہ زبان سے بیان ہو سکتی ہے نہ قلم سے لکھی جاتی ہے۔ نہ کانوں سے سُنی جاتی ہے۔ اس قدر ظلم و ستم برپا ہوا۔ کہ گویا موالید ثلاثہ (نباتات، حیوانات جمادات) کا قتلِ عام تھا۔ جہاں کہیں انسان، حیوان یا ذی رُوح کو پاتے فوراً قتل کرتے اور درختوں کو گویا جڑ سے اکھاڑتے یا کاٹ ڈالتے، عمارتوں کو گرا دیتے۔ آلات و اجناس جس قدر اُٹھا سکتے لے جاتے۔ باقی کو جلا دیتے۔ وہ خناس اور غول بیابانی گویا انسان ہی نہ تھے۔ کہ ان کا کوئی مقابلہ کرے۔ یوں سمجھو کہ پہاڑی حیوانات نے انسانی صورت اختیار کر رکھی تھی۔

؎ گرگہے نہ بر صورت آدمی! | زمردم جدا دور از مردمی
زخار و خسک ہر طرف بیشتر | زافعی و عقرب بد اندیشتر
خنابند اول بتاراج مال | روند آنگہے سوئے اہل و عیال
جہاں را پس از کشتن کدخدائے | بر اندوز نند آتش اندر سرائے
نہ در دل ترحم نہ در دیدہ شرم | زباں ہم نگردد بہ گفتار نرم
بکثرت فزوں اندازہ دیو و دد | خداوند دیو و از عدد

marfat.com

نزایند ز ایشاں فراواں شبے   بعمرے نگیرد یکے را پتے
چو سگ جیفہ خوارند گندہ دہن   ہمہ یادہ گو ہمچو زاغ و زغن
بود ہر چہ بینند در آب و خاک   خورند و ندارند و آں ہیچ باک
چو جز خارج آوازہ کو نہ قدم   چو افعی وارقسم سراسر شکم
خوابہ نشینند چوں جغد و بوم   قدمہائے نازک بدیدار شوم
زنے را گسے خواستند دہ تنند   چو سگ مادہ وانند زنی بکر ہند
ہمہ بے حمیت بسانِ خروس   گسے جفت شاں بادر و کہ عروس
بہ شہوت در آیند در پیش ہم   ندارند شرمے ہم از خویش ہم
نہاں زیر موئیند چوں دام و دد   لباس جدا رستہ ہم از جسد
زن و مرد راموئے سر تا بپائے   شدہ پوشش بانوے کد خدائے
رود بادشاں گو بسوئے مغل   رود تا بفرسنگ بوئے بغل
مراں بدرگاں راز نامے عجب   زباں داں شاں نے عجم نے عرب
ہمہ پیل پائند و بازو ستون!   ز فرہاد در زور بازو فزوں
چو بر گردن و دوش بار آورند   شتر بار بے پیل وار آورند
بتنگ گور را در زمینِ درست   بگیرند بالا نہندش بہ پشت
ز ناخن بحنارا خراش آورند   چناں سنگ را در تراش آورند
چہار چہل سالہ را بے سخن   گرفتن توانند کندن زبن
بہ عنت نحابند بہ نجیر را   بدانساں کہ سگ پائے نخچیر را
ہمہ دیو ساراں ژولیدہ موئے   بہ ریشِ دراز و درازئے موئے
بود جامہ تن تا بزانوے شاں   خدا یا نہ بینند کسے روئے شاں
ز ہر موئے آلودہ ہر بیرت   گرسنہ سگے را تواں داد قوت

marfat.com

فتادہ بسا نندو دنداں دراز — شترلب و دانند و دنداں گداز
زسرپاد گرما ندارند باک — نہ سکند و آہن نہ از آب و خاک
ندارند کارے بجز خورد و خواب — ندانند چیزے بجز نان و آب
بجنگ اندر آیند خورد و بزرگ — بچنگال و دنداں چو دنداں گرگ
چو در پیش گیرند راہ گریز — بخندند بر توسن تیز خیز

جب قتل عام کی خبر حضرت قطب الاقطاب قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنی۔ دوپہر کے قریب خواجہ قیلولہ کے وقت میرے (مولفؔ) بھائی حقائق آگاہ معارف دستگاہ شیخ محمد محسن سلمہ ربہٗ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ سارا شہر قتل ہو گیا ہے اور اب اس محلہ کا رخ کیا ہے۔ چونکہ آنحضرت کو الہامات کے ذریعہ اس محلہ کی حفاظت اور اطمینان تھا۔ اس واسطے آنحضرت کے مزاج مبارک کو کسی قسم کا اضطراب نہ ہوا۔ بلکہ یہ خبر سن کر فرمایا کہ یہ محلہ بلا سے محفوظ ہے۔ فضل الٰہی سے اسے کسی قسم کی مصیبت نہ ہو گی مطمئن ہو کر گھروں میں بیٹھے رہو۔ بعد ازاں سر سرہانے پہ رکھ کر سو گئے لیکن حقیقت میں اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابھی ایک گھڑی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ تمام اہل شہر ٹڈی دل کی طرح قتل عام کے خوف سے آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ میں آئے اور ہزارہا باشندے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد جمع ہو کر آہ و زاری کرنے لگے۔ اچانک بے کسوں کے فریاد رس اور جہان اور اہل جہان کے قبلہ توجہ اس شور و غوغا سے جاگ پڑے اور کیفیت پوچھی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ شہر کے لوگ جو تلوار سے بچ رہے ہیں وہ قتل کے خوف سے بھاگ کر اس بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور نادری لشکر ان کے تعاقب میں ہے۔ چنانچہ قریب آ پہنچے ہیں ؎

ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز — محروم ز درگاہ تو کے گردد باز

marfat.com

حضرت خواجہ محمد زبیر نے عوام الناس کو تسلی دی

آنحضرت کو یہ سن کر بندگانِ خدا کی حالت پر رحم آیا۔ ہر ایک پر مہربانی کر کے فرمایا کیوں گھبراتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اب تمہیں اپنے فضل و کرم سے اس بلائے عظیم سے بچا لیا ہے۔ چونکہ آنحضرت نے کشفِ باطنی سے لوگوں کی نجات معلوم کر لی تھی۔ اس واسطے ان کی تشفی کی۔ چونکہ وہ گھبرائے ہوئے بہت تھے۔ اس واسطے انہیں پوری تسلی نہ ہوئی۔ پھر عرض کیا کہ جتنی فوج ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ اگر وہ اپنی قمچیاں بھی پھینکیں تو بھی خانقاہ پٹ ہو جاتی ہے۔ جب ان لوگوں نے منت و سماجت بدرجہ غایت کی۔ تو آنجناب نے از راہِ لطف و کرم جو آنحضرت کو خلقت کے حال پر تھا۔ ان کی تسلی کے لئے تازہ وضو کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں اس بلا کے دفعیہ کے لئے دعا کی۔ دیر تک دعا کرنے کے بعد چہرہ مبارک پر بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب خلقت کا رنج و محن خوشی سے بدل گیا۔ پھر آنحضرت نے خلقِ خدا کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ ہم نے بارگاہِ الٰہی میں منت و سماجت کر کے یہ بلا تم پر سے ٹلوا دی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کا عوض مانگتا ہے۔ دیکھئے اس امرِ عظیم کا عوض کیا ہو۔ لوگوں کو اس بشارتِ عظمیٰ سے تسکین ہوئی۔ القصہ جب شہر میں قتلِ عام حد کو پہنچ گیا۔ اور صبح سے لے کر ظہر تک لوگ قتل ہوتے رہے۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت یہ حال دیکھ کر کڑھتے تھے۔ آخر نظام الملک اور اعتماد الدولہ وزیر نے نادر شاہ کے پاس آ کر معافی مانگی اور عذر کئے۔ اور خدا و رسول کو شفیع بنایا۔ تب کہیں اس ظالم کے دل میں رحم آیا۔ اور اس نے قتل کی ممانعت کی۔ حکم دیا کہ کسی کو کچھ نہ کہو۔ قاصدوں نے سپاہیوں کو یہ پیغام پہنچایا ؎

کنند تہنیت یکد گر کنوں نجات   بقیۂ کہ ز انساں بماند در حیوان

بروئے بندگئے درگہش دگربارہ   ز سر گرفت طبیعت توالد انسان

marfat.com

بدیدہ مے شود آشنائے حرث نسل وجود | وزاں سپس کہ پرورد صواعق بطلاں
تو عمر نوح بیابی از انکہ در عالم | عمارت از سر نو پدید آمد از پس طوفاں

قتل عام رک گیا

لوگ اس نعمت غیر مترقبہ کا شکرانہ آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ دوسرے دن جن امرار نے نادری سپاہیوں کو قتل کیا تھا وہ ان کے عوض قتل کئے گئے۔ ان میں سے ایک اعزاز خاں بھی تھا۔ کیونکہ اس نے بھی بہت سے نادری سپاہی قتل کئے تھے۔ اس نے سزا سے ڈر کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تسلی رکھو تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ ہم تمہاری طرف متوجہ ہیں۔ آخر آنحضرت کی توجہ سے نادر شاہ کو رحم آگیا اور اعزاز خاں کو خیر و عافیت سے رخصت کیا۔ بعد ازاں حکم دیا کہ جس جس محلے میں نادری فوج قتل ہوئی ہے اس محلے کو سزا دو۔

مغل پورہ پر نادری فوج کی یلغار

مغل پورہ کے آدمیوں نے بھی تعدی کی تھی اس محلے کو بھی سزا دینی چاہی۔ چند روز مغلپورہ میں یہ شورش رہی۔ بعض نے آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب نقل مکان فرمایئں تو بہتر ہو گا۔ آنحضرت نے انہیں تسلی دے کر فرمایا۔ کہ کسی قسم کا خطرہ نہ کرو۔ یہ محلہ آفت سے محفوظ ہے۔ آخر آنحضرت کی توجہ سے یہ محلہ محفوظ رہا۔ حتیٰ کہ دوسرے محلوں کے لوگ اس میں آ کر رہنے لگے۔ قتل عام کے بعد شہر ایسا بھیانک ہو گیا کہ خارج از بیان ہے۔ کیونکہ تمام گلی، کوچے اور بازار کشتوں سے پُر تھے۔ بازار کی دکانیں اور گھر گرے ہوئے تھے اور مردوں کے گلنے سڑنے سے شہر میں سخت عفونت پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ اپنی زندگی سے تنگ آگئے حتیٰ کہ خود نادر شاہ کی وحشی سیرت فوج بھی اس معاملہ سے تنگ آگئی تھی۔ مُردوں کو جلایا۔ تو تعفن اور بھی زیادہ ہو گیا۔ شہر کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ وہ شہر جو روئے زمین پہ رشک ارم و خلد بریں تھا۔ خاک سیاہ ہوگیا

marfat.com

اس شہر کے حادثہ پر زمانۂ سابق کی ایک نقل یاد آگئی ہے جو لکھی جاتی ہے۔

نادر شاہی حملے نے چنگیز خان کے حملوں کی یاد تازہ کردی

تمثیل: جب چنگیز خاں سلطان محمد خوارزم شاہ کو فتح کرکے اس کے شہروں اور قلعوں کی طرف متوجہ ہوا تو اس کے ایک افسر نے دارالخلافہ ہرات میں ایسا قتل عام کیا کہ ایک ذی روح کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ صرف مولانا شرف الدین خطیب معہ پندرہ آدمیوں کے ایک گوشے میں رہ گئے۔ ان میں سے ایک شخص بازار میں ایک دکان پر بیٹھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جب کوئی نہ پایا تو چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب عمر بھر فراغت سے گذرے گی۔ بعد ازاں پچیس آدمی گرد و نواح کے ان سے ملے۔ اور سولہ سال تک صرف چالیس آدمی اس شہر میں آباد رہے۔ وہ گو جان سے بچ گئے لیکن روٹی نہ ملتی تھی۔ مُردوں کے سوکھے گوشت پر گذارہ کرتے تھے۔

میکند ہر دم بجائے بلبلاں فریاد بوم　　　الفرار اے عاقلاں زیں محنت آباد الفرار

نادر شاہ کا دہلی پر تسلط ہو گیا

نادر شاہ نے قتل عام کے بعد شہر کے دروازوں کو بند کرا کے اپنی فوج چاروں طرف مقرر کر دی کہ باہر کے لوگوں کو اندر نہ آنے دیں۔ اور غلّہ وغیرہ اشیاء کی خرید و فروخت نہ ہو۔ ان بدبختوں نے شہر کے چالیس کوس گرداگرد لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ شہر میں غلّہ کی گرانی اس قدر ہوئی کہ بڑے بڑے امیر بھوکوں مرنے لگے۔ ان کا ظلم و ستم افراط کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ بڑے بڑے امیر آدمیوں سے وہ سخت کام کراتے تھے۔ جن کے کرنے سے وہ عاجز تھے۔ جب کرنے سے انکار کرتے تو انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے۔

بُرہان الملک غدارِ ملک کا عبرتناک حشر

اسی اثنا میں نادر شاہ نے برہان الملک کو کہا کہ جس تاوان کا وعدہ تم نے کیا تھا۔ دلاؤ۔ اس نے کہا۔ اگر آپ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھائیں۔ اور جس طرح میں کہوں اس طرح کریں۔ تو تھوڑے عرصے میں بہت سا روپیہ حاصل ہو سکتا ہے۔

نادر نے غضبناک ہو کر کہا۔ او نمک حرام! کیا تجھے یہ بات زیب دیتی ہے؟ کہ اپنے بادشاہ کے بارے میں جس کے وسیلے سے تو اس مرتبہ کو پہنچا ہے۔ ایسی بات کہتا ہے کہ اسے سلطنت سے دُور کرتا ہے۔ اگر اس سے تمہارا یہ سلوک ہے تو ہم سے کیا کرو گے۔ بعد ازاں سخت جھڑکی دے کر کہا کہ جس روپیہ کا تو نے ہم سے اقرار کیا ہے جلدی لا ورنہ پچھتائیگا

marfat.com

اس نے اپنے گھر آکر روپے کا بندوبست کیا لیکن مقررہ روپیہ پورا نہ ہو سکا۔ اس واسطے مجبوراً زہر کھا کر خودکشی کی۔ نادر شاہ نے اپنے دو ہزار سپاہی اس کے بھتیجے کے ساتھ بھیجے کہ جس قدر روپیہ ہو سکے اس کے گھر سے لے آئیے۔ وہ بدبخت دہلی سے لے کر اس کے گھر تک گئے اور رستے میں جس قدر گاؤں اور قصبات آئے تمام کو برباد کرتے گئے۔ اس کے علاقے میں اس کا بھانجا جس کے نکاح میں برہان الملک کی لڑکی تھی وہاں کا حاکم تھا۔ اس سے تیس ہزار روپیہ نقد معہ تھوڑی سی جنس لے کر واپس آئے۔ واپس آتے وقت نواب علی محمد خاں کے علاقے سے گذرے لیکن ان کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ کسی پہ ہاتھ اٹھائیں بلکہ ڈرتے ڈرتے گذرے۔ نادر شاہ نے دہلی کے باشندوں کو سخت عذاب دے کر ستر لاکھ روپیہ جمع کیا اور تین کروڑ روپیہ بادشاہ سے لیا ؎

پادشاہِ ہند بر سر چوں زناں چادر گرفت | شامتِ اعمال مردم صورتِ نادر گرفت
راست آمد اُو ز ایران ملک ہندوستان گرفت | قتل و ظلم او کرد و زر از ہر سر افسر گرفت

دہلی سے جواہر اور یاقوت اس قدر جمع کئے کہ بے قیمت ہو کر رہ گئے کوئی انہیں پوچھتا نہیں تھا اور یہ وحشی انہیں کوڑیوں کے مول بیچتے تھے۔ تمام قیمتی اسباب۔ برتن اور بیش قیمت کتابیں بازاروں میں پڑی تھیں۔ کوئی ان کی طرف دیکھتا نہیں تھا۔ کیونکہ نادری سپاہی سوائے سونا چاندی کے اور کچھ نہ لیتے تھے۔ اور ہندوستانیوں میں اتنی قدرت نہ تھی کہ بازار میں آئیں۔ روٹی کے محتاج تھے۔ جن کے پاس روپیہ تھا وہ ان چیزوں کو خریدتے تھے۔ وہ بیوقوف قزلباش ان چیزوں کو بڑے سستے داموں بیچتے تھے۔ لباس اور کتابیں اور قیمتی چیزیں جن کی قیمت ہزاروں روپیہ تھی کوڑیوں کے بھاؤ بکتیں۔

نادر شاہی حملے کے اثرات

غلہ کی طرح وزن کر کے چند ایک درہم کے بدلے بیچ ڈالتے تھے۔ غلہ کا اس قدر قحط ہو گیا[1] کہ حسب ذیل

---

[1] نادر شاہی حملہ کے سارے ہندوستان پہ نہایت ہی بُرے اثرات پڑے۔ اس نے عام لوٹ مار کے علاوہ

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

marfat.com

شعر اس حالت پر صادق آتا ہے ؎

چناں قرض جویں را اعتبار است
کہ گوئی روئے گندم گوں یار است

تنگی اس درجہ تھی کہ غلہ وغیرہ اجناس عنقا کی طرح نایاب تھیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ؎

زعنقا ہست نامے پیش مردم
زمرغ من بود آں نام ہم گم

اکثر غریب آدمی مارے بھوک مردہ حیوانات کا سوکھا گوشت کھاتے تھے۔ بسا اوقات یہ بھی نہ ملتا تھا قریب تھا کہ آدمی آدمی کو کھائے اور طاقتور کمزور کو پکڑ کر اپنا ناشتہ بنائے اس حالت کے مناسب ایک حکایت یاد آئی ہے جو درج ذیل کی جاتی ہے۔

ایک تاریخی مثال

۵۹۹ھ میں جبکہ اتابک تنگی تخت نشین ہوا۔ ملک فارس میں سخت قحط ہوا اکثر لوگ بھوک کے مارے مر گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اکثر قوی آدمی کمزوروں کو پکڑ کر ناشتہ کر جاتے تھے۔ انہی دنوں ایک رات ایک موذن بارگاہِ الٰہی میں دعا کر رہا تھا کہ اچانک اس پہ کمند پھینکی گئی اس کی پگڑی کمند میں آگئی اور خود بے چارہ بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ جب تک اس ولایت میں رہا کسی سے اس کا ذکر نہ کیا۔

قوموں کی شکست کی ایک مثال

اسی قسم کا تذکرہ ترجمہ یمینی میں لکھاہے

(بقیہ حاشیہ) پچاس کروڑ روپیہ نقد، ایک ہزار ہاتھی، سات ہزار گھوڑے۔ دس ہزار اونٹ جمع کئے اور اپنے لشکر کا حصہ بنا لیا۔ دہلی سے ہر پیشے کے آدمیوں کو ساتھ لے گئے۔ دو سو لوہار، دو سو ترکھان، ایک سو سنگ تراش ایک سو تیس ادیب۔ مصور اور ایک سو خواجہ سرا بھی ساتھ لے گیا۔ اس نے موسیقاروں، سازندوں، گویوں اور رقاصاؤں کی ایک خاصی تعداد بھی ساتھ لی اور ایران کو روانہ ہوا۔

نادر شاہ دہلی میں دو ماہ رہا۔ ۱۶ مئی ۱۷۳۹ء کو واپس روانہ ہوا۔ دہلی، لاہور، پسرور، سیالکوٹ اور گجرات کو روندتا ہوا دریائے چناب کو عبور کر گیا۔ پنجاب کا گورنر زکریا خاں اس کے ہم رکاب رہا۔ چناب عبور کرنے کے بعد

marfat.com

سنہ ۴۰۱ھ میں نیشاپور میں اِس قسم کا قحط پڑا کہ وہاں لاکھوں آدمی بھوکوں مر گئے۔ شہر کا ایک رئیس بڑے جید عالم شیخ ابوطیب کے پاس آکر کہنے لگا کہ انہیں دنوں ایک رات جب میں فلاں کوچے میں جا رہا تھا کہ اچانک میرے گلے میں کمند آ پڑی۔ جس سے کہ میرا گلا گھٹنے لگا۔ اور مجھے گھسیٹ کر ایک کوچے میں پہنچایا گیا۔ وہاں میں نے ایک بڑھیا کو دیکھا جس نے اپنے دونوں زانو میرے خصیتین پہ مارے۔ تو مجھے ہوش آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی میرے پاس کھڑے میرے چہرے پہ چھینٹے دے رہے ہیں۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے مجھے پہچان لیا اور میری حالت پر رحم کھایا۔ اور مجھے ایسی مصیبت سے بچا لیا۔ میں بڑی تکلیف سے گھر پہنچا۔ بیس روز تک بیمار رہا۔ جب قدرے صحت ہوئی۔ تو صبح نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آ رہا تھا کہ اچانک ایک اور کمند میں گرفتار ہو گیا۔ میری پگڑی کھوئی گئی لیکن میری جان بچ گئی۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی برکت سے مغلپورہ محفوظ رہا

جب شاہجہان آباد کے آدمیوں کا ناک میں دم آ گیا اور ہر روز بہت سے آدمی بھوک کے سبب ہلاک ہونے لگے۔ نادر شاہ اپنے مطبخ سے بادشاہ ہند کو صبح تمام کھانا وغیرہ بھیجتا۔ اور اپنے باورچی کو حکم دیا کہ بادشاہ ہند کے تمام توابعات اور متعلقین کو کھانا پہنچایا کرے۔ مغلپورہ آنحضرت کی توجہ کی برکت سے بالکل محفوظ تھا۔ غلّہ بھی سستا تھا۔ اور ظلم و ستم بالکل نہ تھا۔ حالانکہ نادر شاہ کا لشکر شہر کے باہر پڑا تھا۔ اور شہر میں جب آتا تو مغلپورہ میں سے ہو کر گذرتا۔ لیکن اہل محلہ کا مزاحم نہ ہوتا۔ جب یہاں سے ہو کر نکلتا تو پھر خلقِ خدا پر ظلم و تعدی کرتا۔ جب شہر کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ مغلپورہ

(بقیہ حاشیہ) تمام قیدی زکریا خاں کے حوالے کر دیئے گئے۔ محمد شاہ کا توپ خانہ بھی وہاں ہی چھوڑ دیا گیا۔ راولپنڈی اور حسن ابدال ہوتا ہوا ۲۹ نومبر ۱۷۳۹ء کو کابل جا پہنچا۔ (تاریخ پنجاب)

marfat.com

دارالامان ہے تو تمام نے اسی کا رُخ کیا۔ چنانچہ تمام حضرت قطب الاقطاب قیوم زماں خلیفۃ اللہ کی عالم پناہ خانقاہ کے گردو نواح میں پڑے تھے۔ اِن دنوں شہر کی مسجدیں ویران پڑی تھیں اور لوگوں کے خون سے آلودہ تھیں۔ کوئی شخص ظالموں کے ہاتھوں مسجد میں آکر نماز نہ پڑھ سکتا تھا۔ نہ انہیں صاف کر سکتا تھا۔ بلکہ کئی مسجدوں میں نادری فوج کے ٹٹو باندھے جاتے تھے اور بعض میں اس کا لشکر اترا ہوا تھا۔ لیکن آنحضرت کی خانقاہ میں نماز باجماعت ادا ہوتی تھی۔ اور شہر کے اکثر مسلمان وہیں آرام کرتے تھے۔ لذت و بیداری کی اچھی طرح تمیز کرتے تھے۔ اور دین و دنیا کی تکلیف سے محفوظ رہتے تھے۔

نافرمان بندوں پر اللہ کے عذاب کی ایک مثال

یہ قصہ اس حکایت کے مشابہ ہے کہ زمانہ سلف میں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہدِ مبارک سے بہت پہلے بنی اسرائیل کی قوم میں ایک پیغمبر شعیب نام مبعوث ہوئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا چاہا۔ بعض اس پر ایمان لائے۔ اور بعض نے انکار کیا۔ جب ان کا فسق و فجور حد کو پہنچ گیا وہ نبی برحق انہیں اخروی عذاب سے ڈراتا تھا۔ لیکن وہ اپنے بُرے اعمال سے باز نہ آتے تھے۔ آخر پیغمبر نے وحی کے بموجب انہیں اطلاع دی۔ کہ اگر تم ان گناہوں سے باز نہ آؤ گے تو بلائے عظیم کے منتظر رہو۔ پھر بھی انہوں نے بہ سبب گمراہی اس کی بات کی پرواہ نہ کی۔ اس کے تھوڑی مدت بعد دقیانوس بادشاہ کو جو جباری اور ستمگاری میں یکتائے زمانہ تھا۔ حق تعالیٰ نے ان پر مقرر کیا۔ جس نے اس سارے ملک میں قتل عام مچا دیا۔ اور گاؤں اور قصبات تہ و بالا کر دیئے۔ بلکہ اس ولایت میں عمارت کا نام و نشان تک نہ چھوڑا۔ ممکن سے ممکن خرابی اور تباہی اور رسوائی کی۔ صرف پیغمبر وقت اور اس کے گردونواح کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ جب بدکاروں نے نبی کے مکان کو جائے امن دیکھا تو مجبوراً پناہ لینے کے لئے اس مکان میں آئے۔ اور توبہ کر کے ایمان لائے اور اس ہلاکت سے بچے۔

marfat.com

چونکہ

نادر شاہ حضرت خواجہ محمد زبیر کی حاضری کے لئے التجا کرتا ہے

حضرت سلطان الاولیاء انبیاء کے نائب مناب اور رُسل کے قائم مقام تھے۔ اس واسطے یہ سنت سینہ بھی آنجناب سے ظہور میں آئی۔ اِن دنوں ایک روز نادر شاہ نے شہر کے بڑے بڑے آدمیوں کے حالات دریافت کئے۔ اسی اثناء میں حضرت قیوم زمان قطب جہان حضرت خلیفۃ اللہ کا بھی ذکر خیر آیا۔ تو سلطان ہند سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ بادشاہ نے مناسب طور پر تعریف کی۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا۔ کہ ہمارے پاس کیوں نہیں آئے۔ اگر آئیں۔ تو ہم نہایت تواضع سے پیش آئینگے۔ اتنے میں نظام الملک اور اعتماد الدولہ نے اٹھ کر آداب بجا لا کر عرض کیا کہ سلطان ہند جو آباؤ اجداد سے آنجناب کا مرید ہے۔ کئی مرتبہ منت و سماجت کر چکا ہے کہ مجھے حاضر خدمت ہو کر زیارت کر لینے دیں۔ لیکن آنجناب نے قبول نہ فرمایا۔ یہ محال ہے کہ آنجناب قلعہ میں تشریف لائیں۔ آنجناب قطب وقت اور قبلہ توجہ جہان و جہانیاں ہیں۔ حق تعالیٰ نے جہان کی نیکی بدی آنحضرت کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ اور بادشاہوں کا تغیر و تبدل آنجناب کے اختیار میں ہے ؎

رضائے کار جہان بسر نرود جز | در دست اوست بخشش چرخ رلیھار
بر جملہ خاکداں رواہست حکم او | چوں جادہ در حجاز چوں موج در بحار

یہ آفت جو ہمارے ملک پر آئی ہے محض اس قطب کی نافرمانی کا باعث ہے۔ بارہا آنجناب نے لوگوں کو پہلے اطلاع دی۔ کہ تم نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ کرو لیکن ہم نے آنحضرت کی مخالفت کی اور اس پر آنجناب خفا ہوئے۔ وہی مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ پھر فرخ سیر۔ قطب الملک اور امام الملک کا قصہ بیان کیا۔ یہ سُنکر نادر شاہ کے دل پر رعب چھا گیا ؎

ہستے حق است ایں از خلق نیست | ہستے ایں مرد صاحب دلق نیست

marfat.com

ہر کہ ترسید از خدا تقوی گزید ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید
گر بدیدی چشم ایں شاہ را پس بدیدی گاؤ خر اللہ را
شاہ آں باشد کہ او خود شہ بود نے کہ از لشکر رعیت شہ بود
رو رعیت باش گر سلطان نہٗ خود مراں چوں مرد کشتی بان نہٗ
ایں نہ آں شیر لیست کز وے جاں بری باز غضب بیچہ الش ایماں بری

بعد ازاں کہا کہ اگر وہ بطور سیر تشریف لائیں تو ہم زیارت کر لیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ بہتر یہ ہے کہ اول کسی کو بھیج کر آنحضرت کی مرضی دریافت کر لی جائے۔ پھر اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرت کی مرضی کے خلاف کرنا موجب تکلیف و نقصان ہے۔ بادشاہ نے اس رائے کو پسند کر کے اپنے ہندوستان آشنا سردار خاں کو جو آنحضرت کا مرید تھا مع ایرانی امراء آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ جب نادر شاہ کے تحف و تحائف آنحضرت کی خدمت میں پیش کئے اور بادشاہ کے حاضر خدمت ہونے کے بارے میں التماس کیا تو معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی مرضی نہیں۔ صرف آنجناب نے درویشانہ سلام و دعا بادشاہ کو دیا اور سردار خاں کو رخصت کیا۔ اس نے سارا ماجرا نادر شاہ سے بیان کیا۔ نادر شاہ نے بھی آنحضرت کی دعائے غائبانہ پر اکتفا کی۔ جب تک شہر میں رہا۔ آنجناب سے دعاؤ توجہ کے لئے التماس کرتا رہا۔

چہ کردی درندہ رام تو شد نگین سعادت بنام تو شد

چونکہ نادر شاہ نے آنحضرت کی خدمت میں عاجزی کی۔ اس واسطے ہندوستان سے اپنا سر سلامت لے گیا ورنہ بلا میں گرفتار ہو جاتا۔ نہ خود رہتا نہ اس کا لشکر۔ یہ بات اکثر یہ ظاہر ہوئی کہ اگر آنجناب قیومیت مآب سلطان الاولیاء کا معتقد نہ ہوتا تو جلدی ہی مع فوج ہلاک ہو جاتا۔ وہ بھی یہ بات دیکھ کر آنحضرت کا معتقد ہو گیا۔ اسی اثناء میں بعض حضرات مخدوم زادوں نے سرہند سے آ کر بادشاہ کے پاس اپنے حاکم کی شکایت کی۔ کیونکہ اس نے مدد معاش گاؤں میں دخل دیا۔ اسی وقت بادشاہ نے نہایت تہدید آمیز حکم لکھا۔

marfat.com

کہ خبردار حضرات عبدقدیہ کی وجہ معاش میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کرنا۔ اور ان کے کام میں دخل نہ دینا۔ جو لوگ اس ہنگامے سے پہلے اپنے وطن سے آئے تھے۔ نہایت عزت سے انہیں رخصت کیا۔ ان کے ساتھ شاہجہان آباد کے ہزارہا آدمی نکلے اور اس ہلاکت سے بچے۔

حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر کی اپنی وفات کی پیشگوئی

رخصت ہوتے وقت حضرت سلطان الاولیاءُ نے شاہ محمد رسا کے بڑے بیٹے محمد اور رسا کو فرمایا۔ کہ ہم بھی عنقریب اُس علاقے میں آئیں گے۔ وہ تاڑ گئے کہ آنجناب جلدی سرہند تشریف لائیں گے۔ وہاں آنحضرت کے مکانات کو صاف کرایا۔ اور شکست و ریخت کی مرمت کی۔ اور لوگوں کو آنحضرت کی تشریف آوری کی مبارک باد دی۔ تمام اہل شہر اس خبر سے نہایت خوش ہوئے۔ اور آنحضرت کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ کہ دیکھیئے وہ آفتاب سعادت اُفق مکرمت سے کب نکلتا ہے۔ سات ماہ بعد اچانک آنحضرت کی نعش مبارک سرہند میں آ پہنچی۔ جو جگہ صاف کی تھی وہیں دفن کی گئی اور مکان مذکور ہی آنحضرت کا روضہ مبارک بنایا گیا۔ صبح امید شام مشقت و رنج والم میں تبدیل ہو گئی۔ جب شاہجہان آباد میں قحط بدرجہ غایت ہو گیا بلکہ مغل پورہ میں بھی اس کا اثر ہونے لگا۔ اور لوگ آنجناب سے ارزانی کے لئے التماس کرتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک شخص بازار سے تھال میں آٹا لایا۔ اس وقت آنحضرت خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لائے۔ اچانک آنحضرت کی نگاہ اس پر پڑی۔ اتنے میں کسی اور نے پہلے سے پوچھا کہ یہ آٹا کتنے کا لائے ہو۔ اس نے پہلے عام بھاؤ سے سَو گنا قیمت بتلائی۔ آنجناب نے سُن کر سخت افسوس کیا۔ اور مسجد جا کر ظہر کی نماز ادا کی۔ بعد ازاں غلہ کی ارزانی اور خلق اللہ کے آرام کے واسطے توجہ بلیغ فرمائی۔ عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تھے کہ غلہ کی ارزانی کی خبر آ گئی تھی۔ کہ سات آٹھ روز میں نرخ بدستور ہو گیا۔ لوگوں

marfat.com

کو آنحضرت کی توجہ سے ارزانی غلّہ کی طرف سے تسلّی ہوئیؑ ۔لیکن نادری لشکر کے ظلم وستم سے

ع۱ یہ وہ زمانہ تھا جب مغل بادشاہ ملکی معاملات سے بے نیاز عیش و عشرت میں غرق تھے۔ دربار عیش کی محفلوں کا گہوارہ بن گئے تھے۔ ایک ایک محبوبہ پر کروڑوں روپے نچھاور کیے جاتے۔ محلّات کو چراغاں کرنے میں وہ فضول خرچیاں ہوتیں کہ ملک میں تیل کی قلت پیدا ہو جاتی۔ اس زمانہ میں دہلی کی منڈی میں تیل کے نرخ بڑھ گئے ۔ گندم روپے کی سات سیر بکنے لگی۔ فرخ سیر تخت نشین ہوا۔ تو گھوڑوں کی خاطر و مدارات پہ سرکاری خزانہ لٹنے لگا۔ نادر شاہ کے حملہ نے اس اقتصادی بدحالی کو آخری ضرب لگا کر ملک کو مفلس بنا کر رکھ دیا۔ وہ محمد شاہ رنگیلے سے ستر کروڑ روپے لے کر اٹھا اور ملک سے باہر نکلا۔ اس کے جانے کے بعد شاہی خزانے اور محلّات بالکل خالی نظر آنے لگے۔ دو دو ڈھائی ڈھائی سال تک محلّات کے ملازمین کو تنخواہیں نہ ملتیں۔ بادشاہ کی ساکھ اس قدر گر گئی کہ مہاجن اور ساہوکار قرض دینے سے احتراز کرنے لگے تھے۔ شہزادیاں تین تین دن فاقہ کرتی تھیں۔ تاریخ عالمگیر ثانی کے مولّف نے ہندوستان کے اقتصادی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ "فوجیوں نے افلاس سے تنگ آکر اپنے گھوڑے بیچ دیئے۔ پیدل فوج کے پاس وردیاں تک نہ تھیں۔ جانوروں کو چارہ نہ ملتا تھا۔ فوجی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلتے تھے۔ اور بعض اوقات شاہی سواری کے محافظ دستے موقعہ سے بھاگ جاتے تھے۔" ایک بار مرہٹوں نے مغل فوج سے اس بات پر صلح کی کہ دربار مغل انہیں پچاس لاکھ روپیہ ادا کرے۔ نادر شاہ نے پانی پت کو غارت کیا۔ اور گرد و نواح کا تمام علاقہ اپنے لشکر کے لئے جمع کر کے سارے علاقہ کو مفلوک الحال کر دیا۔ غلّے کر اسے اپنے لشکروں کے جانوروں پر لادتا رہا۔ جو بچ گیا اسے جلا دیا۔ اور لدا ہوا غلّہ دہلی لے جا کر قتلِ عام کے بعد بیچ دیا۔ نادر شاہی فوجوں نے کرنال سے دہلی جاتے ہوئے میل ہا میل علاقوں کو لوٹ کر خاک میں ملا دیا۔ نادر شاہ دہلی پہنچا تو محمد شاہ نے حکم دیا کہ دہلی کی منڈیوں کا تمام غلّہ جلا دیا جائے۔ شہر میں قحط پڑا۔ تو محمد شاہ کو اپنے لشکر کے لئے نادر شاہی سپاہیوں سے گراں قیمت پر غلّہ خریدنا پڑا۔ وارد ترانی نے لکھا ہے کہ نادر شاہ دہلی سے لوٹا تو سارے علاقہ کا غلہ لوٹتا گیا۔ اٹھاتا گیا۔ جو سمیٹ نہ سکا۔ اسے جلاتا گیا۔ حتیٰ کہ لوگ دانے دانے کو ترسنے لگے ۔ نادر شاہ اور محمد شاہ کے مابین ایک معاہدہ ہوا۔ کہ نادر شاہ دہلی سے پشاور تک تمام علاقوں سے غلّہ اکٹھا کرنے

marfat.com

نہایت عاجز آ گئے تھے۔ اکثر اس بارے میں آنحضرت سے التماس کرتے تھے۔ کہ کسی طرح اس بلا سے خلاصی پائیں۔ بادشاہ اور امیر ہر روز آنحضرت کی خدمت میں بھیجتے اور نہایت عاجزی سے توجہ و دعا کے لئے التماس کرتے کہ کسی طرح اس ظالم کے ہاتھوں بچ جائیں۔ اور ان نابکار وحشیوں کا قدم اس ملک سے نکل جائے۔ آنحضرت نے اس بارے میں بہت توجہ کی۔ چنانچہ صبح و شام ختم کرتے اور ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو ان ظالموں سے نجات کی خوشخبری دیتے تھے۔ جن لوگوں کا ظلم و ستم حد سے گذر گیا۔ اور مدت تک ہندوستان میں رہے

(بقیہ حاشیہ) کا مجاز ہے اور وہاں کے حکام اس کے لئے غلہ جمع کرکے خود پیش کریں۔ نادر شاہ نے واپسی پر اس علاقہ کی دولت کو جس انداز سے سمیٹا اس سے ہندوستان تقریباً خالی ہو کر رہ گیا۔ وہ کروڑ کی مالیت کا صرف تخت طاؤس ہی تھا۔ پچاس ہاتھیوں پر مرصع زر و جواہر لادے گئے۔ غارت گری کے دوسرے سامان سینکڑوں ہاتھیوں پر لادے گئے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ جیسے شخص نے لکھا کہ درانی کی سلطنت کی تباہی کا ایک سبب لوٹ کھسوٹ کی فراوانی ہے جس کا وبال اس پر پڑا۔ پنجاب میں آٹا روپے کا دو سیر بکا۔ سرہند میں قحط اور گرانی نے لوگوں کو ہلکان کر دیا۔ گھاس اور چارہ تک دستیاب نہ تھا۔ گھوڑوں کو کھلانے کے لئے جھونپڑیاں ڈھا دی گئیں۔

نادر شاہی لوٹ گھسوٹ کے علاوہ ۱۷۶۰ء میں مرہٹوں نے دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجائی تو انہیں دہلی میں کچھ بھی نہ ملا۔ یہاں کی دولت نادر شاہ لوٹ کرلے گیا تھا۔ چنانچہ مرہٹوں نے شاہی محلات کی چاندی اتار لی۔

اس علاقہ کی مخلوق کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا وہ نہ صرف تاریخی صفحات پر جابجا ملتا ہے جبکہ اس وقت کے صوفیائے کرام کے ملفوظات اور تحریروں میں درد آمیز جذبات میں بھی پایا جاتا ہے۔ حضرت قیوم چہارم خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ نے لٹے ہوئے سرہند کو دیکھا تو کانپ اٹھے۔ غلہ کی ارزانی اور مخلوق خدا کی پریشان حالی کو دور کرنے کی مؤثر تدبیر کیں اور کچھ عرصہ تک اہل سرہند کو کفالت میسر آئی۔

(مرتب)

marfat.com

اور لوگوں پر ان کی دست درازی بدرجہ غایت پہنچی۔ اور خلق خدا گھبرا گئی۔ شہر کے تمام آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عجز و نیاز کرتے۔ ان کی آہ و زاری آسمان تک پہنچ گئی۔ بارہا عرض کرتے کہ خدا و رسول کے واسطے ہمیں اس نادر شاہی آفت سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے بچائیں۔ کیونکہ اب ہماری طاقت سلب ہو چکی ہے۔ ہم اب ایک روز بھی اس بلا کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ورنہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ یا خودکشی کر لیں گے۔ کیونکہ اب تو عزت برباد ہو رہی ہے۔ اور وہ بدبخت بے حرمتی کر رہے ہیں۔ اسی طرح بادشاہ اور امراء نے بھی عرض کر بھیجی۔ اور خدا و رسول کو شفیع لائے۔ کہ ہمیں اس بلا سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے آزاد فرمائیں۔

نادر شاہ کی واپسی اور محمد شاہ کی دوبارہ تخت نشینی

جب اہل ہند کی عاجزی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں عجز و نیاز بدرجہ غایت ہو گیا۔ حتیٰ کہ خانقاہ مبارک کے گرد نوحہ روتے چلاتے پھرتے تھے۔ چنانچہ ان کے شور و شغب سے اذکار و اشغال میں فرق آ گیا۔ متواتر تین روز تک یہی حالت رہی۔ ایک گھڑی بھی آرام نہ لیا۔ اور نہ کسی کو لینے دیا۔ بادشاہ اور امراء کے پیغام بھی نہایت پُرسوز تھے۔ سننے والا تاب نہیں لا سکتا تھا۔ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ خلقت کا اس قسم کا اضطراب دیکھ کر آنحضرت کا دل بھر آیا۔ اس بارے میں ایسی توجہ فرمائی کہ اس سے پہلے کبھی نہ فرمائی تھی۔ دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ یہ بلا دعا و توجہ کے متعلق نہیں بلکہ قضائے مبرم ہے۔ جس کا ٹلنا محال ہے۔ پس اس بلا کو

marfat.com

ہم اپنی جان پر لیتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو خلق خدا پر فدا کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ اس مصیبت سے بچ جائیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہند میں ایک متنفس بھی زندہ نہ رہے گا۔ اسی طرح حضرت زکریا پیغمبر نے اپنے آپ کو خلقت پر فدا کیا تھا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا ایک واقعہ یہ قصہ یوں ہے کہ ایک گروہ کفار نے یحیٰی بن زکریا علیہما السلام کو قتل کر دیا۔ جو باقی بچے اس نے ظالم اور جبار بادشاہ کو اس قوم پر مقرر کر دیا۔ جس نے اکثروں کو قتل کیا۔ جو باقی بچ رہے وہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس پناہ کے لئے آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے ان لوگوں کی نجات کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ اِن لوگوں کو قتل کرنے کا ہے۔ تو ان کے بدلے میری جان لے لے۔ آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ اور دونوں اس نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر حضرت زکریا علیہ السلام کو پکڑ منگایا۔ جب آنحضرت نے یہ بات سنی۔ تو الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین، کے مطابق عمل کیا۔ اور شہر سے نکل جنگل کی راہ لی۔ لشکر نے آپ کا تعاقب کیا۔ جب کفار آپ کے نزدیک پہنچ گئے۔ تو آپ نے ایک درخت کو اشارہ کیا۔ وہ درخت بیچ میں سے پھٹ گیا۔ جب آپ اس میں آ گئے۔ تو پھر وہ مل گیا۔ شیطان نے کفار کو دکھلایا کہ زکریا علیہ السلام اسی درخت میں ہے۔ آپ کے داخل ہوتے وقت جو دامن کا نشان رہ گیا تھا سو دکھایا۔ انہیں یقین ہو گیا۔ انہوں نے درخت کو معہ زکریا آرہ سے دو ٹکڑے کر دیا اس وقت وہاں کوئی آرہ موجود نہ تھا۔ شیطان نے لوہے کا ٹکڑا لا کر اس کے داندانے نکالے اور کفار کو دیا۔ آرہ شیطان ہی کی ایجاد ہے۔

قیوم چہارم کو نادر شاہ کی واپسی کی بشارت ملی جب حضرت سلطان الاولیاء قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ دو تین دن میں آفت اللہ تعالیٰ تم پر سے ٹال دے گا۔ اِس

marfat.com

خوشخبری سے لوگ پھولے نہ سمائے۔ لیکن جب دوسری خبر سنی کہ یہ بلا ہم نے اپنے اوپر لے لی ہے تو بہت ہی غمگین ہوئے۔ گویا وہ خوشی غم سے تبدیل ہو گئی۔ بعض کو اس سے آنحضرت کے انتقال کا یقین ہو گیا۔ اور بعض نے خیال کیا کہ آنحضرت بیمار ہو جائیں گے۔ آنحضرت کے وصال تک اسی عقیدے پر مُصر رہے۔ جن دنوں آنحضرت نے اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اکثر صاحب حال آدمیوں نے بذریعہ کشف معلوم کیا۔ چنانچہ ان دنوں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ عظیم الجثہ گائے ہاتھی کی مانند ہے۔ اور وہ دیو پیکر مجھے ہلاک کرتا ہے۔ خلقت اس سے ڈر کر کانپتی ہے۔ اور بھاگتی ہے اور کہیں پناہ نہیں ملتی۔ آخر خلق خدا گھبرا کر حضرت سلطان الاولیاء کی خانقاہ سے نکل کر اس گائے کے سینگوں کو خوب مضبوطی سے پکڑ کر شہر کے لوگوں کو فرمایا کہ تم جا کر گھروں میں مطمئن بیٹھ جاؤ۔ ہم اِس بَلا کا خود مقابلہ کر لیں گے۔ بعد ازاں پھر آنحضرت اپنی قوت سے اسے زمین پر لٹا کر اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ اور ایسا زور کیا۔ کہ وہ سست ہو کر حرکت سے باز آئی۔ پھر اسے سینگوں سے پکڑ کر شہر سے باہر لے گئے۔ اس قسم کے واقعات اکثر آدمیوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالت ہے۔

محمد شاہ بادشاہ کی دوبارہ تخت نشینی کی تقریبات

القصہ جس روز آنحضرت نے لوگوں کو خوشخبری دی اس کے دوسرے روز نادر شاہ نے تمام امراء ہند کو جمع کر کے محمد شاہ کو تخت ہند پر بٹھایا اس روز کانون ثانی کی پہلی تاریخ تھی۔ دوسرے دن خود شہر سے نکل اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا۔ نادر شاہ سلطنت ہند پر تین ماہ قابض رہا۔ تشرین کی پہلی تاریخ شاہجہان آباد میں داخل ہوا۔ سارا تشرین ثانی اور کانون اوّل ظلم و ستم بندگانِ خدا پر جاری رہا۔ کانون ثانی میں واپس چلا گیا۔ تختِ طاؤس جو دس کروڑ کی لاگت سے شاہجہان نے تیار کیا تھا اور جس میں قسم قسم کے جواہرات جڑوائے تھے۔ اپنے ساتھ لے گیا۔ عالمگیر کی پوتی

marfat.com

کام بخش کی لڑکی ایرانی شاہزادے سے بیاہ لے گیا۔ کہتے ہیں وہ بیگم رستے ہی میں فوت ہو گئی۔ بعض کہتے ہیں زہر کھا کر مر گئی۔ اس کی نعش پھر شاہجہان آباد بھیجدی اور ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطینِ ہند کا قبرستان ہے۔ دفن ہوئی۔ جب نادرشاہ شاہجہان آباد سے نکلا۔ تو تمام اہلِ شہر نے دوگانہ شکر ادا کیا۔[1] بعد ازاں آنحضرت کی قدم بوسی کی۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے ارکانِ سلطنت مثلاً آصف جاہ۔ نظام الملک، اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ تمام نے آستان بوسی کی۔ شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ نہ ملتے تھے ؎

شکرِ نعمت کے توانم از کرامتہائے تو — شکرِ نعمتہائے تو چند انکہ نعمتہائے تو
عذرِ تقصیرات ماچند انکہ تقصیرات ما

بادشاہ اور تمام اہلِ ہند نے آنحضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور شکر گذار ہوتے ہوئے یہ شعر پڑھے ؎

بسیط روئے زمین گشت باز آبادان — بہ لطف خارق آں قطب مصدر عرفاں
تو داد سبز اسلام زصلیب — تو برگرفتی ناقوس راپجائے اذاں
زبانِ نعوئے تو قوی گشت بانعوئے اسلام — کہ از تصادم کفار گشتہ بد ویراں

آنحضرت نے بھی ہر ایک پر مہربانی فرما کر دعائے خیر کی۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کی علالت نادر شاہ کے چلے جانے کے ایک مہینہ بعد آنحضرت کی صحت میں فرق آگیا۔ گو اس مہینے کے اندر بھی کبھی درد معدہ اور کبھی درد سر کی شکایت ہو جاتی۔ لیکن ایک مہینے کے بعد سے تو تپ شروع ہو کر چھ ماہ تک رہا۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔

مافوق الفطرت واقعات کا ظہور اس سال مشرقی ممالک میں سخت بارش ہوئی۔ گویا طوفانِ نوح کا نمونہ تھا۔ پانی

marfat.com

کی طغیانی اس قدر تھی کہ گاؤں کے گاؤں بہ گئے۔ کہتے ہیں چھ سو گاؤں اور چار سو بیل ضائع ہو گئے۔ جن کا نام و نشان تک نہ ملا۔ ہزاروں آدمی اس طوفان میں ہلاک ہوئے اسی سال دریائے گنگا کے مشرقی کنارے قصبہ سہسواں کے گرد و نواح میں ایک آہنی سی چیز پچاس من وزنی آسمان سے گری اور تین قد آدم کے برابر زمین میں دھنس گئی اور جہاں گری تھی۔ آدھا دن وہاں سے آگ کے شعلے نکلتے رہے۔ اس کے گرتے وقت کڑک کی سی آواز پیدا ہوئی اور بارہ میل تک لوگوں نے سنی۔ وہ آواز اس قدر مہیب تھی کہ سب کو یقین ہو گیا کہ شاید آسمان پھٹ گیا ہے۔ جب شعلہ بند ہو گیا تو لوگوں نے بڑی مشکل سے جر ثقیل کے آلات کی مدد سے اسے نکال کر اس علاقے کے حاکم کے سپرد کیا جس کا نام علی محمد خاں تھا۔ اس نے اس لوہے کے اوزار بنوانا چاہے۔ لیکن نہ بن سکے۔ کیونکہ کوٹنے سے چینی کی طرح بکھر جاتا تھا۔ میں (مؤلف) نے بھی اسے دیکھا جب چھری سے کھرچی تو پارے کی طرح چمکیلی سی چیز نکلی۔ جو قابل اصلاح نہ تھی۔ واضح رہے کہ یہ تینوں علامتیں جو اسی سال ظہور میں آئیں جو اس سے پہلے نہ ہوئی تھیں۔ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حق تعالیٰ کی طرف سے جو نعمت عظمیٰ خلق کو حاصل تھی وہ اٹھا لی گئی ہے۔ وہ نعمت عظمیٰ حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جو منصب قیومیت کے خاتم اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اتم تھے۔ جو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ نیز وہ نعمت عظمیٰ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا خاصہ تھے۔ اس قسم کی علامات جو اس سال ظہور میں آئیں۔ اس سے پہلے زمانہ قدیم میں بھی صحابہ کرام کے بعد ایک دفعہ ظاہر ہوئی تھیں۔

بنی امیہ کے مظالم کی ایک مثال

جب خلفائے بنی اُمیّہ کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا اور طرح طرح کا فسق و فجور کرنے

marfat.com

لگے۔ جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھا ہے تو حق تعالیٰ نے اُن کی بداعمالیوں کے باعث ابو مسلم خراسانی کو جو خلفائے بنی عباس کا حامی تھا۔ اُن پر مقرر کیا۔ اس کے ہاتھ سے ان کی جو گت بنی سو بنی۔ اس کے اور خلفاء کے لشکر کی آپس میں کئی مرتبہ سخت لڑائیاں ہوئیں۔ ایک دفعہ قتیبہ بن شعبہ کو ابو مسلم نے خلفائے بن امیہ کے آخری خلیفہ مروان حمار کے سردار یزید بن ہبیرہ کے مقابلے پر بھیجا۔ رات کے وقت دونوں لشکروں کی مُٹھ بھیڑ ہوئی اتفاقاً قحطبہ گھوڑے پر سے پانی میں گر پڑا۔ گرتے ہی ڈوب کر مر گیا۔ پیشتر اس کے کہ آدمیوں کو اس کے حال کی خبر ہو۔ یزید بن ہبیرہ کو جس کی بہادری کی دھاک بندھی ہوئی تھی شکست دی۔ اور اس کے لشکر کو تہ و بالا کر ڈالا۔ جب یہ خبر مروان نے سُنی تو کہا کہ جس لشکر کو ایک ڈوبا ہوا شخص شکست دے اس میں خیر و برکت کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ پھر لشکر کو جمع کیا اور لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو مروان گھوڑے پر سے اُتر کر قضائے حاجت کے لئے بیٹھا۔ اس کا گھوڑا دوڑ کر دونوں لشکروں کے بیچ سے ہو کر گزرا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید وہ قتل ہو گیا ہے۔ اس واسطے اس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ مروان نے یہ حالت دیکھ کر کہا۔ جب مدت ختم ہو جائے تو تیاری کام نہیں آتی۔ عرب میں ضرب المثل ہو گئی۔ "ذهب الدولة ببول" (۸) پیشاب کے بدلے سلطنت چلی گئی۔ مروان بھاگ کر پاس ایک جنگل میں جا گھسا۔ ایک فدائی جا کر وہیں اس کا سر قلم کر کے امیر لشکر کے پاس لے آیا۔ جب اس کا سر مجلس میں لایا گیا۔ تو اس کی زبان منہ سے گر پڑی۔ جسے ایک بلی لے گئی۔ تمام حاضرین مجلس کو یہ دیکھ کر عبرت ہوئی۔ اور سب نے چند روزہ دنیا پہ افسوس کیا۔ ابو مسلم نے خلفائے بن امیہ کا تمام محروسہ ملک تہ و بالا کر ڈالا۔ ہزاروں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا۔ خلقت بہت گھبرا گئی۔ سب جمع ہو کر امام انام حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے التجا کی۔ آنجناب نے ان کی حالت زار پر رحم فرما کر

marfat.com

توجہ کی. لیکن جب دیکھا. کہ اب دُعا کا تیر کارگر نہیں ہوتا تو مجبور ہو کر اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اور بندگانِ خدا کو اس ہلاکت سے بچایا. تھوڑی ہی مدّت میں ابو جعفر[۱] دوانیق مظفر باللہ نے (جو خلفائے بنی عباس سے تھا. اور ابو مسلم ان کی طرف سے خلفائے بنی امیہ سے جنگ کر رہا تھا) آخر نکال کر خلافت آلِ عباس کے سپرد کی. اس کے اور ابو مسلم کے مابین عداوت ہو گئی۔

عباسی حکومت کی بنیاد

جس کی مفصل کیفیت یوں ہے. کہ بنی عباس کے پہلے خلیفہ ابو العباس سفّاح نے اپنے بھائی ابو جعفر دوانیق کو اپنا ولیعہد بنایا. جب یہ خبر خراسان میں ابو مسلم نے سنی تو سخت ناراض ہوا. کیونکہ اسے امید تھی کہ یہ کام میرے سپرد ہو گا. جب ابو جعفر دوانیق خلیفہ بنا تو اسے ابو مسلم کی دشمنی کا خیال تو تھا ہی. اس نے یہ سوچا کہ کہیں یہ دشمنی فساد کا موجب نہ ہو. اس واسطے ابو مسلم کو فریب دے کر خراسان سے منگا کر دارالامارۂ عباسیہ میں قتل کر ڈالا. انہیں دنوں ابو جعفر دوانیق کے اشارے سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی زہر دیا گیا انہیں دنوں یمن میں سخت بارش ہوئی. جس سے حج کا قافلہ چند ایک گاؤں اور کھیتی باڑی سب غرق ہو گئی. اسی سال ملک فارس میں سَو من وزنی چیز لوہے کے مشابہ آسمان سے گری. جب اس کے اوزار بنانے چاہے تو نہ بنا سکے. کیونکہ ٹوٹتے وقت دانوں کی طرح بکھر جاتی تھی. یہ مثال میں نے اس لئے بیان کی ہے کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اس قسم کی علامتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جناب سرور کائنات صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خاص علوم اور کمالات جو صحابہ میں تھے اور کچھ تھوڑے سے تابعین اور تبع تابعین میں بھی تھے اور ان کمالات کے مظہر و خاتم حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے. جب آنجناب

---

[۱] ابو جعفر منصور مراد ہے. (رمزی شیرازی)

marfat.com

کے وصال کے دن قریب آئے تو لامحالہ وہ علامات بھی ظہور میں آئیں۔ جو ایسے موقعوں پر آیا کرتی ہیں۔ یہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہیں جو اولیاء میں ظاہر ہوئے۔ کیونکہ اس بارے میں حدیث نبوی ہے۔ "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم"

ہزار سال کے بعد کمالات الٰہی کا ظہور

اگرچہ وہ کمالات بارہ اماموں اور ستہ باقیہ میں بطریق وراثت موجود تھے اور ان کا ظہور بھی ہوا لیکن کسی اور کو نہیں ملے۔ اور بارہ امام اور ستہ باقیہ بھی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح نہ تھے۔ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی انہیں دنوں دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کے بعد کوئی شخص علم ظاہری و باطنی میں آپ جیسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا طریق یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد ذات بحت کے متعلقہ کمالات الٰہی ظہور میں آتے ہیں۔ لیکن وہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہوتے ہیں اور یہ ذات بحت کے جو شیونات، اعتبارات اور صفات سے مبرّا ہوتے ہیں۔ صفات و اسماء، وغیرہ سبھی قیود ہیں۔ جس طرح زمانہ قدیم میں ہر ہزار سال بعد پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوتا تھا۔ اور نئی شریعت کو رواج دیتا تھا۔ وہ ان کمالات کی وجہ سے ہزار سال پہلے اور ہزار سال آئندہ کے نبیوں سے افضل ہوتا تھا۔ جیسا کہ اہل حق کا عقیدہ ہے۔ کہ انبیائے اولوالعزم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ وہ کمالات سو سال تک خلقت میں رہتے ہیں۔ پھر چھپ جاتے ہیں۔ صرف ان کی مثال رہ جاتی ہے۔ جس سے لوگ مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا طریق کے موافق ہزار سال بعد ان کمالات کا ظہور ہونا چاہیئے تھا۔ تاکہ اس دین کو تقویت ہو۔ جیسا کہ ہوا۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس امت کے آخری حصہ کی تعریف میں فرمایا ہے۔ حدیث مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیراً ام آخرھا، میری امت کی مثال بارش کی سی ہے۔ نہیں معلوم

marfat.com

اس کا اول اچھا ہے یا آخر. نیز فرمایا ہے۔ "الامتی اولھا خیر" و اخرھا خیر فی وسطھا کدر" میری امت کا پہلا اور پچھلا حصہ اچھا ہے۔ اور بیچ کا مکدر۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو علمائے امت کو انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہت دی ہے۔ وہ علمائے کامل مشائخ ہیں. جو ہزار سال بعد وجود میں آئے۔ جو حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے مدمقابل ہیں. جو ہزار سال بعد صاحب شریعت ہوئے. یہ حالات اس کتاب کے پہلے حصے میں مفصل لکھ دیئے ہیں. وہاں سے دیکھ لینے چاہئیں یہاں پر تفصیل وار بیان کرنے کی گنجائش نہیں. کتاب کشف الحقائق مقامات قیومیت میں بھی نہایت شرح بسط سے لکھے گئے ہیں.

القصہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص الخاص کمالات جو نبوت اور محبوبیت ذاتی کے متعلق تھے اور ان کمالات کے علاوہ ہیں. جو اس ہزار سال کے اندر اولیاء اللہ میں ظاہر ہوئے. حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت ظہور میں آئے. حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں ان کمالات کا صاحب اور نبی اولوالعزم کا قائم مقام بنایا. بعد ازاں ان کی اولاد کو بھی ان کمالات سے سرفراز فرمایا. جو قیوم اربع کہلاتے ہیں یعنی قیوم اوّل خود حضرت مجدد الف ثانی، دوسرے حضرت عروۃ الوثقیٰ، تیسرے حضرت حجۃ اللہ، چوتھے سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ اور ان چاروں کے فرزند ان تمام کمالات کے مظہر اتم اور خاتم اکمل حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع ہیں. اسی واسطے آنحضرت کے وصال کے سال یہ علامات ظاہر ہوئیں. جو اس نعمت عظمیٰ کے اٹھا لینے پر دلالت کرتی ہے۔ اس واسطے حق تعالیٰ نے الہام میں حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا. انت اخر شیخ مشھود فی ھذا الامتہ، یعنی حضرت خلیفۃ اللہ کے بعد کسی شخص کو ایسا قرب الٰہی نصیب نہیں ہوگا۔ اور سوائے قیوم ثلاثہ کے اور کوئی پہلے بھی ایسا نہیں ہوا ؂

روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت
صوفئے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

marfat.com

ہفتہا باید کہ تا گردونِ گرداں یک شبے
عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن

ماہہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گِل
شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن

سالہا باید کہ تا یک کودکے از فضل طبع
عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن

عمرہا باید کہ تا یک بندۂ صاحب کمال
بایزیدے در خراساں یا اویس اندر قرن

قرنہا باید کہ تا یک سنگ دانہ ز آفتاب
لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

بعد ازیں ہرگز نہ آید از چرخ نیل فام
قطب چوں خواجہ زبیر و ہمچو حساں در سخن

حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر سلطان الاولیاءؒ کی کرامات

حضرت خلیفۃ اللہ کی شان اس سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ کرامات سے آنجناب کی تعریف کی جائے۔ لیکن چونکہ مؤرخوں کا طریقہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے حالات میں معجزوں اور کرامتوں کا بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے مَیں بھی آنحضرت کے بعض خوارق لکھتا ہوں۔ اگرچہ یہ کتاب آنحضرت کی کرامات سے پُر ہے لیکن پھر بھی تاریخ کے طور پر جدا سُرخی کے تحت کرامات کے بارے میں لکھتا ہوں۔ در اصل تو کرامت یہی ہے کہ مُرید صادق میں القائے نسبت کرے اور اسے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچائے۔ سو اس قسم کی ہزار ہا کرامات آنحضرت سے ظاہر ہوئیں۔ دوسرے جو کونیات سے تعلق رکھتی ہیں لیکن ولایت پر موقوف نہیں۔ بلکہ ریاضت پر مبنی ہیں۔ یہ بات یونان کے حکماء اور ہند کے برہموں کو بھی حاصل ہے۔ یہ بھی

marfat.com

آنحضرت کو اپنے پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم کی کمال تابعداری کے سبب کہ نبوت کا خاصہ ظہور معجزہ ہے۔ بہ طریق سنت آنحضرت سے ظہور میں آئیں۔ گو یہ بے شمار ہیں لیکن ان میں سے چند ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی جاتی ہیں۔ صبح شام ہزارہا کرامات آنحضرت سے ظہور میں آتی تھیں۔ آنجناب کی ہر عادت خرق عادت تھی ؎

وقتش ہمہ صرف در عبادت　　　ہر عادت اوست خرق عادت

حاجیوں نے حضرت خواجہ محمد زبیر کو مصروف طواف دیکھا

آنحضرت کے مخلص مرید شاہ مقیم نام نے مجھ (مولف کتاب) سے بیان کیا کہ مَیں مکہ معظّمہ میں تھا کہ مجھے حضرت خلیفۃ اللہ کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا کہ مَیں بہتیرا بیت اللہ کے طواف سے دل کو تسلّی دیتا۔ لیکن مطمئن نہ ہوتا۔ عین اضطراب کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ اللہ طواف میں میرے ساتھ ہیں۔ مَیں نے آنحضرت کی قدمبوسی کرنی چاہی۔ جب قریب پہنچا تو نظر سے غائب ہوگئے۔ جب پھر مَیں اپنی جگہ پر گیا تو پھر طواف کر رہے تھے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ جب مَیں آنحضرت کے قریب ہوتا تو نظر سے غائب ہو جاتے اور جب ہٹ آتا تو دکھائی دینے لگتے۔ بہت لوگوں نے آنحضرت کو حرمین الشریفین میں دیکھا ہے۔ جن کا یہاں درج کرنا طوالت کلام کا باعث ہے۔

مرید سے شیر بھاگ گیا

ایک شخص آنحضرت کی زیارت کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوا۔ راستے میں شیر سے دوچار ہوا۔ اس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اس وقت آنجناب نے وہاں حاضر ہو کر پتھر اٹھا کر اس شیر پر پھینکا جس سے وہ لومڑی کی طرح بھاگ اٹھا۔ آنحضرت بھی نظر سے غائب ہوگئے۔ اس شخص نے صحیح وسلامت حاضر خدمت ہو کر اس کرامت کو بیان کیا۔

برص کا داغ مٹ گیا

آنحضرت کے ایک مقبول اخون محمد موسےٰ نے مجھ (مولفؒ) سے بیان کیا کہ جب آنحضرت پہلی مرتبہ شاہجہان

marfat.com

آباد تشریف لے گئے تھے تو ایک عورت آنحضرت کی خدمت میں پان لایا کرتی تھی۔ ایک روز آنجناب کی نگاہ اس کے ہاتھ پر پڑی جس پر سفید داغ تھے۔ ان کی کیفیت آنحضرت نے پوچھی تو اس نے ایک بزرگ کا نام لیا۔ جس کے معتقد عام اہل ہند ہیں۔ عرض کیا کہ یہ اس کے تصرف سے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ کیا تم چاہتی ہو کہ میں دعا کروں تاکہ یہ داغ دُور ہو جائیں۔ اس نے متعجب ہو کر کہا۔ چاہتی ہوں۔ آنحضرت نے اس مرض کے دفعیہ کے لئے دعا کی۔ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ اس کے ہاتھ پر سے سفید داغ نابود ہو گئے۔

امام الملک کے خزانے کو لُوٹنے والے

ایک سپاہی نے جو آنحضرت کا مرید تھا مجھ (مؤلف) سے بیان کیا کہ جب امام الملک مغلوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور لوگ اس کے مال و اسباب اور خزانے کو لوٹ رہے تھے۔ میں بھی اس وقت اس کے خزانے پر موجود تھا۔ میں نے بھی کچھ روپیہ لینے کے لئے سامنے پڑے ہوئے بدرے پر ہاتھ مارا۔ ہاتھ مارتے ہی کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ نے ظاہر ہو کر سخت ناراضگی سے مجھے دھپڑ مارا۔ جس سے میری عقل چکرا گئی۔ اور فرمایا و فلاں! ہماری مجلس کو بھول گیا۔ اب حرام کا مال لیتا ہے۔ دیر بعد جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے اس فعل سے نادم ہو کر توبہ کی۔ اور پھر عمر بھر حرام مال کی طرف نگاہ نہ کی۔

ڈاکو حضرت خواجہ محمد زبیر کا سُن کر بھاگ گئے

حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مرید محمد عادل اکبر آبادی فرماتے ہیں کہ شاہجہان آباد جاتے ہوئے مجھے لٹیرے ملے۔ ایک نے مجھے کمند پھینکنی چاہی۔ میں نے گھبرا کر آنحضرت سے التجا کی۔ آنحضرت نے ظاہر ہو کر انہیں ڈانٹا۔ وہ آنحضرت کو دیکھتے ہی بندر کی طرح بھاگ گئے۔

ایک غریب سپاہی کو سپہ سالار بنا دیا

حضرت سلطان الاولیاء ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ خواجہ بزرگ کے

marfat.com

عرس کے دن آپ کے مزار فائض الانوار پہ جا کر فاتحہ پڑھتے اور مٹھائی تقسیم کرتے۔ ایک روز حسب عادت آنجناب تشریف لے گئے۔ واپس آتے وقت آنحضرت کی سواری اپنے ایک سپاہی مرید کے گھر کے پاس سے گذری جو غایت درجہ کا مفلس تھا۔ آنحضرت کے مخلصوں اور مریدوں کی رسم تھی کہ جب آنحضرت کی سواری ان کے دروازے کے پاس سے گذرتی۔ تو حسب حیثیت نیاز و تحفہ پیش کرتے۔ جب اس شخص نے سواری دیکھی تو گھبرا کر کچھ موجودہ اسباب بیچا۔ اور کچھ قرض لے کر میوے اور حلوے پیش کیئے۔ جب آنحضرت کو اس کے افلاس کی اطلاع ہوئی۔ تو کشائش رزق کے لئے دعا کی۔ اور اس بارے میں توجہ کی۔ بعد ازاں اسے خوشخبری دی کہ عنقریب ہی تم صاحب ثروت و ریاست ہو گے۔ ابھی ایک ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ صمصام الدولہ عارض سپاہ نے اسے بلا کر اپنے انعام و اکرام سے مخصوص کیا۔ اور ہزارہ سوار کا سردار بنایا۔ اور کچھ علاقہ اس کے اخراجات کے لئے مقرر کیا۔ ایک مہینے کے اندر وہ بہت دولتمند ہو گیا۔ اور بادشاہ کے امراء میں شمار ہونے لگا۔ ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے عرس کے روز آنحضرت کی مع تمام خلفاء و مریدین ضیافت کیا کرتا۔ اور نیاز و تحفہ پیش کیا کرتا۔ اسی طرح کی کرامت ایک اور شخص کے حق میں آنحضرت سے ظہور میں آئی۔ لیکن چونکہ بعینہٖ اس کے مشابہ ہے اس واسطے درج نہیں کی گئی۔ اسی سپاہی نے یہ بیان کیا۔ کہ میں عید کے دن بادشاہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ اچانک بادشاہ کی سواری میں ایک مست ہاتھی نے شورش کی۔ بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا۔ بعد ازاں میرا رخ کیا۔ میرا گھوڑا جو بدکا تو میں گھوڑے پر سے ہاتھی کے پاؤں میں گر پڑا۔ چونکہ زمین پتھریلی تھی۔ میرا پاؤں پتھر پر لگنے سے ٹوٹ گیا۔ ہاتھی نے اپنا پاؤں اٹھا کر مجھے روندنا چاہا۔ اس وقت کوئی شخص مجھے اس مصیبت سے بچانے والا نہ تھا۔ سب جان کے خوف سے چھوڑ کر بھاگ اٹھے۔ میں نے حیران ہو کر آنحضرت کو یاد کیا۔ اور اس بلا سے بچنے کے لئے مدد کی درخواست کی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت میرے سرہانے کھڑے عصا سے ہاتھی کو مارتے ہیں۔ عصا کے لگتے ہی وہ ہاتھی <u>غلط</u>

کی طرح بھاگ گیا۔ پھر میرے زخم پر دست شفقت پھیرا۔ تو اسی وقت زخم اچھا ہو گیا۔ میں اس مصیبت سے آنحضرت کی توجہ کے طفیل بچا۔

کبیر شاعر جو آنحضرت کا مرید تھا۔ نہایت مفلس و قلاش تھا۔ اکثر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مدحیہ قصائد، غزلیں، مخمس وغیرہ پڑھا کرتا تھا۔ چنانچہ حسب ذیل دو مخمس اسی کے کہے ہیں ؂

اگرچہ ہستم احراری عزیزی — محبت قادری آفاق سیری
نہ از بندیم من نہ از نصیری — ولے از جان و دل ہستم زبیری
زبیریم زبیریم زبیری

زبیر آں آفتاب شرع دین است — بجائے مصطفےٰ او جانشین است
بصدر قرب رب العلمین است — غلام درگہش را ورد این است
زبیریم زبیریم زبیری

یقیں کاں قطب الاقطاب زمانہ — بعصر خویش قیوم زمانہ
بود رونق دِہ ایں کارخانہ — بجان و دل ہمیں دارم نشانہ
زبیریم زبیریم زبیری

بفضلت ساز مارا دستگیری — یقین دانم کہ پیرے دستگیری
جواں بختم بکن در عین پیری — نگہ دارم زبیری و ظہیری
زبیریم زبیریم زبیری

غلام حضرت خواجہ زبیرم — بعشقش مائل و فارغ ز غیرم
بصاحب رازہا در ذکر خیرم — ز عبدالقادر احرار و عزیزم
زبیریم زبیریم زبیری

؂ تا کہ منم زندہ دریں کہنہ دیر — بندۂ احرار غلام عزیر

marfat.com

کلب ابوالقادر آفاق سیر | بر ہمہ جن و بشر و وحش و طیر

پیر کبیر است محمد زبیر

ہمچو مجدد بود او رہنما | ثانی معصوم بہ نشو و نما

بعد شہ خواجہ جیو با صفا | بر سر سجادہ دین مقتدا

پیر کبیر است محمد زبیر

ہست بہ شرع نبوی مستقیم | امت مخصوص نبی کریم

ہر کہ بدو دست زدہ از ترس و بیم | یافت نجات از شر دیو رجیم

پیر کبیر است محمد زبیر

مجمع گنجینۂ اسرار اوست | مطلع سرچشمۂ انوار اوست

شب ہمہ شب ذاکر و بیدار اوست | عارف کامل شہ دیندار اوست

پیر کبیر است محمد زبیر

زاں شہ دیگر کنم ذکر خیر | آنکہ بحق مائل و فارغ ز غیر

ہست یقین کامل آفاق سیر | دست مرا گیر نمانم بغیر

پیر کبیر است محمد زبیر

ایک اور قصیدہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

تا بفرقم ظل اقبال شہ دیں پروراست | کہنہ دستار مرا بہتر ز چتر و افسراست

اسی قصیدہ میں اپنے احوال کا اظہار بھی کیا ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

یا زبیر بادشاہ دو جہاں دستم بگیر | رحم بر حالم بفرما آنکہ حالم ابتراست

کار دینم ناتمام و کار دنیا ہم خراب | عمر در افلاس بگذشتن ز مردن بہتراست

ایک روز آنحضرت نہایت خوش وقت تھے

بادشاہ کا گرز بردار | اور راہ لطف و کرم کبیر کو فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس

نے عرض کیا کہ بادشاہ کی گرز برداری کا منصب ، گرز برداری میں چند ایک سردار ہوتے ہیں۔ کہ ایک ، ایک باری باری ہفتے میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ آنحضرت نے اس کے حق میں دعا کی۔ بادشاہ نے دوسرے دن ہی اسے بلا کر گرز برداروں کا ایک سردار بنا دیا۔ اور عالم بیگ خاں کا خطاب دیا۔ لوگوں نے اسے ملامت کی۔ کہ تو نے ایسی ادنیٰ درخواست کیوں کی۔

مغل زادے کی تمنا

برلاس قبیلے کا ایک مغل ہر وقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ شام کسی وقت بھی جُدا نہ ہوتا ایک روز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تو نے ہماری بہت خدمت کی ہے۔ جو تمہارا مدعا ہو بیان کرو۔ اس نے عرض کیا۔ میں ایک گھوڑا چاہتا ہوں۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اس سے بھی کوئی چیز اچھی مانگ۔ پھر بھی اس نے عرض کیا کہ گھوڑا۔ تین مرتبہ یہی سوال جواب ہوئے۔ آخر آنحضرت نے فرمایا۔ میں کیا کروں خدا نہیں دیتا۔ پھر فاتحہ پڑھ کر اس کے حق میں دُعا کی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں گھوڑا بھی دے گا اور ظاہری دولت بھی۔ دوسرے دن قبیلا برلاس کے سردار نے اس کو بلا کر معہ ساز و سامان گھوڑا دیا۔ اور بادشاہ کے ملازموں میں شامل کر لیا۔ تھوڑی مدت میں صاحب جمعیت و ثروت ہو گیا۔

خواجہ سرا کا بیٹا سلطنت مغلیہ کا رکن بن گیا

خواجہ سراؤں کا ایک لڑکا آنحضرت کا مرید تھا اور آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ ایک روز محل کے اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ لڑکا بھی آنجناب کے ساتھ تھا۔ آنجناب نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ کیا تم چاہتے ہو۔ میں دُعا کروں تا کہ حق تعالیٰ تمہیں سلطنت کا ایک رکن بنا دے یا آخرت کی سرداری عطا کرے۔ اس نے عرض کیا۔ جو شخص جناب کا مرید ہے اسے آخرت کی سرداری تو ضرور

marfat.com

ملے گی۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ جناب دنیا کی سرداری بھی مجھے عنایت فرمائیں گے۔ آنحضرت نے مسکرا کر اس کے حق میں دُعا کی۔ ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا کہ وہ وزیر ہند کا ملازم بن گیا پھر وزیر نے اسے اپنا مقرب بنا لیا۔ حتیٰ کہ وزارت کا تمام انتظام اس کے اختیار میں ہو گیا۔ تمام مغل سردار اس کے محتاج ہو گئے۔

خدا قادر ہے میرے بڑے بھائی حقائق و معارف آگاہ شیخ محمد احسن کے ہاں بڑی آرزوؤں کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ میرے والد ماجد نے اس کا نام غلام زبیر تجویز کیا۔ تین دن نہ گذرنے پائے کہ اس بچے کی حالت ابتر ہو گئی۔ اور قریب المرگ ہو گیا۔ ہمارے گھر میں بڑی گھبراہٹ ہوئی۔ مَیں نے آنحضرت سے دعائے شفا کی درخواست کی۔ آنجناب کی عادت یہ تھی کہ جب کوئی شخص آکر خواستگار ہوتا۔ تو اگر کام ہونے والا ہوتا تو فرماتے کہ خیر ہے۔ خاطر جمع رکھو۔ یہ کام بفضل خدا سرانجام ہوگا۔ لوگوں کو یقین ہو جاتا کہ یہ کام ضرور ہو جائے گا۔ اور اگر وہ کام ہونے والا نہ ہوتا تو فرماتے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ یہ کام کر دے۔ لوگ سمجھ جاتے کہ یہ کام ہونے والا نہیں جب مَیں نے دعائے شفا کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ خدا قادر ہے کہ شفا دے۔ اسی وقت مجھے یقین ہو گیا کہ لڑکا مر جائے گا۔ جب مَیں گھر آیا تو دیکھا کہ واقعی لڑکا مرا ہوا ہے۔ مجھے بہت غم ہوا۔ جب آنحضرت نے میرا غم دیکھا تو کمال عنایت سے فرمایا۔ کہ غم نہ کرو مَیں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ تمہیں نعم البدل عطا فرمائے۔ ایک گھڑی بعد مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تمہارے بھائی کے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ مَیں اس خوشخبری سے خوش ہوا واقعی آنحضرت کے فرمان کے مطابق دس ماہ بعد میرے بھائی کے ہاں ایک لڑکا ہوا۔ جس کا نام پھر غلام زبیر رکھا۔ حق تعالیٰ اسے حضرت خلیفۃ اللہ کی طفیل سے ظاہری اور باطنی کمالات سے بہرہ مند کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

ایک بیمار کی موت: خواجہ مودود چشتی کی اولاد میں سے سیدی کریم الدین نام

marfat.com

جو اس فقیر (مؤلف کتاب) کے یار تھے۔ اور علم معقول و منقول میں خاص قابلیت رکھتے تھے۔ عین جوانی میں مرض تپ دق سے بیمار ہوئے۔ اسی اثنا میں میں حضرت خلیفۃ اللہ کی آستاں بوسی کے لیے روانہ ہوا اور کریم الدین کو معہ یاروں کے اپنے مکان پر چھوڑ گیا جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا تو کریم الدین کی شفا کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس مرض سے نہ میں بچوں گا۔ نہ کریم الدین۔ ہمارا یہ خیال نہ تھا کہ وہ اس مرض سے ہلاک ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ بلکہ ان دنوں بیماری میں بہت کچھ تخفیف ہو چکی تھی۔ اور رو بہ صحت تھا۔ شاید قدرے قلیل باقی رہ گئی ہو۔ تمام حکما اس کی شفا پر متفق تھے۔ جب میں پھر اپنے مکان پر گیا۔ تو اسے چنگا بھلا چاق چوبند ہو گیا۔ ایک مہینے تک خاصہ تندرست رہا۔ بعد ازاں اس نے وہاں سے جانا چاہا۔ میں نے اسے بہتیرا روکا۔ لیکن باز نہ آیا۔ آخر مجبور ہو کر رخصت کیا جہاں وہ گیا وہاں پھر مرض عود کر آیا۔ اور تھوڑی مدت بعد مر گیا۔ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا تھا سچ نکلا۔

ڈاکوؤں پہ غیبی لشکر ٹوٹ پڑا

ایک دفعہ میں نے اپنے مخصوص یار نور محمد کے ہاتھ اپنی عرضی خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ رستے میں لٹیروں نے اسے آگھیرا۔ اس نے گھبرا کر حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف توجہ کی۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ بائیں طرف سے ایک غیبی لشکر نمودار ہوا ہے۔ اس کے ظاہر ہوتے ہی قزاق بھاگ گئے۔ بعد ازاں وہ لشکر بھی غائب ہو گیا۔

تبرک کی تمنا

ایک عزیز کا بیان ہے کہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کی مجلس میں بیٹھا تھا اور آنحضرت قہوہ پی رہے تھے اور بعض کو ازراہِ عنایت پس خوردہ عطا فرما رہے تھے۔ میں اگرچہ مجلس کے ممتاز آدمیوں میں سے نہ تھا۔ لیکن بے اختیار میرے دل میں آیا کہ کیا اچھا ہو مجھے یہ پس خوردہ عنایت فرمائیں

marfat.com

یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے دست مبارک میں سے کا وہ جام مجھے عنایت فرمایا جس سے آپ خود نوش فرما رہے تھے۔

ایک مفلس کا نذرانہ آنحضرت کا ایک خاص اور صاحب دل مرید لکھتا ہے کہ ایک روز مَیں آنحضرت کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر تھا کہ ایک سوداگر بہت سا زر و مال بطورِ نذر لایا۔ لوگوں نے چاروں طرف سے اس کی تحسین و آفرین کی۔ اتنے میں میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس قدر قدرت دے تو مَیں اس سے دس گنا نذر کروں۔ چونکہ مجھے ایک پیسہ دینے کی بھی توفیق نہ تھی۔ اس واسطے مجھے بڑی حسرت ہوئی۔ اسی وقت آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے تمہاری نیاز کو قبول کیا ہے۔ تمہارا نیاز یہی تمہاری حسرت ہے۔ تمہاری نیت کے موافق تمہیں اجر ملے گا آنحضرت کے اس فرمانے سے مَیں پھولا نہ سمایا۔ جتنی پہلے حسرت تھی اتنی ہی مجھے خوشی ہوئی۔

عجز کی قبولیت ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں ندی کے کنارے نماز کے لئے اُترے نماز سے فارغ ہو کر نزول بے کیف باخیر و برکت ہوا۔ جو معاملات اس وقت ہوئے ان کے بیان میں کہہ سکتے ہیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سُنے۔ ہر ایک اپنی حالت کے موافق ان کمالات سے بہرہ مند ہوا۔ مَیں جو اپنی طرف سے باغ کی سیر کے وقت تحف و ہدایا لایا کرتا تھا ان میں دیر ہو گئی۔ مَیں دیکھنے لگا کہ اتنے میں خاص کمالات کا ظہور ہوا۔ جب مَیں تحفے اور ہدیے لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ وقت گذر چکا تھا۔ مَیں نے بہت افسوس کیا اور ایک گوشے میں جا کر نہایت عاجزی سے جناب الٰہی میں عرض کرنے لگا کہ اے پروردگار مجھے بھی ان کمالات سے بہرہ مند کرتا۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے ان کمالات کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ دیر تک مَیں عاجزی کرتا رہا۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے اپنے فضل اور حضرت خلیفۃ اللہ کے طفیل میری دعا کو قبول کیا۔ اور ان کمالات کے حصول کا شافی الہام ہوا جب

marfat.com

مَیں پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوُا تو آنحضرت نے بھی مجھے سرفراز فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ نے تمہاری عاجزی قبول کر لی ہے اور جو تمہارا مدعا تھا حاصل ہو گیا ہے۔

سؤرالمومن شفا رات دن میں آنحضرت کے پان کھانے کے چند ایک وقت مقرر تھے۔ پس خوردہ ہزاروں آدمیوں کو عنایت فرمایا کرتے تھے۔ عرس کے دن تو دیکھنے میں آیا ہے کہ ہزاروں آدمی جمع ہوتے۔ تو ہر ایک کو پس خوردہ مل جاتا۔ بلکہ بعض دو دو دفعہ لیتے۔ طرفہ یہ کہ جو مریض یا دردمند وہ پس خوردہ کھاتا شفا پاتا "السورالمومن شفاء" "مومن کا پس خوردہ شفا ہے"۔ یہاں صادق آتا تھا۔

لیلۃ القدر کی برکتیں لیلۃ القدر کو حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ میں حق تعالیٰ کی تجلیات خاص اور عنایات بے نہایات کا عجیب ظہور لوگوں پر ہوتا تھا۔ اس رات میں وہ خاص وقت جبکہ پورے طور پر رحمتِ الٰہی شاملِ حال ہوتی ہے۔ فرشتے اُترتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء کی توجہ سے لوگوں کو حاصل ہوتا۔ اس واسطے خلقت ہر طرف سے قطار در قطار اس رات آنحضرت کی خدمت میں اس نعمت غیر مترقبہ کو حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتی۔ خانقاہ میں اس قدر ہجوم ہو جاتا کہ نماز کے واسطے کھڑے ہونے کی جگہ نہ ملتی۔ نماز تراویح کے وقت ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدے کرتے تھے۔ ایک عزیز بیان کرتا ہے کہ شب مذکورہ کو لوگ حسبِ عادت آنحضرت کی خدمت میں آئے ہوئے تھے جو شخص آنحضرت کا مقرب تھا۔ آپ اس کی نسبت پوچھتے کہ فلاں شخص آیا ہے۔ وہ آداب بجا لا کر آنحضرت کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا۔ مجھ میں اس مجلس کی لیاقت نہ تھی کہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا۔ مجھ میں اس مجلس کی لیاقت نہ تھی کہ آنحضرت مجھے یاد فرماتے لیکن بے اختیار میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے بھی آنحضرت بلائیں۔ اتنے میں آنحضرت نے میرا نام لے کر پوچھا کہ فلاں شخص بھی آیا ہے۔ مَیں آداب بجا لا کر اٹھا اور نہایت ہی خوش ہوُا۔

marfat.com

امراء تعظیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے سنا ہوا تھا کہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں امراء اور بادشاہ حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور بادشاہوں سے بھی بڑھ کر تعظیم کرتے ہیں۔ جو شخص آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے بے اختیار تعظیم کرتا ہے۔ مَیں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ مَیں اس ارادے سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ میں اوروں کیطرح تعظیم نہیں کروں گا لیکن جب آنحضرت کا جمال مبارک دیکھا تو بے اختیار ہو کر معمول سے زیادہ تعظیم بجا لایا۔ بعد ازاں مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بات تائیدِ الٰہی کے سبب سے ہے۔ مَیں نے اپنے خیال سے توبہ کی اور بہت سے لوگ اسی ارادے سے آئے۔ لیکن پھر اس خیال سے تائب ہوئے۔ ان کا بیان کرنا موجبِ طوالت کلام ہے۔

سالکانِ طریقت کی تربیت سالکوں کے سینے کے ساتھ اپنا سر لگا کر توجہ دینا حضرت خلیفۃ اللہ کا طریقہ ہے۔ اس سے پہلے طریقہ احمدیہ و معصومیہ میں یہ رواج نہ تھا۔ بلکہ زانو بہ زانو بٹھا کر القائے نسبت کیا کرتے تھے۔ ایک روز اس بارے میں میرے قبلہ گاہ نے وجہ دریافت کرنی چاہی تو بیان کرنے سے پہلے ہی آنحضرت نے بہ نورِ باطنی معلوم کر کے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بعثت سے پہلے اولیاء گذشتہ میں توجہ دینے کا طریقہ نہ تھا۔ کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کا قرب تھا۔ ہر شخص میں اس قدر قابلیت تھی کہ صرف شیخ کی مجلس سے ہی فیض حاصل کر لیا کرتا تھا۔ جب جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک کو ہزار سال کا عرصہ ہو گیا۔ تو لوگوں کی استعدادیں کم ہو گئیں اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بذریعہ کشف طریق توجہ معلوم کر کے اسے رواج دیا۔ نیز جو کمالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھے۔ وہ شیخ کی توجہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے طریقہ احمدیہ میں توجہ کی رسم جاری ہوئی

marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے لے کر اب تک بھی بہت عرصہ گذر چکا ہے۔ اس واسطے لوگوں کی استعداد اور بھی کمزور ہو گئی ہے۔ چونکہ آنحضرت امام وقت تھے اور طبیب مرض کے مطابق علاج کرتا ہے۔ اس واسطے اس قسم کی توجہ جو مطلوب کے ملنے کی سب سے قریب کی راہ ہے تجویز فرمائی۔

کرامت

حضرت خلیفۃ اللہ کے دو خاص مرید صوفی براتی اور میر مرزا نام آپس میں نہایت مخلص تھے۔ میر مرزا صوفی براتی کو یار عزیز کہا کرتے تھے۔ چونکہ صوفی براتی خانقاہ کے مدار الہام تھے۔ اور میر مرزا باغ کی سیر کے خواہشمند تھے۔ اکثر صوفی براتی کو بھی سیر باغ کی ترغیب دیا کرتے تھے اس کی غرض یہ تھی کہ اکثر آنحضرت دن رات میر مرزا کی زبانی فرمایا کرتے تھے کہ یار عزیز ایسا کرنا چاہیئے یا ہم نے ایسا کیا ہے یا ہم ایسا کیا یا فلاں مقام پر جائیں گے۔ یا وہاں سے آئے ہیں۔

علیٰ ہٰذا القیاس اسی قسم کے سینکڑوں کلمات ہر روز فرماتے۔ ان باتوں کا ماحصل یہ تھا۔ کہ بعض آدمی جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور ان کے دل میں گناہوں کا خیال ہوتا تھا یا کسی جگہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یا کسی گناہ کے مرتکب ہو کر آتے تھے۔ یا کسی ایسی جگہ جانا چاہتے تھے۔ جہاں گناہ کے مرتکب ہوتے ہوں۔ سو آنحضرت ان کلمات کے ذریعے ان لوگوں کو متنبہ کرنا چاہتے تھے۔ جن گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے یا مرتکب ہونا چاہتے تھے۔ یا جس مقام سے آتے یا جس مقام پر جانا چاہتے۔ آنحضرت اشارتاً بتا دیتے۔ لوگ اپنے افعال و خیالات سے آگاہ ہو کر باز آجاتے۔ کیونکہ انہیں یقین ہو جاتا۔ کہ آنحضرت ہمارے افعال و خطرات سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر عمر بھر کے لئے اس فعل سے باز آجاتے۔ بلکہ اس کا خیال تک دل میں نہ لاتے تھے۔ اگر اتفاقاً خیال آ بھی جاتا۔ تو اس سے فوراً توبہ کرتے تھے۔ اس قسم کے خوارق آنحضرت کی ستائش

marfat.com

میں داخل نہیں۔ جو کچھ قابل تعریف ہے۔ وہ معارف و اسرار ہیں۔ جو سب سے بڑھیا خوارق ہوتے ہیں۔ جو حق تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عنایت فرماتا ہے۔ جس طرح جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ قرآن شریف ہے۔ جو علوم و معارف اسرار الٰہی ہے۔ حضرات سرہند کا سب سے بڑا خوارق اپنے پیغمبر کے کمال اتباع سے ان کا کلام ہے۔ واقعی جو علوم و معارف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی اور گذشتہ ولی نے بھی بیان نہیں کیا واقعی ان کا کلام حقیقت قرآن کے اسرار ہیں۔ جو اس بات کی پوری دلیل ہے۔ کہ ان کا کلام عین شریعت کے مطابق ہے۔ اور شریعت عین قرآن ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے اولیاء کا کلام مخالف شرع ہے چنانچہ وحدت وجود کے قائل ہیں۔ اور سماع جو چاروں مذہبوں میں حرام ہے اسے حلال سمجھ کر موصل الی اللہ کہتے ہیں۔ ؎

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

بلکہ حکمائے فلسفی کے علوم سے نسبت تامہ رکھتے ہیں ؎

ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی　　ایں رہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است

جب میں نے کشف الحقائق مقامات قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ تو بہت بہت پسند کر کے فرمایا۔ کہ یہ علوم و معارف ہزار ہا کرامتوں سے بہتر ہیں۔ اور اس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس سے پہلے کسی ولی اللہ نے ان علوم و معارف کو جو اسرار مقطعات قرآنی ہیں۔ بیان نہیں کیا۔ واقعی یہ علوم و معارف آنحضرت کے ہیں۔ جو بذریعہ باطنی توجہ اس مسکین کو القا فرمائے۔ اور انہیں میں نے لکھ دیا ؎

نیاوردم از خانہ چیزے نخست　　تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

اب آنحضرت کے بعض مکاشفات لکھے جاتے ہیں۔

حضرت سُلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ کے مکاشفات

مکاشفہ: ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ مراقبہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت اعلیٰ درجہ کی خلعت پہنے ہوئے ہیں۔ جس پر سونے کے پانی سے اسم اللہ ذاتی لکھا ہوا ہے جب آنحضرت نے یہ مکاشفہ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیان کیا تو آنجناب نے فرمایا کہ یہ خلعت منصب قیومیت ہے جو میرے بعد تمہیں نصیب ہوگا۔

مکاشفہ: ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ نے مکاشفہ میں دیکھا کہ تمام جہان عرش سے فرش تک میرے وجود سے پُر ہے۔ جب حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ بیان کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ یہ منصب قیومیت کی علامت ہے۔

مکاشفہ: حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے کہ شروع سال میں کیا دیکھتا ہوں کہ محبوبیت الٰہی اس طرح مجھ پر غالب آئی کہ میں اپنا عاشق ہوگیا۔ جب مَیں نے حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ بیان کیا تو فرمایا کہ یہ محبوبیت ذاتی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمال اتباع سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا۔ یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی یعنی خمیر بدن رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ چنانچہ تمام اولیاء میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس نعمت عظمیٰ سے مشرف فرمایا۔ ان کا بدن مبارک سوائے پاؤں کے تلووں کے طینت پیغمبر کے خمیر سے

marfat.com

ہے اور لوگ بھی دیکھتے ہیں۔

مکاشفہ: ایک روز میں (مؤلف) نے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے علم اور کلام دونوں کی صفت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے کونسی افضل ہے۔ آخر آنحضرت نے اس امر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ کلام کی صفت افضل ہے۔ آخر آنحضرت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام کارخانہ الہٰی کلام پر موقوف ہے۔ کتاب 'کشف الحقائق مقامات قیومیت' میں یہ مقدمہ مفصل لکھا ہوا ہے۔ اگر کسی کو دیکھنے کا شوق ہو تو اس کتاب میں دیکھے۔

مکاشفہ: حضرت خلیفۃ اللہ نے ۲۹ ماہ رمضان کو فرمایا کہ آج رات بہت سے فرشتے آسمان سے اترے۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ شاید لیلۃ القدر ہے۔ حالانکہ یہ رات گذر چکی تھی۔ اس کے نزول کے سبب میں نے پوچھا۔ تو فرشتوں نے کہا۔ کہ ہم امر الہٰی کے بموجب آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حق تعالیٰ فرشتوں میں فخریہ فرماتا ہے کہ دیکھو محمد زبیر جیسے بھی میرے بندے ہیں۔ جو شخص پورے اعتقاد سے محمد زبیر کی زیارت کرے گا میں اس کے تمام گناہ بخش دوں گا۔

مکاشفہ: ایک روز کسی تقریب سے آنحضرت نے شیخ بدیع الدین کے مزار پہ فاتحہ کے بعد فرمایا۔ کہ شیخ بدیع الدین صاحب کا جذبہ قوی ہے۔

marfat.com

حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان الاولیائؒ کے

شب و روز

حضرت پیر دستگیر قیوم زماں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل تمام عبادات اور عادات میں جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سنیہ کے موافق تھا متقی اس درجہ کے تھے کہ آیہ کریمہ وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکیٰ آنجناب کے حق میں صادق آتی تھی۔ چنانچہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص لاہور سے بہت سا روپیہ آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ لایا۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس مال کا مالک مر گیا ہے۔ شاید اس کے بچے ابھی بالغ ہوئے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اس کی بیوی نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اور عرض کر بھیجا ہے کہ اگر آنحضرت کو اس کے لینے میں تامل ہو تو عرض کر دینا۔ کہ میں نے اپنے مال سے روپیہ بھیجا ہے اور اس کے بچے بھی بالغ ہو گئے ہیں۔ اور یہ نیاز برضا ورغبت انہوں نے بھیجی ہے۔ اس شخص نے بہتیری منت وسماجت کی لیکن بے فائدہ۔ وہ نیاز کا روپیہ آنجناب نے واپس کر دیا۔ اس قسم کے ہزارہا واقعات پیش آئے جنہیں اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء سب سے بڑے عالم، متقی، سخی، بہادر، صالح، عابد، زاہد، خلیق، عارف، فاضل، شریف اور اعلیٰ تھے۔ آپ کا وقت اس طرح تقسیم ہوا ہوا تھا کہ پہر رات رہے بلکہ اس سے

marfat.com

بھی کم لے کر خانقاہ سے اٹھتے۔ اور کمال ہی احتیاط سے قبلہ رُخ ہو کر تازہ وضو کرتے لیکن پاؤں دھوتے وقت قطب کی طرف منہ کرتے۔ الاسلام حق والکفر باطل کہہ کر وضو شروع کرتے۔ بعد ازاں کتب احادیث میں جن ادعیہ ماثورہ کا ذکر ہے معہ کلمہ شہادت ہر عضو کے دھوتے وقت پڑھتے تھے۔ ہر عضو میں تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے۔ اور ہر وضو کے وقت مسواک کرتے تھے۔ اکثر آنحضرت کے وضو کا مستعمل پانی لوگ بطورِ تبرک پیا کرتے۔ جس سے انہیں شفا حاصل ہوتی تھی۔ وضو کے بعد چشم مبارک آسمان کی طرف کر کے دعا پڑھتے تھے۔ تہجد کے وقت نماز سے پہلے سورہ آلِ عمران کے آخر میں چند آیتیں اور ' یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا خلقت ھٰذا باطلہ ' پڑھتے۔ بعد ازاں نہایت خضوع و خشوع سے نماز ادا کرتے۔ نماز پڑھتے وقت آنحضرت کا چہرہ مبارک اس طرح چمکا کرتا کہ تاریک رات میں آنحضرت کے چہرہ مبارک سے سورج کی طرح کرنیں نکلتیں۔ قیام، قعدہ، رکوع اور سجود کے وقت بلا کیف تجلیات کا ظہور اس قدر ہوتا کہ اس کا اثر لوگوں تک بھی پہنچتا۔ اور نماز میں سورۂ یٰسین کو بار بار پڑھ کر قرأت کو لمبا کرتے۔ نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ پھر بعض نیک عورتوں کو جو سلوک باطن حاصل کیا کرتی تھیں توجہ دیتے۔ صبح کے قریب بطریقِ سنّت تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے۔ تاکہ تہجد بین النومین ہو۔ جب صبح ہوتی تو جلدی اٹھ کر حنفی مذہب کے موافق نماز ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان تین مرتبہ ہلکی آواز سے ' سبحان اللّٰہِ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہِ العظیم ' پڑھتے۔ یہ کلمات سارے دن میں پانسو مرتبہ پڑھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کلمہ کی ترقی ضلال اور اصول کے مابین تک ہے۔ اور ظاہری جمعیّت پر بھی یہ کلمہ از بس مؤثر ہے۔ نماز فرضیہ کی امامت پانچوں وقت بنفس نفیس کیا کرتے کیونکہ یہ سنّت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ نماز کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار، تین مرتبہ تکبیر، اور ایک مرتبہ، اللّٰھمّ

marfat.com

انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرامؔ پڑھا کرتے۔ فجر کی نماز اور مغرب کی سنتوں کے بعد مذکورہ بالا کلمات پڑھ کر دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ له الملک وله الحمد یحیی و یمیت وھو حی لا یموت بیدك الخیر انك علیٰ کل شیٔ قدیرؔ پڑھتے۔ اور اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید یاروں کو بھی کرتے۔ صبح کی نماز کے بعد معہ اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ جب آفتاب اچھی طرح نکل آتا۔ تو اشراق کے وقت نماز اشراق بارہ رکعت چھ سلام سے ادا کرتے۔ جب کبھی مراقبہ دیر تک کرتے تو اشراق اور ضحیٰ کو بلا لیتے۔ اس واسطے آنحضرت دونوں نمازوں کو اکٹھا ہی ادا کر لیتے۔ اس نماز میں بھی بار بار یٰسین پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھ کر بعض یاروں کو بھی اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید کرتے۔ خود آنحضرت پانچ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور ہزار بار درود دن رات میں پڑھا کرتے تھے۔ جب دوپہر ہوتی تو خواب قیلولہ کرتے۔ دو تین گھڑی بعد اٹھ کر نماز زوال اکیس بار یار پڑھ کر ادا کرتے۔ بعد ازاں یاروں کو توجہ دیتے۔ اس وقت توجہ لینے والے چالیس کے قریب ہوا کرتے تھے۔ توجہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم اور ختم خواجگان معہ اصحاب بیٹھ کر پڑھتے بعد ازاں سجدہ میں جا کر تیسرا حصہ دن رہے نماز ظہر ادا کرتے۔ پھر خلوت خانہ میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ یار بھی وہاں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے۔ آنحضرت تکیہ لگا کر بیٹھتے اور خواجہ عبدالرحمٰن ورق گردانی کرتے تھے۔ قرآن شریف اور مقطعات قرآنی کے اسرار اور علوم و معارف اس طرح ظہور کرتے تھے۔ کہ اگر اجنبی بھی اس وقت آتا۔ تو دیکھ لیتا کہ یہ مجلس دنیاوی مجلس سے بالکل مناسبت نہیں رکھی۔ جو امور آخرت کے متعلق ہیں۔ وہ اس وقت آنحضرت پر جلوہ گر ہوتے تھے۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی تلاوت حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقرر کردہ منازل پر تھی منزل اوّل کنتم خیر امۃ اخرجت للناس سے منزل دوم۔ سورۂ انعام

منزل سوم نصف واعلموا وقالت الیهود وعزیر ابن اللہ
منزل چہارم۔ سورہ ابراہیم، منزل پنجم۔ سورہ انبیاء، منزل ششم۔ سورہ قصص۔ منزل ہفتم سورہ صافات، منزل ہشتم سورہ محمدؐ۔ منزل نہم سورہ ملک۔ منزل دہم ختم قرآن تلاوت کے بعد ایک گھر میں بیٹھ کر حقائق وسعادت کا تذکرہ ہوتا۔ آخری عمر میں تلاوت کے خلوت کرتے۔ اور لوگوں کو وہاں سے رخصت کر دیتے۔ صرف ایک دو آدمی حاضر خدمت رہتے۔

جب دن کا ساتواں حصہ باقی رہتا۔ تو محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور اہل وعیال سمیت کھانا کھا کر جلدی ہی نماز عصر کے لئے آتے۔ آنحضرت صرف کھانا کھاتے وقت اہل وعیال کے حالات کی احوال پرسی کرتے۔ آنجناب بہت کم کھایا پیا کرتے تھے۔ کیونکہ دن رات میں صرف ایک دفعہ اور بھی کوئی اڑھائی چھٹانک کے قریب بلکہ بعض وقت آدھ پاؤ۔ اکثر آنحضرت روٹی۔ چاول اور گوشت گوسفند رغبت سے کھایا کرتے تھے۔ دسترخوان پر ترش چیزیں مثلاً چٹنی۔ اچار وغیرہ بھی موجود ہوتیں۔ اور خواہش سے تناول فرماتے۔ بلکہ ترشی بغیر کھانا ہی نہ کھاتے۔ میٹھی چیزیں بھی بڑی خواہش سے کھاتے تھے۔ چنانچہ نفیس تر حلوائے آپ کی نیاز مقرر تھا۔ اگر کوئی تر حلوائے لاتا بہت خوش ہوتے۔ اور اس کے حق میں دعائے خیر کرتے۔

عصر کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار کرتے۔ اور یاروں کو بھی پڑھنے کی تاکید کرتے۔ استغفار کے بعد اکثر اوقات خاموش رہتے۔ یار بھی اس وقت حلقہ باندھے باطن کی طرف متوجہ ہوتے۔ جب دربار عام ہوتا۔ تو تمام وضیع وشریف حاضر خدمت ہوتے۔ آنجناب وعظ ونصیحت کیا کرتے اور امراء وسلاطین کی پرواہ نہ کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی۔ تو مغرب کی نماز ادا کرنے ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے۔ پچیس مرتبہ صبح شام: استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی لا یموت واتوب الیہ رب اغفرلی پڑھنے اور اصحاب کو بھی یہی پڑھنے کی تاکید کرتے اور استغفار کے خواص بیان فرماتے تھے کہ جو شخص اسے پڑھتا ہے اس کے گھر اور شہر پہ کوئی آفت نہیں آتی۔ صبح شام تین مرتبہ

marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام پر درود بھیجے اور فرماتے جو شخص حضرت آدم علیہ السلام پر درود بھیجتا ہے۔ حق تعالیٰ اسے بہشت میں جگہ دے گا۔ دعاؤں سے فارغ ہو کر چھ رکعت نماز اوابین پڑھتے جس میں سورۂ واقعہ بار بار پڑھتے تھے۔ علاوہ سورہ واقعہ کے اور سورتیں بھی اس نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں جن اصحاب کی باری ہوتی انہیں توجہ دیتے تھے ماتنے میں آدھی رات کا وقت ہو جاتا تھا۔ پھر تازہ وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ چار سُنتیں آپ نے قضا کی ہوں۔ وتر اور عشاء کے مابین چار رکعت نماز قیام اللیل ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں شافعی مذہب پر عمل کرتے تھے۔ یعنی سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ الم سجدہ دوسری میں سورۂ حٰم دخان تیسری رکعت میں سورۂ ملک اور چوتھی رکعت میں سورۂ قیامت پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ سورہ قبر اور قیامت کے عذاب کے لئے بہت مفید ہے۔ وتروں میں قنوت شافعی اور قنوت حنفی کو ملا لیا کرتے تھے۔ وتر کے بعد سبحان الملک القدوس پڑھتے تھے اور چار رکعت دو سلام سے بیٹھ کر بھی پڑھتے تھے۔ بعد ازاں دیر تک دعا میں مستغرق رہتے۔ اس وقت لوگ اپنی اپنی امیدیں اور آرزوئیں عرض کرتے تھے۔ دعا سے فارغ ہو کر بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ میں اس وقت اپنے خدا کے پاس ہوتا ہوں۔ لوگ مجھے آ کر تکلیف دیتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوا کرتے تھے۔ دعا سے فارغ ہو کر پان کھاتے اور پس خوردہ لوگوں کو عنایت فرماتے۔ بعد ازاں پھر اصحاب کو بلا کر توجہ دیتے تھے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ اللہ ارشاد میں مشغول تھے۔ اس طرح کوئی بھی شیخ سننے میں نہیں آیا۔

مرض الموت کی کیفیت

آخری مرض میں جبکہ بالکل قوت نہ تھی اور تمام حکماء نے کہدیا تھا کہ اگر چند روز کے لئے توجہ موقوف کر دیں تو اس مرض میں ضرور تخفیف ہو جائے گی لیکن آنحضرت نے اس

marfat.com

کی مطلق پرواہ نہ کی اور ارشاد بدستور قائم رکھا۔ اسی واسطے آنحضرت کے خلفاء جنید و بایزید ثانی تھے۔ توجہ دینے کے بعد سر مبارک تکیہ پر رکھ کر دبواتے تھے۔ تاکہ تھکان دور ہو جائے۔ پھر جلدی اٹھ کر تازہ وضو کر کے خلوت میں جا کر نماز تہجد ادا کرتے۔ اس سے پہلے سنت عشاء مسجد میں ادا کرتے۔ باقی کی نماز اور توجہ خلوت میں ادا کرتے۔ اور آخری عمر میں جبکہ ضعف غالب آیا تو مسجد سے خلوت خانے میں آدمی کے سہارے آتے تھے۔ اگر اس وقت میں (مصنف) حاضر ہوتا تو یہ سعادت مجھے نصیب ہوتی۔ ساری رات آنحضرت بیدار رہتے۔ دن رات میں صرف گھڑی دو گھڑی سوتے۔ آٹھ پہر میں صرف ایک بار کھانا کھاتے۔ آٹھ پہر میں کوئی وقت عبادت سے خالی نہ تھا۔ آنحضرت کی عادات و عبادات انسانی اور ملکی طاقت سے باہر تھیں ؎

ملک را گرچہ عصمت پارسائی است از ایشاں کردہ کسب پارسائی است

جمعہ کے روز تلاوت قرآن کی بجائے تین سورتیں (سورہ کہف۔ آل عمران۔ ہود) پڑھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ سورۂ آل عمران کے سننے کے لئے بہت سے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ جمعہ اور دونوں عیدوں کی نمازیں خانقاہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد تھوڑی دیر خلوت میں رہ کر سرہندی باغ یا محسن خان کے باغ کی سیر کو جایا کرتے تھے۔ خواجہ محمد احرار کی وفات کے بعد باغ کی سیر بھی ترک کر دی۔ ماہ رمضان میں دوسرے دنوں کی نسبت دو چند تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور تراویح میں دو مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے۔ ہر تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے اور آہستہ آواز سے تسبیح پڑھتے تھے۔ قیام اللیل والی سورتوں میں سے کوئی سی سورۃ ہر تراویح میں پڑھتے تھے۔ تیسرا حصہ رات گئے تراویح میں مشغول ہوتے تھے۔ چھٹا حصہ رات رہے فارغ ہوتے۔ اس مہینے میں انوار و تجلیات کا عجیب ظہور ہوتا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس مہینے میں رحمت الٰہی بارش کی طرح برستی ہے۔ اور فرشتے اس خانقاہ سے لے کر آسمان تک صف بستہ رہتے ہیں

marfat.com

لیلۃ القدر میں انوارِ الٰہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور تمام فرشتے آسمان سے زمین پر اُتر آتے ہیں۔ ہر مہینے میں ایک دو دفعہ بہت خلقت کے ساتھ باغ میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو طرح طرح کے میوے حلوے تقسیم کرتے۔ دن رات وہاں ہنسی خوشی میں مشغول رہتے۔ بعض اوقات دو دن اور دو راتیں گزر جاتیں۔ چونکہ آنحضرت باغ میں لوگوں پر عنایت کیا کرتے تھے اس واسطے باغ سیر کی خبر سن کر ہر شخص تحفے اور ہدیے آنحضرت کی خدمت میں لاتا۔

سیر کا معمول

بتیس سال آنحضرت شاہجہان آباد میں رہے لیکن سوائے باغ کی سیر کے اور کہیں نہ گئے۔ ہاں آنجناب کا مخصوص یار شریف نیک خاں آپ کو دو دفعہ بڑی منت وسماجت سے شہر سے بارہ میل کے فاصلے پر اپنے مقبوضہ محل میں لے گیا۔ جو شاہجہان نے بنوایا تھا۔ اور نہایت سیر وتماشا کا مقام تھا۔ کئی مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے عرض کیا۔ کہ ایک دفعہ ہماری قبر پر شہر کے باہر تشریف لائیں۔ آنحضرت نے چلنے کا ارادہ بھی کیا۔ لیکن اتفاق نہ ہوا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے عرس کے روز تشریف لے جاتے اور فاتحہ پڑھ کر شیرینی تقسیم کرتے۔ آنحضرت سال میں چار عرس خود کیا کرتے تھے۔ تین حضرت مجدد الف ثانی ایک حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور چوتھا اپنے والد ماجد حضرت ابو العلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا۔ ان عرسوں میں حافظ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور آنحضرت معہ یاروں کے مراقبہ کرتے تھے۔ بعد ازاں عمدہ عمدہ مٹھائیاں، قہوہ، لونگ دارچینی اور مصری ملا کر فاتحہ پڑھتے۔ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عرس کے روز مٹھائی منگا کر فاتحہ پڑھتے تھے۔ آپ کسی کے ہاں تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ چند مرتبہ بڑے بڑے امرا نے دعوتیں کیں۔ اور منت وسماجت بھی کی۔ لیکن آپ نے قبول نہ کی۔ اسی وجہ سے روشن الدولہ آپ سے منحرف ہو گیا۔ اور مصیبت میں گرفتار ہو

marfat.com

کر ہلاک ہوا۔ جیسا کہ اٹھائیسویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اپنے مخلص مریدوں کی دعوت خواہ وہ ادنی درجہ ہی کے ہوتے قبول کر لیتے بلکہ کبھی کبھی ان کی مزاج پرسی کے لئے جاتے۔ اور اپنے خاندان یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔ اور ان کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کیا کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کے بڑے آدمیوں کی عزت کرتے چنانچہ انہیں اپنے برابر بٹھاتے۔ ویسے اپنی ساری قوم کی عزت کرتے تھے۔ مجلس میں سب سے اونچی جگہ انہیں دیتے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو تمام جہان سے افضل جانتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عروۃ الوثقیٰ، اور حضرت حجۃ اللہ کو صاحب طینت و اصالت محمدی اور قیومت کے باعث تمام خلقت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بلاواسطہ فرزندوں کو سوائے صحابہ و تابعین باقی تمام گذشتہ و آئندہ اولیاء سے افضل سمجھتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں میں سے حضرت حجۃ اللہ کے سوائے تمام فرزندوں سے حضرت مروج الشریعت کو اچھا سمجھتے تھے اور صاحب طینت و اصالت محمدی خیال کرتے تھے۔ سوائے حضرت مروج الشریعت اور حضرات قیوم اربعہ کے کسی کو صاحب طینت و اصالت و مقطعات قرآنی نہیں جانتے تھے۔ حضرت خازن الرحمت کو اولیائے امت میں سے مستثنیٰ سمجھتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کو بلحاظ بزرگی کے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں کے برابر سمجھتے تھے۔ اصحاب، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین کو اولیاء سے افضل جانتے ہیں۔ اصحاب کے محاربات کی تاویل کیا کرتے تھے۔ یزید کو لعنت کرنے میں آپ کو تامل تھا۔ اولیائے امت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ ارباب صحو کو ارباب سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ اور ارباب عشرت کو ارباب عزلت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں کو حضرت کے لفظ سے یاد فرماتے۔ ماہ محرم میں تین دن یعنی نویں دسویں

marfat.com

اور گیارہویں تاریخوں کو روزہ رکھتے۔ اور سنتیں جو روزہ عاشورہ کو کی جاتی تھیں کرتے لیکن عاشورہ کی نماز نفل با جماعت ادا نہ کرتے رہتے۔ سوائے تراویح کے اور کوئی نفلی نماز با جماعت ادا نہ کرتے۔ بلکہ ایسا کرنے سے روکتے تھے۔ ماہ ذوالحجہ کی ساتویں آٹھویں اور نانویں تاریخ کو روزہ رکھتے دعائے عرفہ پڑھتے۔ اس روز صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھا کرتے تھے۔ ماہ شعبان کی چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھتے۔ نماز فریضہ کے بعد فاتحہ و دعا نہ پڑھتے۔ مگر فجر اور عصر کے وقت۔ جس میں کراہت کا شبہ ہوتا وہ عمل نہ کرتے۔

آپ دونوں مذہبوں شافعی اور حنفی کو ملا کر ان پر عمل کرتے تھے۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجتہدوں سے افضل جانتے تھے۔ محی الدین عربی کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اس کے مخالف شرح کلام کو خطائے کشفی کہا کرتے ہیں۔ اس بارے میں اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں کہ آنجناب خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ اس روز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ تم نے بھائی بہاء الدین میں ہم سے کونسی زیادتی دیکھی ہے جو انہیں ہم سے افضل جانتے ہو۔ میرے والد بزرگوار نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے بیان کی۔ کہ آئندہ میں فضیلت نہ دوں گا۔ آنحضرت ان دونوں بزرگوں کو سوائے حضرات سرہند۔ صحابہ اور تابعین کے تمام اولیائے امت سے افضل جانتے تھے۔

marfat.com

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حُلیہ مُبارک

اب آنحضرت کا حلیہ مبارک بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ سالوں کے لئے اپنے شیخ کی صورت کو ذہن میں رکھ کر اس کا دیکھنا واجب ہے۔ یہ سایۂ رہبر بہ ہوتا ہے۔ آنحضرت تمام قد اور پر تھے۔ قد مبارک نہ بہت بلند نہ بہت پست بلکہ متوسط تھا۔ جس کی شان "خیر الامور اوسطھا" وارد ہے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جسامت بھی اوسط درجہ کی تھی۔ سر مبارک گول۔ پیشانی چوڑی اور فراخ، سجدے کا نور جبین میں پر نقش بنائے ہوئے تھا۔ 'سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود' جناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھا۔

جبینش از سجودش گشتہ پُر نور   چو در مصحف نمایاں آیتے نور

ابرو کشادہ تھے۔ نرگس آنکھیں بڑی بڑی اور سفیدی چشم سرخی مائل تھی۔ جس طرف نگاہ کرتے تھے لوگ بے اختیار ہو جاتے تھے۔ ان میں طاقت نہ رہتی کہ آنجناب کی آنکھوں کی طرف دیکھ سکیں۔ آنجناب کے دیکھنے سے ان پر ایک کیفیت سی آجاتی۔ ہ

بہر دینے جہانے مست و مدہوش   بہر کشور ز فیضش جوش در جوش

ناک بلند۔ رخسارے آفتاب کی طرح درخشاں۔ لب بہت باریک۔ اگرچہ آخری عمر میں دندانِ مبارک گر گئے تھے چنانچہ ایک دانت اب تک میرے (مولف کتاب) پاس بھی ہے۔ لیکن کوئی معلوم نہیں کر سکتا تھا کیونکہ گفتگو کے وقت سختی سے کلام نہ کرتے تھے۔ جیسا کہ بے دانتوں والے کرتے ہیں۔ ڈاڑھی سیاہ و سفید تھی۔ خط اس قسم کا تھا۔ کہ ایک بال بھی لائن میں

marfat.com

سے آگے رخسارے پر نہ تھا۔ ڈاڑھی نہ زیادہ لمبی تھی نہ زیادہ گھنی۔ سر کے بال سال میں تین مرتبہ منڈواتے تھے۔ خواہ حجامت بنواتے یا خط خواہ ناخن لواتے سب کچھ سوموار کے دن ہوا کرتا تھا۔ جب منڈواتے تھے۔ تو اس روز گردونواح کے لوگ بال لینے کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اور انہیں بڑی طاقت سے ایک بال ہاتھ آیا کرتا تھا۔ ہر فصل میں فصد کرایا کرتے تھے۔ مونچھیں برابر کر دیا کرتے تھے۔ ہاتھ بہت نازک تھے۔ انگلیوں پر لمبی اور نرم پوست تھی۔ پاؤں لمبے اور چوڑے تھے۔ اور ایڑی معشوقوں کے رخساروں کی طرح چمکیلی تھی۔ آنحضرت کے تمام بدن پر سوائے مقررہ مقامات کے اور کہیں بال نہ تھے۔ صرف جناب کے سینہ بے کینہ پر بموجب سنت بہت تھوڑے سے بال تھے اور کہیں نہ تھے۔

آنحضرت کا رنگ سرخ و سپید یعنی ملیح و صبیح تھا۔ جناب کا تمام بدن مبارک ہتھیلی کی طرح بالوں سے صاف تھا۔ کبھی دیکھا نہ گیا۔ کہ آنحضرت کے بدنِ مبارک پر گرد و غبار یا میل کا نشان ہو۔ غرضیکہ آنحضرت کی خوبیٔ حسن اور خود خصلت انبیاء کے مشابہ تھی جو شخص آنحضرت کو دیکھتا بے اختیار بول اٹھتا۔ کہ یہ خلیفۃ اللہ اور نائب مناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

بدین و ملت از دانش رواج و رونق دیگر　　سید موسیٰ بدم عیسیٰ بخوبی ماہ کنعانی

آنحضرت کا لباس مبارک ہند کے طور پر پیراہن، خرقہ، قمیص اور فرغل، فرجی۔ آپ نے کبھی زیب تن نہ فرمایا۔ دستار و عمامہ ولائیتوں کی طرح باندھتے تھے۔ شلوار پہنا کرتے تھے۔ جاڑے کے موسم میں روئی دار قبا وغیرہ پہنا کرتے۔ روئی دار رضائی کا استعمال کرتے۔ شال آپ کبھی سر پہ نہ اوڑھتے۔ رات کے وقت کبھی کبھی طوسی شال تہ کر کے کندھوں پر ڈال کر سینے مبارک پر گرہ لگا لیتے یا مراقبہ کرکے وقت چہرہ مبارک پر ڈال لیتے تھے۔ گرمی کے موسم میں بہت باریک چادر رہا کرتی تھی۔ جس سے چہرہ مبارک کو ڈھانکا کرتے تھے

marfat.com

آنحضرت کا لباس بیش قیمت ہُوا کرتا تھا لیکن سنہری یہ پہری نہیں. جمعہ اور دونوں عیدوں کے دِن غسل کرکے لباس تبدیل کرتے تھے. سواری کے وقت کبھی کبھی شلوار کے اندر چھوٹا نہ بند یا لنگوٹ ہوتا. پاپوش مبارک بانات نہایت پر تکلّف ہُوا کرتی. اکثر کاڑھا ہُوا رومال یا عمامہ سر پر رکھتے تھے. آنجناب کی مسند پر سوئی کا کام کیا ہوا ہوتا تھا. نیچے توشک اور اس پر تکیہ مصلّےٰ جدا تھا. جاڑے ہیں جو مصلّےٰ ہوتا. احتیاطاً اس پر رومال ڈال لیا کرتے تھے.

مجالس کے آداب

آنحضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ تمام یار خلفار اور فرزند ڈرتے. کانپتے، بت بنے رہتے. دم نہیں مار سکتے تھے. خواہ اعلیٰ یا ادنےٰ جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کی یہی کیفیت ہوتی. جیسا کہ گیارہویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے. آنحضرت غربار اور فقرار کی بہت تواضع کیا کرتے تھے. ہر روز اس کے حالات پوچھا کرتے. ان پر مہربانی کیا کرتے تھے اور ان سے اس سے ہمکلام ہوتے کہ انہیں یقین ہو جاتا کہ ہمیں سب سے زیادہ چاہتے ہیں.
ایک روز ایک دیہاتی پٹھان دُور دراز فاصلہ سے آنحضرت کی زیارت کے لئے آیا. اور مجلس مبارک میں داخل ہُوا. جب مجلس کا جاہ و جلال دیکھا تو حیران ہو کر ڈرتا. کانپتا دُور کھڑا ہو گیا. اس کی مجال نہ تھی. کہ آگے بڑھ کر مجلس میں شامل ہو. اس کا لباس بھی پھٹا پُرانا اور میلا تھا. جب آنحضرت نے دیکھا کہ وہ ڈرتا تھا. تو از راہِ لطف و کرم اسے بلایا اور اپنے خاص کپڑے اسے عنایت فرمائے. روز بروز اس پر زیادہ شفقت کرتے. حتیٰ کہ تمام لوگ اس سے حسد کرنے لگے. آنحضرت اکثر اوقات غربا اور فقرا کو اپنے پاس بلا کر ان کے حالات پوچھا کرتے تھے اور کبھی ان کا کھانا منگا کر اپنے ہاتھ سے کھلاتے. اور پھر کچھ دے کر رخصت کرتے. لیکن دولت مندوں کی بالکل پرواہ نہ کرتے.

marfat.com

حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیائ کے

خصائص

آنحضرت کے خصائص بے شمار ہیں لیکن یہاں پر صرف چند ایک مشہور لکھے جاتے ہیں :

خاصہ : آنحضرت کو حق تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر طینت سے پیدا کیا اور اصالت محمدی سے مشرف کیا ۔

خاصہ : آنحضرت قیوم مخلوقات ، اور خلیفہ پروردگار ہوئے ۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے خلت ابراہیمی آنحضرت کو عطا فرمائی ۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو محبوبیت ذاتی جو خاصہ نبوت ہے بطریق تبعیت عنایت فرمائی ۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی طرح آنحضرت سے بھی کلام بے واسطہ کیا ۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے ۔

خاصہ : حق تعالےٰ نے آنحضرت کی دنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا ۔

خاصہ : حق تعالےٰ نے آنحضرت پر تینوں ولائیتوں صغرای کبرے اور

marfat.com

علیا کے تمام کمالات اور مقامات اور کمالات نبوت کے تمام حقائق جن سے مراد حقیقت صلوٰۃ اور حقیقت قرآن ہیں مفصل منکشف فرمائے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے مریدوں کو آنجناب کے طفیل سے ان مقامات ولایت اور حقائق کمالات نبوت سے مشرف فرمایا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دوسری صدی کا مجدد بنایا۔

خاصہ: واضح رہے کہ مذکورہ بالا تمام کمالات صرف قیوم اربعہ سے مخصوص ہیں۔ اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئے۔ ان تمام کمالات کے بانی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان علوم، معارف اور کمالات کے خاتم حضرت خلیفۃ اللہ ہیں۔

خاصہ: حضرت حجت اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو قطبیت قیومیت، محبوبیت ذاتی اور ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ نیز آنحضرت امام اور خلیفہ تھے۔

خاصہ: حق تعالیٰ نے آنحضرت کو فردیت کا منصب عنایت فرمایا۔

خاصہ: آنحضرت کے مرید بھی صاحب منصب تھے۔ چنانچہ شیخ محمد عابد سلطان پور کے قطب تھے۔ اور صوفی مرزا جانی کو ابدالی رتبہ حاصل تھا۔ علیٰ ہٰذا القیاس بعض اور بھی صاحب مرتبہ و منصب تھے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بالغ ہونے سے پیشتر ہی ان علوم و معارف سے مشرف فرمایا۔

خاصہ: حضرت حجۃ اللہ نے آنحضرت کو اپنے سامنے مسند ارشاد پر اپنے برابر بٹھا کر لوگوں کو توجہ دلائی۔ آنحضرت نے بہتیرا پاس ادب توجہ دینے میں

marfat.com

تامل کیا لیکن حضرت حجۃ اللہ نے نہایت تاکید سے اپنے سامنے بٹھا کر لوگوں کو ایک طرف سے خود توجہ دی اور دوسری طرف سے آنحضرت سے دلوائی۔ اسی طرح حلقہ ختم کیا کرتے تھے۔ اس قسم کا سلوک کسی پیر نے اپنے مرید سے نہیں کیا۔

خاصہ: حضرت حجۃ اللہ نے اپنے تمام یاروں اور خلیفوں کو آنحضرت کے سپرد کیا۔

خاصہ: اس طریقہ علیا کے بڑے بڑے آدمی مثلاً حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد صدیق اور حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا اور حاجی فضل اللہ اور شیخ محمد شانی الحال اور بزرگ آنحضرت کی قطبیت اور قیومیت کے معتقد ہوئے بلکہ غیر طریق کے مشائخ نے بھی آنحضرت کی قطبیت کو تسلیم کیا۔

خاصہ: آنحضرت نے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کمال پیروی سے اپنے یاروں کی قبولیت اور مغفرت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ مثلاً اصحاب جبل، اصحاب سباط، اصحاب ارم، اصحاب مطر اور عشرہ مبشرہ۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب بدر، اصحاب تبعیت، رضوان اور عشرہ مبشرہ کی قبولیت ومغفرت کی خوشخبری دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں کو اصحاب کے کمالات سے مشرف فرمایا۔

خاصہ: حضرت حجۃ اللہ کی زندگی میں آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہوگیا کہ قریباً سات لاکھ آدمی مرید ہوئے اور تین چار ہزار خلفاء بھی ہوگئے تھے۔ ہر ایک خلیفہ کے ہزاروں مرید تھے۔ آنحضرت کا سلسلہ مریدی عین حیات میں پانچ درجے تک پہنچ چکا تھا۔

خاصہ: بیس سال کی عمر میں تمام کمالات انبیاء بطریق وراثت اور کمالات اولیاء بطریق ریاست حق تعالیٰ نے آنحضرت کو عنایت فرمائے۔

marfat.com

خاصہ: چند مرتبہ سلطانِ وقت نے حاضرِ خدمت ہونے کی درخواست کی. جو قبول نہ ہوئی۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو سلطان الاولیاء کا خطاب دیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ الہام خبر دی کہ تم اس امت کے آخری مشہور شیخ ہو. تمہارے بعد کوئی کامل اور وارث اتم شیخ نہیں ہوگا۔

خاصہ: مہدئ موعود حضرت خلیفۃ اللہ کے طریقۂ سنیہ میں مبعوث ہوں گے۔

خاصہ: قیامت کے دن پلصراط پر سے آدمیوں کو آسانی سے گزارنے کی خدمت آنحضرت کے سپرد ہوئی۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے ایک مُرید پر آنحضرت کے طفیل سے مقطعاتِ قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔

خاصہ: آنحضرت اسم اعظم کے عالم تھے۔

خاصہ: آنحضرت بعض ان اسماء کے عالم تھے جن کے پڑھنے سے دُنیاوی لذّت حاصل ہو جاتی ہے مثلاً کھانا۔ پینا۔ صحبت کرنا اور لباس وغیرہ۔

خاصہ: نماز کے وقت آنحضرت کا وصال ہوا. صبح کی نماز ادا کر کے نمازِ اشراق کے انتظار میں مراقبہ کر رہے تھے کہ معشوقِ حقیقی سے جا ملے. یہ بھی انبیاء کا طریقہ ہے. کہ ان کا آخری قول و فعل نماز ہوتا ہے۔

marfat.com

وصال کے وقت کے واقعات

اوّل وہ واقعات بیان کرتا ہوں جو مَیں (مولّف) نے دیکھے ہیں۔

واقعہ: جب آنحضرت نے مجھے (مولّف) چھتیسویں سال قیومت میں تاکید مزید سے رخصت کیا۔ تو مجھے مشرقی علاقے میں گئے ہوئے ابھی دو تین مہینے نہ گذرے تھے۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نے مجھے تنبیہ کی کہ شاہجہان آباد سے جلدی خبر منگاؤ۔ مَیں نے حیران ہو کر پوچھا کیسی خبر؟ اس نے کہا۔ قطب وقت جو تیرے پیر ہیں۔ عنقریب ہی شاہجہان آباد ان کے وجود سے خالی ہو جائے گا۔ مَیں پریشان اور بے اختیار ہو کر آہ و زاری کرنے لگا۔ حتیٰ کہ روتا چلاتا جاگ پڑا۔ لوگ جو اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ مَیں ایسا گھبرایا ہُوا تھا کہ بات نہیں کر سکتا تھا۔

واقعہ: جن دِنوں مَیں نے اپنے بعض یاروں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ ان کے آنے سے پہلے مَیں نے خواب میں دیکھا کہ وہ آکر کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کا فاتحہ پڑھو۔ مَیں یہ سُن کر جاگ پڑا۔ اور بہت گھبرایا۔ انہوں نے آکر ایسے حالات بیان کئے جو آنحضرت کے انتقال پر دلالت کرتے تھے۔

واقعہ: ایک روز مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کی خانقاہ میں لوگ روتے چلاتے ہیں۔ مَیں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ خلیفۃ اللہ فوت ہو گئے ہیں۔

marfat.com

مَیں گھبرا کر محل کے اندر آیا۔ اور آنحضرت کی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ حضرت خلیفۃ اللہ کہاں ہیں؟ انہوں نے روتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس جہان سے سفر کر گئے ہیں۔ مَیں یہ وحشت ناک خواب دیکھ کر جاگ پڑا۔ اس وقت آنحضرت کا یار محمد اعظم میرے پاس بیٹھا تھا۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ آج کل میں شاہجہان آباد سے کوئی خبر آئی ہے۔ اس نے جب میرے چہرے پر گھبراہٹ کی علامتیں دیکھیں تو کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کوئی ہولناک خواب دیکھا ہے۔ مَیں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا یہ خواب پریشان ہیں۔

واقعہ: ایک وقت مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں آنحضرت کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ جب حویلی میں پہنچا۔ تو صحن میں ایک قبر دیکھی جس کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ حضرت خلیفۃ اللہ کی قبر ہے۔ بعینہ وہ قبر جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔

واقعہ: مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرات سرہند کے روضوں میں اس طریق کے اکثر مشائخ ہزارہا آدمیوں سمیت رو رہے ہیں۔ مَیں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ ہمارے سردار قطب وقت فوت ہو گئے ہیں۔

واقعہ: مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے بڑے بھائی شیخ محمد محسن آ کر کہتے ہیں کہ سلطان الاولیاء قیوم جہان کا وصال ہو گیا ہے۔ انہوں نے انہیں دنوں آ کر آنحضرت کی بیماری کا حال سنایا۔

واقعہ: جب پے در پے یہ ہولناک خواب دیکھے تو مَیں نے اس بھید کے کشف ہونے کے لئے توجہ کی۔ کہ آیا یہ خواب سچے ہیں یا محض خیالات ہی ہیں۔ حلقہ فجر میں بیٹھا تھا کہ دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے۔ تمام یار روتے ہوئے نعش اٹھائے جا رہے ہیں۔ مَیں یہ بات دیکھ کر گھبرایا اور حاضر خدمت ہونے کے لئے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔

marfat.com

واقعہ: جب مَیں شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہُوا۔ تو مجھے آنحضرت کے وصال کا ایسا یقین ہو گیا کہ خیال کرنے لگا۔ شاید آنحضرت کی زیارت بھی نصیب ہو یا نہ ہو۔ اس واسطے مَیں بہت ہی گھبرایا ہُوا تھا۔ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ مَیں نے جا کر آنحضرت کی زیارت کی ہے اور صوفی حانی مرزا بھی بیٹھے ہیں۔ آنحضرت قرآن شریف کی تلاوت کر رہے ہیں۔ لیکن بہت ہی کمزور ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے آخری مرض میں فرماتے ہیں۔ بعد ازاں آنحضرت کو ظاہری آنکھوں سے اس طرح دیکھا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ جب مَیں حاضر خدمت ہُوا۔ تو آنحضرت تلاوت میں مشغول تھے۔ اور صوفی مرزا جانی بھی انہیں دنوں لاہور سے آئے تھے۔ اور آنحضرت بہت ہی کمزور ہو گئے تھے۔ اور مرض کی شکایت کرتے تھے۔ جیسا کہ عنقریب انشاءاللہ بیان کیا جائے گا۔

واقعہ: میرے (مولّف) ایک یار نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان سنہری روپہری جواہرات سے جڑاؤ ایک عمارت تیار کی گئی ہے۔ اور ہر طرح سے اسے سجایا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ مکان شیخ محمد زبیر خلیفۃ اللہ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جو عنقریب ہی یہاں آنے والے ہیں۔

واقعہ: میرے (مولّف) ایک یار نے بیان کیا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے اور نعش مبارک کو سرہند لے جا رہے ہیں۔ اتنے میں پھر آنحضرت زندہ ہو گئے ہیں۔ اس زندگی سے مراد قوتِ باطنی ہے۔

واقعہ: آنحضرت کے مخصوص یار عبداللہ بیگمان عید فطر کے روز آنحضرت کے سامنے کھڑے ہو کر رو رہا تھا۔ مَیں نے سبب پوچھا تو کہا۔ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میرا قرآن شریف جل گیا ہے۔ سو ہمارا قرآن حضرت خلیفۃ اللہ ہیں۔ اس واسطے مَیں روتا ہوں۔

marfat.com

واقعہ: آنحضرت کی خانقاہ کا ایک یار بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عظیم الشان درخت جس کی شاخوں کا سایہ تمام جہان پر ہے۔ یکبارگی ہل کر زمین پر آ گرا۔

واقعہ: حضرت اکابر اولیاء خواجہ محمد صادق کے فرزند فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ مبارک گر گیا ہے دیکھنا چاہیئے کہ اس کی تعبیر کیا ہو۔ انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال ہو گیا۔ تمام حضرات سرہند نے متفق ہو کر کہا۔ کہ اس خواب کی تعبیر یہی ہے۔

واقعہ: مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک عزیز نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ زمین پر لوٹتے ہیں۔ اس واقعہ کی تعبیر بھی حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال تھا۔ اس قسم کے ہزارہا خواب لوگوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔ اس واسطے مختصر طور پر چند ایک لکھے گئے ہیں۔

marfat.com

مرضِ وفات حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ

نادرشاہ کے ہند سے چلے جانے کے بعد ایک مہینہ یا کچھ زیادہ صحیح المزاج رہے۔ اس عرصے میں دو تین مرتبہ سواری کی۔ چند ایک مقامات پر ماتم پرسی کے لئے گئے۔ اور دو دفعہ باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ القصہ پیر کے روز ماہ جمادی الاوّل کو آنحضرت کو تپ ہو گیا۔ آنحضرت دائم المریض تھے۔ اور اکثر علل معدہ کے لئے جلاب وغیرہ لیا کرتے۔ اور علاج کیا کرتے جن سے کچھ افاقہ ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن اس مرض سے دو سال پہلے جب مرض غالب آتا تو جو وہ کھاتے مفید نہ پڑتا۔ بلکہ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ آنحضرت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے سینے میں بلا ہے دیکھیے اس کا انجام کیا ہو۔ جب یہ تپ ہو گیا تو فرمایا۔ ہم اسی تکلیف کے منتظر تھے۔ لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس مرض کو گذشتہ مرضوں کا سا خیال نہ کرنا۔ اس سے جانبر ہونا محال ہے۔ دن بدن کمزوری بڑھتی گئی۔ چند روز بعد آنحضرت کے ہاتھ پاؤں پر ورم آ گیا۔ اور سینہ زیادہ درد کرنے لگا کھانسی کا بھی غلبہ ہو گیا۔ کھانستے وقت منہ سے خون آتا۔ لوگ یہ عالت دیکھ کر گھبرائے۔ اور تمام اطبا جمع ہو کر طرح طرح کے علاج کرنے لگے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آنحضرت بہتیرا فرماتے کہ حق تعالیٰ نے ان دواؤں سے اثر دُور کر دیا ہے۔ ان سے شفا نہ ہو گی۔ لیکن چونکہ لوگ منت و سماجت کرتے تھے۔ اس واسطے ان کی خاطر دوا استعمال کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یارو! ہمیں تکلیف نہ دو۔ تمہیں نہیں معلوم کہ یہ دوا مضر کا موجب ہے۔ چونکہ آنحضرت نے بذریعہ کشف معلوم کر لیا تھا۔ کہ

marfat.com

یہ مرض موت ہے۔ اس کا علاج نہیں ہو سکے گا۔ اس واسطے بالکل پرہیز نہ کرتے تھے۔ لیکن کمزوری اور ضعف بہ سبب غلبہ مرض بکثرت تھا۔ مگر پھر بھی وردِ وظائف اور عبادات میں کسی قسم کا فتور نہ آیا۔ خانقاہ میں رات کو بیٹھتے، لوگوں کو توجہ دیتے۔ غرضیکہ جو کام صحت کے دنوں میں کرتے بدستور کرتے رہے۔ اس میں سرِ مُو فرق نہ آیا۔ حکماء نے ورم کے لئے عرق بید مشک اور عرق سونف دیا۔ جس سے ورم کو آرام ہوا۔ لیکن دوسری تکلیف دوگنی ہو گئی۔ اتنے میں ماہِ رمضان آ پہنچا۔ حسب دستور تراویح و مراقبہ کراتے رہے۔ چونکہ میں نے اس سے پہلے وحشتناک خواب دیکھے تھے۔ اس لئے گھبرا گیا۔ اور جب گھبراہٹ سے مجبور ہو گیا تو اپنے ایک آدمی کو ایک عرضی اور سَو روپیہ نقد دے کر آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ اس مرض میں جب میری عرضی پہنچی تو آنحضرت پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور مہربانی کر کے میرے آدمی کو ٹھہرا لیا۔ کہ فرصت کے وقت اس کا جواب لکھیں گے۔ چونکہ قدیمی دستور تھا کہ میری عرضی کا جواب اپنے دستِ خاص سے لکھا کرتے تھے۔ اس دفعہ بھی گو آنحضرت سخت مرض میں مبتلا، اور قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ بعض یاروں نے عرض کیا کہ آنجناب اس وقت بہت کمزور ہیں اور مرض کا بھی غلبہ ہے۔ اگر منشی کو حکم ہو۔ تو محمد احسان کی عرضی کا جواب لکھ دے۔ آنحضرت نے از راہِ عنایت فرمایا۔ کہ اگر ہمارے ہاتھ کا لکھا ہوا نہ ہوگا تو وہ کیونکر زندہ رہے گا۔ کیونکہ آنحضرت کو میری بے اختیاری معلوم تھی۔ بعد ازاں قلمدان منگا کر اپنے ہاتھ سے میری عرضی کا جواب لکھ بھیجا۔ اور میرے آدمی کی سخت تاکید کی۔ کہ بیماری کا ذکر نہ کرنا۔ کیونکہ موجودہ حالت سن کر وہ ننگے پاؤں اُٹھ دوڑے گا۔ اس آدمی نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق مجھے آنحضرت کے مرض کی کیفیت نہ بتلائی۔ صرف اتنا کہا کہ آنحضرت کی طبیعت قدرے علیل ہے۔ لیکن کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ آنحضرت کا وصال ہو جائے گا۔ میری عرضی کا جواب جو آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے حسبِ ذیل ہے۔

marfat.com

مولف کتاب کی حضرت خواجہ محمد زبیر کی بارگاہ میں حاضری

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی کل حال۔ برادرِ مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شیخ محمد احسان۔ اس درویش ناتواں کی طرف سے سلام مسنون ہو۔ بہت مشتاق جان کر اپنی ظاہری و باطنی ترقی کی دعا میں تصور فرما دیں۔ آج کل ضعف غالب ہے۔ اکثر تمہاری طرف طبیعت متوجہ رہتی ہے۔ ہر عشا اور تہجد کے وقت اپنے باطن کو تمہارے باطن کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ آپ کا مکتوب مرغوب حالتِ انتظار میں ملا۔ اس کے مطالعہ سے نہایت خوش وقت ہوا۔ جو آپ نے لکھا تھا کہ محبوبیت ذاتی کمال انفعالی اور حضرت ذات و مقطعات قرآنی سے بہرہ حاصل تھا۔ نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص جن سے آنحضرت ممتاز ہیں اپنے آپ میں پاتا ہوں۔ اور ان مقامات کو معلوم کرتا ہوں۔ امید ہے کہ ان باتوں کو تصحیح کر کے لکھیں گے۔ بھائی صاحب! مدت سے میں ان معاملات کو آپ کے باطن میں پاتا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ پر بھی پورے طور پر ظاہر ہو گئے ہیں۔ اور قوت سے فعل کی صورت میں آ گئے ہیں۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجا لائیں اور فوق کی طرف متوجہ ہوں۔ خود پسندی کو دخل نہ دیں۔ اور اپنے بزرگوں کے طریقہ کے سخت پابند رہیں۔ مبلغ ایک سَو روپیہ جو آپ نے بھیجا۔ پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اپنے تمام یاران طریقت کو ہمارا سلام پہنچائیں۔ اور رحمی محمد خاں کو بھی۔ والسلام علیٰ

marfat.com

من اتبع الھُدیٰ۔ اور فقیر زادوں کی طرف سے مشفقانہ سلام مطالعہ فرمائیں۔

آنحضرت کی آخری نوشت ہے اس کے بعد قلم کو ہاتھ نہیں لگایا۔ مَیں نے (مصنف) اس کے مطالعہ کے بعد بے اختیار سیر کے بہلنے شاہجہان آباد کی راہ لی۔ اور دو دن ماہ رمضان رہے آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہُوا۔ دیکھا کہ آنحضرت بہت ہی لاغر ہو گئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اب میری عمر ختم ہونے کے قریب ہے صرف چند روز اور مہمان ہوں۔ اچھا ہوا جو تم آ گئے۔ مَیں بھی تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ یہ باتیں سن کر اور بھی بے قرار ہو گیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کیوں اتنے بے قرار ہوتے ہو۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہی ہے۔ جب تک مَیں آنحضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہُوا تھا۔ بہت گھبرایا ہوا تھا جب میں شہر میں داخل ہوا۔ تو گھبراہٹ پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی۔ کہ دیکھئے اب کیا سننے میں آئے۔ جو شخص خانقاہ کی طرف سے آتا۔ مَیں اس سے آنحضرت کا حال پوچھتا۔ اتنے میں ایک شخص مجھے ملا۔ مَیں نے آنحضرت کا اسم مبارک لے کر حال پوچھا۔ تو اس کی زبان سے اچانک قدس سرہٗ کا نکل گیا۔ مَیں بہت پریشان ہوا۔ اس نے پھر میری تسلی کے لئے کہا۔ کہ یہ لفظ سہواً میری زبان سے نکل گیا ہے۔ مَیں ابھی آنحضرت کی خدمت سے آ رہا ہوں اتنے میں ایک اور شخص خانقاہ کی طرف سے آیا۔ مَیں نے آنحضرت کا حال پوچھا۔ اس نے خیریت ظاہر کر کے کہا۔ جلدی جاؤ۔ تمہارا انتظار ہے۔ بعد ازاں مَیں سر کے بل آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن آنحضرت کے فرمانے سے گھبراہٹ اور بھی زیادہ ہو گئی۔ ماہ رمضان میں عصر کے وقت آنحضرت کے رُو برُو حدیث کا درس ہُوا کرتا تھا۔ ماہ رمضان کے آخری دن جب حدیث کی کتابیں درس کے لئے لائی گئیں تو مَیں نے مشکوٰۃ شریف سے کر روزے کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں نکالیں۔ لیکن مَیں انہیں پڑھنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ جبرئیل علیہ السلام ماہ رمضان کے آخیر میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لوگوں کی تعلیم اور وصیت کے لئے حاضر ہوئے۔ اور تحقیق ایمان اور

marfat.com

قیامت وغیرہ کر کے چلے گئے۔ آنحضرت نے بھی سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق انہیں احادیث کے پڑھنے کے لیے فرمایا۔ جو مشکوٰہ شریف کے پہلے باب میں لکھی ہوئی ہیں۔ اس وقت مجھے آنحضرت کے وصال کا پورا یقین ہو گیا۔ ماہِ رمضان میں جناب کا طریقہ یہ تھا کہ مغرب کی نماز کے بعد شام کے وظیفے پڑھ کر مسجد کے دوسرے دروازے کی راہ جو بازار کی طرف ہے۔ بازار میں تشریف فرما کر غرباؤ مساکین کے حالات پوچھا کرتے۔ بعد ازاں محل میں تشریف فرما ہو کر کھانا تناول فرماتے۔ پھر نماز تراویح کے لیے تشریف لاتے۔ اور عام دنوں میں یہ عادت تھی کہ چھوٹے دروازے کی راہ جو محل کے قریب ہے رات کے آخری حصہ میں خلوت خانہ تشریف لے جاتے۔ اس ماہِ رمضان کے اخیر میں جب اس دروازہ سے نکلے۔ تو فرمایا کہ یہ ہمارا آخری عبور ہے۔ امید نہیں کہ ہم پھر اس دروازے سے گذریں۔ مَیں نے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال بھی ایسا ہی ہو گا۔ فرمایا سال تو درکنار اگر ایک مہینہ بھی پورا زندہ رہیں۔ تو غنیمت سمجھنا۔ بعد ازاں عید کے روز فرمایا۔ کہ یہ ہماری آخری دنیاوی عید ہے آنحضرت ہر روز لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے۔ اور نیک اعمال کی ہدایت کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی فرمایا کرتے کہ اب دنیا سے کوچ کے دن نزدیک ہیں۔ انہیں دنوں آنحضرت کے خلیفہ اعظم شیخ محمد عابد کی وفات کی خبر آئی۔ تو افسوس کر کے فرمایا۔ کہ محمد عابد تم نے بہت جلدی کی۔ اچھا آج کل میں ہم بھی آیا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی ایسا دن نہ گذرتا تھا۔ کہ اپنی رحلت کی خبر نہ دیتے تھے۔ ایک روز آنحضرت کی ہمشیرہ نے عرض کیا۔ کہ جب برادر زادہ محمد احرار بیمار ہوا اور میں نے صحت کی خوشخبری کے لئے عرض کیا تھا۔ تو جناب خاموش رہے۔ آخر وہ اس دنیا سے سفر کر گیا۔ پھر بڑی بہن کا بھی یہی حال ہوا۔ پھر محمد احرار کی ہمشیرہ کے بارے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اب جو آپ کی صحت کی خوشخبری کے لئے آپ سے عرض کیا ہے۔ تو پھر بھی آپ خاموش رہے۔ اس سے مجھے تو کچھ شک سا ہو گیا ہے۔ فرمایا۔ میرا مرض بھی محمد احرار وغیرہ کا سا ہے۔ جو حال تم نے ان کا دیکھا ہے۔ وہی میرا دیکھ لینا۔ پھر اپنی والدہ ماجدہ

marfat.com

سے عرض کیا کہ مَیں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں. صبر رکھنا. کسی قسم کا واویلا نہ کرنا.

ایک شخص مطلوب نامی آنجناب کا منظورِ نظر تھا. اسے فرمایا کہ آجکل ہم دنیا سے جانے والے ہیں. ہمارے بعد تجھے کوئی نہیں پوچھے گا. جب شوال کا مہینہ آدھا گذر گیا. مَیں ہر سال آنحضرت کی سالگرہ پر ۵. ذیقعدہ کو بڑی خوشی منایا کرتا. عمدہ عمدہ کھانے تقسیم کیا کرتا. فاخرہ لباس پہنا کرتا. اور آنحضرت کے واسطے بیش قیمت کپڑے اور تحفے لایا کرتا تھا. چنانچہ اس سال بھی ایک زعفرانی شال خریدی. چونکہ اس کا رنگ ڈھنگ میرے دل کو بھایا. اس واسطے خیال آیا کہ یہ اس سال آنحضرت کی خدمت میں لے چلوں. تاکہ آنحضرت اپنی سالگرہ کے موقع پر اسی کو زیب تن فرمائیں. جب میں آنحضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اسے اپنی سالگرہ کے دن زیب تن فرمانا. تو فرمایا. سالگرہ تک شاید ہی ہم زندہ رہیں. اور اغلب ہے کہ یہ ہمارے کام نہیں آئے گی. ہمارا تو یہ خیال ہے کہ اس کا جامہ بنوا کر خود پہنو. مَیں نے پھر منت وسماجت کرکے عرض کیا کہ قبول فرمائیے گا. جناب نے قبول فرمایا. مَیں نے آداب تسلیمات بجا لا کر عرض کیا کہ یہ سب سے اعلیٰ آرزو ہے. کہ دنیا میں جو شئے سب سے افضل اور اعلیٰ ہے. وہ حضرت خلیفۃ اللہ کے خادموں کے کام آئے. آنحضرت نے فرمایا. کہ ہم جانتے ہیں. کہ تم ہماری محبت واخلاص میں ایسے بے اختیار ہو کہ کوئی نہ ہوگا. اور اس معاملہ میں کوئی بھی تمہاری برابری نہیں کرسکتا. مَیں نے پھر عرض کیا ؎

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم　　　چندیں سگان کوئے تو یک کمترین منم

آنحضرت نے عید الفطر کے بعد تین مرتبہ قرآن شریف ختم کیا. چنانچہ تیسرا ختم ۲۸. شوال بروز جمعرات اختتام کو پہنچا. اسی روز سے سالکوں کو توجہ دینا بھی ترک کیا. آخری حلقہ میں ستّرہ آدمیوں کو توجہ دی. مَیں (مولّف) بھی اس حلقہ میں داخل ہوا. بلکہ مَیں ہی آخری شخص ہوں جسے آنحضرت نے القائے نسبتِ خاص فرمایا. اس کے بعد یاروں کو فرمایا کہ معلوم نہیں کہ پھر ہم یاروں کو توجہ دے سکیں. لوگ یہ سُن کر زار زار روئے. پھر عصر

marfat.com

کی نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ اور عصر سے رات کے آخری حصے تک ۲۹ شوال کو حسب عادت مسجد میں رہے۔ اس رات آنحضرت نے فرمایا تھا کہ مسجد میں ہماری آخری رات ہے۔ عصر، مغرب اور عشاء کی یہ آخری نمازیں ہیں۔ جو مسجد میں ادا کیں۔ صبح جمعہ کے روز آنحضرت پر غشی طاری ہوئی۔ بڑی مشکل سے نماز جمعہ کے لئے آنحضرت تشریف لائے جہاں سے پھر نکلنے کی طاقت نہ رہی۔ اس کے پانچویں دن آنحضرت کا وصال ہوگیا۔

قبلہ کمال حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاءُ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت

اس غم کی داستان کا بیان احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ اس پُرغصہ قصہ کی شرح تقریر سے زیادہ اس قصہ نا مرضیہ کا ذکر بیان نہیں ہو سکتا۔ اس حکایت پُر شکایت کی شرح نہیں ہو سکتی۔ نہ قلم کو لکھنے کی طاقت۔ نہ ہاتھ کو ہلنے کی سکت۔ نہ زبان کو بیان کرنے کی ہمت نہ کان کو سننے کی تاب ؎

چو آید ایں حکایت ہر زبانم ۔۔۔ ز درد و غم شود آتش جہانم
دگر خواہم کہ در تحریر آرم ۔۔۔ بسوزد کاغذ و طرقد قلم ہم

باز ایں صباح تیرہ امید از کجا کرد ۔۔۔ کار جہان و خلق جہاں جملہ درہم است
گویا طلوع میکند از مغرب آفتاب ۔۔۔ کاشوب در تمام از آب عالم است

marfat.com

جن و ملک بر آدمیاں نوحہ می کنند — گویا عزائے اشرف اولادِ آدم است
در بارگاہِ قدس کہ جائے ملال نیست — سر ہائے قدسیاں ہمہ بر زانوئے غم است

جمعہ کے دن ۲۹ شوال کو اشراق کی نماز کے بعد آنحضرت پر غشی طاری ہوئی لیکن قوتِ باطنی کے سبب اپنے آپ کو سنبھال کر بڑے وقار سے حجرہ خاص میں تشریف لے گئے اور بستر مبارک پر تکیہ لگایا۔ یہ حال دیکھ کر لوگ چلا اٹھے۔ آنحضرت دن کے دو تہائی حصے تک غشی کی حالت میں رہے۔ جب جمعہ کی نماز کا وقت آیا تو موذن نے اذان دی۔ تو اذان سنتے ہی آپ کو افاقہ ہوا۔ اور عادت قدیمہ کے بموجب از سرِ نو وضو کر کے کسی کی مدد کے بغیر مسجد میں تشریف لائے۔ اس روز کسی کو گمان نہ تھا کہ آنحضرت جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائیں گے۔ جمعہ کی نماز کے بعد لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے امید نہیں کہ اگلے جمعہ تک زندہ رہیں۔ پھر خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں خلوتخانہ ہی میں ادا کیں۔ مسجد اور اہل مسجد حضرات خلیفۃ اللہ کے فراق سے رونے لگے۔ اس رات خانقاہ ایسی وحشتناک تھی کہ جو شخص مسجد میں آتا تھا۔ اس پر وحشت کا غلبہ ہوتا تھا۔ آدھی رات گذری تھی کہ حضرت کی والدہ ماجدہ آنحضرت کے دیکھنے کے لئے لوگوں کو دور کرا کے تشریف لائیں۔ اور تمام عالم نسا آنحضرت کے دیدار سے مشرف ہوا۔ بعد ازاں پانچ دن آنحضرت زندہ رہے۔ پھر کسی عورت کو پاس نہ آنے دیا۔ صبح منگل کے روز شوال کی آخری تاریخ فجر کی نماز کے بعد ہچکیاں شروع ہو گئیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اب ہچکیاں بھی شروع ہو گئیں۔ سب نے عرض کیا کہ خدا نہ کرے آخری وقت ہو۔ آنحضرت نے فرمایا تین چار دن میں دیکھ لوگے۔ ان دنوں اکثر سرہند کو یاد کر کے فرمایا کرتے تھے کہ سرہند جانے کو جی چاہتا ہے۔ اتوار کے روز آنحضرت پر ضعف کا اس قدر غلبہ طاری ہو گیا کہ بغیر تکیہ بیٹھنا دشوار تھا۔ پیر کے روز افاقہ بکثرت ہو گیا۔ چنانچہ فرض کھڑے ہو کر ادا کئے۔ اور باقی بیٹھ کر۔ تمام ارکان سلطنت مع وزیران دولت آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے

تھے۔ خاص کر آج پیر کے دن تو صبح سے لے کر عشا تک خانقاہ میں بیٹھے روتے رہے آخر آنحضرت نے اعتماد الدولہ وزیر ہند کو چند عمدہ نصیحتیں کر کے رخصت کیا۔ اور دوسروں کو بھی جانے کی اجازت دی۔

محمد شاہ بادشاہ عیادت کے لئے دریافت کرتا تھا

بادشاہ وقت ہر روز آنحضرت کی خیر پوچھا رہتا۔ صبح شام خیر و عافیت پوچھنے کے لئے آدمی بھیجا کرتا تھا۔ چند بار آنحضرت سے بیمار پرسی کے لئے اجازت مانگی۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا۔ تمام اہل شہر اپنے گھروں میں بے قرار تھے۔ ہر روز صبح شام خانقاہ کے گرد روتے دھوتے اس طرح پھرتے تھے جس طرح شمع کے گرد پروانے پھرتے ہیں۔ آنحضرت نے اپنے داماد شیخ محمد تقی کو پیر کے روز فرمایا کہ اب زندگی کی امید بالکل منقطع ہو چکی ہے بلکہ معلوم نہیں کہ کل تک بھی زندگی ہو یا نہ ہو منگل کے روز اس قدر کمزوری ہوئی کہ اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی۔ بلکہ نشستگاہ سے حجرے تک بھی تشریف نہیں لے جا سکتے تھے۔ لیکن ہچکیوں میں قدرے تخفیف ہوئی۔ لوگوں کو خوشی ہوئی۔ کہ باقی مرض کو بھی آرام ہو جائے گا۔ اس حالت میں بھی لوگوں نے علاج شروع رکھا۔ آنحضرت نے باوجود اس قدر تکالیف کے ورد وظائف میں ناغہ نہ کیا۔ تہجد، اشراق وغیرہ بدستور ادا کرتے رہے۔ جب ضعف غالب آتا۔ تو آنحضرت سر مبارک جھکا لیتے۔ ظاہر بیں ایسا معلوم ہوتا۔ کہ آنحضرت غشی میں ہیں۔ لیکن اس وقت بھی تسبیح ہاتھ میں ہوتی۔ اور حسب عادت ہاتھ اور لب حرکت کرتے رہتے۔

۴ ذیقعد بدھ کے روز نماز اوابین سے فارغ ہو کر سانس میں سرعت آ گئی۔ لیکن نہایت وقار و تمکین سے بیٹھے نوافل و وظائف پڑھتے رہے۔ سانس میں اس قدر سرعت آ گئی کہ بمشکل تمام کلام کرتے۔ آدھی رات کے وقت عشا کی نماز باجماعت نہایت خشوع و خضوع سے ادا کی۔ بعد ازاں انگڑائیاں شروع ہوئیں۔ چنانچہ اکثر دست مبارک مجھ پہ

marfat.com

پھیلکتے اور اپنی پیشانی میری پیشانی پر رکھتے۔ آنجناب کا سارا بوجھ مجھ ذرّہ بے مقدار پر پڑتا۔ امید ہے کہ اس سے بے شمار نعمتیں مجھے نصیب ہوں گی۔ عش بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ گھڑی گھڑی پانی پیتے تھے۔ پیاس زائل نہ ہوتی تھی۔ مَیں نے پوچھا کہ اب مزاج کیسا ہے۔ فرمایا۔ الحمدللہ! پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو لوگ اپنی کشف سے میری صحت کی خوشخبری دیتے تھے۔ اب ان کی کشفوں کو کیا ہو گیا ہے۔ دیکھو اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ مَیں بہتیرا کہتا تھا کہ یہ مرض زائل نہ ہو گا۔ لیکن کوئی نہیں مانتا تھا۔ جن دِنوں آنحضرت بیمار تھے۔ اکثر اہلِ کشف اپنے کشف کے ذریعہ کہا کرتے تھے کہ آنحضرت کا یہ مرض زائل ہو جائے گا۔ اور سوگند کھاتے تھے جب مَیں نے یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر مسجد میں آکر تازہ وضو کیا۔ اتنے مَیں صوفی مرزا جانی نے مجھ سے آنحضرت کا حال پوچھا۔ مَیں نے کہا۔ اب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے۔ اور جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو۔ اس نے ابھی اس بات کو منظور کر لیا۔ ہم دونوں مِل کر آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ اتنے میں آنحضرت احتیاطاً آخری وقت قضائے حاجت کے لئے تازہ وضو کے واسطے اُٹھے۔ صوفی صاحب نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا مزاج مبارک درست ہے۔ کہ خود اٹھ کر وضو کے لئے گئے ہیں۔ مَیں نے کہا یہ آخری وضو ہے۔ آنحضرت نے تہجد کی نماز ادا کر کے سحر کے وظائف پڑھے۔ اور صبح کی نماز کا انتظار کرنے لگے۔ میں آنحضرت کے سامنے بیٹھ کر جناب کے دستِ مبارک کو مل رہا تھا۔ اتنے مَیں مجھے فرمایا۔ کہ اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو۔ جب مَیں متوجہ ہوا۔ تو ارکانِ طریقت و شریعت بیان فرمائے۔ اور توجہ فرمائی۔ اس وقت آنحضرت کی پیشانی میری پیشانی سے ملی ہوئی تھی۔

آخری تلقین

توجہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف مخاطب ارکانِ اسلام کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ اور

marfat.com

انگشتِ شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور طریقت کے قواعد نہایت توضیح سے بیان فرمائے۔ اور فرمایا کہ مذہب اور طریقت کی ضروریات میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید اور قیومیت کی قیومیت بھی ہے۔ بعد ازاں بعض شخص جو مرید ہونے کے ارادہ سے حاضرِ خدمت ہوئے تھے ابھی شرفِ سعادت سے مشرف نہ ہوئے تھے کہ انہیں غائبانہ مرید کیا۔ ان کے ارادے کی کسی کو خبر نہ تھی اور نہ ہی انہوں نے خود ظاہر کیا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نورِ باطن ان کے ارادے سے واقف ہو کر ان کے حق میں مہربانی فرمائی۔

بعد ازاں کئی مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا

آخری وقت میں شمعیں بجھ گئیں

اس رات اس قدر فرشتے اور ارواحِ طیبہ انبیاء و اولیاء آسمان سے اُترے۔ کہ عوام الناس اس معاملے کو سمجھنے لگے۔ کیونکہ گھڑی بہ گھڑی آسمان سے اس قدر تند جھونکے آتے تھے کہ مشعلیں، شمعیں اور چراغ بجھ بجھ جاتے تھے۔ زمین میں زلزلہ آتا تھا۔ اور ہوا کے جھونکے اس قدر خوشبودار تھے کہ جہان کا دماغ معطر ہو رہا تھا۔ جب لوگ ہوا دیکھنے کو باہر نکلتے تو کہیں ایک پتہ بھی ہلتا دکھائی نہ دیتا۔ گھڑی بعد پھر ویسا ہی جھونکا آتا۔ جب صبح ہوئی۔ تو آنحضرت نماز کے لئے تیار ہوئے۔ اتنے میں میں نے اُٹھ کر عرض کیا۔ کہ ہمارے طریقے کے بارے میں جناب کیا فرماتے ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم پہلے بھی کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن خواجہ عبد الرحمٰن نے جسے کچھ اور بھی خیال تھا۔ کہا۔ کہ کیسی باتیں پوچھتے ہو۔ حق تعالیٰ آنحضرت کو سلامت رکھے۔ صوفی محمد رحیم نے بھی اس سے متفق ہو کر یہی کہا۔ بعض میری تائید میں ہوئے۔ جب آواز اونچی ہوئی۔ تو آنحضرت لوگوں سے رو گردان ہو کر نماز میں مشغول ہوئے۔ یہ معاملہ ہوبہو قصۂ قرطاس کے مشابہ ہے۔ یہ سنت بھی آنحضرت سے قضا نہ ہوئی۔ بعد ازاں آنحضرت نے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا

marfat.com

پھر دعا کہہ کر یا رسول اللہ کہتے ہی دونوں ہاتھ سر پر رکھے۔ اتنے میں نزول بے کیف ظاہر ہوا۔ آنحضرت سر بسجود ہوئے۔ اس وقت پھر ایک شخص نے صوفی مرزا جانی کے اشارے سے طریقہ کے لئے عرض کیا۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے اس مرتبہ بھی رد کیا۔ آنحضرت نے سجدہ سے سر اٹھا کر تھوڑی دیر مراقبہ کر کے پوچھا کہ سورج نکل آیا ہے یا نہیں۔ لوگوں نے نفی میں جواب دیا۔ آنحضرت نے پردہ اٹھا دینے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے شمال کے رخ کا پردہ اٹھایا۔ آنحضرت نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کہ میں اشراق کی نماز ادا کروں۔ یہ کہہ کر بستر پر تکیہ کر کے پاؤں کو خود بخود دراز کیا۔ آنحضرت کا سر مبارک مجھ فقیر کے گھٹنے پر تھا۔ میں اپنا سر آنحضرت کے سر کے پاس چومنے کے لئے لے گیا تھا۔ کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آنحضرت کو بوسہ دیا۔ اس وقت آنجناب نے میری طرف تین مرتبہ نگاہ ترحم سے دیکھا۔ اتنے میں صوفی مرزا جانی نے ہاتھ مل کر کہا۔ ہائے پیر دستگیر حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین تکبیر کہہ کر مسکراتے ہوئے فردوس اعلیٰ میں جا لیٹے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دریغا چہ شد شاہ اسلام را چہ کردی خداوندا ایام را

میں آنحضرت کی پیشانی مبارک پر بوسہ دے کر زمین پر گر پڑا۔ ایک گھڑی بعد مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ عبدالقادر آئے۔ اور خواجہ عبدالرحمٰن سے جو ہر روز ایام مرض میں از روئے کشف آنحضرت کی شفا کی خبر دیا کرتا تھا۔ اور اس بارے میں قسمیں کھایا کرتا تھا۔ پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے۔ اس نے نہایت کمینہ پن سے کہا کہ خاطر جمع رکھو۔ آنحضرت غش کی حالت میں ہیں۔ مخدوم زادہ نے دو تین مرتبہ قبلہ عالم کہہ کر پکارا۔ جب ٹھیک معلوم ہو گیا۔ کہ جان آنحضرت کے وجود مبارک کے نور سے بالکل

marfat.com

تاریک ہوگیا ہے

فلک نیلی لباس از ماتم او　　زمیں ہم خاک بر سر از غم او

مخدوم زادہ صاحب زمین پہ لوٹنے لگے

اہل عقیدت کی حالت زار

آخر لوگ انہیں اٹھا کر مکان میں لے گئے۔ مخدوم زادہ کلاں خواجہ محمد عزیز نے یہ خبر سن کر دستار کو زمین پر دے مارا۔ اور دوسرے خلفاء اور مرید بھی مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ میں نے اس وقت تک کسی کی موت بچشم خود ملاحظہ نہیں کی تھی۔ صرف آنحضرت کا وصال ہوتے دیکھا۔ مجھے اس سے پہلے یہ یقین نہ تھا۔ کہ میں آنحضرت کے بعد زندہ رہوں گا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ جب آنحضرت رحلت فرمائیں گے اسی وقت میرے جسم سے بھی روح نکل جائے گی۔ لیکن میں نے بہتری کوشش کی کہ کسی طرح مر جاؤں مگر موت میسر نہ ہوئی۔ چنانچہ ان دنوں بارہا میں نے اپنے سر کو دیوار، پتھر، درخت اور زمین پر پٹکا۔ کہ کسی طرح ٹوٹ کر ہلاک ہو جاؤں۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ میں ان دنوں محض دیوانہ ہو گیا تھا۔ اور اسی جنون کا بقیہ آج تک چلا آتا ہے ہے

بینم چو گروہ سوگ وارے　　گریاں شدہ بر سر مزارے
من نیز روم در آں میانہ　　گیریم سر از پئے بہانہ
کہ از داے چوں کنم دالے　　با دل بخود نہ صبر بر جائے
اللہ اللہ چہ چارہ سازم　　با بخت سیاہ چہ حیلہ سازم
من لذت زندگی ندانم!　　مرگ دگر است ہزار جانم
اے کاش کہ مادرم نزادے　　در زادے بہ شیر زہر دادے
طوفان بلاست آنجویم!　　حسرت زدہ برق بر سبویم!
تا از رگ دل گرہ کشادم　　جیحون بلا بہ موج دادم

marfat.com

آشفتہ بدرد دل خروشاں | در کاسہ سر دماغ جوشاں
میگشت طبیباں باتشیں دل | بر خاک چو مرغ نیم بسمل
چوں از دم سرد مہرگانی | شد باغ فسردہ زندگانی
گفتند بروز تیرہ بختاں | مجنوں د برہنہ سر درختاں
گلزار شدہ از گل فسردہ | غمخانہ صد چراغ مردہ
پرواز تنک و تاریک اشارت | صد قافلہ چمن بغاوت
در باغ شکستہ از سمن آب | چوں کرد خسوف روے مہتاب
دوراں بہ مزاج ناتواناں | پیراں بہار خاں گراناں
ہر لالہ جو باد خاک سنجے | ہر گل بد ماغ غنچہ رنجے
زد عہد خزاں نفس بدستاں | نیلوفر زار شد گلستاں
بگرفت بلوح گل زمردی | شنگرف نگاہ لاجوردی
نرگس ز نظارہ دیدہ بربست | از جلوہ سرد گل بہ ناتوانی
نہ برگ درخت ماند ہر سو | چوں برہمن برہنہ بر جوے
از غم دلِ مرغ گشت افگار | بہ سینہ غنچہ ناخن خار
با ایں ہمہ خوں کہ در رگ اوست | گل را یرقاں در دیدہ در پوست
از برگ نماند غیر خارے | و از سبزہ نماند جز غبارے
گردید چمن بہ بلبلاں تنگ | بہ شکست زردے بوستاں رنگ
گل شد چو دماغ خشک بیتاب | مے شد چو مزاج سینہ بے تاب
بازار گل و بہار بہ شکست | ہنگامۂ روزگار بہ خکست
ہم افسر لالہ واژگوں شد | ہم رایت نارون نگوں شد
ہر برگ بخوں خویش تیغے | ہر گل بہ حیات خود دریغے

marfat.com

مے آئینہ دار روئے ساقی ۔ دز عیش نماند ہیچ باقی!
چوں رفت ز عالم آں یگانہ ۔ آبستن فتنہ شد زمانہ!
بس زہر سبز در گلو شد ۔ کیں روز بشام غم فرو شد
از ماتم او جہاں بجوشید ۔ صد فتنہ زماں زماں بجوشید
بگرفت فلک ستارہ بازی ۔ بہ نشست جہاں بہ سوگواری
آشوبِ قیامت از جہاں خاست ۔ شیون ز زمین و زماں خاست
غم سوخت دروں یگاں یگاں را ۔ ماتم کدہ شد جہاں جہاں را
از مرغ فغاں سرد برخاست ۔ وز غنچہ گرد برخاست
ہم باد برابر آستیں زد ۔ ہم آب کلاہ بر زمین زد
برخاست ز باد زمہریرے ۔ عناب بجلوہ از تیرے
برخاست خزاں بہ ترکتازی ۔ آفتادِ چمن بہ خاکبازی

لوگوں میں کہرام مچ گیا حضرت خلیفۃ اللہ کے اِس جانکاہ واقعہ کے سننے سے تمام وضیع و شریف چھوٹے بڑے اور بادشاہ و رعایا غرضیکہ تمام خیرالناس و شرالناس سر پیٹتے۔ روتے چلّاتے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد آ جمع ہوئے۔ اِس روز ایسا حشر و نشر برپا ہوا۔ کہ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا۔

فغاں اُفتاد در عالم ز ہر سو ۔ کہ ختمِ اولیاؑ از اولیاؑ رفت
چرا صبح قیامت بہ نیاید ۔ کزیں ظلمت کدہ شمع ہدا رفت

غسل کی تقریب دوپہر کے قریب آنحضرت کو آنجناب کے حجرہ خاص میں غسل دیا گیا۔ آنحضرت کے غسل میں محمد روشن امام تراویح۔ حافظ معمور، حافظ سعد اللہ، اور مولوی عبد الحکیم کے بیٹے

marfat.com

مولوی احمد شریک تھے۔ جو سب کے سب آنحضرت کے مخصوص مرید تھے۔ جو غسل کے وقت پانی ڈالتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ اگرچہ آنحضرت کو سات مہینے سے غسل کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ پھر بھی بدن مبارک پر میل نہ تھا۔ غسل کے وقت کسی کی نگاہ جناب کے سر پر نہ پڑی۔ لباس اتارنے سے پہلے ناف سے زانو تک تہہ بند باندھ لیا گیا۔ غسل کے وقت خود بخود پہلو بدلے جاتے تھے۔ آنحضرت کے کفن میں لفافہ، چادر اور قمیض تھے۔ قمیض کندھوں پر سے پھٹی ہوئی تھی۔ عمامہ حضرات سرہند کی رسم نہیں۔ غسل کے بعد بادشاہ اور تمام اہلِ شہر نے درخواست کی۔ کہ آنحضرت کو دہلی ہی میں دفن کیا جائے۔ اور یہیں ایک عالی شان روضہ بنایا جائے۔ چنانچہ دو تین نہایت ہی نفیس باغ اس امر کے لئے تجویز کئے لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت کی مرضی سرہند کی ہے۔ بعض نے اصرار کیا کہ یہیں مدفون ہونے چاہئیں۔ لیکن آخر یہی قرار پایا کہ سرہند پہنچانے چاہئیں۔

دہلی میں نمازِ جنازہ

سبزی فروشوں کے میدان میں جو نہایت وسیع ہے آنحضرت کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آنحضرت کے خلیفہ محمد روشن نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ کہیں کھڑے ہونے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ جنازے میں پرندوں کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ آسمان اچھی طرح نظر نہ آتا تھا۔ اس روز آفتاب بالکل نہیں چمکتا تھا۔ صرف ایک سفید سی ٹکیا معلوم ہوتی تھی جیسا کہ گرہن یا بادل کے وقت ہوتا ہے۔ حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا۔ اور سورج گرہن کا دن بھی نہ تھا۔ تمام خلقت پر مصیبت آئی ہوئی تھی۔ تمام چھوٹے بڑے اس طرح نظر آتے تھے کہ کوئی ان کا سب سے عزیز رشتہ دار فوت ہو گیا ہے۔ بلکہ مخالف مذہب مثلاً شیعہ وغیرہ بھی شریک غم تھے۔ اور ننگے سر اور ننگے پاؤں نعش مبارک کے ساتھ جا رہے تھے۔ کافروں وغیرہ نے بھی دکانیں اور کاروبار بند کر دیئے۔

marfat.com

اور نعش کے ساتھ سر پیٹتے جاتے تھے۔ دار الخلافہ کی تمام دکانیں بند تھیں۔ خرید و فروخت بالکل نہ ہوتی تھی۔ لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ، ہمشیرہ، اہل بیت اور دختر نیک اختر نے بالکل واویلا نہ کیا۔ اور نہ ہی کوئی خلاف شرع کام ان سے ظہور میں آیا۔ آنحضرت کے وصال کو ابھی گھڑی نہ گذری تھی کہ آنحضرت کے داماد شیخ محمد تقی آئے۔ بیں واویلا کرتے ان کی طرف بڑھا۔ تو آپ نے حسب ذیل شعر موافق حال پڑھا ؎

صبت علی مصائب لو انها	صُبّت علی الایام صِرن لیالیا

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو صحابہ نے صبر کیا۔ تم بھی صحابہ کی طرح صبر کرو۔ میں نے اس روز بہت ہی واویلا کیا تھا۔ اور یہی وردِ زبان تھا۔ " الصبر ملیح لا علیك یا خلیفة الله والجزع قبیح لا علیك یا خلیفة الله " صبر عمدہ شئے ہے لیکن یا خلیفۃ اللہ آپ پر نہیں، اور رونا چلانا بُرا ہے۔ لیکن آپ کی (وفات) پر نہیں" حضرت خازن الرحمت کے پوتے شیخ خلیل الرحمن کے فرزند شیخ نور القدس نے فرمایا کہ آج ارشاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے ؎

چو از راہِ حقیقت راہ نما رفت	در ارشاد بستہ شد ہدایت

بعد ازاں نعش مبارک کو اس مسجد میں رکھا گیا۔ جو شہر کے کنارے پر ہے۔ اور جہاں آنحضرت باغ کی سیر سے آکر ٹھہرا کرتے تھے۔ رات بھی نعش مبارک وہیں رہی۔

جنازے کی سرہند کو روانگی

صبح ۵ ر ذیقعد جمعرات کے روز نعش لے کر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مسجد کے قریب ایک باغ اور ایک کارواں سرائے ہے۔ کسی نے ان تینوں کی عمدہ تاریخ کہی ہے۔ سرائے گلشن سبز، مسجد قبلہ گہِ اں۔ جس وقت آنحضرت تشریف لایا کرتے تھے یہیں ٹھہرا کرتے تھے۔ یہ تاریخ عموماً بار بار کہا کرتے تھے۔ واقعی بر موقع ہوئی۔ کہ پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک یہیں رہی۔ تمام اہلِ شہر کیا امیر کیا غریب سب

marfat.com

آنحضرت کی نعش کے پاس تمام رات جاگتے رہے۔ اور گریہ و زاری کرتے رہے۔ ان کے شیون وشین سے زمین و زمان کانپ اُٹھے۔ اور کثرتِ غم سے کروبی فرشتے بھی تسبیح و تہلیل بھول گئے ؎

چوں بانگِ موت آں شہِ سلطاں ویں رسید | جوش زمیں بزردۂ عرشِ بریں رسید
نزدیک شد کہ خانۂ ایماں شود خراب | از بس شکستہا کہ بارکاں دیں رسید
یکبار جامہ در خم گردوں بہ نیل زد | چوں ایں خبر بہ عیسیٰ گردوں نشیں رسید
پُر شد فلک زغلغلہ چوں نوبتِ خروش | از انبیاء بحضرت روح الامیں رشید

آنحضرت کا وصال ۴ ذیقعدہ بدھ کے روز مطابق ۱۶ دلو ہو۔ آنحضرت کا وصال و تولد ایک ہی روز ہوا۔ یہ بھی سنتِ نبوی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ جناب کا سنِ شریف اُنسٹھ سال تھا۔ مدت قیومیت اڑتیس سال تھی۔ تجدید ثانیہ کا عرصہ اکتیس سال تھا۔ آنحضرت کا وصال ۱۱۵۲ھ ہجری کو ہوا۔ جیسا کہ حسبِ ذیل تواریخ سے معلوم ہوتا ہے۔

---

marfat.com

تواریخ وصال حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاءؒ

رہنمائے امت سیّد الرسل بود۔ آں وارث سیّد الرسل بود۔ آں خاتم الاولیاء بود۔ او تاج خلق بود۔ اے افسوس قطب الاقطاب رفت، ہے ہے قطب الاقطاب ایں جہاں رحلت نمود۔ وائے وائے تمام جہاں بے مرشد۔ فیض معصوم بودہ۔ آں جانشین مجدد الف ثانی بود۔ وائے وائے پیر مرید پرور مرد۔ وائے احمد نقشبند ثانی مرد۔ او شیخ کامل مکمل بود۔ آہ آہ از عالم محمد زبیر رفت۔ او شیخ اکبر بود۔ آہ قطب الاقطاب واصل جنت شد۔

مندرجہ بالا تاریخیں حضرت صبغۃ اللہ کے پوتے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند شیخ نیاز احمد نے کہی ہیں۔

مظہر حد۔ ماہ ظاہر۔ فیاض رسا مظہر آمد۔ مظہر ادب، وارث محمد الرسول اللہ احمد بود، قیوم اقطاب رحلت نمود۔ عمر فیو منا سین سنہ نور احمدی قوی رفت اللہ سبع مجدد تاریک شد۔ بسجد احمدی نورسے نور رفت۔ وہاب ودود ظاہر بود ہائے ہائے۔ ظاہر ہائے ہائے۔ باقی وائے تاج طریقت بود۔ وائے وائے قیوم صراط مستقیم۔ وائے قطب زمان معصوم رفت۔ آہ خواجہ محمد زبیر قطب الاولیاء بود خواجہ محمد زبیر کریم اقطاب بود۔ کریم الاولیاء، خواجہ محمد زبیر قطب۔ جہان مجدد۔ خواجہ محمد زبیر امام زمان بود۔ یہ تاریخیں حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے بیٹے شیخ محمد یحییٰ کے

marfat.com

پوتے شیخ محمدی نے کہی ہیں۔

امام اعظم ہند، یہ تاریخ مشہور شاعر مرزا گرامی نے کہی ہے۔

قیوم زمان حضرت ساہ بود ہائے پیر من خواجہ زبیر ہائے۔ پیر مکمل خواجہ زبیر۔ زبیر قیوم۔ صدیق ثانی بود۔ چہارم ذیقعدہ بود۔ وائے فیاض مرد۔ ارتحل ائے الفراد القوم وائے۔ خیر محققین۔ ائے دل نور ظلام رفت۔ العجب قطب المدار رفتہ عجب مربی الاقطاب رفتہ۔ تاج الابدال رفت۔ وائے وائے قطب العالمین خواجہ زبیر ابدالابرار رفت۔ حقا کہ سراج الاولیاء رفت۔ وہ چہ حجۃ الہادی رفت۔ وائے کہ چہ عالم دور بیں رفت۔ ہے ہے افسوس کہ قیوم جہاں رفت۔ وائے وائے وہ چہ معجزہ رسول برفت۔ ہے ہے وائے وائے چہ فقیرے رفتہ۔ وائے وائے ہائے ہائے چہ رونق دین رفت۔ وائے وائے چہ شوق ریز در رفت۔ ہائے وائے چہ آیت ریزہ در رفت۔ ہائے وائے گوہر راز رفت۔ امام مغل ہائے ہائے چہ حجت ایزد رفت۔ وائے وائے خدا شناس کامل بود۔ ہے ہے عزیز خدا شناس بود ہے ہے فرزند محبوب۔ مجدد الف ثانی بود۔ وائے وائے عجب جانشین خواجہا بود۔ وائے وائے نوبادہ بوستان اصالت بود۔ وائے وائے لوح محفوظ بودہ۔ ہائے ہائے پاک ضمیر بودہ۔ وائے وائے چہ معدن المعرفت بودہ۔ فیض الباری بودہ آں آیت رحمت بود۔ آں اعظم الاولیاء بود۔ یکے از علماء راسخین بود۔ بس ثابت القدم بود۔ آہ چہ شیخ العالم بودہ۔ عجب جانشین خواجہا بود۔ افسوس کہ آں خلق محمدی بود۔ ہائے ہائے امام اعظم بودہ قیوم الربانی۔ گلدستہ حقانی بودہ۔ ہائے وائے مقتدائے وقت بودہ۔ ہائے وائے حسین مشائخ پناہ بود۔ ہائے ہائے وائے شیخ الاسلام بود۔ ہائے ہائے چہ ہمگی خصلت بود۔ ہائے ہائے حقا کہ معشوق بے ہمتا بود۔ ہائے وائے باغ جناں بود۔ ہائے وائے چہ اکسیر معرفت بود۔ ہائے ہائے چہ ابر باران رحمت

marfat.com

چہ وارث المرسلین بود ۔ وائے حیف کردے دافنا بود ۔ ہائے وائے بازغ جہاں بود ۔ چہ سالار بود ۔ ہے ہے نائب مناب رسول رحمت ایزد بود ۔ ہائے وائے حیف چہ سالار اولیا رفت ۔ ہائے وائے افسوس کردہ کامل مکمل رفت ۔ آہ چہ حیات رفت ۔ ہائے وائے احباب پرور رفت ۔ ہے ہے لب عیش رفت ۔ چہ ولی مقتدائے اں وقت بود ۔ ہئے ہے محبوب انعام بخش ۔ ہے ہے خوش روئے فضل رب بود ۔ چہ فضل ایزد حبیب الودود در خفت ۔ حبیب الہادی خفت ۔ خواجگی نقشبند وائے قطب عالمین خواجہ زبیر عمران شست ۔ وائے صد غم غم قلب ۔ وائے مات مرشد زماتنا ۔ وائے حیف ماتا مرشدنا ، او حافظ قیوم بود ۔ یہ تواریخ حضرت صبغۃ اللہ فرزند حضرت خردہ الوثقیٰ کے پوتے شیخ محمد امام نے کہی ہیں ۔

حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء کی نعش مبارک شاہجہان آباد سے دار الارشاد سرہند کو روانہ ہوئی

پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک اس مسجد میں رکھی گئی جو شہر کے کنارہ پر ہے۔ دوسرے دن ۵ ذیقعدہ کو جمعرات کے روز دار الارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے آنحضرت کے اکثر مریدان کرام و خلفائے عظام اور شاہجہان آباد کے ہزارہا آدمی نعش مبارک کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وزیر نے بھی بہت سے سوار پیادہ ساتھ کئے آنحضرت کے حسب ذیل خلفاء نعش کے ساتھ تھے۔ خواجہ ضیاء اللہ مشہور بہ محسن لبن صوفی محمد رحیم۔ شاہ مقیم۔ صوفی عوض باقی، صوفی حفظ اللہ، عبدالحکیم۔ کشمیری وغیرہ میں بھی ان شاہبازان طریقت کی جوتیاں اٹھانے کے واسطے ساتھ تھا۔ اکثر مخدوم زادے کو تسلی کے واسطے شاہجہان آباد ہی میں رہے۔ راستے میں جس گاؤں یا شہر سے نعش کو عبور ہوتا وہاں از سر نو ماتم برپا ہوتا تھا۔ گرد و نواح کے دیہات و قصبات کے لوگ بھی روتے چلاتے نعش کے ساتھ جاتے تھے۔ تمام جنگل و صحرا لوگوں کی آہ و زاری کے سبب میدان حشر کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ زمین و آسمان میں بڑی بھاری ہلچل مچی ہوئی تھی ؎

در شاہراہ چوں رہ آں کاروان فتاد — شور نشور آں ہمہ را در گماں فتاد
ہم بانگ نوحہ غلغلہ در شش جہت فگند — ہم گریہ بر ملائک ہفت آسمان فتاد

marfat.com

نعش مبارک اس قدر جلدی جا رہی تھی کہ اٹھانے والوں کو اس کا بوجھ ہی معلوم نہ ہوتا تھا۔ نہیں معلوم کون نعش کو اٹھائے جاتا تھا۔ گویا نعش ان لوگوں کو کھینچے لئے جا رہی تھی۔ وہ نعش تلے دوڑے جا رہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہمیں معلوم نہیں ہمارے کندھوں پر سے کون نعش کو کھینچتا ہے۔ یہ بات میں (مولفؒ) نے بھی کئی دفعہ دیکھی راستے میں نعش پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے تھا۔ اور شبنم کی طرح ترشح بھی ہوتا جاتا تھا جب ہم منزل پر پہنچے تو بڑے زور کی بارش ہوئی۔ وصال سے دفن تک جو نو دن کا عرصہ گذرا۔ اس میں آسمان ابر آلود ہی رہا ؎

پئے تابوت آں قطب زمانہ | چو رعد نعرہ زن احباب در جوش
بنات النعش شد امروز ہیہات | ہماں مجمع کہ پروین دیدمش دوش
بہ سم ماتمے از ساز ناہید | فلک از ابر کردہ پنبہ در گوش

نعش سرہند پہنچنے پر اہلِ سرہند کی حالت

جب ہم سرہند کے قریب پہنچے تو تمام حضرات سرہند روتے ہوئے استقبال کے لئے آئے اور شہر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف چیختے چلاتے نعش مبارک کے پاس آئے۔ پہلے نعش کو پارسا باغ میں ٹھہرایا گیا۔ بعد ازاں شہر میں لائی گئی۔ شیخ محمد نعمان حق رسا جو حضرات سرہند کے اس وقت سردار تھے گریباں چاک پگڑی پھینک زمین پر لوٹ رہے تھے۔ بڑے بھائی شاہ محمد رسا بھی اسی طرح جزع و فزع میں مشغول تھے۔ تمام مشائخ سعادت سمجھ کر نعش مبارک کو اپنے سر پر اٹھا شہر میں لائے۔ اس پر فخر کرتے تھے۔ کہ ہم نے قیوم زمان کی نعش مبارک اٹھائی ہے۔ شیخ محمد نعمان حق رسا ننگے پاؤں نعش کا اہتمام کر رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ سرہند میں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتم پر بھی ایسا رونا، چیخنا چلانا نہیں ہوا تھا۔ آنحضرت کی نعش مبارک شیخ سعد الدین کی حویلی میں جسے آنحضرت نے

marfat.com

شیخ سعد الدین کے فرزند سے چار ہزار روپیہ دے کر خرید کیا تھا۔ دفن کی گئی۔
شاہ محمد رسا شیخ محمد نعمان حق رسا اور میں نے اور آنحضرت کے فرزندوں اور بھتیجوں نے نعش مبارک کو لحد میں رکھا۔ آنحضرت کے وصال کو نو دن گذر چکے تھے۔ لیکن میت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ۱۲ ذیقعدہ بروز جمعرات نعش مبارک مدفون ہوئی ؎

کاش آں زماں سرادق گردوں نگوں شدے ۔۔۔ ایں خرگہے بلند فلک بے ستون شدے
کاش آں زماں برائے از کوہ تا بکوہ ۔۔۔ سیل سیاہ کہ روئے زمین قیر گوں شدے
کاش آں زماں کہ ایں حرکت کرد آسمان ۔۔۔ سیماب وار روئے زمیں بے سکوں شدے
کاش آں زماں کہ پیکر او زیر خاک شد ۔۔۔ جانِ جہانیاں ہمہ از تن بروں شدے

دفن کے بعد شدید زلزلے

جب آنحضرت کو دفن کر چکے تو ان زلزلة الساعة لشیٔ عظیم کے موافق ایک زلزلہ آیا۔ کہ اس جیسا پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اور نہ کسی مورخ نے ایسے زلزلے کی خبر دی ہے۔ اس قسم کا زلزلہ آیا۔ کہ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ اور اکثر عمارتیں بنیاد سے اکھڑ گئیں۔ بعض جگہ زمین پھٹ گئی۔ اور وہاں سے پانی نکلنے لگا۔ اِذَا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها کا سماں آنکھوں میں بندھ گیا ؎

گفتی تمام زلزلہ شد خاک مطمئن ۔۔۔ گفتی فتاد از حرکت چرخ بے قرار
عرش آنچناں بلرزہ در آمد کہ کرسے ۔۔۔ کافتاد در گماں کہ قیامت شد آشکار
بوجے بجنبش آمد و برخاست کوہ کوہ ۔۔۔ ابرے بہارش آمد بگریست زار زار
آں خیمہ کہ گیسوئے حورش طناب بود ۔۔۔ شد سرنگوں ز بادِ مخالف حباب وار

متواتر سات روز تک زلزلہ رہا۔ ہر روز زمین کے کنارے ہل جاتے تھے۔ لیکن پہلے دن ایسا زلزلہ آیا۔ کہ اگر اسے قیامت کا زلزلہ کہیں تو بجا ہے۔ میں (مولف) آنحضرت کے

marfat.com

وصال کے بعد ایک مہینہ آنحضرت کے مزار پر رہا۔ بعد ازاں آنجناب کے عرس اوّل کی سعادت حاصل کر کے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ شیخ محمد نعمان حق رسا اور شیخ نیاز احمد نے کہا۔ کہ آئندہ یہ عرس کو کوئی ترک بھی کر دے گا تو بھی ان سب کا ثواب اس حدیث کے بموجب ومن سن سنة حسنته فله اجر من عمل بها " جو کسی نیک طریقے کی بنیاد رکھتا ہے۔ جو شخص اس طریقے پر عمل کرتا ہے۔ اس کا ثواب بھی بانی کو ملتا ہے۔ تجھے ملے گا۔

روضہ عالیہ کی تعمیر

انہیں دنوں آنحضرت کی قبر پر ایک عالیشان روضہ پتھر اور رنگ کا بنایا گیا۔ جو رنگا رنگ کے نقش و نگار سے آراستہ تھا۔ اور جس میں چین اور فرنگ کی گلکاری ہوئی ہوئی تھی۔ قبہ مبارک کی اونچائی تیس ہاتھ ہے۔ اندر سے کچھ زیادہ چھ گز۔ گنبد کے گرد چار برج۔ ہر برج میں دو حجرے ہیں۔ روضہ منورہ کے تین دروازے ہیں۔ ایک جنوب کی طرف دو مشرق اور مغرب کی طرف، شمال کی طرف ایک جالی دار کھڑکی۔ روضہ مبارک کے گرداگرد پانچ ہاتھ سے کچھ زیادہ چوڑا اور ڈیڑھ ہاتھ اونچا چبوترہ ہے۔ آنحضرت کا روضہ منورہ ۱۰۵۳ھ میں شروع بھی ہوا اور تیار بھی۔ جیسا کہ حسب ذیل تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔

تواریخ تعمیر روضہ مُبارک حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ،

روضۂ عالم روضۂ اعلم روضۂ قطب الریاض، ریاض القطب، روضۂ ہادیٔ اقطاب، مقبرہ شریف از امام ہادی مقبرہ شریفۂ قطب، روضۂ مجدد اکمل۔ گورِ حضرتِ مجدد دین۔ ؎

ایسی عالیشان عمارت دو ماہ کے عرصے میں تیار ہوئی۔ یہ آنحضرت کا تصرّف ہے کہ اس قلیل عرصہ میں آنحضرت کا روضہ منوّرہ تیار ہو گیا۔ دیسے ایسی عمارت کو تیار ہونے کے لئے کئی سال درکار ہیں۔ کابل کا ایک مغل آنحضرت کی بیماری کی خبر سُنکر بیمار پرسی کے لئے روانہ ہوا۔ جب سرہند سے گذر شاہجہان آباد کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ جنگل میں آنحضرت سفید لباس پہنے ابلق گھوڑے پر سوار بڑی سرعت سے سرہند کی طرف جا رہے ہیں۔ جب اس نے آنحضرت کو اکیلے دیکھا تو حیران سا رہ گیا۔ کہ اکیلے اس جنگل میں کیوں کر آنکلے۔ کیونکہ کبھی اکیلے روانہ نہ ہوئے تھے۔ آخر اس نے بے اختیار ہو کر اپنا چہرہ آنحضرت کے قدموں پر مَلا۔ آنحضرت نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رخصت فرمایا۔ جب وہ تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکا۔ تو دور سے ایک قافلے کو دیکھا۔ نزدیک آنے پر معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی نعش مبارک لئے آرہے ہیں۔ اس نے لوگوں کو کہا۔ کہ عجیب معاملہ ہے۔ میں نے ابھی آنحضرت کو دیکھا ہے۔ کہ قافلے کے آگے آگے جا رہے ہیں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا۔

marfat.com

کہ آنحضرت کو کس حالت میں دیکھا ہے. اس نے کہا. کہ سفید لباس میں ابلق گھوڑے پر سوار جا رہے ہیں. سارے سے حیران رہ گئے. اور آنحضرت پر اعتقاد زیادہ ہو گیا آنحضرت کے وصال کے بعد خانقاہ کی مسجد کا فرش مخدوم زادوں نے از سر نو درست کیا. جہاں آنحضرت وضو کیا کرتے تھے. وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنایا. حضرت قیوم زماں کا ایک تصرف یہ ہے کہ موسم گرما میں جبکہ سخت دھوپ ہوتی کہ پتھر پر روٹی پک سکے. لیکن ایسی سخت گرمی میں اس چبوترے پر گرمی کا ذرہ اثر نہیں ہوتا - چبوترے کے نیچے پاؤں نہیں رکھ سکتے ؎

بہ زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود　　　سالہا سجدہ گہہ اہلِ جہاں خواہد بود

احوال اولاد امجاد حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ اللہ کی اولاد کی تعداد چھ ہے. چار لڑکے اور دو لڑکیاں. لڑکوں میں سے سب سے بڑے شیخ محمد عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں. آپ ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے جیسا کہ قیومیت کے دوسرے سال میں بیان ہو چکا ہے. آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی. جب آپ آنحضرت کی زندگی میں بیمار ہوا کرتے تھے تو آنحضرت سارا سارا دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خواجگان کا ختم پڑھا کرتے. آپ نے اپنے والد بزرگوار سے سلوک باطنی ولایت تک حاصل کیا. آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم پر خاص الخاص نظر عنایت رکھتے ہیں. لیکن آپ پر جذبہ غالب ہے. عموماً مغلوب الاحوال رہتے ہیں

marfat.com

اسس واسطے لوگوں سے انس بہت کم کرتے ہیں۔ گوشہ نشینی کو میل جول پر ترجیح دیتے ہیں۔ خلق۔ حلم۔ تواضع اور نیستی جیسا کہ اہل اللہ کا طریقہ ہے۔ آپ میں پورے طور پر پائی جاتی تھیں۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ شیخ محمد کریم بخش سلمہٗ ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جد بزرگوار کے کمالات کا وارث بنائے۔ آمین رب العالمین۔

حضرت شیخ عبدالقادر آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے دوسرے فرزند مکارم اخلاق و کثرت فضائل میں سب سے بے نظیر ہیں۔ آپ ۲۹ رمضان ۱۱۲۰ھ کو پیدا ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے ساتویں سال میں لکھا گیا ہے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت شیخ الجن والانس عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا تھا۔ کہ اس سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو اپنے وقت میں ممتاز ہوگا۔ اس کا نام عبدالقادر رکھنا۔ آنحضرت نے آپ کی پیدائش کے بعد آپ کا اسم مبارک حسب الارشاد عبدالقادر رکھا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد

ف ۱۔ فاضل مؤلف نے کتاب روضۃ القیومیہ کی تالیف کے وقت حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے جو افراد موجود تھے۔ ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ مگر اس تالیف کے بعد حضرات مجددیہ پر بہت سی کتابیں سامنے آئی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب انساب انجابہ مؤلفہ محمد حسن مجددی قدس سرہٗ سنہ ۱۳۴۰ھ ر ۱۹۲۱ء سامنے آئی تو حضرات خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے بعض متاخرین حضرات کا ذکر بھی سامنے آیا ہے۔ شیخ محمد کریم بخش قدس سرہٗ حضرت خواجہ محمد زبیر کے پوتے تھے۔ آپ کے چار اور بھائی بھی تھے جن میں رحیم بخش۔ محمد بخش (لاولد) فیض بخش اور الٰہی بخش تھے۔ فیض بخش کے ایک بیٹے نبی بخش لاولد رہے۔ الٰہی بخش کی ایک بیٹی لاولد تھیں۔ اس طرح شیخ محمد کریم بخش کی اولاد آگے نہ بڑھ سکی۔

marfat.com

خانقاہ کے خلیفہ آپ ہی بنائے گئے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح شام حلقہ مراقبہ، ذکر، شغل میں مشغول رہتے۔ پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔ جماعت کثیر کے ساتھ نہایت خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کے حالات پوچھتے۔ پھر خلوت میں چلے جاتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد چاشت تک خانقاہ میں مراقبہ کرتے اور پھر اشراق کی نماز ادا کرکے محل میں تشریف لے جاتے ہیں۔ عصر سے لے کر رات کے تیسرے حصّے تک خانقاہ میں اوراد ونوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں دائرہ ظلال سے اصول تک اور اصول سے شیونات و اعتبارات ذاتیہ تک ترقی کی۔ اور دلالت سے مدلول تک پہنچے۔ شریعت وطریقت کے سخت پابند ہیں۔ خلق۔ وقار۔ تمکین اور خصوصًا استغنا اس قسم کا ہے جیسا آنحضرت کا تھا۔ آپ میں عجز وانکسار بکثرت ہے۔ لیکن دولتمندوں کی تعظیم نہیں کرتے۔ اوران کی دعوت قبول نہیں کرتے۔ اپنے مخلصوں کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کے لئے جاتے ہیں غرضیکہ اپنے والد ماجد کے قدم بقدم ہیں اور آج سلسلہ عالیہ علیہ احمدیہ معصومیہ نقشبندیہ زبیریہ کے چراغ ہیں ؎

از و روشن چراغ نقشبندی　　　از و سرسبز باغ نقشبندی

حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ و دودمان قیومیت کے برگزیدہ اور خاندان قطبیت کے خلاصہ کے وجود مسعود سے روشن ہے۔ جہان کے نہ حل ہونے والی مشکلات آپ کی توجہ شریف سے حل ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت خلیفۃ اللہ کے تمام مریدوں اور خلفاء کے سر پر بحق نون وصاد سلامت رکھے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں شامل ہیں۔

شیخ عبدالقدیر و شیخ عبدالمقتدر	یہ دونوں فرزند حضرت خلیفۃ اللہ کی زندگی میں تین یا اس سے کچھ زیادہ سال کی عمر میں فوت ہوگئے۔

marfat.com

عبدالقدوس[1] اور عبدالقیوم

یہ دونوں اب موجود ہیں۔ دونوں ہی آنحضرت کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر دونوں معمر، صالح اور اپنے جد بزرگوار کا قائم مقام کرے۔ فرزند کلاں مخدوم زادہ شیخ محمد عزیز یعنی محمد کریم بخش اور فرزند مخدوم زادہ شیخ عبدالقادر دونوں آنحضرت کے وصال کے بعد چند روز پیچھے بعد دیگرے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حدیقۂ قیومیت کے ان نونہالوں کو درجۂ تکمیل تک پہنچائے۔ لڑکیاں ابھی چھوٹی ہیں۔ شیخ عبدالقادر حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت مروج الشریعت کے پوتے شاہ محمد زبیر کی لڑکی سے منسوب ہیں۔

حضرت خواجہ محمد احرار ثانی نور اللہ مرقدہٗ

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ سنہ ۱۱۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے سترھویں سال میں بیان ہو چکا ہے۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کو تمام فرزندوں سے عزیز تھے۔ آنحضرت آپ پر بدرجۂ اتم توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اور عمدہ اشارات و بشارات جن سے اولیاء ممتاز ہوتے ہیں۔ آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ آنحضرت کی زندگی ہی میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

---

[1] حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں۔ لڑکا شاہ احمد بخش تھا۔ جس کے ہاں بیٹا سراج الزبیر تھا۔ جو تیس سال تک کابل میں قیام پذیر رہا۔ اور وہاں ہی فوت ہوا۔ سراج الزبیر کے دو بیٹے محمد زبیر اور محمد عزیز تھے۔ مؤلف ہدیۂ احمدیہ نے محمد زبیر کو دہلی میں دیکھا تھا۔ وہ دہلی میں سنہ ۱۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ۴ رجب سنہ ۱۳۰۸ھ میں فوت ہوئے تھے۔ محمد زبیر کے تین بیٹے نصیر الزبیر، سعید الزبیر اور محمد عزیز دیر تک زندہ رہے۔ (انساب انجاب)

آنحضرت کو آپ کی وفات کا سخت قلق ہوا۔ اغلب ہے کہ اس قسم کا آنحضرت کو ساری عمر میں کبھی نہیں ہوا ہو گا۔ چنانچہ آنجناب نے آپ کی وفات کے بعد باغ کی جو ہر جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔ ترک کر دی۔ اور چند روز سالکوں کو توجہ دینا بھی ملتوی کر دیا۔ آنحضرت کے اوقات میں پورا تغیر و تبدل ہو گیا۔ اور اس غم سے آنحضرت لاغر بھی ہو گئے۔ اور دن بدن ضعف غالب آتا گیا۔ حتی کہ آنحضرت مرض سل میں مبتلا ہو گئے۔ اور اسی مرض سے اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ خواجہ محمد احرار کا وصال ۱۱۳۶ھ میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ جو حضرت عروۃ الوثقٰی کے روضہ منورہ میں دفن کی گئی۔ چنانچہ یہ معاملہ قیومیت کے دوسرے سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔

شیخ محمد معصوم مغفور

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ شیر خوارگی ہی میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا کہ اگر اس فرزند کی عمر نے وفا کی۔ تو ایک بڑا ولی ہو گا۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی بیٹیاں دو ہیں۔ فاطمہ ثانی، بدر النساء۔ جو ۱۱۲۰ھ رشتہ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ آپ پر نہایت متوجہ تھے۔ اور آپ سے بدرجہ غایت محبت کرتے تھے۔ جو تحفہ آنحضرت کی خدمت میں آتا۔ سب آپ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ دن میں ایک دفعہ ضرور بالضرور بنفسِ نفیس دیکھنے جایا کرتے تھے بلکہ اس آخری مرض میں بھی جبکہ ضعف بدرجہ کمال ہو گیا۔ جانے میں کبھی ناغہ نہ کیا۔ آنحضرت آپ کی باطنی صفائی کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا تھا دنیا سے بالکل قطع تعلق کر کے دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔

marfat.com

آنحضرت کی دوسری بیٹی کا اسم مبارک سراج النساء جہاں ہے۔ آپ آنحضرت زندگی میں چودہ سال کی عمر میں اس جہانِ ناپائیدار سے رخصت ہوئیں۔ آنحضرت نے آپ کی نعش کو سرہند بھیج دیا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔

مذکورہ بالا اولاد کے علاوہ حضرت خلیفۃ اللہ کی اور اولاد بھی ہے لیکن وہ شیر خوارگی کی حالت میں اس دارفانی سے رخصت ہوئی۔ چونکہ ان کے نام بھول گیا ہوں۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کے اہل بیت تین تھے۔ ایک مخدوم زادہ کلاں، شیخ محمد عزیز اور شیخ عبدالقادر کی والدہ دوسرے خواجہ محمد احرار ثانی، فاطمہ زمانی اور رقیہ ثانی کی والدہ۔ تیسرے مخدوم زادہ کلاں کی والدہ، شیخ محمد کی والدہ آنحضرت کی زندگی ہی میں چل بسیں۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ خواجہ محمد احرار کی والدہ ابھی زندہ ہیں۔

---

marfat.com

کتاب روضۃ القیومیہ کی تصنیف کی اجازت

جب میں نے اس کتاب کو تالیف کرنا چاہا. تو اس خیال کو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا. اور کتاب کی تالیف کی درخواست کی. آنحضرت نے استخارہ کے بعد اجازت دی اور نہایت تاکید سے فرمایا. جو کچھ صحیح صحیح ہو گا وہی لکھنا سرمو مبالغہ نہ کرنا. میں نے عرض کیا کہ مجھے جناب کے خلفاء کا حال مفصل معلوم نہیں. فرمایا جس وقت ہم یاروں کو توجہ دیتے ہیں. تم پاس رہا کرو. میں حسب الحکم توجہ کے وقت حاضر رہتا. جب آنحضرت لوگوں کو توجہ دیتے تو مجھے پاس بٹھا لیتے جس کو کسی ابتدائی متوسط یا انتہائی حالات کی خوشخبری عنایت کرتے مجھے سنا لیتے. جو یار دوسرے علاقوں میں تھے ان کے حالات خود بیان فرمایا کرتے تھے. بعد ازاں فرمایا. کہ بلا کم وکاست یہی حالات لکھ دینا. کسی کی آشنائی کا خیال نہ کرنا. حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں میں سے جو اشخاص میرے مریدوں میں داخل ہیں. ان کے حالات پہلے لکھنا. کیونکہ وہ باقی تمام جہان سے اشرف ہیں. میں (مولف) نے بارہا کتاب شروع کرنی چاہی لیکن بعض رکاوٹوں کے سبب شروع نہ کر سکا. آنحضرت کے آخری سال جلوس قیومیت میں شروع کی. پھر میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب کے یاروں اور خلفاء کے حالات کس طرح لکھوں فرمایا. اب تمہیں ان کے حالات معلوم ہیں. سو اپنے علم کے موافق لکھ دو. اب

marfat.com

جو کچھ مجھے معلوم ہے لکھے دیتا ہوں۔ آنحضرت کی زندگی میں اس کتاب کے چند اجزاء تیار ہوئے تھے۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد دو سال تک بہ سبب غم و الم میں بدحواس رہا۔ جب غم کو ذرا تخفیف ہوئی تو پھر اس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔

فہرست خلفاء و مریدان خاص حضرت خلیفۃ اللہ

میر محمد نعمان حق رسا معصومی، شیخ محمد حسن معصومی، شیخ محمد احمدی، شیخ وجیہ الدین احمدی، شیخ عبدالحی احمدی، شیخ محمد امام معصومی، شیخ فدا احمد، شیخ محمد عابد سلطان پوری۔ صوفی فرمان کابلی، شیخ عبدالرحیم لاہوری، صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری، شیخ محمد امین لاہوری شیخ گل محمد لاہوری، صوفی کامل کابلی، شیخ عادل سامانی، صوفی فرہاد پشاوری، صوفی عوض باقی کابلی، صوفی ابوتراب برلاس خوشابی، خواجہ ضیاء اللہ کشمیری، صوفی فرہاد پشاوری۔ خواجہ نوراللہ کابلی، خواجہ محمد امین کابلی، صوفی محمد روشن، صوفی محمد نیلی پوش، شیخ علی اصغر سیالکوٹی، شیخ محمد صدیق سیالکوٹی، خواجہ محمد ناصر نقشبندی، خواجہ عبدالرحمن خواجہ محمد میر یعقوبی مراد آبادی، شیخ احمد کاتب سیالکوٹی، میر سعد اللہ ننگرہاری، حاجی شکراللہ کابلی، داراب کابلی، صوفی فیروز ملتانی، خواجہ عباداللہ، خواجہ فیض اللہ کابلی شیخ سعدالدین پشاوری، اخون موسیٰ، شیخ ابوتراب پشاوری، شیخ محمد دمشقی، خواجہ اسداللہ بخاری، خواجہ عزیز اللہ بدخشی، صوفی لعل سبحانی، حاجی سعادت اللہ، صوفی فیض بخش رہتاسی، شیخ محمد افضل مولوی، صوفی محمد رہتاسی، خواجہ فقیر سبحانی، شیخ

marfat.com

ولی محمد بہاری، صوفی محمد اشرف شمس آبادی، حافظ جمال محمد شاہ آبادی، شیخ محمد عادل اکبر آبادی شیخ محمد عارف بنگالی۔ شیخ محمد افضل بنگالی۔ صوفی ابوالحسن بلخی، صوفی قندری، شاہ مقیم بدخشی، صوفی دوزی بدخشی، خواجہ عبدالرحمٰن کولابی[1]، غلام محی الدین افغان، صوفی نواب افغان۔

احوال یاران مبشران حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

صوفی میرزا، صوفی فقیر احمد، صوفی حفیظ اللہ، صوفی شیخ علی، صوفی محمد اعظم سیالکوٹی صوفی عبدالرحیم سیالکوٹی، غلام احمد سلطان پوری، صوفی بخشندہ، عزیز قلی خاں، صوفی عبداللہ خوشابی، صوفی صدیق، صوفی گاہی، خواجہ عبدالمنان، صوفی صفدر شاہ اندرابی، صوفی محمد شریف عرب، صوفی یار محمد کفش فروش، صوفی عبدالحکیم کشمیری، صوفی محمد صادق، صوفی محمد عاقل، مولوی احمد قصوری، حافظ سعد اللہ لاہوری، مولوی مرزا عبدالرحیم کابلی صوفی محمد حلیم، ملا عبداللہ افغان، ملا محمد دم، میر ہزار کابلی، صوفی غلام محمد سرہندی خواجہ عبداللہ کابلی، آخون سلطان افغان، محمد کبیر شاعر کابلی، حافظ جمال اندرابی، حاجی جمال آنحضرت کا دودھ بھائی، عبدالرحمٰن سمرقندی، حاجی قلندر بدخشی، خواجہ عبداللہ،

---

[1] کولاب کو ختلان بھی کہتے تھے۔ سید علی ہمدانی جب آخری دفعہ کشمیر سے اپنے وطن ختلان جاتے ہوئے پکھلی موجودہ ہزارہ ضلع کے قریب فوت ہوئے تو آپ نعش مبارک کشمیر سے ختلان لے جا کر دفن کی گئی تھی۔
(منی کشیر ازی)۔

marfat.com

ملا شمس الدین کاشغری، حافظ سبیت اللہ افغان، دوست محمد افغان اور محمد سالم کابلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء اور یاروں کے حالات لکھنا خارج از تحریر ہے۔ صرف ان کے نام ہی لکھے جائیں تو کئی ضخیم رجسٹر درکار ہیں۔ آنحضرت کے صاحب حال یاروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی صورت کا بھی آشنا نہیں ہوں۔ اور نہ ان کے نام کی بھی خبر ہے۔ بعض ایسے ہیں کہ نام سن رکھے ہیں۔ لیکن شکل نہیں دیکھی۔ جن کا نام اور شکل ہر دو یاد نہیں۔ ان کے حالات نہیں لکھے گئے۔

سید محمد نعمان حق رسا احمدی معصومی سرہندی

حسب ذیل طور پر چار واسطہ سے آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتے ہیں۔ میر محمد نعمان حق رسا بن خواجہ محمد پارسا بن حضرت عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد حرمین الشریفین کی زیارت کے لیے چلے گئے۔ وہاں حکم ہوا کہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے فیض اخذ کرو۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی سنا تھا کہ حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب الاقطابی کا منصب حاصل ہے اس واسطے جب سفر حج سے واپس آئے۔ تو آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور تجلی صفات، تجلی ذات زوال عین اور ولایت و کمالات نبوت کے انتہائی مقامات کی عمدہ عمدہ خوشخبریاں عنایت فرمائی تھیں۔ جیسا کہ آنحضرت کے حسب ذیل مکتوب سے معلوم ہوتا ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ علیٰ کل حال۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی اس درویش کی طرف سے سلام عافیت انجام قبول فرمائیں۔ اپنا

marfat.com

مشتاقِ دیدار سمجھ کر دعائے ترقی دارین میں مشغول سمجھیں۔ برادر مہربان کا مکتوب مرغوب عین انتظار میں پہنچا۔ اور حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ پہلے جو کمالات وجود سے عدم کو پہنچے تھے۔ میں پھر انہیں اصل کی طرف۔ لوٹتا ہوا پاتا تھا۔ اب عدم عدم سے ملحق ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ حالت بہت اچھی ہے۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حالت کو تجلی ذات سے موسوم فرماتے ہیں۔ میں بھی قریب قریب آپ کی یہی حالت پاتا ہوں۔ اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجا لائیں۔ اور ترقی کا خیال کریں۔ آپ کی لیاقت اور قابلیت اس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے علم سے عملی صورت میں لائے۔ میں ہر رات آپ کی ظاہری و باطنی ترقیات کے واسطے دعا کرتا رہتا ہوں۔ نور چشمی بیچی بیگم بمعہ والدہ سلام کہتی ہیں۔ ہر رات دعا کے وقت مجھے بھی یاد فرمایا کریں۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شاہ محمد رضا کو سلام ہمشیرہ بی بی رقیہ بانو کا سلام۔ میاں محمد احسان مشتاقانہ سلام عرض کرتے ہیں۔ جب آپ کے ہاں فرزند پیدا ہو۔ آپ میرے بھانجے کی دایہ یعنی جو میاں محمد عزیز کی دایہ ہے مقرر کریں۔" آپ کے کچھ حالات اور آپ کا مرید ہونا قیومیت کے تینتیسویں سال میں بیان ہو چکا ہے۔

شیخ محمد محسن احمدی معصومی سرہندی

آپ کا سلسلہ حسب ذیل ترتیب سے پانچ واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمد محسن بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ بچپن ہی سے حضرت خلیفۃ اللہ کے منظورِ نظر تھے۔ آنجناب آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے خصوصاً آخری عمر میں آنحضرت کے معتمد آپ ہی تھے۔ اور اکثر حضرت خلیفۃ اللہ فرمایا

کرتے تھے۔ کہ مجھے جو انس محمد محسن سے ہے۔ کسی اور سے نہیں۔ حضرت قیوم زماں نے آپ کو عمدہ بشارات جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص سے ہیں۔ عنایت فرمائیں۔ آپ شریعت وطریقت کے سخت پابند اور ورع وتقوےٰ میں بے نظیر ہیں۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا پسندیدہ طریقہ ہے۔ دن رات میں کوئی ایسا وقت نہیں جو عبادت وطاعت سے خالی ہو۔ حضرات سرہند کے طریقے کے پورے پورے پابند ہیں۔ آج حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں بلکہ تمام طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ میں شیخ محمد محسن بے نظیر ہیں۔

شیخ محمدی احمدی سرہندی

آپ کا سلسلہ حسب ذیل چار واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمدی بن شیخ حسن علی مشہور بہ شاعر چراغ بن شیخ ضیاء الدین یوسف بن حضرت شیخ محمد یحییٰ معروف بہ شاہ جیون بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ شیخ محمدی نے پہلے اپنے جد بزرگوار شیخ ضیاء الدین یوسف سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ ان کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے اپنی پر مہربانی کر کے طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور تھوڑی مدت میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے ظاہری علم بھی پایہ تحصیل تک حاصل کیا تھا۔ علم کلام اور علم تصوف میں بھی بے نظیر تھے۔ آجکل تصوف میں ایک کتاب مسمیٰ "مواہب احمدیہ" تصنیف فرمائی ہے۔ جو مَیں نے بھی دیکھی ہے۔ واقعی اس میں عجیب وغریب علوم بیان فرمائے ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا۔ کہ ان کا بیان کنندہ ابنائے جنس سے ممتاز ہے۔

شیخ وجیہ الدین احمدی سرہندی

آپ کا سلسلہ نسب حسب ذیل طور سے چار واسطوں سے حضرت مجدد الف

marfat.com

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ وجیہہ الدین محمد درویش بن شیخ زین العابدین المشہور بہ شیخ فقیر اللہ بن حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے جد بزرگوار کے بھائی شیخ ضیاء الدین یوسف سے حاصل کیا۔ ایک روز اثنائے سلوک میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار فائض الانوار پر بیٹھے تھے کہ آنحضرت نے آپ پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ قطب وقت شیخ محمد زبیر کی خدمت میں جاؤ۔ اور انہیں سے توجہ باطنی کے لئے درخواست کرو۔ آپ نے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق حضرت قیومیت مآب قیوم زمان کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنحضرت کو شیخ ضیاء الدین یوسف کی خاطر توجہ دینے میں تامل تھا۔ میں کسی تقریب سے سرہند جا رہا تھا۔ مجھے فرمایا کہ تم جب سرہند جاؤ۔ تو شیخ ضیاء الدین یوسف سے پوچھنا کہ شیخ وجیہہ الدین کو مرید کروں یا نہ۔ جب اجازت ملی۔ تو آنحضرت نے آپ کو مرید کیا۔ آپ بھی صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں ولایت صغریٰ کبریٰ اور علیا اور کمالات نبوت وغیرہ کی بشارات فرمائیں۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ ورع۔ تقویٰ۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا شعار ہے۔

شیخ عبد الحی احمدی سرہندی آپ تین واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ شیخ عبد الحی بن شیخ عبد اللطیف بن دختر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ معہ فرزندوں کے حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے اپنے بڑے فرزند کو خلافت بھی عنایت فرمائی۔ آپ صلاح۔ ورع اور تقویٰ سے آراستہ اور شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے۔

marfat.com

شیخ محمد امام احمدی سرہندی

آپ شیخ عبدالحی کے بڑے فرزند ہیں آپ کی والدہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت صبغۃ اللہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ شروع ہی سے آپ پر مہربان تھے۔ آنحضرت نے ظلال اور اصول کی بشارات عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرما کر کابل کی طرف روانہ کیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور عجیب و غریب حالت پیدا کی۔ واقعی شیخ محمد امام صاحب جذبہ قوی تھے۔ آنحضرت بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ امام صاحب جذبہ ہیں آپ ورع۔ تقویٰ۔ صلاح۔ علم۔ حلم۔ خلق۔ تواضع۔ فروتنی میں بے نظیر اور شریعت و طریقت پر کاربند تھے۔ ظاہری علم بھی تحصیل کے درجے تک حاصل کیا۔

شیخ فدا احمد احمدی سرہندی

آپ بھی شیخ عبدالحی کے فرزند ہیں اپنے بڑے بھائی شیخ محمد امام کے ساتھ حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے چند مرتبہ بھائی کے ساتھ سرہند سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور آنحضرت کی باطنی توجہات کی سعادت حاصل کی۔ بلکہ آپ کے حق میں آنحضرت نے بعض بشارات بھی عنایت فرمائیں۔

شیخ محمد عابد سلطانپوری قدس سرہٗ

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ اس کا عروج اکثر اولیاء سے اونچا واقع ہوا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ صاحب عروج سے کرامات بکثرت ظہور میں آئیں۔ واقعی شیخ صاحب سے کرامات بکثرت ظاہر ہوئیں۔ آنحضرت نے آپ کو طریقہ احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں۔ ولایت احمدی تو خاص طور پر فرمائی۔ سرہند اور لاہور کے درمیانی علاقے کے قطب تھے۔ آپ اوصاف کریمہ و اخلاق حسنہ سے موصوف اور شریعت و طریقت کے

marfat.com

سخت پابند تھے۔ امراء اور اغنیاء سے سخت متنفر تھے۔ چنانچہ لاہور کے حاکم نے کئی مرتبہ آپ کی زیارت کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ نے منظور نہ فرمائی۔ آخر وہ شکار کے بہانے آپ کی زیارت کے لئے سلطانپور آیا۔ براہِ راست اس واسطے نہ آیا۔ کہ کہیں شیخصاحب سلطانپور نہ چھوڑ جائیں۔ جب آپ کی خانقاہ کے قریب پہنچا تو آپ اس کی آمد کی اطلاع پاکر کہیں جا چھپے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ شیخصاحب کہاں ہیں۔ حاکم نے خانقاہ میں جاکر دیکھا کہ شیخ صاحب موجود نہیں۔ خانقاہ والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ ہمیں معلوم نہیں۔ آخر وہ دوپہر تک انتظار کرتا رہا۔ آپ کے یاروں اور شاہی ملازموں نے بہتیری دیکھ بھال کی لیکن آپ کا پتا نہ ملا۔ دو ایک روز اور بھی حاکم وہاں رہا۔ لیکن جب دیکھا۔ شیخ صاحب بالکل متنفر ہیں تو ناامید ہو کر لاہور واپس چلا گیا۔ شیخصاحب آنحضرت کے وصال سے ایک ماہ پیشتر ۱۱۵۲ھ ر ۱۷۳۹ء میں دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آنحضرت کو اُن کی وفات کا سخت افسوس ہوا۔ فرمایا۔ کہ محمد عابد تم نے جہان سے رخصت ہونے میں سبقت کی ہے۔ اچھا ہم بھی عنقریب آیا چاہتے ہیں۔ نیز آپ کے حق میں فرمایا کہ وہ ہمارے یاروں میں ممتاز اور مستثنیٰ تھے۔

صوفی محمد فرمان کابلی سلمہ ربہ؛ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ بلا نے سلوک باطنی ابتدا سے کر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت کابل دے کر رخصت کیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اس علاقے کے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ وہاں کے مشائخ اپنے مریدوں کے منحرف ہونے پر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے تھے۔ سب نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا۔ کہ کسی طرح صوفی صاحب کو شرمندہ کرنا چاہیئے۔ آخر یہ

marfat.com

قرار پایا کہ تمام مشائخ و علماء اور رؤسائے شہر کی دعوت کرنی چاہیئے۔ اور اس میں صوفی صاحب کو بلا کر جو مصلحت وقت ہو ان سے پوچھنا چاہیئے۔ دوسرے دن جب قرار داد شہر کے تمام چھوٹے بڑے جمع کر کے صوفی صاحب کو بلایا۔ جب آپ آئے تو تو آپ نے دشمنی کے طور پر پوچھا۔ کہ یہ کہاں کے درویش ہیں ؟ کہ تم نے ہمارے مریدوں کو منحرف کر لیا ہے۔ یہ بات طریقت میں حرام ہے۔ آپ نے ناراض ہو کر کہا۔ کہ تم نیکی سے کیوں روکتے ہو۔ انہیں خدا شناسی سے منع کرتے ہو۔ نہ تم میں اس قدر طاقت ہے کہ تم انہیں فائدہ پہنچا سکو۔ اور نہ کسی اور سے فائدہ اٹھانے دیتے ہو۔ انہوں نے پوچھا تمہیں یہ کیونکر معلوم ہے کہ ہم سے لوگوں کو باطنی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور تم سے پہنچتا ہے۔ صوفی صاحب نے فرمایا۔ آزما لو۔ وہ بھی اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ بعد ازاں کھانے کے تھال سربمہر صوفی صاحب کے پاس لائے۔ اور پوچھا۔ کہ بتاؤ ان میں کس کس قسم کا کھانا ہے۔ آپ نے بلاکم و کاست تمام چیزیں بتلا دیں۔ تمام مشائخ و علماء دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور اپنے خیال سے توبہ کی۔ اسی مجلس میں اکثر آدمی آنحضرت کے مرید ہوئے۔

ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ میرے پاس قوت تصرف کا بیان فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے تپ ہو گیا۔ صبح سے ظہر کی نماز تک بڑے شدت کا بخار رہا۔ اتنے میں صوفی محمد فرمان نے آ کر عرض کیا۔ کہ ہم جناب کو ایسی حالت میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ پس اس تپ کو اپنے پر لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر میرے پاس سے اٹھا اس کے جاتے ہی میرا تپ زائل ہو گیا۔ ایک گھڑی نہ گذری تھی کہ لوگوں نے آ کر عرض کیا۔ کہ صوفی صاحب تپ محرقہ میں مبتلا ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ صوفی نے ہمارا تپ خود لیا ہے یہ مناسب نہیں کہ اسے تکلیف کی حالت میں چھوڑیں۔ بعد ازاں دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے صوفی صاحب کو شفا عنایت فرمائی۔

ایک روز میرے والد ماجد نے فرمایا۔ کہ جن دنوں میں اپنے مرض کا علاج کرا

رہا تھا۔ میرا بہت سارو پیہ بیماری پر صرف ہوا۔ انہیں دنوں صوفی صاحب نے آکر عرض کیا۔ کہ جناب نے اس قدر تکلیف اور اس قدر روپیہ صرف کیا ہے۔ آپ کا یہ مرض زائل نہیں ہوگا۔ بہتر ہے کہ جناب اس پر روپیہ صرف نہ کریں۔ لیکن اس وقت صوفی صاحب کی بات کسی نے نہ مانی۔ بعد ازاں بہتیرے علاج کیئے گئے لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوا۔

صوفی صاحب دنیا سے قطع تعلق کیئے ہوئے تھے۔ سخت سے سخت مجاہدے اور ریاضتیں کرتے تھے۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا رنگ ڈھنگ گذشتہ اولیار کی طرح تھا۔

شیخ عبد الرحیم لاہوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفار سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے لے کر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے حضرت حجۃ اللہ کے بعد آپ ہی کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ ورع و تقویٰ میں کامل اور حضرات سرہند کے طریقہ علیہ پر کار بند تھے۔ ۱۱۳۲ھ مر ۱۷۱۹ء میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے صوفی مرزا جانی ابدال کو لاہور بھیجا۔

صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلیفہ اور منظور نظر ہیں۔ لڑکپن ہی سے آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر خاص طور پر مہربان تھے۔ اس طریقہ علیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائی تھیں۔ اور خلافت دے کر لاہور روانہ کیا۔ آپ ہر سال ماہ رمضان میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے چند ماہ خانقاہ میں رہ کر پھر حسب الارشاد لاہور واپس چلے جاتے۔ بعض اوقات آئندہ ماہ رمضان تک یعنی سال بھر ہی آنحضرت کی خدمت میں رہتے۔ آپ کو اس

marfat.com

طریقہ کے خصائص یعنی مقامات بلند اور کمالات ارجمند حاصل تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ اور ورع اور تقوےٰ سے موصوف۔ ان باتوں کے علاوہ آنحضرت نے ابدالی خدمت بھی آپ کے سپرد کر رکھی تھی۔

ایک روز میں نے بھی صوفی صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ سے بھی ویسی ہی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جو ابدالوں سے ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ اہل اللہ کے ہاں یہ امر مسلمہ ہے کہ ابدال کثیر الخوارق ہوا کرتے ہیں۔ صوفی صاحب انکسار سے ہی کام لیتے رہے۔ ہم یہی گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اتفاقاً صوفی صاحب کا ایک مخلص دور دراز کا سفر طے کر کے آنکلا۔ اور کہنے لگا۔ کہ فلاں جنگل میں میں شیر سے دو چار ہوا۔ مجھے وہ ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسی وقت صوفی صاحب کے باطن کی طرف توجہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ صوفی صاحب نے وہاں آکر شیر کو جھڑکا جو آپ کو دیکھتے ہی بھاگ گیا۔ اور میں اس بلا سے بال بال بچ گیا۔ جب اس نے صوفی صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا۔ تو میں (مؤلف) نے صوفی صاحب کو کہا۔ کہ آپ سے اس موقعہ پر دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک وہ جو اس شخص نے بیان کی ہے۔ دوسرے یہ کہ میں آپ سے کرامات کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ سو میرے سوال کا جواب بھی مل گیا۔ صوفی مرزا جانی آنحضرت کے وصال کے وقت موجود تھے۔

صوفی گل محمد لاہوری آپ خانقاہ کے قدیمی خدمت گذار ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کر کے لاہور بھیجا۔ آپ ورع تقوےٰ۔ حلم، خلق، تواضع اور انکسار سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند تھے۔ ۱۳۱۰ھ ہجری / ۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے اس کے بھائی شیخ محمد امین کو لاہور بھیجا۔

شیخ محمد امین لاہوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کر کے لاہور بھیجا۔ آنحضرت آپ کی صفائے باطنی۔ تندی و صحت کشف کی تعریف کرتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک دفعہ شیخ محمد امین معتکف تھے اس دن ماہِ رمضان کی انتیسویں تھی۔ لوگوں نے آپ سے بیان کیا۔ کہ نجومیوں کی رائے ہے کہ چاند کل دکھائی دے گا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ماہِ رمضان تو گذشتہ رات رخصت ہو چکا ہے۔ آج بالضرور چاند دکھائی دے گا۔ یہ خبر شہر میں مشہور ہو گئی جب شام ہوئی تو منجم جھوٹے نکلے اور اولیاء اللہ کی کرامت ظاہر ہوئی۔ یعنی چاند نکل آیا۔

ایک دفعہ حاکم لاہور[1] نے کسی تقریب سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستعفی ہونا چاہا۔ چنانچہ اس ارادے سے وہ شہر سے نکل کر تین کوس کے فاصلے پہ پہنچ گیا بعض دنیاوی امور کے واسطے چند روز وہیں رہا۔ اتنے میں اہل شہر نے شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم اس حاکم سے بہت خوش ہیں۔ ہم کسی اور حاکم کا آنا پسند نہیں کرتے۔ اس بارے میں آپ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس حاکم کو یہیں رہنے دے۔ آپ نے اس بارے میں دعا کر کے فرمایا۔ کہ بذریعہ کشف ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا حاکم آج رات شہر میں آجائے گا۔ اور مدت تک اس شہر پر حکمران رہے گا۔ عصر کا وقت تھا کہ بادشاہ کا قاصد آیا۔ اس نے حاکم کو کہا۔ کہ بادشاہ کے پاس

---

[1] کیا ہی اچھا ہوتا کہ مؤلف حاکمِ لاہور کا نام لکھتے اور سال بھی لکھ دیتے۔

(رضی شیرازی)

تمہارے جانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہیں اس خدمت کو انجام دیتے رہو۔ شام کے وقت حاکم پھر لاہور آگیا۔ شیخ صاحب کشف و کرامت سے موصوف اور شریعت و طریقت کے پابند تھے۔

صوفی محمد کامل کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ پہلے آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے۔ بلکہ بعض بشارات بھی حاصل کی تھیں۔ لیکن ان دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی رہتے ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ کمال مہربان تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ صوفی ہمارا ہم پیر ہے۔ آنحضرت نے صوفی صاحب کو اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ لیکن صوفی صاحب تادم مرگ آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ سے جدا نہ ہوئے۔ صرف ایک دفعہ حسب اللہ شادحج کے لیے گئے۔ آپ نہایت متواضع، منکسر المزاج اور فروتن تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ آپ آنحضرت کی زندگی میں ۱۱۳۴ھ ر ۱۷۲۱ء کو فوت ہوئے۔

صوفی محمد فرہاد پشاوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے لے کر انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ علیا کی تمام بشارات حاصل کر کے آنحضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت صوفی صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حتیٰ کہ صوفی صاحب کو اپنا ضمنی فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت پورے پینتیس سال کی ہے۔ دن رات خانقاہ میں موجود رہتے۔ چند مرتبہ لوگوں نے صوفی صاحب کو کہا کہ آپ لوگوں کے ارشاد کے واسطے باہر کیوں نہیں جاتے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں آنحضرت کی مفارقت کی تاب نہیں لا سکتا۔ آپ ورع تقویٰ سے موصوف اور اپنے پیروں کے طریقہ پر کاربند تھے۔

marfat.com

شیخ محمد عادل سامانی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا اور آنحضرت نے آپ کو خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے زندگی کے تیس ۳۰ سال خانقاہ کی خدمت میں بسر کیئے۔ ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء میں وفات پائی۔ آپ نہایت حلیم، فروتن اور شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

صوفی عوض باقی کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا۔ کہ عوض باقی اور مرزا جانی دونوں نے لڑکپن ہی سے سلوک حاصل کر لیا ہے۔ آنجناب نے خانقاہ کی بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں صوفی صاحب اعلیٰ پایہ کے صاحب کشف اور اپنے پیروں کے طریقہ کے سخت پابند تھے۔

صوفی ابوتراب برلاس کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ تھے۔ آپ سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے کئی مرتبہ آپ کے حق میں فرمایا کہ ابوتراب نے سلوک باطنی شروع سے لے کر آخر تک ہماری خدمت میں حاصل کیا۔ آنحضرت نے اس طریقہ علیا احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں صوفی صاحب امیر کبیر بھی تھے۔ کیونکہ سلطان ہند کے امراء میں داخل تھے۔ لیکن کئی مرتبہ آنحضرت سے عرض کر چکے کہ میں اس امارت کو ترک کرنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تم نے اسے اپنے دل سے ترک کر دیا ہے۔ ہاتھ سے

کیوں جانے دیتے ہو۔ آپ ورع۔ تقویٰ۔ تواضع۔ انکسار۔ شکستگی اور نیستی سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے پر سخت کاربند تھے۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آنحضرت نے اُن کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ ہمارے خلفاء کے اول طبقہ میں داخل ہیں۔

خواجہ ضیاء اللہ کشمیری المشہور بہ احسن لین آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک اجل خلیفہ ہیں۔ آپ ورع۔ تقوے اور طریقہ احمدیہ معصومیہ کے سخت پابند ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور ولایت صغرائے کبرائے علیا کمالات نبوت بلکہ حقائق ثلاثہ تک کی بشارات خواجہ صاحب کو عنایت فرما کر اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ بارہا خواجہ صاحب کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ صاحب محبت و اعتقاد میں بینظیر ہیں۔

صوفی محمد برات خوشحالی کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے سلوکِ باطنی آنحضرت کی کی خدمت میں شروع سے آخر تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ آنحضرت کے مقبول تھے۔ آنحضرت کی خانقاہ کے اخراجات آپ ہی کے متعلق تھے۔ آپ خانقاہ کے یاروں کی خدمت کما حقہ کیا کرتے تھے۔ اور حتی المقدور اہل خانقاہ کی رضامندی کی کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کوئی بھی آپ سے ناخوش نہ تھا۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

صوفی محمد روشن آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ اکثر آنحضرت کے مخاطب تھے۔ خانقاہ کی متداولہ بشارات مثلاً تینوں ولائتیں صغریٰ، کبریٰ،

marfat.com

علیا. کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ تمہاری طبیعت ملک مالوہ کے شہر سارنگپور کے لوگوں سے پوری مناسبت رکھتی ہے بلکہ اس علاقے کا قطب بھی آپ ہی کو مقرر کیا۔ صوفی صاحب تقویٰ و ورع اور پیروئے سنت مصطفویہ میں بے نظیر تھے اور طریقہ احمدیہ معصومیہ کے سخت پابند تھے۔

اخون محمد موسیٰ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ علم ظاہری کے بھی بڑے جید عالم تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں ابتداء سے انتہا تک حاصل کیا۔ اور خانقاہ کی مروجہ بشارات مثلاً ولایت سہ گانہ۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے ایک روز آنحضرت نے اخون صاحب کو فرمایا کہ تمہارا باطن کابل کے علاقہ میں گندھک کے لوگوں سے مناسبت تامہ رکھتا ہے۔ اغلب ہے کہ وہاں کی خدمت تمہارے سپرد ہو۔ اخون صاحب شریعت و طریقت پر ثابت قدم تھے۔

مولوی اصغر علی سیالکوٹی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ۔ پہلے آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ایک واسطہ خلیفہ حافظ نور محمد سیالکوٹی کے مرید ہوئے جب حافظ صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے تو انہوں نے مولوی صاحب کو بھی آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت مولوی صاحب پر مہربان تھے۔ خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت کر کے خلافت سے مشرف فرمایا۔ مولوی صاحب ورع۔ تقویٰ۔ تواضع۔ نیستی۔ شکستگی علم۔ حلم۔ اور خلق سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر سخت کاربند تھے۔

ایک روز اتفاقاً مولوی صاحب سے ایسا فعل سرزد ہوا۔ جو از روئے شرع

marfat.com

مکروہ تھا۔ مولوی صاحب اس فعل کے سرزد ہونے سے بہت گھبرائے اور کانپے اور اپنا چہرہ سیاہ کر کے شہر میں ڈھونڈورا پیٹا کر نادم و تائب ہوئے۔ آنحضرت نے مولوی صاحب کے حق میں فرمایا تھا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مردہ کو زمین پر چلتے پھرتے دیکھنا چاہے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے۔ سو میرے یاروں میں مولوی اصغر علی ہیں۔ آپ علم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ بلکہ ایک جید عالم تھے۔ بہت سے لوگوں نے دونوں علوم میں آپ سے فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہے ہیں۔

خواجہ نور اللہ کابلی آپ آنحضرت کے ایک مخصوص و مقبول اور بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ آنحضرت کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند ہیں۔ آنحضرت آپ سے بڑے مہربان تھے۔ اور اکثر خواجہ کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ میں خواجہ صاحب کو اپنے بھائی کی طرح جانتا ہوں۔ اور اس طریقہ کی بشارات مثلاً ولایت صغرا۔ کبرا۔ علیا۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ آپ کو عنایت فرمائیں اور نیز خواجہ صاحب کے حق میں خوشخبری دی کہ تم اسم بامسمیٰ سر سے پاؤں تک محض نور ہو گئے۔ خواجہ صاحب شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

میر سعد اللہ ننگرہاری کابل کے گرد و نواح میں ننگرہار ایک علاقہ ہے۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ اخون ہوتے کے خلف الرشید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا بلکہ اکثروں نے خلافت بھی پائی ہے۔ میر صاحب تقویٰ و ورع سے موصوف اور شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں۔

marfat.com

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک صاحب کمال خلیفہ

صوفی نور محمد ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت آپ کی صفائے باطن اور تیزی و تندئ کشف کی تعریف کیا کرتے تھے۔ نیز ولایت ثلاثہ (صغریٰ۔ کبریٰ۔ علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارات بھی عنایت فرمائیں۔ صوفی صاحب اعلیٰ پایہ کے متقی، پرہیزگار اور خدا پرست تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے۔ ۱۱۵۱ھ ہجری ۱۷۳۸ء میں خانقاہ عالم پناہ میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی۔

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ

صوفی ابوالحسن بلخی ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی متداولہ بشارات سے مبشر ہوئے اور آنحضرت نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ اعلیٰ درجے کے عابد و زاہد اور شریعت و طریقت کے پابند تھے

ملک توران میں بخارا کے قریب قندر ایک

صوفی قندری شہر ہے۔ صوفی صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک کامل خلیفہ ہیں آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ شریعت اور اپنے حضرات سرہند کے طریقے پر پورے طور پر کاربند تھے۔ ۱۱۴۵ھ / ۱۷۳۲ء میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی۔

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک اول خلیفہ

خواجہ عزیز اللہ بدخشی اور خلیل اللہ کے فرزند رشید ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی مروجہ بشارات حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کو ان کے وطن مالوف، بدخشاں کی طرف،

marfat.com

روانہ کیا۔ آپ کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ حتی کہ وہاں کا بادشاہ آپ کے ساتھ پاپیادہ جاتا تھا۔ ایک روز بادشاہ نے کسی تقریب سے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ کے حالات دریافت کیے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آج گذشتہ اولیاء جیسے ہزارہا حضرت سلطان الاولیاء کے یار ہیں۔ بادشاہ اس وقت خاموش رہا۔ اس مجلس سے فارغ ہو کر اپنے اراکین سلطنت خواجہ صاحب کا گلہ کیا۔ کہ دیکھو خواجہ صاحب نے گذشتہ اولیاء کی کیسی اہانت کی ہے۔ خواجہ صاحب یہ سن کر سخت ناراض ہوئے۔ اور بے اختیار آپ کی زبان سے نکل گیا۔ کہ اگر ہم اس معاملہ میں سچے ہیں۔ تو حق تعالیٰ اس بادشاہ کو دنیا سے اٹھالے۔ ابھی ایک گھڑی نہ گذری تھی کہ بادشاہ کو درد قولنج ہوا۔ اور اسی رات اس جہان سے گذر گیا۔ دوسرے دن ارکان سلطنت نے جمع ہو کر خواجہ صاحب سے معافی مانگی۔ اور تخت سلطنت کے لئے ایک اور شہزادہ تجویز کیا۔ موجودہ بادشاہ معہ ارکان سلطنت خواجہ صاحب کا مرید ہوا۔ خواجہ صاحب اعلیٰ درجہ کے حلیم، علیم، خلیق اور متواضع تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

حاجی امان بدخشی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کر کے خانقاہ کی بشارات مثلاً ولایت صغریٰ، کبریٰ، علیا، کمالات نبوت وغیرہ حاصل کیں۔ اور آنحضرت نے آپ کو اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ حاجی صاحب حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے کے سخت پابند تھے۔

خواجہ محمد ناصر نقشبندی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ اللہ خواجہ بزرگ بہاؤ الدین نقشبندی کی اولاد سے ہیں۔ آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے

marfat.com

تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات مثلاً "ولایت سہ گانہ، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگ آپ کے طفیل آنحضرت کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی حاصل کرکے بشارات سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب کو علم تصوف اور حقائق الٰہی میں ید بیضا حاصل تھا۔ بلکہ اس علم میں کئی ایک رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ واقعی کلام خوب ہے۔ آپ شریعت اور طریقت حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند تھے۔

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔

خواجہ عبدالرحمٰن مراد آبادی تئیس سال آنحضرت کی خدمت کی۔ اور سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت جس وقت قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب ورق گردانی کیا کرتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پورے پابند تھے۔ لیکن آنحضرت کی وفات کے بعد خواجہ صاحب سے واہیات کلمات سننے میں آئے۔ چنانچہ انہوں نے منصب قطبیت کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ اس منصب اعلےٰ کی کوئی علامت آپ میں نہ پائی جاتی تھی۔ اور نہ ہی آنحضرت نے آپ کو بطور ِ اشارت فرمایا تھا۔ صرف آپ کی کشفی خطا تھی۔ دوسرے اس طریقہ میں امر مسلّمہ ہے۔ کہ یہ منصب قطبیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد خصوصاً حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزندوں میں قیامت تک رہے گا۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزندوں کے بعد دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف کردہ "برکات احمدیہ" کی پانچویں فصل میں لکھا گیا ہے۔ نیز خواجہ صاحب نے مخدوم زادوں کی گستاخی کرکے انہیں ناراض کر لیا۔ حالانکہ مخدوم زادوں کے پاس قدر دینی و دنیاوی حقوق خواجہ صاحب پر تھے۔ آنحضرت کے وصال کے بعد خواجہ صاحب نے خانقاہ سے ملحق ایک اور جگہ سکونت

marfat.com

اختیار کی اور عندہم زادوں کی زیارت کرنا ترک کر دی۔

خواجہ محمد امین کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع کے خلیفہ اور حضرت حجۃ اللہ کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند کلاں ہیں جو کابل کے قدیمی بزرگ زادہ ئے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں شروع سے آخر تک حاصل کر کے خانقاہ کی مروجہ بشاورات پائیں۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب سے کچھ لغزش ہو گئی۔ لیکن اس سے متنبہ ہو کر توبہ کی۔ جیسا کہ آنحضرت کے بیسویں سال قیومیت کے حالات میں لکھا گیا ہے۔

شیخ محمد دمشقی آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ شیخ محمد مراد شامی کے فرزند ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت شیخ مراد آنحضرت کی زیارت کے لئے آئے جب حضرت خلیفۃ اللہ کو دیکھا تو بہت معتقد ہو گئے۔ اپنے فرزند کو آنحضرت کا مرید بنایا جس نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آج شیخ محمد ملک شام میں سب سے بڑا شیخ شمار ہوتا ہے۔ اور اس سے وہاں کے بہت سے آدمیوں نے باطنی استفادہ کیا ہے۔ وہاں کے تمام امراء اور بادشاہ اور سلطان روم اس کے مرید ہیں۔ شیخ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ اشرفی ہے۔ حاجی سعادت اللہ جو آنحضرت کے خاص یار ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں شیخ محمد سے ملا۔ اس نے بہت اخلاص اور خصوصیت ظاہر کی۔ اور کہا۔ کہ میں صبح شام اسی تمنا میں رہتا ہوں کہ ایک دفعہ آنحضرت حج کے لئے تشریف لائیں۔ وہ ہر سال اس ولایت کے تحفے اور ہدیے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ اور ورع، تقویٰ سے موصوف اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر کاربند تھا۔

marfat.com

خواجہ محمد میر ویہ یعقوبی

کابل کے مضافات میں یعقوب نام ایک گاؤں ہے۔ آپ وہاں کے رہنے والے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ خواجہ عبد الصمد کے پوتے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پہ کاربند تھے۔

شیخ محمد سعید سیالکوٹی

حافظ نور محمد کے پوتے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے۔

خواجہ فیض اللہ اور خواجہ عباد اللہ کابلی

دونوں حضرت حجت اللہ کے خلیفہ خواجہ خسرو کے فرزند ہیں۔ جب حضرت حجۃ اللہ کے حسب الامر حضرت خلیفۃ اللہ کابل میں تشریف لائے تو باپ نے ان دونوں کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مہربان ہو کر بعض بشارات عنایت کر کے خلافت سے مشرف فرمایا۔ آج وہ دونوں بھائی اس ملک کے بڑے شیخ شمار کیے جاتے ہیں۔ اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پہ ثابت قدم ہیں۔

صوفی لعل پنجابی کابلی

آپ حضرت حجت اللہ کے خلیفہ حاجی عبد الغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنی قوم کے مشہور شیخ ہیں۔ اور حضرات سرہند کے طریقے پہ ثابت قدم ہیں۔

خواجہ شکر اللہ کابلی

آپ خواجہ نیاز کابلی کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پورے پابند ہیں۔

marfat.com

خواجہ فقیر سبحانی کابلی آپ حاجی عبدالغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر ثابت قدم ہیں۔

صوفی عبدالرحیم کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے صوفی صاحب پر بدرجہ کمال کرم فرمایا۔ حتیٰ کہ حوض کوثر کا ساقی ہونے کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں۔

حاجی داراب کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور ملتان بھیجے گئے۔ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سنت پابند ہیں۔

خواجہ عبدالرحمٰن کولابی ملک بدخشاں میں کولاب[۱] ایک شہر ہے۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجہ تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارت سے مبشر ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ سنت نبوی اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں۔

۱؎ کولاب کا دوسرا نام ختلان ہے۔ دیکھئے تاریخ کشمیر انگریزی بنام "کشیر" مؤلفہ صوفی غلام محی الدین ایم اے مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی۔

(رضی شیرازی)

صوفی روزی بدخشی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی اور اس طریقہ علیا کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آپ تقویٰ اے عبادت سے موصوف اور طریقہ احمدیہ معصومیہ پر ثابت قدم تھے۔

شاہ محمد مقیم بدخشی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں۔

شیخ سعدالدین پشاوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں آپ پہلے حافظ نور محمد کے مرید تھے۔ بعد ازاں آنحضرت کی خدمت میں آ کر سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا۔ بلکہ بعضوں کو طریقہ کی اجازت بھی ملی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر نہایت ثابت قدم تھے۔

شیخ ابوتراب پشاوری آپ پہلے شیخ سعدالدین کے مرید تھے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آ کر سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

حاجی سعادت اللہ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ اور شریعت کے سخت پابند تھے۔

صوفی گل محمد رہتاسی لاہور اور کابل کے درمیان رہتاس

marfat.com

ایک قلعہ ہے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پر کاربند ہیں۔

صوفی فیض بخش رہتاسی آپ صوفی گل محمد کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پر ثابت قدم ہیں۔

مولوی محمد افضل رہتاسی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ پہلے حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ ظاہری و باطنی علم کے جامع تھے۔ پرہیزگاری اور عبادت سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے پابند تھے۔

شیخ ولی محمد بہاری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ اور شریعت پر کاربند تھے۔

شیخ محمد عادل اکبرآبادی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پابند ہیں۔

شیخ محمد عارف بنگالی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں۔

marfat.com

صوفی محمد اشرف شمس آبادی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے آپ کو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں قبولیت خلق نصیب ہو گی۔ خبردار! کہیں خود پسندی کو دخل نہ دینا۔ واقعی جب آپ شمس آباد میں آئے۔ تو گردونواح کے لوگ بہت معتقد ہوئے۔ اور آپ سے استفادہ کرنے لگے۔ آپ وہاں کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں۔

صوفی احمد کاتب سیالکوٹی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند تھے۔

صوفی غلام محی الدین افغان آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے پر ثابت قدم ہیں۔

صوفی محمد افضل بنگالی آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں۔

صوفی نواب افغان پشاوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پہ ثابت قدم تھے۔

marfat.com

خواجہ اسداللہ بخاری آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے فرزند ہیں۔ آپ بخارا سے محض آنحضرت کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے تیسویں سال میں مذکور ہو چکا ہے۔ پھر آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خدمت سے مشرف ہوئے آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے۔

---

marfat.com

حضرت خلیفۃ اللہ کے ملشترین جنہیں خلافت ملی تھی

صُوفی میر مرزا آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت آپ پر مہربان تھے۔ دن رات کمال مہربانی سے آپ کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات مثلاً تینوں ولائیتیں صغرائے، کبرائے اور عُلیا اور کمالات نبوت وغیرہ عنایت فرمائیں۔

صوفی حفیظ اللہ آپ بھی حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں۔ آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ آپ بھی دل و جان سے آنحضرت پر فدا تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروجہ بشارات یعنی ہر سہ ولایت، ولایت صغرائے، ولایت کبرائے، ولایت عُلیا۔ کمالات نبوت اور قبولیت وغیرہ عنایت فرمائی۔ آپ طریقہ احمدیہ معصومیہ کے بڑے سخت پابند تھے۔

صوفی محمد شریف باجوری آپ آنحضرت کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایات، کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارات عنایت فرمائیں۔

marfat.com

صوفی بند علی کابلی آپ آنحضرت کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ہرسہ ولایات، کمالاتِ نبوت اور ہرسہ حقائق کی بشارات عنایت فرمائیں۔

صوفی فقیر احمد کابلی آپ شیخ الوالقاسم کابلی کے فرزند اور حضرت سلطان الاولیاء کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پہ بہت مہربان تھے۔ مرض آخر میں جب آنحضرت بہ سبب ضعف مسجد میں تشریف نہ لا سکے تو صوفی صاحب کو امام مقرر فرمایا۔ اس طریقہ کی بعض بشارات بھی آپ کو عنایت فرمائیں۔

صوفی شیخ علی آنحضرت نے آپ کو کمالات نبوت کی بشارات عنایت فرمائیں۔

صوفی عبد اللہ خوشابی آنحضرت کے مبشرین میں سے ہیں۔ آپ طریقہ بشارات سے مشرف ہوئے۔

صوفی محمد اعظم سیالکوٹی آپ پہلے حافظ نور محمد سیالکوٹی کے معتبر یار بلکہ خلیفہ تھے۔ بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مورد عنایت بنے۔ اور عمدہ بشارات مثلاً ہرسہ ولایات اور کمالات نبوت سے سرافراز ہوئے۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ کے سخت پابند تھے۔

صوفی نفس کابلی آپ بھی آنحضرت کے مبشرین سے ہیں۔

صوفی عبد الرحیم سیالکوٹی آپ حافظ نور محمد سیالکوٹی کے پوتے ہیں۔ کچھ مدت آنحضرت کی خانقاہ و عالم پناہ میں رہے۔ اور آنحضرت سے اس طریقہ میں بشارات حاصل کیں۔

حاجی جمال: آپ آنحضرت کے دودھ بھائی ہیں۔ آنحضرت نے آپ

marfat.com

و ولایت صُغرٰی، ولایت کبرٰی، بلکہ ولایت عُلیا کی بشارات سے مشرف فرمایا۔

خون سلطان افغان

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مبشرین سے ہیں۔

صوفی غلام محمد سرہندی

آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ حاجی کمال کے فرزند اور میرے (مولف رہ) والد ماجد کے دُودھ بھائی ہیں۔ میرے والد ماجد تھے آپ کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ آپ اس طریقہ کی بشارات سے سرفراز ہوئے۔

صوفی غلام احمد سلطان پوری

آپ آنحضرت کے خلیفہ شیخ محمد عابد سلطانپوری کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ عمدہ بشارات سے مشرف ہوئے۔

صوفی بخشندہ عزیز قلیخاں

آپ آنحضرت کے ایک منظورِ نظر ہیں۔ عمدہ بشارات ہر سہ ولایت اور کمالات نبوّت سے سرفراز ہوئے۔

صوفی محمد صدیق کابلی

آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں۔ آپ ولایت کبرٰی تک کی بشارات سے مستفید ہوئے ہیں۔

صوفی یار محمد کفش فروش

آپ نے آنحضرت سے ہر سہ ولایت کمالات نبوت، حقیقت کعبہ تک کی بشارات حاصل کیں۔

صوفی عبدالحکیم کشمیری

آپ نے مدّت تک سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور ولایت کبرٰی کی بشارات کا شرف حاصل کیا۔

marfat.com

صوفی خواجہ عبدالمنان آپ خواجہ بہاءالدین نقشبند کی اولاد سے ہیں آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔

صوفی محمد صادق آپ مدت مدید تک آنحضرت کی خانقاہ میں رہے اور آنحضرت سے بشارات حاصل کیں۔

صوفی محمد عاقل آپ آنحضرت کے مخصوص خادم ہیں۔ تینوں ولائیتوں کی بشارات سے مشرف ہوئے۔

صوفی مولوی احمد قصوری آپ مولوی عبدالحکیم قصوری کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی بہ ہمہ شرائط حضرت خلیفۃ اللہ سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے۔ آپ آنحضرت کے معتبر یار اور حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پکے پابند تھے۔

حافظ سعد اللہ لاہوری آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں[1]۔

---

[1] آپ حضرت شیخ محمد صدیق مجددی بن شیخ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ آپ تیس سال تک اپنے مرشد کی خدمت میں زیر تربیت رہے اور سلسلہ مجددیہ میں بلند مقام حاصل کیا اور سید الصوفیہ کا لقب ملا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تیس سال تک خانقاہ میں علماء کو پانی پلایا۔ اور ان کے وضو کے لئے آب کشی کی۔ میرے سر کے بال اڑ گئے۔ روتے روتے آنکھوں کی روشنی جاتی رہی ایک بار میرے پیرو مرشد نے شدید گرمیوں میں احمد آباد بھیج دیا۔ آپ کے ہجر و فراق میں اس قدر رویا کہ میری آنکھیں بصارت سے محروم ہو گئیں۔ مگر حضرت کی خدمت گذاری کا وہ صلہ ملا کہ ہزاروں انسان میرے دروازے پر حاضری دیتے اور میری قلبی آنکھیں ہمیشہ روشن رہتیں۔ نواب فیروز جنگ آپ کا مرید خاص تھا۔ ایک دن حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ خواجہ حسن سہل نما جسے مرید بناتے ہیں رسولِ اکرم

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

مرزا عبدالحکیم کابلی | آپ علم ظاہری و باطنی ہر دو کے عالم تھے۔ آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔

صوفی محمد عظیم | آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص یار ہیں آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی بشارات عنایت فرمائیں۔

میر ہزار کابلی | آپ آنحضرت کے اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کے اعتقاد کی بڑی تعریف کی ہے۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص مبشر تھے۔

صوفی امان اللہ | آپ آنحضرت کے خاص مبشر ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ولایت صغرے اور ولایت کبرے کی خوشخبری عنایت فرمائی۔

ملا عبداللہ افغان | آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو ہر سہ ولایات کی بشارات عنایت فرمائیں

ملا مخدوم لاہوری | آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کی زیارت کراتے ہیں۔ مگر میں آج تک محروم ہوں۔ آپ نے فرمایا آج رات سورہ فاتحہ پڑھ کر سونا۔ خواب میں حضور کی زیارت ہوئی۔ نواب فیروز جنگ صبح کے وقت حاضر ہوئے پانچ سو روپیہ نذرانہ پیش کیا اور عرض کی اگر ایک بار پھر زیارت ہو تو پانچ سو مزید پیش کروں گا۔ پھر زیارت ہوئی۔ تو نواب فیروز جنگ ایک ہزار روپیہ لایا پانچ سو شکرانہ اور پانچ سو نذرانہ۔ آپ ۱۱ شوال ۱۱۵۲ھ کو شاہجہان آباد میں فوت ہوئے اور اجمیری دروازے کے باہر مزار بنایا گیا۔

marfat.com

محمد کبیر شاعر کابلی آپ کے کچھ حالات آنحضرت کی کرامات کے باب میں لکھے گئے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے ہر سہ ولایات اور کمالات نبوت کی بشارات سے سرفراز ہوئے۔

حاجی جمال ابدالی آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہیں۔

صفدر شاہ سحری آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات سے سرفراز فرمایا۔

صوفی محمد سالم کابلی آپ مدت مدید آنحضرت کی خانقاہ میں رہ کر تینوں ولایات کی بشارات سے سرافراز ہوئے۔

حافظ حنیف اللہ آپ نے آنحضرت کی بہت خدمت کی ہے۔ آنحضرت نے آپ کو تینوں ولائیتوں کی بشارات سے مخصوص فرمایا۔ اب آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے روضہ منورہ کے خادموں کے سردار ہیں۔

دوست محمد افغان آپ آنحضرت کے مخصوص خادم تھے۔ آنجناب نے آپ کو اعلیٰ اور عمدہ بشارات سے سرافراز فرمایا۔

حاجی نیاز۔ ملا نور بدخشی، خواجہ عبدالرحمن سمرقندی، ملا شمس الدین کاشغری، محمد ارشد حبیبی سب آنحضرت کے مبشرین ہیں۔ آنحضرت کے بہت سے خلفاء اور مبشرین کے نام یاد نہیں رہے۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے گئے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی عرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی۔ اگر اللہ تعالےٰ ہماری رہنمائی نہ کرتا۔ واقعی ہمارے پروردگار کے رسول حق پر مبعوث ہوئے۔

---

marfat.com

خلیفۂ اللہ سلطان الاولیاء کے ہمعصر مشائخ و علماء و شعراء و سلاطین کے حالات

حاجی محمد سعید لاہوری

آپ لاہور کے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے آپ شاہ میر لاہوری (حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ) صاحب ذوق وشوق کے مرید تھے۔ بعد ازاں ان کے خلیفہ ملا شاہ (ملا شاہ بدخشی) سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ اور نقشبندیہ خلافت پائی۔ آپ صاحب جذب قوی تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے پایۂ تکمیل تک حاصل کیا۔ لوگوں نے دونوں علوم میں آپ سے استفادہ کیا۔ حاجی صاحب کے مرید اور شاگرد ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ جو شریعت و طریقت پر کاربند تھے۔[1]

---

[1] صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کے حالات لکھتے ہوئے اس قدر اضافہ کیا ہے کہ آپ مشائخ نقشبندیہ میں ممتاز مقام رکھنے کے علاوہ قادریہ شطاریہ سے بھی نسبت رکھتے تھے۔ تشریف الشرفاء اور نسب نامہ حضرات گیلانی ؒ نے لکھا ہے کہ آپ سید محمود بن سید علی حسینی الکردی سے مدینہ منورہ میں بیعت ہوئے تھے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں حافظ سعداللہ لاہوری مجددی سے مجاز تھے۔ اور اپنے آپ کو نقشبندی مجددی کہلاتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

شیخ محمد فاضل آپ ظاہری و باطنی علوم کے عالم اور لاہور سے چار منزل پر بھاکہ کے رہنے والے تھے۔ آپ صاحب کرامت استقامت تھے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ ضمیرہ کی شرح لکھی ہے۔ جو سو جزو سے زیادہ ہے [1]

(سابقہ صفحہ سے آگے) احمد شاہ ابدالی نے جب لاہور پر ۱۷۴۸ء میں پہلا حملہ کیا تو آپ لاہور کے محلہ ککی محلہ اور عبداللہ داری میں رہائش پذیر تھے۔ لاہور میں قتل و غارت سے ہراساں لوگ آپ کے محلہ میں آتے اور پناہ پاتے۔ آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ احمد شاہ ابدالی کی فوجیں ان دو محلوں میں داخل نہیں ہو سکیں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ احمد شاہ کے سپاہیوں نے لاہور شہر اور اس کے مضافات کو تاخت و تاراج کر دیا تھا۔ مگر وہ حضرت کے محلہ ککی اور عبداللہ داری کی طرف نہ بڑھ سکے۔ لوگوں میں آپ پیر افغاناں کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

حضرت حاجی محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے دو بار حج کیا۔ وہاں کے مشائخ اور صوفیاء سے استفادہ کیا۔ خانوادہ قادریہ میں سید محمود کردی سے خلافت پائی تھی۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی وفات ۱۱۶۶ھ / ۱۷۳۱ء میں بعمر ایک سو دس سال لکھی ہے

شیخ عبدالرحیم آپ کے نواسے تھے۔ ان کے خلیفہ فضل علی لاہوری آپ کی وفات کے وقت زندہ تھے۔

۲ے حضرت شیخ محمد فاضل بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے مشہور صاحب فضل و کرامت بزرگ تھے۔ سارے پنجاب میں آپ کے علم و فضل کا ڈنکا بجتا تھا۔ آپ کے معاصرین ہر دینی معاملہ میں آپ کو حکم تسلیم کرتے تھے۔ آپ کی ساری عمر علم دین کی اشاعت و تدریس میں گذری۔ بے شمار لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ خلافت چند واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے۔ آپ شیخ محمد افضل کلانوری کے خلیفہ تھے۔ اور وہ ابو محمد لاہوری کے اور وہ حضرت محمد طاہر (طاہر بندگی) قادری مجددی اور وہ حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔ حضرت طاہر لاہوری کو قادری سلسلہ میں حضرت سکندر کیتھلی سے بھی اجازت تھی۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

شاہ بھیکھ : آپ بھی آنحضرت کے ہم عصر تھے۔

شیخ ابوالفتح سنوری | سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر شہر سنور ہے شیخ صاحب اہل نیستی و انکسار تھے۔ صفائی باطن میں مشہور تھے۔

شیخ اشرف سلونی | آپ شیخ پیر محمد سلونی کے فرزند اور ہندوستان کے ایک مشہور شیخ ہیں۔ آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہے۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کی مجلس میں سماع و نغمہ بکثرت ہوا کرتا تھا۔ دعوت اسماء کا علم بھی آپ کو حاصل تھا۔ اور قبولیت کی وجہ بھی یہی تھی۔

شیخ حبیب اللہ قنوجی | آپ قنوج کے مشہور شیخ اور صاحب تصرف ظاہر و خوارق باہرہ تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔

شیخ برکت اللہ | آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ خدا طلبی میں سخت تکلیفیں اٹھائیں۔ اذکار واشغال میں مشغول و معروف رہے۔ عجیب و غریب مقامات حاصل کئے۔ بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اب آپ کے دو لڑکے آپ کے جانشین ہیں۔ ایک آل محمد جو باپ کا قائم مقام ہے۔ دوسرے شاہ محمد۔

(سابقہ صفحہ سے) حضرت شیخ محمد فاضل نے تقریباً تمام عمر اپنے پیرو مرشد خواجہ محمد افضل کلانوری کی زیر نگاہ گذار دی۔ ایک وقت آیا کہ حضرت کلانوری کا وہ لنگر جو بٹالہ میں جاری تھا۔ آپ کو ناظم مقرر کر دیا گیا۔ آپ اس لنگر کے انتظام کے دوران ظاہری و باطنی فیضان پھیلاتے رہے۔ اور مخلوق خدا کو خدا رسیدہ بناتے رہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

شاہ کلیم اللہ | آپ شاہجہان آباد کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں آپ صاحب احوال بلند و مقامات ارجمند ہیں۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔[۱]

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ سے) حضرت شیخ محمد فاضل نے جب بٹالہ میں خانقاہ کی تعمیر شروع کی۔ تو آپ کے پاس روپیہ نہ تھا۔ مزدوروں اور معماروں کی تمام اجرت خزانۂ غیب سے آجاتی تھی۔

آپ کا وصال ۱۴ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ بٹالہ میں ہوا۔ آپ کا مزار بٹالہ میں ہی ہے۔ آپ کا فیض آج تک بارگاہِ فاضلیہ لاہور سے جاری ہے۔

[۱] حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی (۱۶۵۰ء-۱۷۲۹ء) چشتیہ سلسلہ کے عظیم مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ کی تجدید و احیاء میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ یہ وہ دور تھا۔ جب سلطنت مغلیہ کے اقتدار کا آفتاب غروب ہو رہا تھا اور مسلم معاشرہ توڑ پھوڑ کے عمل سے گذر رہا تھا۔ اخلاقی بے راہ روی تساہل پسندی، اور عیش کوشی ہر فرد میں سرایت کر چکی تھی۔ آپ نے ایسے حالات میں اعلاءِ کلمۃ الحق کے جو فرائض سرانجام دیئے۔ وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ نے دہلی کے بازار خانم میں خانقاہ بنائی۔ اور مسندِ ارشاد بچھا کر علم و معرفت، رموز و حکمت اور احسان و سلوک کی اشاعت میں زبردست کامیابی حاصل کی۔ مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ آپ کے والد حاجی نور اللہ بن شیخ احمد بن شیخ حامد صدیقی قدس سرہٗ کا سلسلہ نسب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ اور آپ کے اجداد خجند سے سلطان شہاب الدین شاہجہان آباد کے زمانہ میں دہلی میں آگئے تھے۔ آپ کے والد ایک نجومی عالم تھے۔ شاہجہان نے لال قلعہ دہلی کی بنیاد رکھنے سے پہلے خصوصی طور پر آپ کو بلایا تھا۔ اسی طرح آپ کے دادا احمد معمار ماہرِ فنِ تعمیر تھے۔ آپ نے لال قلعہ دہلی کی تعمیر میں بڑی قابلیت کا ثبوت دیا۔ بادشاہ نے آپ کو نادر العصر کا خطاب دیا تھا۔ اس خاندان کے دوسرے افراد بھی فنِ تعمیر میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ چنانچہ ان حضرات نے تاج محل آگرہ، لال قلعہ دہلی، جامعہ مسجد دہلی، محل نواب آصف جاہ، لاہور، قلعہ جات شمشیر گڑھ اور حسن ابدال اور مقبرہ دلراس بانو بیگم

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

شاہ غلام محمد

آپ بھی شاہجہان آباد کے معتبر مشائخ سے ہیں۔ صاحب زہد و توکل تھے۔ تصوف اور سلوک میں راسخ قدم تھے۔

شیخ عبدالرسول انبالوی

آپ انبالہ کے مشہور شیخ ہیں۔ زہد و توکل سے موصوف تھے۔ آپ نے خدا طلبی میں ریاضتہائے شاق اٹھائیں۔ صفائی باطن میں مشہور تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔

شاہ کمال

آپ سید جمال کے فرزند اور شاہ جہان آباد کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ صاحب وجد و شوق تھے۔ رقص و سماع بہت کیا کرتے تھے۔

شاہ اجالی بدایونی

آپ بداون کے مشائخ کبار سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ صاحب ذوق شوق تھے۔ اور انکسار آپ کا پسندیدہ

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ سے) اورنگ آباد کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا۔

حضرت شاہ کلیم اللہ رحمہ اللہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ / ۱۶۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ شیخ برہان الدین المعروف شیخ بہلول سے تکمیل کی۔ آپ نے مدینہ منورہ پہنچ کر شیخ مدنی (شیخ یحییٰ مدنی) سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ حجاز سے واپسی پر دہلی کے بازار خانم میں دارالعلوم جاری کیا جس کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیلی اور ہزاروں طلباء علوم دینیہ سے مالا مال ہوئے۔ آپ نے ظاہری علوم کی تدریس کے ساتھ ساتھ باطنی سلوک کی تربیت کی۔ بلند پایہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔ آپ کی اہم تصانیف میں سے قرآن القرآن، عشرہ کاملہ، سواء السبیل، کشکول، مرقع، تسنیم اور الہامات کلیمی مشہور زمانہ ہوئیں۔ آپ نے اپنے خلیفہ نظام الدین اورنگ آبادی کو جو مکتوبات لکھے وہ بھی تصوف کے رموز کی ایک اہم دستاویز ہے۔ اسی طرح رجحانات میں آپ نے دلوں کو یاد خداوندی سے معمور کر دیا۔ بڑے بڑے صوفیاء کی تربیت کی۔ جو ملک کے مختلف علاقوں میں پہنچے اور سلسلہ چشتیہ کی نشوونما کرتے تھے۔ آپ نے سلوک چشتیہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ مجددیہ سے بھی استفادہ کر کے اسے پھیلایا۔ آپ ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۷۲۹ء کو فوت ہوئے۔ موت

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

طریقہ تھا۔ بہت سے لوگ آپ کے منکر بھی تھے۔ وہ آپ کو دیوانہ کہتے تھے۔ بعض جو آپ کے مرید تھے وہ آپ کو صاحب کمال جانتے تھے۔ لیکن آپ کے اوضاع و اطوار سے ثابت ہوتا تھا کہ آپ تمام مشائخ امت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ آپ کے مرید ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے روزہ رکھتے ہیں۔ اور کسی سے کلام نہیں کرتے۔ ساتھ ہی کہتے ہیں کہ ان دنوں ہمیں خدا ظاہری آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے۔ بعد ازاں ساتویں روز عید کی طرح خوشی مناتے ہیں۔ ان دونوں دنوں کو جنگل میں ایک مقررہ جگہ جاکر اپنی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر چاروں طرف کھڑے ہو کر کچھ پڑھتے ہیں۔ ہر روز اوقات مقررہ پر اس قسم کی عبادت کرتے ہیں۔ سلام علیک کی بجائے "ابن خفتان" کہتے ہیں۔ جب آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو یہی لفظ پکارتے ہیں۔ وہ حسین خفتان کو پیغمبر اولوالعزم صاحب شریعت مانتے ہیں۔ اس بات کو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ جو ان کا محرم راز ہوتا ہے اسی سے یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ محمد امین خاں نے یہ بات معلوم کرکے ظاہر کرنی چاہی لیکن وہ انہیں دنوں فوت ہو گیا۔ اب وہ اپنے میں اسے بطور معجزہ سمجھتے ہیں۔ ایک دفعہ میں (مؤلف کتاب) نے خفتان کے بیٹوں سے ملاقات کی اور اس بات کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے محض انکار کر دیا۔ صرف استغفراللہ کہا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ سے پیوستہ) کے وقت یہ شعر زبان پر تھا۔

۵

غبار خاطر عشاق مدعا طلبی ست
بحالتے کہ منم یاد دوست بے ادبی ست

آپ کا مزار جنگ آزادی کی تباہ کاریوں کی نذر ہو گیا۔

شیخ جان محمد — آپ اعلیٰ درجہ کے زاہد و ریاضت کنندہ اور صاحب استقامت تھے۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ کی ملاقات کے لیے آئے۔ آپ کے جانے کے بعد کسی نے آپ کے حالات کی بابت پوچھا۔ فرمایا کہ ریاضت کے باعث اسے باطنی صفائی حاصل ہے۔

مولوی عبدالحکیم — آپ شاہ جہان آباد کے ایک مشہور عالم باعمل ہیں۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ عبداللہ کے مرید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے معتقد تھے۔ چنانچہ دو دو کوس پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ آنحضرت بھی آپ پر مہربان تھے۔ امر معروف آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ چنانچہ بادشاہ پر بھی شرعی حد لگا دی۔ کہ کفار سے جزیہ لو۔ یہ قصہ قیومیت کے اٹھائیسویں سال میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

مولوی نظام الدین[1] — آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ کئی ہزار آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا فائدہ اٹھایا۔ سینکڑوں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ زہد و عبادت اور ریاضت بکثرت کرتے ہیں اور شیخ عبدالرزاق کے مرید ہیں۔ آپ صاحب استقامت و استغنا ہیں۔

---

[1] مولوی نظام الدین بن قطب الدین شہید سالوی علوم متعارفہ میں شہرہ آفاق تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حافظ امان اللہ بنارسی، مولانا قطب الدین شمس آبادی، مولانا غلام نقشبند لکھنوی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ مولانا نظام الدین نے تدریس علوم اسلامیہ میں وہ کمال حاصل کیا۔ کہ اس وقت کے تمام دینی مدارس اپنے طریقہ تدریس میں ٹھنڈے پڑ گئے۔ مشرق و مغرب، دور دراز سے طلباء دوڑے آتے تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے علماء میں سے شاید ہی کوئی عالم ایسا ہوگا جو آپ یا آپ کے بیٹوں کی شاگردی سے محروم رہا ہوگا۔ آپنے معقولات اور منقولات میں بڑی بلند پایہ کتابیں لکھیں۔ شاہ عبدالرزاق بانسوی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

مولوی صفت اللہ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ آپ نے حدیث کی سند مدینہ منورہ میں حاصل کی۔ آپ کی مجلس میں عموماً علم حدیث پڑھایا جاتا تھا۔ شریعت کے سخت پابند تھے۔ بالعموم رافضی امرا سے آپ کا میل جول تھا۔ لیکن ہر مجلس میں انہیں زک ہی دیتے۔

مولوی قطب الدین آپ پورب کے بڑے مشہور عالم ہیں۔ کہتے ہیں۔ علم معقولات میں ہندوستان بھر کے علماء آپ سے لگا نہیں کھاتے۔ بہت سے آدمی آپ سے فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔[1]

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ سے) قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔ پھر آپ سے بھی سلسلہ سلوک آگے بڑھا ۱۹ جمادی الاول ۱۱۹۶ھ / ۱۷۸۲ء کو فوت ہوئے۔ (تذکرہ علمائے ہند)

[1] مولانا قطب الدین شہید سہالوی قدس سرہ الف اری شیخ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان کے ایک بزرگ مدینے سے ہجرت آئے۔ خواجہ عبداللہ انصاری آپ کے آباؤ اجداد میں سے تھے۔ سب سے پہلے شیخ علاؤ الدین انصاری ہندوستان میں آئے۔ مضافات دہلی میں سکونت اختیار کی۔ ملا نظام الدین سہالوی بھی آپ کے آباؤ اجداد میں سے تھے۔ مولانا قطب الدین شہید اپنے زمانہ کے بلند پایہ مدرس اور معلم علوم دینیہ تھے آپ نے ملا دانیال چوراسی، قاضی گھاسی سے نقلی اور عقلی علوم حاصل کئے۔ تمام عمر تدریس و تعلیم میں گذاری لکھنؤ میں علمی ریاست کے صدر نشین رہے۔ ۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۱ء کو شیوخ عثمانی نے رات کے وقت مولانا قطب الدین کو شہید کر دیا تھا۔ آپ کی کتاب شرح عقائد دوانی کا حاشیہ اسی ہنگامے میں ضائع ہو گئی۔ کتاب تلویحات آپ کی تصنیف ہے۔ تدریس علوم دینیہ میں شہرہ آفاق ہوئے جنہوں نے فرنگی محل۔ لکھنؤ۔ بنارس اور مرزا پور میں مدارس قائم کیے۔

(تذکرہ مسلمانان ہند)

marfat.com

مولوی شیخ محمد آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ظاہری علم میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔

مولوی عبدالکریم آپ دو واسطوں سے مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی کے شاگرد ہیں۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا استفادہ کیا۔

مولوی ابو طالب آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ساتھ عالم باعمل بھی ہیں۔

مولوی کمال الدین بڑے جید عالم ہیں۔ ہزاروں آدمی آپ سے مستفید ہوئے۔

حاجی یار بیگ آپ لاہور کے بڑے مشہور عالم اور شریعت کے بڑے پابند ہیں۔ جب سلطان بہادر شاہ نے لاہور جا کر علماء کو اس بات کی تکلیف دی۔ کہ خطبہ میں حضرت علی کو وصی کہیں۔ اس وقت لاہور کے علماء کے سرگروہ حاجی یار بیگ ہی تھے۔ انہوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جیسا کہ پہلے لکھ دیا گیا ہے۔

مولوی محمد مقیم آپ علم ظاہری و باطنی دونوں کے عالم ہیں۔ ایک بزرگ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ عجز و نیستی آپ کا شعار ہے۔ آپ کی تصنیفات نہایت اعلیٰ پائے کی ہیں۔ چنانچہ مولانا روم کی پیروی کی ہے۔ شرح وقایہ پہ حاشیہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔

حسب ذیل شعراء حضرات خلیفۃ اللہ کے ہمعصر تھے محمد پناہ، قایل نگہت، جعفر روحی مرزا گرامی، مظہر، سامی، آفرین، رونق، گلشن، باجی، حزین وغیرہ وغیرہ

marfat.com

روحی کہتا ہے ؎

گشت چشم تو پئے فتنۂ قامت باقی ست
نیست آرام بہ مردن کہ قیامت باقی ست

قائل کہتا ہے ؎

بہ بزم دود بماند ز بعد کشتن شمع
چو ماز تیغ تو مردیم وآہ ما باقی ست

آفرین نے مضمون ناز کو خوب نبھایا ہے ؎

گل اندامے سراپا ناز آمد آمدے دارد
بہار رفتۂ ما باز آمد آمدے دارد

سامی وآفرین نے میسر کے قصہ کو چار باب میں لکھا ہے۔ قصیدہ کی سوزش کو نظم میں لکھ کر دو بالا کر دیا ہے

حسب ذیل بادشاہ حضرت سلطان الاولیاء کے ہم عصر تھے

ہندوستان میں سات شخص آنحضرت کے عہد میں تخت سلطنت پر بیٹھے۔ خاندانِ تیموریہ کے دس بادشاہ قیوم اربعہ کے عہد میں تخت نشین ہوئے۔ جلال الدین اکبر، حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں۔ جہانگیر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں۔ شاہجہان، حضرت قیوم ثانی کے عہد مبارک میں، اورنگ زیب عالمگیر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا کے ساتھ حضرت قیوم اوّل کی زیارت کی۔ حضرت قیوم ثانی کے عہد میں تخت نشین ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ کا تمام عہدِ مبارک دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ نے میرے آخری سالوں میں قیومیت کے تخت پر جلوس فرمایا۔ باقی بادشاہ حضرت خلیفۃ اللہ کے عہد میں ہوئے یعنی بہادر شاہ معزالدین، فرخ سیر، رفیع الدولہ، رفیع الدرجات اور محمد شاہ جو موجودہ بادشاہ ہے۔ ایران میں نادر شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ نادر شاہ سے پہلے قندھار کے چند خاندان ایران پر قابض تھے جیسا کہ حضرت قیوم ابع کے چودھویں سال قیومیت کے حالات میں لکھا ہے۔ توران میں ابوالفیض حکمران ہے۔ بدخشاں کا بادشاہ میر یار بیگ خاں ہے۔ یہ تمام بادشاہ حضرت قیوم ابع کے مرید و معتقد ہیں۔ والسلام من اتبع الهدیٰ والزم متابعۃ المصطفیٰ وصل اللہ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بحمد اللہ کہ بر زعم زمانہ • بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ

تمت بالخیر

فضائل درود شریف اور اد فتحیہ

اعلیٰحضرت بریلوی خاک کربلا

تذکرہ علمائے اہلسنت تاریخ مشائخ چشت ملفوظات شریفہ

ترجمہ کتاب الشفاء (دو جلد)

نغمہائے روح

شواہد النبوت

مکتوبات امام ربانی تجلیات امام ربانی

جگر گوشۂ رسول رسائل نقشبندیہ

کربلا کا مسافر

سیرت طیبہ (دو جلد) (۳ تین جلد)

الامتیاز بین الحقیقت و المجاز

الوظیفۃ الکریمۃ

تکمیل الایمان

منزلہ